اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ...... (القرآن)

ترجمہ

انیس الجلیس

مصنف

عالم نبیل فاضل جلیل علامہ دوراں فہامہ زماں

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب جدید و تخریج

محمد نعیم اللہ خاں

بی۔ایس سی بی ایڈ، ایم اے اردو پنجابی و تاریخ

مکتبہ فیضانِ عطار

جامع مسجد عمر روڈ کاموکے

0300-6460159

Marfat.com

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ...... (القرآن)

ترجمہ

انیس الجلیس

مصنف

عالم نبیل فاضل جلیل علامہ دوراں فہامہ زماں

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب جدید و تخریج

محمد نعیم اللہ خان

ایم ایس سی، بی ایڈ، ایم اے اردو پنجابی و تاریخ

مکتبہ فیضان عطار

جامع مسجد عمر روڈ کاموکے

0300-6460159

Marfat.com

111394

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب انیس الجلیس

مصنف علامہ جلال الدین سیوطی (تفسیر جلالین)

جملہ حقوق محفوظ ہیں محمد نعیم اللہ خاں قادری

اعراب و پروف ریڈنگ محمد نعیم اللہ خاں قادری

(بی ایس سی۔ بی ایڈ۔ ایم اے اردو پنجابی تاریخ)

ٹائٹل ڈیزائن محمد طیب

تعداد 550

سن اشاعت 20 جون 2009ء

صفحات 360

ہدیہ 220 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور / شبیر برادرز لاہور
فرید بک سٹال لاہور / زاویہ پبلی کیشنز لاہور
مکتبہ اعلیٰ حضرت پبلی کیشنز /قادری رضوی کتب خانہ لاہور
مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور / صراط مستقیم پبلی کیشنز لاہور
مکتبہ جمالِ کرم لاہور /مکتبہ راضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ
اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

Marfat.com

اَنِیْسُ الْجَلِیْس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَلَا عدوان الّا علی الظَّالِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

تمام تعریف خُدا ہی کے واسطے ہے جو پروردگار ہے تمام عالَم کا اور عاقبت کی خُوبی پرہیزگاروں کے واسطے ہے اور نہیں ہے تعدّی مگر ظالموں پر۔ اور خُداوندِ تعالیٰ ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد ﷺ اور اُن کی تمام پاک اور پاکیزہ آل پر درُود و سلام بہت بہت نازل فرمائے۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے معلُوم ہو کہ مجھ سے بہت سے اخوانِ دیاران نے درخواست کی کہ بطورِ تبرّک کے اپنے جواہرِ علُوم سے ایک کتاب مُرتّب کیجئے جو آپ کے بعد مُسلمانوں کے واسطے ایک یادگار اور مومنوں کے واسطے ایک مفید نصیحت اور ناظرین کے لئے فائدہ اور اہلِ اِسلام کے واسطے مُوجبِ راحت ہو اور اِس کتاب سے اُن اہلِ اعتبار کے سینے کُھل جائیں جن کے سامنے جس وقت خُدا کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دِل کانپ اُٹھتے ہیں اور جب خُدا کی آیات اُن پر پڑھی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں اور وُہ اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ پس میں نے اُن کی درخواست کے پُورا کرنے میں نہایت سُرعت سے کام لیا اور اُن کے مطلُوب کو مہیّا کرنا شروع کر دیا اور بادشاہ بخشنے والے پر

Marfat.com

بھروسہ کر کے اِس کتاب کو جمع کیا۔ خُدا سے میری دُعا ہے کہ بہت جلد اِس کے اَتمام کی تَوفیق مُجھ کو عنایت فرمائے تاکہ ناظرین اِس کے ذِکر سے رَطبُ اللّسَان رہیں اور جنّت کے پھل اِس میں سے حاصِل کریں اور اِس کے فوائد سے اہلِ اِیمان کے دِل رَوشن ہو جائیں۔ اور بھائیوں کی برکت وِ دُعا سے خُدا مُجھ کو بخش دے اور میرے حال پر رحم فرمائے کیونکہ کتاب ہی نیک نتیجہ ہے اور کتاب سے بہتر کوئی اَنِیس وجَلِیس نہیں ہے جیسا کہ بزرگانِ پیشین نے فرمایا اور فُضَلاءِ کاملین نے اِشارہ کیا ہے کہ یقینی زمانہ میں کتاب سے بہتر کوئی ہم نشین نہیں ہے۔ پس خُدا سے اُس کی لطیف مہربانیاں اور شریف عنایتیں مَطلُوب ہیں اور یہ کہ وہ اِس کتاب کو راحت اور آرام کے ساتھ پُورا کرائے۔ بیشک وہ ہر چیز پر قادِر ہے اور خُدا ہی کے ساتھ عِصمت اور تَوفیق ہے اور میں نے اِس کتاب کا نام اَنِیسُ الجَلِیس رکھا ہے اور اِس کتاب کو اِس چیز کے ذِکر کے ساتھ شروع کیا ہے جو تمام طاعتوں سے مُقدّم اور تمام مُناجاتوں سے اَشرف اور کُل عِبادات میں نہایت اہم اور کُل نیکیوں میں اَوّل دَرجہ کی نیکی اور تمام بیّنات میں زیادہ واضح اور تمام شہادات کا نتیجہ ہے یعنی نماز۔

Marfat.com

نماز

معلُوم ہو کہ خُداوندِ تعالیٰ نے جو بُزرگ، زبردست، غالِب، مُغفرت والا، نگھبان، پَردہ پوش، عظمت وکمال اور قُدرت وجلال والا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اُس نے اپنے بندوں پر پانچ وقت میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں کیونکہ نماز تمام عبادتوں کی سردار ہے اور اُسی کے اندر تمام حاجتیں پُوری ہوتی ہیں اور بندہ اپنے مولیٰ سے مُناجات کرتا ہے اِس لیے کہ یہی فلاحیت کا چراغ اور بہبُودی کی کُنجی اور روشن چراغ اور اَولیاء اللہ کی مِعراج ہے اور یہی معرفت اور محبّت اور درجۂ مرضیہ اور حاجتِ مقتضیہ ہے اور یہی اَنیس ہے اور شمع ہے اندھیری قبروں میں اور جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ اِن تمام بھلائیوں سے محرُوم ہے اور دونوں جہان میں خوار وخراب ہے۔ چُنانچہ حضُور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ دِین میں نماز کا وہ مرتبہ ہے جو بدن میں سَر کا ہے پَس معلوم ہو کہ بغیر نماز کے کوئی عمل نفع نہیں کرتا جیسے کہ بغیر سر کے بدن بے کار ہوتا ہے اور جب اعمال بغیر نماز کے ہوں گے تو (بیکار ہونے میں) اُن کی مثال بے سر کے جِسم کی سی ہے۔

حکایت: کُتبِ اَخبار میں وَارِد ہے کہ ایک بزرگ سفر کو روانہ ہوئے اور چلتے چلتے سمندر کے کنارہ پہنچے جب کشتی پر سوار ہونا چاہا تو یکا یک سطحِ سمندر پر نظر پڑی، دیکھا کہ پانی میں جانور اِن دَریائی ایک دُوسرے کو کھا رہے ہیں۔ اِن بزرگ نے خیال کیا کہ ضرور دریا میں قحط واقع ہوا ہے اور مَلّاح کی طرف مُتوجّہ ہو کر فرمانے لگے کہ یہ کیا بھید ہے؟ مَلّاح نے عرض کیا کہ میں دس برس سے

Marfat.com

جانوروں کی یہی حالت دیکھ رہا ہوں اور اِس بھید سے بالکل ناواقف ہوں۔ ان بزرگ نے بارگاہِ الٰہی میں مُناجات کی اور اِس راز کا اِنکشاف چاہا۔ ہاتِف (غیب کی آواز دینے والا فرشتہ) نے آواز دی کہ ایک روز تارکِ نماز کا سمندر کی طرف گذر ہوا تھا اور چونکہ وہ پیاسا تھا اِس کے پانی میں سے ایک چُلّو بھر کر اُس نے پینا چاہا، مگر تلخی کے باعث نہ پی سکا، اُلٹا ہی تھوک دیا جس کی نحوست سے سمندر میں قحط پڑ گیا ہے اور مچھلیاں ایک دُوسرے کو کھا رہی ہیں اور نیز اِسی باب میں حضرت یعقوب عَلَیہِ السَّلام کی حکایت مذکور ہے۔

حکایت: جب حضرت یوسف عَلَیہِ السَّلام حضرت یعقوب عَلَیہِ السَّلام سے جُدا ہو گئے تو حضرت یعقوب عَلَیہِ السَّلام شب و روز اُن کے حُسن و جمال کو یاد کر کے اُن کا ذِکر کیا کرتے تھے اور بجز حضرت یُوسف عَلَیہِ السَّلام کے اپنی کسی دُوسری اولاد کا ذِکر نہ کرتے اور یہ چاہتے تھے کہ مِثل مُشاہدہ کے اُن کے حُسن و ہیئت کی تصوِیر اُن کے سامنے رہے مگر اِس بات پر قادِر نہ تھے اور فرماتے تھے کہ میرے قُرّۃُ العَین یُوسف کا جو حُسن و جمال اور ہیئت وصُورت تھی وہ کہاں ہے اور یہ تمام تصوُّرات میرے سامنے سے کہاں چلے گئے۔ ہاتِف نے آواز دی کہ اے حضرت یعقوب عَلَیہِ السَّلام! تمہارے یُوسف کے ہم مِثل اور ہم شبیہ بہت ہیں مگر تم پر مُشکل ہو گیا ہے پھر تم ایسے کو اپنا دوست کیوں نہیں بناتے ہو جو بے مِثل و بے شبیہ ہے، نہ اُس کی ضِد ہے نہ شریک ہے، نہ اُس کا کوئی فرزند ہے نہ وزیر نہ شریک ہے، کوئی چیز اُس کی مِثل نہیں ہے اور وُہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔ پھر حضرت یعقُوب عَلَیہِ السَّلام نے عرض کیا کہ خُداوندا اُن لوگوں کی کیا نشانی ہے جنہوں نے تجھ کو اپنا دوست بنایا ہے

Marfat.com

اور اُن کی کیا نشانی ہے جو تیرے دُشمن ہیں۔ آواز آئی کہ اے حضرت یعقوب (عَلَیہِ السَّلام)! جو نماز پر حرص وَرغبت کرتے ہیں اُنہوں نے مُجھ کو اپنا دوست بنایا ہے اور جو تارِکِ نماز ہیں اور اُس کے پڑھنے میں سُستی اور کاہلی کرتے ہیں۔ وُہ میرے دُشمن ہیں۔ تارکِ نماز ہی کے حق میں جنابِ رَسُولِ خُدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو سلام کرو اور میری اُمّت کے یہودیوں کو سلام نہ کرو۔ عرض کیا گیا کہ یا رَسُولَ اللہ آپ کی اُمّت کے یہودی کون ہیں؟۔ فرمایا ''تارکِ نماز''۔

حکایت: ایک دُفعہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کا ایک پہاڑ پر گُذر ہوا، دیکھا کہ ایک شہر باغات اور نہروں اور پھَل پھُولوں وغیرہ ہر قسم کی نعمتوں سے نہایت سرسبز و آباد ہے اور تمام اہلِ شہر طاعات وعبادات میں مَشغُول اور مال و مویشی کے ساتھ خُوش حال ہیں، حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے ساتھ نہایت تعظیم اور احترام سے پیش آئے اور سب نے اپنا اپنا مال آپ کے سامنے پیش کیا مگر آپ نے اُس میں سے کُچھ قبُول نہ فرمایا۔ پھر اُس کے تین سال بعد دوبارہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کا اُس طرف گُذر ہوا، دیکھا کہ اِس شہر کے تمام باغات و مکانات اُجڑ گئے نہریں اور چَشمے خُشک پڑے ہیں، نہ پھُول ہیں نہ پھَل ہیں، نہ جانوَر ہیں، مَسجِدیں نمازیوں سے بِالکل خالی ہیں، شِکستہ دَرودِیوار کے سِوا کُچھ نظر نہیں آتا، نہ آدم ہے نہ آدم زاد، شہر کے بدلے ایک ہُو کا مَیدان ہے۔ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام اِس حال کے مُشاہدَہ سے نہایت حیران ہوئے اور بارگاہِ اِلٰہی میں عرض کیا کہ خُداوندا اگر عیسیٰ کا تیری دَرگاہ میں کُچھ مرتبہ ہے تو ظاہر فرما کہ اِس شہر کے لوگ کِس مُصیبت میں گرِفتار ہوئے اور اُن کے درختوں اور چشموں اور عمارتوں کی بربادی کا کیا سبَب ہوا؟ کیا

Marfat.com

اِن کو نظرِ بد لگ گئی یا اِن پر کسی نے جادُو کر دیا یا کسی دُشمن نے اِن کو برباد کیا یا اِنہوں نے خُدا کی طاعت تَرک کی جس کے وبال میں گرِفتار ہوئے؟ آخر حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نازل ہوئے اور کہا "اے حضرت عیسیٰ! خُدا آپ کو سلام فرماتا ہے اور اِرشاد کرتا ہے کہ قسم ہے مُجھ کو اپنے عِزّت اور جلال و جبرُوت کی کہ یہ شہر نہ جادُو سے برباد ہوا ہے، نہ نظرِ بَد سے، نہ ترکِ طاعت سے بلکہ تارکِ نماز کی نحُوست بَرباد ہوا ہے۔ ایک روز تارکِ نماز کا اِس شہر کی طرف گُذر ہوا تھا اور اس نے اِس شہر کے چشمہ میں مُنہ دھویا تھا پس اُس کی نحُوست سے یہ شہر اُجڑ گیا۔ اے عیسیٰ! جبکہ ترکِ نماز دُنیا کی بربادی کا حال مُلاحَظہ کرلو گے دوزخ نماز کے تارکوں ہی سے پُر کی جائے گی۔ خُدا تَعَالیٰ فرماتا ہے کہ (دوزخیوں سے سوال ہوگا) تُم کو کِس چیز نے دوزخ میں پہنچایا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔

Marfat.com

فصل ایک اُصول کے سوال کا بیان

حضُور نبی کریم عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا ہے کہ خُشک ہو گیا قلم اُس چیز کے ساتھ جو ہونے والی ہے۔ اگر اِس کے مَعنی یہ ہیں کہ جو کُچھ ہونے والا ہے اُس کو لکھ کر قلم خُشک ہو گیا تو پھر اَمر و نہی اور رسُولوں کے بھیجنے میں کیا فائدہ اور خدا کے اِس فرمان کا کیا مطلب کہ اے رسُول جو کُچھ تُمہاری طرف نازِل کیا گیا ہے وہ لوگوں کو پہنچادو، اِس کا جواب کیونکر ہے۔ میرے بھائیو! آپ کو معلوم ہو کہ اِس مسئلہ میں بہت سی وُجُوہات ہیں اور بڑے بڑے عِلم ہیں جس نے اِن کو جان لیا وہ ہدایت پا گیا اور جس نے نہ جانا وہ شک اور گُمانوں کے گڑھے میں گر پڑا۔ جس شَخص کا یہ قَول ہے کہ خُدا مخلُوق کے پیدا کرنے سے فارِغ ہو گیا ہے وہ ظاہر گُمراہی میں ہے اور جو قلم کے خُشک ہونے سے یہی مطلب مُراد لیتا ہے وہ یہود و نصاریٰ کے مذہب پر ہے کیونکہ یہود اِس آیت کو حُجّت پکڑتے ہیں کہ خُداوند تعَالیٰ فرماتا ہے "بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے" اور یہود اِس کی یہ تَفسیر بیان کرتے ہیں کہ خُداوند تعَالیٰ حق فرماتا ہے کہ میں نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کُچھ کہ اُن کے درمیان میں ہے اور جو آیندہ ہو گا اُن سب کو میں پیدا کر کے چھ روز میں فارِغ ہو گیا ہوں اور یہ عقیدہ بالکُل کُفر ہے۔

جواب یہ ہے: مُعلُوم ہو کہ جو ایک وقت کام میں مَشغُول ہو اور ایک وقت نہ ہو وہ ہرگز اُلُوہیت کے لائق نہیں ہے کیونکہ جب وہ ایسا ہے تو مُتَغیّر ہے اور تغیّر (یعنی کبھی کام کرنا اور کبھی فارِغ ہونا) اور زَبان کو اِس پر دخل ہے اور خُداوند تعَالیٰ

Marfat.com

تغیّر وتبدّل سے مُنزّہ ہے جیسا کہ وہ قلم کے پیدا کرنے سے پہلے تھا ویسا ہی قلم کے خُشک ہونے کے بعد ہے اور وہ ایسی صفت کے ساتھ ہے جس میں تغیّر کو دخل نہیں اور نہ وہ مُتغیّر ہوتا ہے اور نہ کبھی فارغ ہوتا ہے۔ اُس کا فرمان ہے کہ ہر روز وہ ایک نئی شان میں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تمام چیزیں اُس کے ارادہ کے ساتھ ہیں اور کوئی چیز اور کوئی حکم اور کوئی امر اور کوئی عمل اُس کے ارادہ اور اُس کی صُنعت سے خارج نہیں ہے اور جیسے کہ وہ خود مخلوق سے مُشابہ نہیں ہے ایسے ہی اُس کی صُنعت بھی مخلوق کی صَنعت سے مُشابہ نہیں ہے۔ مخلوق کی مصنُوعات میں صَنعتِ الٰہی مَوجُود ہے اور بندہ جو چیز بناتا ہے خُدا اُس کے مُقابلہ میں ایسی چیز تیار کرتا ہے جس سے بندہ عاجز ہوتا ہے اور کبھی اُس کے بنانے پر قادر نہیں ہوتا مثلاً بندہ اِس بات پر قادر ہے کہ مُنہ میں نوالہ لے کر چبائے مگر اِس بات پر قادر نہیں ہے کہ اِس نوالہ میں لذّت پیدا کرے۔ ایسے ہی اپنے غُلام کے مارنے پر قادر ہے مگر یہ قُدرت نہیں رکھتا کہ اِس ضرب میں تکلیف پیدا کرسکے۔ اور نیز بندہ میں یہ قُدرت ہے کہ ہَل جوتے اور زمین میں بیج ڈالے مگر یہ قُدرت نہیں کہ اُن کو اُگائے۔ اور یہ قُدرت ہے کہ عورت سے جماع کرے مگر یہ قُدرت نہیں ہے کہ شہوت کی لذّت بھی پیدا کردے اور علیٰ ہٰذا القیاس۔ مخلوق کی صنائع میں سے ہر چیز میں خالق کی صَنعت مقارن ہے اور مخلوق اِس سے عاجز ہے کیونکہ خُداوند تعالیٰ حکمت اور کمال اور علم اور جلال والا ہے اور اُس کی قُدرت زمان اور مکان وغیرہ کی مُحتاج نہیں ہے۔

میں خُداوند تعالیٰ کی ایسی بعض صنعتیں بیان کرتا ہوں جو مخلوق کی صَنعت سے بالکل مُشابہت نہیں رکھتی ہیں چُنانچہ وہ پانی کو مٹی اور مٹی کو پانی بنا دیتا ہے جیسے

Marfat.com

کہ اُس نے حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کے واسطے دریائے نیل کو پھاڑ کر مثل مٹّی کے بنا دیا یہاں تک کہ اُس کے اندر نہ حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کے پیر تر ہوئے نہ آپ کی قوم کے کپڑے بھیگے جس کی نسبت خُداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مُوسیٰ اور اُن کے تمام ساتھیوں کو نجات دی۔ اور پھر دریا کو جیسا کہ تھا ویسا ہی کر دیا چنانچہ فرعون مع اپنے لشکر کے غرق ہوا جس کی نسبت خُداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر ہم نے دُوسروں کو غرق کر دیا۔ اور ایک دُوسرے مُوقعہ پر مٹّی کو مثل پانی کے بنایا جس میں حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کا دُشمن قارُون مع اپنے ساتھیوں کے غرق ہوا جس کی نسبت فرمایا ہے کہ پھر ہم نے اُس کو اور اُس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا۔

اور ایک جگہ خُداوند تعالیٰ نے مٹّی کو آگ اور آگ کو مٹّی سے بدل دیا ہے یعنی جب خُداوند تعالیٰ نے آدم کو مٹّی سے اور ابلیس کو آگ سے پیدا کیا تو آدم کی خاک ابلیس کے سر پر ڈالی اور اُس پر لعنت کی۔ فرمایا ہے کہ بیشک تیرے اُوپر میری لعنت ہے قیامت کے روز تک۔ اور ابلیس کی آگ آدم کے دِل میں ڈالی کہ وہ عشقِ الٰہی کی آتش کے نُور سے روشن ہو گئے اور جل اُٹھے۔ فرمان ہے (کہ حضرت آدم نے عرض کیا) اے ربّ ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظُلم کیا۔ اور پھر معشُوق کی ندا آئی کہ بیشک خُدا نے آدم کو برگزیدہ کیا۔ اور اِسی طرح صِفتِ الٰہی آتشِ نمرُود اور ذبحِ حضرت اسمٰعیل اور عصاءِ حضرت مُوسیٰ وغیرہ میں ظاہر ہوئی۔

اور اُس کی صنعت میں سے یہ بات ہے کہ عورت کے رحم (بچّہ دانی) کی رطوبت یبوست سے بدل جاتی ہے۔ فرماتا ہے کہ بیشک وُہ اِس کے واپس کر دینے پر قادِر ہے۔ اور اُس کی صنعت ہے کہ عورت کی چھاتی میں رطوبت یعنی

Marfat.com

دُودھ ظاہر ہوتا ہے اور بچّہ کو اُس کے پینے کی (خُدا کی طرف سے) ہدایت کی جاتی ہے۔ اور اِسی صُنعَت سے یہ بات ہے کہ طاعت سے قَطعِیّت اِبلیس کی طرح اور مَعصِیّت سے مَعرفَت جادوگرانِ فرعون کی طرح ظاہر ہو۔

اور اب یہاں سے میں حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام اور قارُون کا قِصّہ بیان کرتا ہوں جو اِس طرح ہے کہ جب حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کو منجانب اللہ تَورَاۃ عنایت ہوئی جِس کی نسبت خُداوَند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیشک دی ہم نے مُوسیٰ کو کتاب یعنی تَوراۃ۔ تو حضرت مُوسیٰ اُس کو پڑھتے اور اُس کے ساتھ برکت حاصل کرتے تھے پس حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے حضرت مُوسیٰ خُدا آپ کو سلام فرماتا ہے اور حُکم کرتا ہے کہ آپ تمام بنی اسرائیل کو جمع کر کے مِنبر پر چڑھیں اور اُن کو جانے نہ دیں تا کہ جو ہدایت کا اہل ہو وُہ ہدایت پائے اور اُس کو رَحمت نصیب ہو اور جو گُمراہی کا اہل ہو وُہ گُمراہ ہو کر سزا پائے۔ چُنانچہ حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے ایسا ہی کیا کہ تمام بنی اسرائیل کو جمع کر کے آپ خُود مِنبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد قارُون اپنے جاہ و حَشَم، کبر و زِینت کے ساتھ آیا۔ اُس کے خزانوں کی کُنجیاں چالیس خچروں پر بار کی جاتی تھیں اور تین ہزار غلام عُمدہ گھوڑوں پر سوار جن کے زِین و لگام سونے چاندی کے ہوتے۔ سوار اُس کی رکاب میں رہتے تھے سونے کے جڑاؤ زیور پہنے ہوئے جِس کی نسبت خُداوَند تعالیٰ فرماتا ہے کہ قارُون اپنی زِینَت سے آراستہ اپنی قوم میں آیا۔

تَنبِیہ: میرے بھائیو! جو شخص عُلَماء کی مَجلِس میں حاضر ہونا چاہے اُس کو لازم ہے کہ تَوَاضُع اور عِجز و اِنکساری کے ساتھ حاضر ہو، تو جو شخص اِس طور سے حاضر ہو گا

Marfat.com

خُدا کی طرف سے اُس کو مغفرت ملے گی اور قارُون کی طرح تکبُّر اور نخوت (گھمنڈ۔ غرور) کے ساتھ آدےِ اُس پر عذابِ الٰہی نازِل ہوگا۔ چُنانچہ جب قارُون آیا تو دُنیا دار لوگ اُس کی تعظیم و تکریم کو کھڑے ہوئے حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے اُن کو منع فرمایا اور کہا کہ علم کی مجلس میں تکلُّف نہ چاہئے تو جس نے حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کا حُکم مانا اور قارُون کی تعظیم کو کھڑا نہ ہوا اُس نے نجات پائی جس نے قارُون کی تعظیم کی اور حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کا حُکم نہ مانا وہ بھی قارُون کے ساتھ غرق ہو گیا۔ اَلغرض جب حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے قارُون کو دیکھا تو مال میں سے زکوٰۃ نکالنے کا حُکم فرمایا۔ قارُون نے حساب کیا تو زکوٰۃ کروڑ اشرفیوں سے بھی زیادہ تھی۔

اُس کے دِل نے زکوٰۃ دینا قبُول نہ کیا تب حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ جو کوئی زکوٰۃ نہ دے گا وہ کافِر ہے۔ قارُون اُس کو سُن کر بہت ناراض ہوا اور حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی طرف سے اُس کے دِل میں عداوت بیٹھ گئی۔ پھر ایک روز جو حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام وعظ کہنے کے واسطے منبر پر چڑھے تو قارُون نے ایک عورت حامِلہ تلاش کی جس نے ایک چرواہے سے زِنا کر کے حمل رکھوایا تھا، قارون نے اُس کو چالیس اَوقیہ سونا دیا اور اِس بات پر آمادہ کیا کہ مُوسیٰ (عَلَیہِ السَّلام) کے سامنے بنی اسرائیل میں جا کر یہ بات کہے کہ مُوسیٰ (عَلَیہِ السَّلام) نے مجھ سے زِنا کیا ہے اور میں اُن سے حامِلہ ہوں۔ پھر اُس کے بعد قارُون حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی مجلس میں آیا اور مُناظرہ کے واسطے کھڑا ہوا۔ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام منبر پر تشریف رکھتے تھے قارُون نے کہا کہ اے مُوسیٰ! اُس شخص کے حق میں کیا فرماتے

Marfat.com

ہو جس نے ظُلم سے ایک شخص کو قتل کر دیا؟ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ قاتل کو قتل کرنا واجب ہے۔ قارُون نے کہا تو زکوٰۃ نہ دینے سے آدمی کو ظُلم سے قتل کرنا زیادہ گُناہ ہے اور تُم نے ظُلم سے ایک شخص کو قتل کیا تھا لہٰذا تُمہارا قتل کرنا واجب ہے۔ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ میں نے کسی کو ظُلم سے قتل نہیں کیا بلکہ میں نے ایک کافر دُشمن کو قتل کر کے ایک مُسلمان دوست کو اُس کے پنجہ سے چھڑایا تھا اور میرا اُس کافر کو قتل کرنا جہاد تھا۔ قارُون نے کہا تو میرا ایک اور سُوال ہے آپ اُس شخص کی نِسبت کیا فرماتے ہیں جو ایک عورت سے زِنا کرے اور وہ عورت اِس سے حامِلہ ہو جائے۔ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ اگر اُس شخص کی شادِی ہوگئی ہے تو اُس کو سَنگسار کرنا چاہئے اور اگر شادی نہیں ہوئی ہے تب اُس کو سو دُرّے مارے جائیں۔ قارُون نے کہا تو اب آپ کا سَنگسار کرنا لازِم ہوا کیونکہ آپ نے ایک عورت کے ساتھ زِنا کیا ہے اور وُہ آپ سے حامِلہ ہوگئی ہے حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ یہ میرے اُوپر بالکل تُہمت ہے اور میں اِس سے بری ہوں۔ وہ عورت کھڑی ہوئی اور اُس نے کہا کہ ہاں موسیٰ (عَلَیہِ السَّلام) نے میرے ساتھ زِنا کیا، اور اِنہیں کا یہ حمل مُجھ کو ہے۔ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام عورت کی یہ بات سُن کر شرمندہ ہو گئے اور سَر نیچا کر لیا حالانکہ آپ اِس تُہمت سے بالکل بری تھے۔

تَنبیہ : دیکھو حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام باوجودیکہ زِنا سے مُبرّا تھے مگر پھر بھی ایک کافر کے سامنے شرمندہ ہو گئے تو اب خیال کرو کہ قیامت کے روز باوجود اُن تمام گناہوں کے اَنبیاء اور مُرسَلین کے درمیان ہماری شرمندگی اور نَدامت کا کیا حال

Marfat.com

ہوگا۔ اَلغرَض حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام حیران ہوئے اور بارگاہِ اِلٰہی میں عرض کیا کہ خُداوندا اگرچہ یہ لوگ میرے زِنا سے بری ہونے کو نہیں جانتے ہیں مگر تُو میرے حال کو خُوب جانتا ہے اور خُدا کے حضُور میں آپ نے نہایت عِجز وزاری کی تو نِدا ہوئی کہ اے مُوسیٰ (عَلَیہِ السَّلام) تُم نے جو اپنا کام میرے سُپرد کیا ہے اور مُجھ سے اپنی حاجت روائی چاہتے ہو تو میں اِس بات پر قادِر ہوں کہ بچّہ کو اُس کی ماں کے پیٹ میں گویا کروں تاکہ وہ تُمہاری بَرِیّت (بے قصُور ہونے) کی گواہی دے کیونکہ میں فریادِیوں کا فریادرَس (فریاد سُننے والا) ہوں۔ تب حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ اے قارُون اگر یہ بچّہ اپنی ماں کے پیٹ میں بولے تو کیسی بات ہے؟ قارُون نے کہا ہاں اگر بچّہ ماں کے پیٹ میں سے تُمہاری بَرِیّت کی گواہی دے تو بیشک تُم سچّے ہو اور ہرگز جھُوٹے نہیں ہو۔ چُنانچہ وہ بچّہ اپنی ماں کے پیٹ میں سے حُکمِ اِلٰہی کے ساتھ بزبانِ فصیح گویا ہوا کہ فُلاں چَرواہے کے ساتھ میری ماں نے زِنا کیا تھا فُلاں جنگل میں فُلاں جگہ اور اُس چرواہے سے اُس کو یہ میرا حمل اور حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام زِنا سے بری ہیں اور وہ تُمہاری طرف خُدا کے رسُول ہیں اور اُن کا قول سچ اور حق ہے خُدا کے نزدیک سے۔ جب گواہی دے دی تو حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام بہت خُوش ہوئے اور بری ہو گئے اور قارُون اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہوا۔

لَطِیفَہ: میرے بھائیو تُم کو معلوم ہو کہ شریعت میں بچّہ کی گواہی جائز نہیں ہے پھر ایسے کی گواہی سے کہ جس کی گواہی شریعت میں جائز نہیں ہے خُدا نے اپنے نبی حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کو بُہتان سے نجات دی اور اُن کی اُمّت کے کُفار

Marfat.com

میں اُن کو شرمندہ نہ ہونے دیا پھر تم اُن لوگوں کی نسبت کیا کہتے ہو جن کا گواہ خود خُدا ہے۔ چنانچہ اُمتِ محمدیہ کی گواہی خُداوند تعالیٰ دے گا جس کی نسبت آیہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ (پ۴ سُورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰) میں اُس نے اِرشاد فرمایا ہے تو اگر اُن کو قیامت کے روز آتشِ دوزخ سے نجات دیگر گناہوں کی خجالت سے بری کر کے اپنی رحمت سے جنّت میں داخل فرمائے تو اُس کے فضل و کرم سے کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ اُس کا فرمان ہے کہ میرے بندوں کو خبردار کر دو کہ بیشک میں بخشنے والا رحم والا ہوں۔ دُوسری بات یہ دیکھو کہ ایک زانیہ عورت نے حضرت مُوسیٰ علَیہِ السّلام کے حق میں جھُوٹی گواہی دی تو اُس کے سبب سے مکانات اُجڑ گئے قارُون اپنے مال اور محل کے ساتھ دھنس گیا اور اُس عورت نے اپنے آپ کو فساد اور فجُور کے ساتھ ہلاک کیا بس یہی حال ہر ایک جھُوٹی گواہی دینے والے کا ہوتا ہے کہ وُہ اپنے دِین کو اور دُوسرے کے گھر کو برباد کرتا ہے حالانکہ وہ زانیہ عورت سے کم مرتبہ ہوتا ہے۔ اَلغرض جب یہ زانیہ عورت حضرت مُوسیٰ علَیہِ السّلام کو تہمت لگا کر شرمندہ ہوئی تو مجمع میں سے بھاگی دو آدمی اُس کے پیچھے ہوئے۔ یہاں تک کہ دونوں مُسلمان اُس کے گھر میں گئے اور وہاں کوئی چیز کھانے پینے کی نہ دیکھی، نہ کوئی کپڑا اُن کی نظر پڑا۔ کیونکہ یہ بات ضروری ہے کہ زِنا فقر پیدا کرتا ہے اور گفتگو حضُور نبی کریم ﷺ کے اِس فرمان کی طرف رجُوع کرتی ہے کہ زِنا کار فقر کے ساتھ مغلُوب و مقہُور کیے جاتے ہیں اور جو مکان زِنا کے ساتھ مشہُور ہوتا ہے تو برکت اُس سے بہت دُور ہو جاتی ہے پھر اِن دونوں آدمیوں نے اُس عورت کو گرفتار کر لیا اور حضرت موسیٰ علَیہِ السّلام کی خِدمت میں

Marfat.com

لے کر حاضر ہوئے تا کہ آپ اس کو سزا دیں۔ حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ اس پر سزا ابھی واجب نہیں ہے یہاں تک کہ یہ اپنا حَمل وضع کرے کیونکہ اِس کا حَمل اگرچہ بُرا ہے مگر بچّہ معصُوم ہے۔

لطیفہ :ایک زانیہ عورت نے زِنا کے بچّے کے سبب سے سزا میں مُہلت پائی تو اگر گنہگار عذاب اور آتشِ دوزخ سے بسبب مَعرفت اور ایمان کے امان پائے تو خُدا کے لُطف وکَرم سے کُچھ تعجّب نہیں ہے کیونکہ اُس کا فرمان ہے کہ بیشک خُدا تمام گُناہوں کو بخش دے گا یقیناً وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

مسئلہ :شریعت میں یہ بات ہے کہ جب زِنا ثابت ہو جائے اور زانی محصن ہو تو اُس کو سنگ سار کیا جائے گا اور اگر محصن نہیں ہے تب اُس کے سو دُرّے (کوڑے) مارے جائیں گے کیونکہ زانی سے کُتّے اور گدھے کا فعل صادِر ہوا ہے۔ گدھا جب نافرمانی کرتا ہے تو اُس کو کوڑے مارتے ہیں اور کُتّا جب نافرمانی کرتا ہے تو پتھر سے اُس کی خبر لی جاتی ہے۔ پس چونکہ زانی کُتّے اور گدھے کی مثل ہے لہٰذا اِس پر شفقت نہیں کی جاتی۔

مسئلہ: جب زِنا ثابت ہو جائے تو زانی پر اُسی وقت حد قائم کردیں یا نہیں؟

جواب :اگر حد سنگ ساری ہے تو اُسی وقت اُس کو سنگ سار کردیں مگر حامِلہ یا دُودھ پلانے والی عورت کو اُس کے فراغت ہونے تک سنگ سار نہ کریں۔ اور اگر حد دُرّے مارنے ہیں اور زانی مریض ہے یا عورت حامِلہ یا دُودھ پلانے والی ہے تب مریض کے تندرُست ہونے اور عورت کے فراغت ہونے کے بعد دُرّے ماریں کیونکہ دُرّے مارنے سے مقصود صرف اَدبِ دُنیا اور خوف دِلانا ہے قتل کرنا مقصد

Marfat.com

نہیں۔اِسی سبَب سے مریض کو دُرّے نہ ماریں کہ اُس کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے اور سنگ سار کرنے سے مَقصَد یہ ہے کہ قتل کر دیا جائے اِس واسطے مریض وغیرہ کے قتل کر دینے میں کُچھ حرج نہیں بلکہ تندرُست سے بیمار کا قتل کرنا سہل ہے۔

اب ہم پھر اسی قِصّہ کی طرف رُجُوع کرتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل نے ماں کے پیٹ میں سے بچّہ کے گواہی سُنی تو جو لوگ اِیمان والے تھے اُن کو خُدا کی طرف سے تَوفِیق عنایت ہوئی اور حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی خِدمت میں رُجُوع ہوئے اور جس کے دِل میں نِفاق تھا وہ پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ یہ تو جادُو ہے۔یہی اِس ہمارے وَعظ کی مَجلِس کا حال ہے کہ اُن لوگوں میں سے جس کو خُدا کی طرف سے تَوفِیق عنایت ہوتی ہے وہ توبہ او واِستِغفَار کے ساتھ رُجُوع کرتا ہے اور جو شخص مَردُود و مَخذُول ہوتا ہے وہ گُناہوں پر اصرار ہی کیئے جاتا ہے۔

نُکتہ: بنی اسرائیل کے اِس مَجمَع میں ایک قبطیہ عوَرت تھی اُس نے اپنے دِل میں نیّت کی کہ اگر حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے ہاتھ سے معجزہ ظاہر ہوا یا اُنہوں نے ایسی نَصِیحَت بیان فرمائی جو میری نیّت سے مُوافِق ہوئی تو میں اُن پر اِیمان لے آؤں گی اور اِسلام قبُول کر لُوں گی اور اُس عورت کو جذام کی بیماری تھی اور جو کُچھ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام فرماتے تھے یہ اُس کی تَصدِیق کرتی تھی۔پھر جب اُس نے حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کا یہ مُعجزہ دیکھا تو آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہنے لگی کہ اشھد ان لاالٰہ الا اللہ وان موسیٰ رسول اللہ. اُسی وقت خُدا نے اُس کا جذام دُور کر دیا۔

دیکھو ایک مُشرِکہ عورت نے صرف ایک بار مَجلِسِ عِلم میں حاضر ہونے کے سبَب سے اِیمان اور مَعرِفَت کی دَولَت حاصِل کی اور جذام کی بیماری سے شفا

Marfat.com

پائی پس اگر ہماری اِس مجلس کے لوگ بھی معرفت اور مغفرت حاصل کریں اور اِن کے گناہ دُور ہوں حالانکہ یہ اہلِ ایمان ہیں تو لطفِ الٰہی سے کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ اُس کا فرمان ہے کہ نصیحت کر بیشک نصیحت ایمان والوں کو نفع کرتی ہے۔

پھر قارُون نے جب نافرمانی کی اور حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی بات نہ سُنی اور زکوٰۃ نہ دی تو حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے خُدا سے عرض کیا اور حضرت جبرائیل عَلَیہِ السَّلام نے نازل ہو کر حکمِ الٰہی سُنایا کہ اے مُوسیٰ! خُدا نے زمین کو تُمہارا فرمانبردار کیا ہے تین روز تک۔ تب حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے زمین کو حکم کیا کہ قارُون کو پکڑ لے۔ چُنانچہ قارون کے تمام مُحلّات و مکانات میں ایک عظیم زلزلہ آیا اور قارُون مع اپنے تمام مال و اسباب و مکانات اور سات سو خُدام کے زمین میں غرق ہوا۔ جو عورت مُسلمان ہوئی تھی اُس کا خاوند بھی اُنہیں لوگوں میں تھا اور شانوں تک دھنس چکا تھا۔ اِسی حالت میں عورت نے دُعا کی کہ اے میرے خُدا اور اے میرے سردار اور مَولا! بحُرمت میرے اِسلام اور اِیمان کے اور بحُرمت حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی مُجلس کے میرے خاوند کو اِس خوف سے نجات دے۔ چُنانچہ فوراً ہی زمین نے اُس کو چھوڑ دیا اور حُکمِ الٰہی سے اُس نے نجات پائی۔ پس لازم ہوا کہ بیوی کا اِیمان خاوند کی خلاصی کا سبب ہوتا ہے نہ اُس کی ہلاکت کا۔

نُکتہ : ایک جُذام والی نو مُسلم عورت نے اپنے خاوند کی نجات کے واسطے دو چیزوں کو وسیلہ گردانا۔ ایک حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی مجلسِ وعظ کو اور دُوسرے اپنے اِیمان اور معرفت کو اور اُس کے خاوند نے اِس ہلاکت سے نجات پائی اور یہ گنہگار واعظ جو تُم کو واعظ سُنا رہا ہے خُدا کے حضُور میں پانچ چیزوں کو وسیلہ گردان

Marfat.com

کر تمہاری سفارش کرتا ہے۔ الٰہی بحرمت مسجد کے جو مومنوں کی عبادت کرنے کے واسطے بنائی گئی ہے اور بحرمت اپنی کتاب کے جو قرآن شریف ہے اور بحرمت منبر کے جو مقام حضرت خاتم المرسلین ﷺ کا ہے اور بحرمت ماہِ رمضان کے جس میں قرآن نازل ہوا ہے اور بحرمت اُس قطرۂ اشک کے جو نافرمانوں اور گنہگاروں کی آنکھ سے (تیرے خوف کے سبب سے) بہا ہے، اِس جماعت کو (جو وعظ میں حاضر ہے) بخش دے اور قیامت کی سختیوں اور قبر کے عذاب اور ظلمتوں سے نجات دے اور آتشِ دوزخ اور عذاب سے محفوظ کر کے فضل و رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کر اور اُن کو اپنی ملاقات اور دیدار کا لائق بنا اپنی رحمت کے ساتھ اے بڑے رحمت کرنے والے اور خدا ہم کو اور تم کو نفع پہنچائے۔

سوال: حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام نے خداوند تعالیٰ سے دنیا کا ملک اور اس کی نعمتیں کیوں طلب کیں اور کس واسطے یہ دعا کی کہ اے پروردگار مجھ کو سلطنت عنایت کر۔

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اِس آیت کے شروع میں خداوند تعالیٰ سے مغفرت طلب کی ہے یہ کہہ کر کہ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ (پ ۲۳ سورہ ص آیت نمبر ۳۵)

جواب: اِس مسئلہ کا یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک بیوہ یتیم بچوں والی عورت کے واسطے دنیا کو طلب کیا تھا کیونکہ پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام فقیر تھے۔ ایک روز جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے سلیمان خداوند! تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ فلاں جگہ ایک بیوہ عورت ہے اور خدا کے ہاں بڑا رتبہ رکھتی ہے پس خدا آپ کو فرماتا ہے کہ آپ

Marfat.com

اُس کے ساتھ احسان کریں اور اُس کی دُنیوی حاجات پُوری کر دیں۔

حضرت سلیمان عَلَیہِ السَّلام نے عرض کیا کہ خُداوند تُو جانتا ہے کہ میں فقیر ہوں دُنیا میں سے کچھ میرے پاس نہیں ہے مجھ کو ایسی سُلطنت عنایت کر کہ میں اُس عورت پر بھی بخشش کروں۔

خُدا کی طرف سے آواز آئی کہ اے سلیمان مانگ کیا مانگتا ہے میں تجھ کو دُوں گا کیونکہ میں وہّاب، رزّاق اور تمام عالم سے بے پرواہوں۔ حضرت سلیمان عَلَیہِ السَّلام نے عرض کیا کہ میں دُنیا اور آخرت دونوں کا خواستگار ہوں کیونکہ مُجھ کو مانگنے کی عام اجازت ہے اور خُدا پُورا غنی ہے سب کچھ دے سکتا ہے اور اسی وقت آپ نے یہ دُعا کی کہ اے میرے ربّ مُجھ کو بخش دے اور مجھ کو ایسی سلطنت عنایت کر جو میرے بعد کسی کو مُیسّر نہ ہو بیشک تو بڑا دینے والا ہے۔

تب یہ نِدا ہوئی کہ ہم نے ہوا کو اِن کا تابعدار کر دیا جو اِن کے حکم سے چلتی تھی۔ کُتبِ قصص میں یہ تمام بیان مذکور ہے اور جِنّ واِنس وشیاطین بھی سب حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام کے مُسخّر تھے۔ بعض شیاطین سمندر میں غوطہ لگا کر موتی اور جواہرات نکالتے تھے اور حضرت سلیمان عَلَیہِ السَّلام کی بزرگی کرتے تھے چنانچہ یہ بیان بھی آیت میں ہے وَمِنَ الشَّیَاطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَہٗ. (پ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر ۸۲)

پھر حضرت سلیمان عَلَیہِ السَّلام نے حضرت جبریل سے کہا کہ وہ عورت کہاں رہتی ہے؟ حضرت جبریل نے اُس کے گھر کا پتہ بتایا اور حضرت سلیمان عَلَیہِ السَّلام پچھلی رات سے اُس عورت کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ اندھیرے میں پڑی

Marfat.com

ہوئی ہے اور اَثاثُ البَیت (گھر کا سامان) ولباس وغیرہ سے کوئی چیز گھر میں نہیں ہے۔عورت نے اپنا دایاں ہاتھ بڑی بیٹی کا اور بایاں ہاتھ چھوٹی بیٹی کا تکیہ بنا رکھا ہے اور وہ دونوں زمین پر بَرَہنَہ سوتی ہیں۔زمین کے کنکروں کا نِشان اُس کے بدن میں ایسا ہو گیا ہے جیسے بُورے کے نِشان اُبھر آتے ہیں اور ماں کے دونوں ہاتھ زمین کے اثر سے زَخمی ہو گئے ہیں مگر بیٹیوں کی مامتا کے سبب سے صبر کیئے ہوئے ہے اور بیٹیاں رو رو کر کہہ رہی ہے کہ اگر ہمارا باپ ہوتا تو ہمارے واسطے کھانا لاتا اور ہم کھاتے اور دُوسری کہتی ہے اگر ہمارا باپ زِندہ ہوتا تو ہمارے لئے کپڑے لاتا اور ہم پہنتے۔یہ رو رہی تھیں اور حَسرَت کے آنسواُن کی آنکھوں سے جاری تھے۔

حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام اُن کے پاس آئے اور فرمایا اے بیچاری عورت تیرا خاوند کب مرا؟ اُس نے کہا اڑھائی سال ہوئے۔حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام نے کہا پھر تُو نے دُوسرا نکاح کیوں نہ کیا؟ اُس نے کہا اِن یتیم بچیوں کے اَندیشہ سے کہ اِن کو آرام نہ پہنچے گا اور اجنبی کے سامنے اِن کی بے حُرمتی ہو گی اور اِن ہی بچیوں کے خیال سے میں بُھوک پیاس اور بَرَہنگی کو سہہ رہی ہوں مگر غیر کے سامنے اِن کی حقارَت نہیں دیکھ سکتی اور اب میں بُہت عاجز ہو گئی ہوں، سر سے پانی اُونچا ہو گیا ہے، اب شادی کرنی ضروری ہے۔اِس واقعہ کو سُن کر حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام کا دِل دُکھ گیا اور آپ کو اُن پر بُہت رحم آیا اور دُعا کی کہ خُداوَندا مجھ کو سَلطنَت عنایت کر۔پھر دُوسرے روز حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام نے دو حمالوں (قلی۔مَزدُور) کو حُکم دیا کہ موتی اور جواہرات کی دو گٹھڑیاں فُلاں مکان

11/399

Marfat.com

میں لیجاؤ اور اُن سے پہلے آپ اُس عورت کے گھر پہنچے دیکھا کہ لوگوں کا وہاں ہجُوم ہے اور بہت سے آدمی دروازہ پر کھڑے ہیں۔ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام نے اُن سے دَریافت کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم اِس عورت سے شادی کرنے آئے ہیں اور اُن کے ساتھ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلَام بھی گھر کے اَندر داخل ہوئے تو لڑکیوں نے ماں سے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں آئے ہیں؟ ماں نے کہا کہ بیٹیو! اب پانی سَر سے اُونچا ہو گیا ہے اور مُجھ میں فقر و فاقہ کی سہارِ (برداشت کرنے کی طاقت) نہیں رہی تو اب میں نے بغیر خاوند کے گُذارہ نہ دیکھا۔ یہ سُنتے ہی یتیم لڑکیاں چیخیں مار مار کر رونے لگیں اور اپنے باپ کو یاد کرتی تھیں کہ ہائے ہمارے باپ! ہماری یہ بیچارگی اور مُصیبت اور ذِلّت ہماری ماں غیر سے شادی کرتی ہے ہم اب کیا کریں گے اور ہم کِس کے پاس پناہ لیجائیں ہماری ماں تو اپنے خاوند سے محبّت کرے گی پھر ہم سے کون محبّت کرے گا اور اِسی طرح کے رَنج وغم کی باتیں کرنے لگیں۔

ماں نے جب بیٹیوں کا اِس طرح رونا اور بِلکنا دیکھا تو اُن کی مُصیبت پر صبر نہ کر سکی اور فوراً تمام کپڑے شادی کے اُتار کر پھینک دیئے اور لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ بہ سلامت تشریف لے جائیں آپ نے میرا عُذر دیکھ لیا۔ اب میں نے خاوند اپنے اُوپر حرام کر لیا ہے پس میں اب شادی نہ کروں گی اور اپنی یتیم بچیوں کو نہ چھوڑوں گی بس خُدا کے بھروسہ پر عُمر بھر میں اِن کے ساتھ ہوں۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت سلیمان عَلَیہِ السَّلام کے حمال (قُلی ۔ مزدور) جواہرات لے کر آئے اور آپ نے کہا کہ اے عورت خُوش ہو جا تُو نے صبر کیا اور خُدا پر

Marfat.com

بھروسہ کیا تو خُدا نے بھی تیرے واسطے یہ جواہرات کی پانچ گٹھڑیاں بھیجی ہیں تاکہ تُم کو مَعلُوم ہو کہ جو شخص خُدا پر بھروسہ کرتا ہے خُدا اُس کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر عورت نے اُن جواہرات کو لے کر اپنی لڑکیوں کا اَسباب مہیا کیا۔ کہتے ہیں کہ بَیتُ المُقدّس کی عمارتُ اُنہیں جواہرات سے تیار ہوئی ہے۔ جان لو کہ جو خُدا پر بھروسہ کرتا ہے اور یتیم و مَسکین کی خِدمت بجالاتا ہے وُہ محرُوم نہیں رہتا اور خُدا اُس کے ثواب کو ضائع نہیں کرتا ہے کیونکہ اُس کا فرمان ہے کہ جو خُدا پر بھروسہ کرتا ہے خُدا اُس کو کافی ہوتا ہے۔

مَثَل : کُتّا مُنہ میں ہَڈی لے کر پانی کے کنارہ جاتا ہے اور پانی میں دیکھتا ہے کہ ایک کُتّا مُنہ میں ہَڈّی لیے موجود ہے۔ یہ کُتّا قصد کرتا ہے کہ اُس کے مُنہ سے ہَڈّی چھین لے اور جب حَملَہ کرنے کے واسطے مُنہ کھولتا ہے تو ہَڈّی اُس کے مُنہ سے گر پَڑتی ہے اور اُس کے مُنہ میں بھی نہیں رہتی۔ (کیونکہ وہ تو اُسی کا عکس تھا) اور نہ اُس کو ملتی ہے اور یہ بِالکل محرُوم رہ جاتا ہے لہٰذا دوستو میری باتوں کو قِصّہ سمجھ کر نہ سُنو بلکہ ان میں سے اپنا حِصّہ لو اور غور کرو کہ نَفسِ اَمّارَہ آدمی کے جِسم میں مِثل کُتّے کے ہے اور عمل کی ہڈی اُس کے مُنہ میں ہے اور دُنیا کی زندگی اُس پانی کی مِثل ہے جیسا کہ خُدا نے فرمایا کہ دُنیا کی زِندگی کی مَثال پانی کی سی ہے جِس کو ہم نے آسمان سے اُتارا۔ تو جب نَفسِ اَمّارہ دُنیا کی طرف دیکھتا ہے تو اپنی اِسی صُورَت کی بہت سی قَومیں اُس کو نظر آتی ہیں جِن کے مُونہوں میں مال وَاَسباب کی ہڈیاں ہوتی ہیں جِن کی نِسبت خُداوَند تعالیٰ فرماتا ہے کہ کہہ دو اَسباب دُنیا کا تھوڑا ہے تو یہ اُن کی طَمع کر کے اپنا مُنہ کھولتا ہے اور عمل کی ہڈی اُس کے مُنہ سے گر پڑتی ہے اور پھر نہ عمل اُس کے پاس رہتا ہے اور نہ دُنیا ہی اُس کے ہاتھ آتی ہے اور یہ ظاہر نُقصان ہے۔

Marfat.com

حکایت: سُلطان محمود غزنوی کے زمانے میں اُن کے محل کے قریب ایک شیشہ والے کی دُکان تھی۔ ایک روز اُس کی دُکان پر ایک شخص آیا اور ایک دِینار کو اُس نے ایک شیشہ خرِیدا۔ سُلطان اپنے محل کے دریچہ میں سے یہ سب تماشہ دیکھ رہے تھے اور محل کی چھت پر سُلطان کا خاص غلام ایاز غلیل چھوڑ رہا تھا۔ اِتّفاقاً اُس کا غلّہ اُس آئینہ میں آن لگا اور آئینہ ٹُوٹ گیا۔ یہ شخص اُس آئینہ کو لے کر روتا اور چیختا سُلطان کے محل پر آیا۔ سُلطان نے اُس کو اندر بُلوایا اُس نے تمام قِصّہ بیان کیا۔ سُلطان نے پُوچھا کہ تیرے آئینہ کی کیا قیمت ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ ایک ہزار دِینار۔ سُلطان نے فرمایا جُھوٹے تجھ کو شرم نہیں آتی کہ ابھی تو اِس کو تُو نے ایک دِینار کو خرِیدا ہے میں قصر میں سے دیکھ رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ہزار دِینار۔ اُس نے عرض کیا کہ خُدا سُلطان کی عُمر دراز فرمائے جبکہ یہ شیشہ ثبوت تھا تو اِس کی قیمت ایک دِینار ہی تھی اور اب جو یہ سُلطان کے محبُوب ایاز کے غلّہ سے ٹُوٹ گیا ہے تو میں اِس کی قیمت ایک ہزار دِینار سے کم نہیں سمجھتا۔ سُلطان نے ایک ہزار دِینار کا اُس کے واسطے حُکم فرمایا:

نُکتہ: اِسی طرح مومن کا دِل بھی اُس شیشہ ہی کی مِثل ہے کہ جب یہ خُدا و رسُول کے قول سے شکستہ ہوتا ہے اور پھر بندہ عِجز وزاری کے ساتھ خُدا کے گھر یعنی مسجد میں حاضر ہوتا ہے چُنانچہ فرمایا کہ مسجدیں خُدا ہی کے واسطے ہیں تو اُس کو ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے تیرا دِل تو ایک خُون کا قطرہ ہے اِس کی قیمت کیا ہوگی؟ بندہ عرض کرتا ہے کہ بات تو یہی ہے مگر چونکہ میرا دِل تیرے حبیب حضرت محمد ﷺ کے قول سے شکستہ ہوا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تو سُلطان محمُود کی قیمت

Marfat.com

سے کم کو نہ خریدے گا تو خدا فرماتا ہے کہ اے میرے بندے اب میں نے تیرے دِل کی قیمت پُوری کر دی میں شکستہ دِلوں کے پاس ہوں۔

سُوال: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں جنّت میں داخل ہوا تو میرے ربّ نے میرا اِستقبال کیا۔ اِس حدیث کے معنی کیا ہیں اور اِس میں کیا راز ہے۔؟

جواب: جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام غار سے نِکلے اور چاند کو دیکھا تو کہا کہ یہی میرا ربّ ہے تو خُدا نے اِس بات کو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حق میں جائز نہ دیکھا کہ میرا خلیل میرے سِوا اِن سِتاروں کو سجدہ کرے، تب خُدا نے آپ کو ہدایت کا نُور عطا کیا، عِبرت کے طَور پر اور سب کو چھوڑ کر خُدا کی طرف رُجُوع ہوئے اور کہا کہ میں خُدا کی طرف مُتوجّہ ہُوا ہوں۔ اِس بیان سے میرا مقصد حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا قِصّہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ کا جواب اِس طرح ہے کہ جب ہمارے حضُور کو معراج ہوئی اور آپ آسمان پر تشریف لے گئے اور جنّت میں جانے کا قصد کیا تو چاند سُورج اور زُہرہ مُشتری وغیرہ تمام سِتارے آپ کے اِستقبال کو آئے اور ہمارے حضُور نے اُن کی طرف نظر کرنی چاہی مگر خُدا نے یہ بات پسند نہ کی کہ حضُور اِس حالت میں اُن کی طرف نظر کریں اور میرے غیر میں مشغُول ہوں تو اِس سبب سے حضُور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں جنّت میں داخل ہوا تو میرا ربّ میرے اِستقبال کو آیا۔

مَثَل: ربیع کی فصل میں خُدا عالَم پر رَحمت کی نظر فرماتا ہے اور زمین رَحمتِ الٰہی کے آثار سے زِینت حاصل کرتی ہے چُنانچہ فرماتا ہے کہ رَحمتِ الٰہی کے آثار پر نظر کرو کہ کِس طرح مُردہ زمین (یعنی بے نبات و گیاہ) کو زِندہ (یعنی سرسبز) کرتا

Marfat.com

ہے۔ پہلے زرد گلاب آتا ہے جس میں تھوڑی خوشبو ہوتی ہے پھر ایک ہفتہ کے بعد سفید گلاب آتا ہے اور اُس کی خوشبو بھی ہلکی ہوتی ہے پھر اُس کے بعد سرخ گلاب آتا ہے جو نُزہت اور جمال اور خوشبو میں کامِل ہوتا ہے اور لوگ اُس کے ساتھ زینت حاصل کرتے ہیں اور پھر جب اُس کے واپس ہونے کا وقت قریب آتا ہے تو یہ اپنی میراث میں اپنا عرق چھوڑ جاتا ہے۔ جب لوگ جاڑے گرمی اور برسات میں گلاب کی خوشبو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اُس کے عرق سے اپنے بدن اور کپڑوں کو معطّر کرتے ہیں چنانچہ اُن میں سے نہایت عمدہ خوشبو مہک اُٹھتی ہے۔

تم فصلِ ربیع کی بات میں غور نہ کرو بلکہ اُس کے پیدا کرنے والے کی صنعت میں غور کرو اور سمجھو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام زرد گلاب تھے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ یہودیوں کی علامت زرد رنگ ہے۔ اور سفید گلاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب دھوبی تھے جن کا کام کپڑوں کو سفید کرنا ہے۔ پھر اُن کے بعد سرخ گلاب یعنی شریعتِ محمدیہ ظاہر ہوئی اور دُنیا آپ کے نُور سے منوّر ہوگئی اور آپ کی برکات سے عالَم معطّر ہوا۔ پھر جب آپ کے واپس جانے کا وقت آیا اور عالمِ بقا کی طرف اِنتقال کرنے کا قصد فرمایا تو اپنی احادیث اور اخبار اپنی میراث میں چھوڑیں تا کہ آپ کے بعد آپ کی اُمّت اُن سے مستفیض اور معطّر ہوتی رہے چنانچہ فرمایا ہے کہ پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو جن کو ہم نے برگزیدہ کیا تا کہ وہ قیامت تک اِس کے ساتھ شرف اور بزرگی حاصل کرتے رہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری باتیں لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک کلمہ ہی کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

حکایت: ایک بادشاہ تفریح کے واسطے اپنے محل کی چھت پر کھڑا ہوا تھا اور تمام لوگ امیر و فقیر محل کے نیچے اُس کے دیکھنے کو مجتمع تھے۔ بادشاہ نے چاہا کہ لوگوں پر کچھ زرِ نقد نثار کرے تو ایک تھیلی اَشرفیوں کی منگوائی اور محل کے اُوپر سے بکھیرنی شروع کی۔ جو لوگ ریشمی اور اَطلس (ایک قسم کا ریشمی کپڑا) کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اُن کے کپڑوں پر ایک اَشرفی نہ رُکی سب نیچے گر پڑیں اور جو لوگ کمبل وغیرہ کے موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے اُن کے کپڑوں میں اَشرفیاں اَٹک گئیں اور بہت اُن کے ہاتھ آئیں۔

نُکتہ: حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام کا قِصّہ اس حکایت سے بالکل مُشابہ ہے کیونکہ جب خُداوند تعالیٰ نے خلافت کی تھیلی قُدرتِ اَزلیہ کے مُحَل پر سے نثار کرنی شروع کی تاکہ عالمِ حدُوث میں سے جو جو اُس کی طرف نظر کر رہے ہیں اُس کو حاصل کریں اور فرشتے نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ (پ ا سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۰) کے حُلّے پہنے ہوئے تھے اور چُونکہ اُن کا لباس نُورانی اور مُصقّل تھا خلافت کی اَشرفی اُس پر نہ ٹھہری اور حضرت آدم جو بَشرِیّت کا لباس پہنے ہوئے تھے اور مُنکَسِرُ القَلب (جس کے دِل سے عاجزی ہو) تھے خلافت کی اَشرفی اُن کے ہاتھ آئی اور اُن کے اَندر اِس نے جگہ پکڑ لی کیونکہ فرمایا ہے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ کرنے والا ہوں۔

لطیفہ: یہی مثال اُس واعظ کی ہے کہ اس بادشاہ کی طرح سے یہ منبر پر چڑھا ہے اور خُدا کے اِس فرمان سے کہ اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حِکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔ اِس کی مثال اُس تھیلی سی ہوئی جو جواہرات نثار کر رہا ہے۔ پھر جو دِل کہ حَسَد، کینہ، تکبّر اور خیانت وغیرہ میں مشغول ہے اُس کے اندر

Marfat.com

حِکمت اور نصیحت کے موتی نہیں ٹھہرتے اور جو دِل تَوَاضُع اور خُشُوع و صلاح کے ساتھ مُنکَسِر ہیں اُن کے اندر یہ جواہرات جگہ پکڑ لیتے ہیں جِس کی نِسبَت فرماتا ہے کہ نصیحت کرو کیونکہ نصیحت مومنوں کو فائدہ کرتی ہے۔

سُوال: حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام نے بھی بظاہر ایک گُناہ کیا اور ابلیس نے بھی ایک گُناہ کیا پھر حضرت آدم کی توبہ کیوں قَبُول ہوئی اور ابلیس کی توبہ کیوں نہ قَبُول ہوئی۔؟

جواب: شاید تُم نے وہ حکایت نہیں سُنی جو تُمہارے اِس سوال کا جواب ہے اور وہ حکایت یہ ہے کہ ایک دفعہ دو غُلام کسی بادشاہ کے سامنے ایک شخص نے پیش کیئے تا کہ بادشاہ اُن کو خرید لے۔ اُن دونوں غُلاموں میں ایک غلام ریشمی کپڑے نہایت مُکَلَّف پہنے ہوئے تھا اور دُوسرے کے کپڑے نہایت پرانے اور پھٹے ہوئے تھے بادشاہ نے اُسی کو پسند کیا اور اُس ریشمی کپڑے والے کو واپس کر دیا۔ وزیر نے عرض کیا کہ حضور آپ نے ایسے غُلام کو جو خُوش وضع و صاحبِ جمال تھا واپس کر دیا اور اُس کو پسند کیا جو حُسن و جمال کُچھ بھی نہیں رکھتا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ وزیر صاحب تُم اِن دونوں غُلاموں کو بُرہنہ کر کے دیکھ لو اُس وقت میں تُم کو بتلادُوں گا کہ میں نے کیوں اُس کو پسند کیا اور اِس کو واپس کیا۔ وزیر نے جواِن کے کپڑے اُتارے تو اچھے کپڑوں والے میں سے اُس کو اِنتہا درجہ کی بَدبُو آئی کیونکہ اُس کے جسم میں بَرص کی بیماری تھی اور جو غُلام خستہ حال تھا اُس کے بدن میں سے خُوشبو آئی کیونکہ اُس کا جسم لطیف و پاکیزہ تھا۔ بادشاہ نے فرمایا ''اے وزیر بس اِسی لَطافت اور نفاسَت کے سبب سے میں نے اُس کو پسند کیا ہے اور اِس کی بَدبُو اور بَرص کے سبب سے اِس کو واپس کیا''۔

Marfat.com

شیطان کے تکبّر کی ایک حکایت

یہی حال حضرت آدم علیہ السّلام اور ابلیس کا ہوا گویا حضرت آدم علیہ السّلام اور ابلیس بحیثیت دو غلاموں کے بارگاہِ ربّ العزّت میں حاضر ہوئے اور ابلیس نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ کالباس پہنے اور نُقَدِّسُ لَکَ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۰) سے کمر بند باندھے ہوئے تھا اور حضرت آدم تواضع و انکسار اور شکستہ دلی کے عاجزانہ لباس سے آراستہ تھے تو خداوند تعالیٰ نے انہیں کو قبول کیا اور فرمایا کہ بیشک خدا نے حضرت آدم کو برگزیدہ کیا یعنی بسبب اُن کی تواضع کے اور ابلیس کو مردود کیا بسبب اُس کے تکبّر کے۔ چنانچہ جب فخر کا لباس اُس کے بدن سے اُتارا گیا تو حسد کی برص اُس کے سینہ پر ظاہر ہوئی اور تکبّر کی بدبو اُس کے مُنہ سے پھیل گئی اور حضرت آدم علیہ السّلام کے جسم سے تواضع کا عطر اور اُن کے مُنہ سے توبہ کی خوشبو ظاہر ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار ہمارے ہم نے اپنے اُوپر ظلم کیا۔ اِس واسطے خداوند تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور تمام انبیا اور ملائکہ کے سامنے اُن کی معذوری ظاہر کرنے کے واسطے فرمایا کہ آدم بھول گیا تھا ہم نے اُس کا قصد نہیں پایا یعنی قصداً اُس نے ہماری نافرمانی نہیں کی بلکہ بھولے سے کر بیٹھا تھا۔

اور نیز ابلیس نے اپنے عمل پر نظر کی اور اپنے دِل میں کہا کہ میری طاعت اور سجدہ بہت ہیں اگر ایک سجدہ میں نے نہیں کیا تو کیا حرج ہے۔ اِس واسطے اُس نے اِنکار اور تکبّر کیا اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بہت سے

Marfat.com

بندے ہیں جن کے میں ایک ہی سجدہ کو قبول کروں گا اور ابلیس کافروں میں سے ہو گیا اور چونکہ خدا نے حضرت آدم کے حق میں فرمایا ہے کہ یہ بھول گیا تھا اور ہم نے اُس کا قصد نہیں پایا۔ اِس واسطے ہدایت کا لباس اِن کو پہنایا۔ فرمایا ہے کہ پھر آدم کی توبہ قبول کی اور اُن کو ہدایت فرمائی اور ابلیس کے انجام سے خبر دی ہے کہ اُس کو فرمایا اور بیشک میری لعنت ہے تجھ پر روزِ قیامت تک۔ پس اِسی سبب سے لعنت کا طوق ابلیس کی گردن میں ڈالا گیا۔

مثل: صرافوں کی یہ عادت ہے کہ سونے کو ایک سیاہ پتھر یعنی کسوٹی پر گھس کر دیکھا کرتے ہیں تاکہ اُس کا کھرا کھوٹا ہونا معلوم کریں اور قیمت کا اندازہ لگاویں۔ پھر اگر اُس کا رنگ سُرخ ہوتا ہے تو شاہی خزانہ کے واسطے اُس کو خرید لیتے ہیں اور اگر زرد ہوتا ہے تب اُس کو بازار میں عوام النّاس کے واسطے بھیج دیتے ہیں کہ وہ خرید لیں۔ میں نے یہ ابلیس کی مثال بیان کی ہے یعنی ابلیس کھوٹے سونے کی مثل تھا اُس کو جو حضرت آدم کی کسوٹی پر رگڑا گیا تو اُس کا زرد رنگ ظاہر ہوا۔ حکم ہوا کہ اس کو بازارِ دُنیا میں لیجا کر فروخت کر دو اور فرمایا کہ تجھ پر میری لعنت ہے روزِ قیامت تک۔

ابلیس نے عرض کیا کہ خداوندا اگرچہ میں کھوٹا ہوں پھر بھی میری کچھ نہ کچھ قیمت تو ضرور چاہیئے حکم ہوا کہ اپنی قیمت لے لے یعنی تجھ کو قیامت تک کی مہلت دی گئی اور آدم جو مثل کسوٹی کے پتھر کے تھے نظرِ ربّانی کا سورج اُن پر چمکا اور معرفت کا سونا اُن کے اندر پیدا ہوا اور یہ شاہی خزانہ کے لائق بن گئے۔ فرمایا ہے کہ پھر آدم کو اُس کے ربّ نے برگزیدہ کیا اور اُس کی توبہ قبول کی اور اُس کو ہدایت فرمائی۔ اور نیز شریعت میں مسئلہ ہے کہ جب کوئی شخص غلام خرید لے اور

Marfat.com

غُلام کو گندہ دَہنی (جِس کے مُنہ سے بُو آئے) کا عارِضہ ہو اور خریدنے والے کو بعد خرید کرنے کے معلوم ہو تو اُس کو اِختیار ہے کہ اگر غُلام کی گندہ دَہنی اصلی ہے تو اُس کو واپس کر دے اور اگر اصلی نہیں ہے بلکہ کسی بَدبُودار چیز کے اِستعمال کرنے یا معدے کے اَبخرے (بُخارات) سے ہے تب بَیع کے فسخ کرنے کا اُس کو اِختیار نہیں ہے اِسی طرح حضرت آدم اور اِبلیس بھی دو غُلاموں کی مِثل تھے حضرت آدم کے مُنہ میں جو بظاہر نافرمانی کی بَدبُو تھی وہ معدے کے اَبخرے سے تھی کہ گیہوں کھایا تھا اور اِبلیس کے مُنہ میں اصلی بَدبُو تھی تکبّر اور اِنکار کی اِس واسطے اس کے اِیمان کی بَیع فسخ ہو گئی اور کافروں میں سے ہو گیا۔

ایک عورت کو اِستحاضہ کی بیماری تھی جِس کے علاج کے واسطے وہ اپنے زمانے کے ایک حکیم کے پاس گئی۔ حکیم نے فرمایا کہ ایک کپڑے سے اپنی کمر خُوب مضبُوط باندھ لے۔ چُنانچہ جب تک وہ عورت کمر بندھی رکھتی پاک رہتی اور جب کمر کھولتی خُون جاری ہو جاتا۔ یہی مِثال اِبلیس کی ہے کہ اُس کی کمر نَحنُ نُسَبِّحُ بِحَمدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ (پارہ ۱، رکوع ۴ سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۰) کی پٹی سے بندھی ہوئی تھی اور قضا وقدر کی تعلیم سے اُس وقت تک بندھی رہی کہ حضرت آدم پیدا ہوئے اور حُکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ اُس وقت یہ پٹی کُھل گئی اور اِبلیس کے اندر سے کُفر کا اِستحاضہ ظاہر ہوا اور حُکم ہوا کہ یہاں سے نِکل جا کیونکہ تو مَردُود ہے اور یہ مُقام پاک لوگوں کے رہنے کا ہے۔

اور نیز حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السّلام نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا، خُدا فرماتا ہے کہ ایک اُن کے گروہ میں سے تھا اور ایک اُن کے دُشمنوں میں سے

Marfat.com

یعنی ایک اسرائیلی تھا اور ایک قبطی تھا اور خطا اصل میں اسرائیلی ہی کی تھی مگر حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے خطا پر نظر نہیں کی اور دوستی وقرابت پر نظر کر کے قبطی کو ایک گھونسہ مار کر قتل کر دیا اور اپنے دوست کو چھڑا لائے۔ یہی حال مومنوں کا قیامت کے روز کُفّاروں کے ساتھ ہوگا جبکہ سب حاضر ہوں گے اور خُدا کی جناب سے ندا ہوگی کہ اے میرے فرشتو یہ نہ دیکھو کہ کون گنہگار ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کون اَقرب ہے جب ملائکہ یہ فرمان سُنیں گے تو مومنوں کو امان دیں گے اور کُفّاروں کو جہنّم میں ڈالیں گے۔

لَطیفَہ: جب تُم ایک انڈا لے کر سُوئی سے اُس میں سوراخ کرو اور تمام مادہ اس کا نکال کر اُس کے اندر شبنم بھر دو اور اُس کے سوراخ کو موم سے بند کرو اور کسی بُلند جگہ پر ایک طَشت میں طُلُوعِ آفتاب کے سامنے رکھ دو تو جب سُورج اُس پر طُلُوع ہوگا یہ انڈا ہوا میں اُڑ جائے گا۔ اِس انڈے کی مثال اے مؤمنو تُمھاری ہے تُم کو چاہیئے کہ اپنے نفس میں ریاضت کی سُوئی سے سوراخ کر کے جِسمانی سفیدی وزردی یعنی رِیا اور نِفاق کو نِکال ڈالو اور اپنی آنکھوں سے ایسے آنسوؤں کے قطرے جمع کرو جن کی تعریف میں خُدا فرماتا ہے کہ جب سُنتے ہیں وہ اِس کلامِ پاک کو جو رسُول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو دیکھتے ہو تُم اُن کی آنکھوں کو کہ آنسو بہاتی ہیں اور رات کو تہجّد کے واسطے اُٹھو اور مسجد کے طَشت میں کھڑے ہو جاؤ کہ عنایت اَزَلیہ کا آفتاب طُلُوع ہو کر تُم کو اَوجِ مُلکوتِ قُدسیہ میں اُڑا لیجائے۔ فرماتا ہے اُسی کی طرف پاک کلمے بُلند ہوتے ہیں اور نیک عمل کو وہ اُوپر اُٹھا لیتا ہے۔

Marfat.com

کُفّار کی تمثیل میں ایک حکایت

چونکہ قینچی دو مُنہ رکھتی ہے اِس واسطے اِس کے حلق پر ایک کیل لگائی گئی ہے اور قینچی کا کام یہی ہے کہ یہ کاٹتی ہے اور کم کرتی ہے یہاں تک کہ اگر تُم تمام کپڑے اِس کے مُنہ میں دو گے تو سب کو کُتر (کاٹ) کے رکھ دے گی اور اِس کے حلق میں کچھ نہ اُترے گا۔ یہی مِثال کافروں کی ہے کہ اُنھوں نے اپنے مُنہ میں کُفر کی قینچی لے رکھی ہے اور کُفر کی کیل اُن کے حلق پر لگی ہوئی ہے۔ خُدا کا فرمان ہے کہ یہ بہرے گُونگے اندھے ہیں پس یہ نہیں سمجھتے اور جب دعوتِ ربّانی کی اَطلس (ریشمی کپڑا) اُن کے مُنہ میں دی جاتی ہے تو یہ اُس کو کُتر کر خراب کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیوں ہیں اور اُن کے حلق میں کچھ بھی نہیں اُترتا۔

لطیفہ: ہند کی طرف ایک بُوٹی ہوئی ہے جس کو فارسی میں مہرِ گیاہ کہتے ہیں یعنی محبّت کی بُوٹی اور بجُز رات کے دِن کے وقت کوئی اُس کو حاصل نہیں کر سکتا ہے اور اِس بُوٹی کی خاصیت یہ ہے کہ جس کے پاس یہ بُوٹی ہوتی ہے جو اُس کو دیکھتا ہے اُس سے محبّت کرتا ہے۔ اے مومنو! اگر تُم ہندوستان جا کر اُس بُوٹی کو حاصل نہیں کر سکتے ہو کہ جو کوئی تُم کو دیکھے تُم سے محبّت کرے تو رات کو اُٹھ کر تہجُّد کی نماز پڑھو اور بواسطہ دو رکعت نماز کے اپنے مَولا سے محبّت کی دوا حاصل کرو تا کہ جو تُم کو دیکھے تُم سے محبّت کرے کیونکہ حضور عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا ہے کہ جس کی نماز رات کو زیادہ ہو گی اُس کا چہرہ دِن کو خُوبصُورت ہو گا۔

Marfat.com

نُکتہ: ایک دفعہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلیوں میں جا رہے تھے کہ ایک جوان آپ کے سامنے آیا اور وہ کپڑے میں کوئی چیز چھپائے ہوئے تھا۔ آپ نے پُوچھا کہ اے جوان تیرے کپڑے کے اندر کیا چیز ہے؟ اور وہ شراب کی بوتل تھی جوان نہایت شرمندہ ہُوا اور اپنے دِل میں اُس نے خُدا تعالیٰ سے عرض کی کہ اگر مجھ کو حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے سامنے شرمندہ نہ کیا اور میری رُسوائی نہ ہوئی اور میری پَردہ پوشی کی تو اب میں کبھی شراب نہ پیوں گا۔ پھر کہا کہ اے امیر المومنین یہ سِرکہ ہے۔ آپ نے فرمایا لا مجھ کو دِکھا تو سہی۔ اُس نے بوتل کھول کر آپ کے آگے رکھ دی۔ آپ نے جو دیکھا تو واقعی وہ شراب سِرکہ ہو گئی تھی۔ مؤمنو غَور کرو کہ ایک شخص نے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے خَوف سے توبہ کی جو خُدا کے بندے تھے تو خُدا نے اُس کی شراب کو سرکہ بنا دیا۔ پھر اگر گُنہگار خاص خُدا کے خَوف سے سچّی توبہ کرے تو خُدا کے لُطف و کرم سے کیا تعجُّب ہے اگر اُس کی بَداعمالیوں کی شراب کو طاعت و عبادت کا سِرکہ بنا دے کیونکہ اُس نے فرمایا ہے کہ خُدا ایسے لوگوں کی بُرائیاں بھلائیوں سے بدل دے گا۔

مَثَل: زلیخا حضرت یُوسف عَلَیہِ السَّلام کے عِشق میں بہت روئی اور حواس باختہ ہو گئی تھیں اور عورتیں اُن کی حالت پر ہنستی تھیں۔ جب اُن عورتوں نے حضرت یوسف عَلَیہِ السَّلام کا جمال دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور رونے لگیں اور زلیخا اُن پر ہنستی تھی۔ یہی حال مومنوں کا ہے کہ دُنیا میں خُدا کے خَوف سے روتے ہیں اور کُفّار اُن پر ہنستے ہیں۔ پس ضرور ہے کہ قیامت کے روز کُفّار دوزخ میں رودیں گے اور مومن جنّت میں اُن پر قہقہہ لگاویں گے۔ خُداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ

Marfat.com

اُس روز مؤمن کافروں پر ہنسیں گے۔

قصہ: معلوم ہو کہ تین نبیوں کو خُداوند تعالیٰ نے ایک ایک کرتہ پہنایا تھا۔ جن کے سبب سے انہوں نے امن پایا، اُن میں اوّل حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جب نمرود نے حکم دیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو ایک اندھیرے مکان میں سر کے بل گرا دیں چنانچہ انہوں نے گرا دیا مگر آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ نمرود کو یہ خبر کی گئی تب اُس نے آپ کو آگ میں ڈالا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک کرتا بنایا تھا اور سب سے پہلے آپ ہی نے ایک کرتا پہنا ہے۔ پھر جب آپ کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں پھینکا تو اُسی وقت ہوا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا اے ابراہیم! تمہاری کوئی حاجت؟ فرمایا نہیں۔ پھر خُدا نے فوراً ہی آپ کو ایک کرتا پہنایا اور جب آپ آگ کے قریب پہنچے اور کرتے کی خوشبو آگ کو پہنچی تو اُسی وقت آگ خاموش ہوگئی۔ فرمایا ہے کہ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم (علیہ السلام) پر۔ یہی حال قیامت کے روز مؤمنوں کا ہوگا جبکہ وہ دوزخ پر سے گذریں گے جس کی نسبت فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک اُس پر سے گذرنے والا ہے کیونکہ مؤمنوں پر توحید اور تقویٰ کا لباس ہوگا۔ فرمایا ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰی (پرہیزگاری کا لباس) (پ ۸ سورہ الاعراف آیت نمبر ۲۶) اور جب لباسِ توحید کی خوشبو آگ کو پہنچے گی تو آگ خاموش ہو جائے گی اور کہتی ہوئی بھاگے گی کہ اے مؤمن مجھ پر سے جلد گذر کہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجھا دیا۔

اور دوسرا کرتا حضرت ہارون علیہ السلام کا تھا جس کا واقعہ یہ ہے کہ جب

Marfat.com

حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے فرعون کو دعوتِ اِسلام کی تو حضرت ہارون عَلَیہِ السَّلام آپ کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ فرعون نے اُن کو دیکھ کر پُوچھا کہ اے حضرت مُوسیٰ (عَلَیہِ السَّلام) یہ تیرے کون ہیں؟ فرمایا یہ میرے بھائی ہیں۔ اور حضرت ہارون عَلَیہِ السَّلام نہایت حسین اور صاحبِ جمال تھے۔ فرعون نے حکم دیا کہ ہارون (عَلَیہِ السَّلام) کے کپڑے اُتار کر حضرت موسیٰ (عَلَیہِ السَّلام) کے عصا سے اُن کو ماریں۔ چُنانچہ جب حضرت ہارون عَلَیہِ السَّلام کے کپڑے اُتار لئے تو فوراً ہی حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام جنّت سے ایک کُرتا لے کر آئے اور حضرت ہارون عَلَیہِ السَّلام کو پہنا دیا۔ اِس کُرتے پر بنی اسرائیل کی بارہ قوموں کے نام لکھے ہوئے تھے اور فرعون نے اس کو دیکھ کر پُوچھا کہ یہ کُرتا کہاں سے آیا؟ حضرت ہارون عَلَیہِ السَّلام نے کہا کہ خُدا نے میرے واسطے جنّت سے بھیجا ہے۔ فرعون اور اُس کے لشکر کے دِل میں ایسا رُعب اور خُوف پیدا ہوا کہ اُن کے اعضا کانپ اُٹھے اور وہ کُرتا حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیہِ السَّلام کے امن اور حفاظت کا باعث ہوا کہ پھر اُس کے بعد فرعون آپ کو کچھ ستا نہ سکا۔

لَطِیفَہ: حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام اور حضرت ہارون عَلَیہِ السَّلام نے ایک کُرتے کے سبب سے امان پائی جس کو حضرت جبرئیل جنّت سے لائے تھے اور فرعون اور اُس کے لشکر کے دِل میں بے حد خوف و رُعب غالب ہو گیا، پس مؤمنو تُم کو تقوے کا لباس اور اِیمان کا کُرتا پہننا چاہیئے جس کے سبب سے امان حاصل ہو گی اور آتشِ دوزخ تُم سے یہ کہتی ہوئی بھاگے گی کہ اے مؤمن مجھ پر سے جلد گذر کیونکہ تیرے نُور نے میری شعلہ کو بجھا دیا ہے۔

Marfat.com

اور تیسرا کُرتا حضرت مُحمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک عورت مُشرکہ نے اپنے بیٹے کو حضور کی خدمت میں بھیجا کہ آپ سے کہہ کہ میری ماں برہنہ اور فقیر ہے اور آپ سے ایک کُرتا مانگتی ہے۔ پھر اگر آپ یہ فرمائیں کہ میرے پاس کُرتا نہیں ہے تو کہیو کہ یہ کُرتا جو آپ پہنے ہوئے ہیں یہی دے دیجئے۔ چُنانچہ لڑکے نے آپ سے آ کر کُرتا طلب کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم مُبارک سے اُتار کر اُس کو عنایت فرمایا اور محراب میں کھڑے ہو کر خُداوند تعالیٰ سے مُناجات شروع کی۔ اُسی وقت حضرت جبرئیل یہ آیت لے کر حاضر ہوئے کہ نہ تو اپنے ہاتھ کو گردن کی طرف پہنچا ہوا رکھو اور نہ بالکل کھول ہی دو یعنی نہ حد درجہ کا بُخل کرو نہ بے حد سخاوت کرو بلکہ درمیانہ درجہ اختیار کرو۔ ہنوز حضرت جبریل علیہ السّلام نے یہ آیت پُوری نہ پڑھی تھی کہ ہوا پر سے ایک کُرتا اُترا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو زیبِ بدن فرمایا۔ پھر وہ لڑکا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کُرتا لے کر اپنی گھر پہنچا اور تمام حال بیان کیا تو وہ عورت مع اپنے تمام قبیلہ کے مُشرّف بہ اِسلام ہوئی حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس کُرتے کی برکت سے۔

لطیفہ : گویا خُداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اُمّتِ مُحمدیہ میں نے تُم کو ایمان کا کُرتا اور تقویٰ اور مغفرت کا لباس پہنایا ہے اور تُم اس کو شہوتوں اور خواہشوں کی گندگی سے ناپاک کرتے ہو تو میں یہ قُدرت رکھتا ہوں کہ تُمہارے آنسوؤں کے پانی سے دھو کر اُن کو پاک کردوں۔ چُنانچہ اُس کا فرمان ہے کہ بیشک خُدا تمام گُناہوں کو بخش دے گا بیشک وُہ غفورُ الرّحیم ہے۔

Marfat.com

بساطِ مَجلِس : حضرت موسیٰ عَلَیہِ السّلام کی قوم نے آپ سے بارش طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ نمازِ اِستسقا کے واسطے چلو۔ لوگ چلے جن میں بہت سے مُنافق بھی تھے اور دُعا مانگی۔ مینہ برسا کھیتی پیدا ہوئی مگر بالوں میں دانہ نہ تھا۔ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے دُعا کی کہ خُداوندا اِس میں کیا حِکمت ہے؟ ندا ہوئی کہ اے حضرت مُوسیٰ (عَلَیہِ السَّلام) اِن کی دُعا اِخلاص کے ساتھ نہ تھی اِس سبب سے میں نے ان کو دانہ عنایت نہیں کیا۔ یہی حال مومن کا ہے کہ جب خُلوصِ دِل سے دُعا کرتا ہے تو قبُول ہوتی ہے اور اگر نِفاق سے دُعا کرتا ہے تو قبُول نہیں ہوتی۔

نُکتہ : جب حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے قبطی کو گھونسہ مار کر قتل کر دیا تو اُسی وقت اپنے فعل پر بہت نادم ہوئے اور خُدا کی طرف سے ندا ہوئی کہ اے حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام تُم قبطی کے قتل کرنے پر رنجیدہ نہ ہو کیونکہ اگر چہ تُم نے آج اپنے ہاتھ سے اپنی بہادری ظاہر کرنے کے واسطے قبطی کو قتل کیا ہے مگر کل تُم نے یہی ہاتھ فرعون کی داڑھی اور سر پر مارا تھا پس آج کی تُمہاری دَست درازی میں نے اس دَست درازی کے بدلے بخش دی۔ یہی حال بندۂ گُنہگار کا ہے کہ یہ جو مالِ حرام کے کھانے اور شراب پینے اور زِنا وغیرہ گُناہ کرنے میں دَست درازی کرتا ہے تو قیامت کے روز اَہوال اور عذاب کو دیکھ کر نہایت حیران و پریشان اور اپنے فعل پر نادم ہوگا۔ تب خُدا کی طرف سے ندا ہوگی کہ اے میرے بندے تُو رَنج نہ کر کیونکہ اگر چہ تُو نے شراب کی طرف اپنی نفسانی خواہش پُوری کرنے کے واسطے دَست درازی کی تھی مگر میرے واسطے قرآن شریف بھی تُو نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور اگر چہ تُو زِنا کرنے گیا تھا مگر وعظ اور عِلم کی مَجلس میں بھی حاضر ہوا تھا اور اگر چہ تُو نے

Marfat.com

اپنی زبان سے غیبت کی تھی مگر قرآن شریف بھی پڑھا تھا پس اِن تمام گناہوں کو میں نے اِن نیکیوں کے بدلہ میں بخش دیا اور تیری بُرائیاں بھلائیوں سے بدل دیں۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ اِن لوگوں کی بُرائیاں خدا بھلائیوں سے بدل دے گا۔

حکایت: رات کے وقت ایک امیر کسی مُحلّہ میں سے جا رہا تھا اور اُس کے آگے آگے نوکر کے ہاتھ میں مشعل تھی۔ اور اُسی مُحلّہ میں ایک بڑھیا رہتی تھی اور اُس وقت وہ تہجّد کے واسطے اُٹھی تھی۔ رات کے اندھیرے میں قبلہ کی سمت اُس پر مشتبہ ہوگئی۔ یہ روشنی جو اُس نے دیکھی تو اِن لوگوں کو آواز دی کہ خُدا کے واسطے ذرا ٹھہر جانا کہ میں اپنا چراغ روشن کر لوں۔ امیر ٹھہر گئے اور بڑھیا اپنا چراغ روشن کر کے لے گئی اور نماز سے فارغ ہو کر صُبح تک اپنے پھٹے پُرانے کپڑوں کو سیا۔ میری غرض صرف بڑھیا کی کہانی بیان کرنا نہیں ہے بلکہ میری غرض یہ ہے کہ اِن مثالوں سے عبرت پکڑو اور سمجھو کہ عُلماء کی مثال اِس مشعل والے کی سی ہے جو نبی کے آگے آگے شریعت کی مشعل لئے ہوئے تمہاری عُمر کے مُحلّہ کے سامنے گذر رہے ہیں اور تم اُس بڑھیا کی مثل ہو کہ عمل کا قبلہ تم پر مشتبہ ہو گیا ہے اور خواہشوں کے اندھیرے میں تمہارے اعمال ضائع ہو رہے ہیں۔ تو اگر تم سعادت کا اقبال چاہتے ہو تو عُلماء کی زبان کی مشعل سے اپنے دِل کا چراغ روشن کرو تا کہ تمہارا دِل مُنوّر ہو کر تم کو توبہ کی توفیق ہو اور اِس روشنی میں تم اپنے دین کی درستی کر لو اور اِس کا نقصان پُورا ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عُلماء کا تذکرہ جاہلوں کی ہدایت ہے۔

مثل: اُصُولِ فقہ میں یہ مسئلہ ہے کہ جب ایک سچّے آدمی نے کسی مسافر کو یہ خبر دی کہ اِس راستے میں بڑے خدشے اور درندے ہیں مثلاً ہاتھی اور شیر بھیڑیئے

Marfat.com

وغیرہ مُوذیات ہیں تم اِس راستہ سے سفر نہ کرو۔ چُنانچہ مسافر یہ سُن کر ڈر گیا اور اِس راستے سے سفر کرنا اُس نے موقوف کیا۔ پھر ایک اور شخص اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تُم سے جس نے اِس راستہ کے پُر خطر ہونے کا حال بیان کیا ہے وہ بالکل جُھوٹا ہے اِس میں کوئی درِندہ اور مُوذِی نہیں ہے جو تُم کو ستائے تو اگر یہ مسافر اُس کے کہنے میں آ کر سفر کرے گا۔

اِسی طرح اَنبیا اور اَولیاء اور تمام سچے لوگوں نے تُم کو خبر دی ہے کہ گُناہ کا راستہ ہلاک کرنے والا ہے اور اِس میں بکثرت درِندے ہاتھی اور شیر اور چیتے اور سانپ بچھو وغیرہ مُوذِیات ہیں۔ اور شیطان مَردُود اور کذّاب نے تُم سے آ کر کہہ دیا ہے کہ گُناہ کا طریق ہی امن و عافیّت اور راحت کا ہے۔ جس کی نسبت خُدا کا فرمان ہے کہ لوگوں کے واسطے عورتوں اور اَولاد وغیرہ خواہشات کی محبّت زِینت دی گئی ہے۔ پھر اگر تُم نے اِس کذّاب اور مَردُود کی بات سُن کر گُناہ کا رَستہ شروع کیا تو اپنی عُمر بھر کے تمام اعمال ضائع کر دیئے اور اِسی میں ہلاک ہو جاؤ گے جس کی نسبت خُدا فرماتا ہے کہ ہم اُن کے تمام اعمال کو ہوا کی مانند اُڑا دیں گے۔

حکایت: کُتب اَمثِلہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے تُرکستان سے ہندوستان کی طرف سفر کیا اور جب ہند کے کسی شہر میں پہنچا تو پہلے غسل کرنے کے واسطے ایک حمام میں گیا جیسے کہ مسافروں کی عادت ہوتی ہے۔ حمام والا ایک خوبصُورت اور خُوش اَخلاق شخص تھا اور حمام کے دروازہ میں بیٹھا تھا۔ اُس مسافر نے اُس کو ایک روپیہ دیا اور ایک طشت پانی کا غُسل کے واسطے مانگا۔ حمام والے نے کھڑاویں اُس کے آگے رکھ دیں اور نمدے کا ایک کُرتا اور ٹوپی اُس کو پہنایا اور ایک بُرقع

Marfat.com

چہرہ پر ڈالنے کے واسطے اُس کو دیا اور ایک ہتھیار دو مُنہ والا بھی اُس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اُس نے دریافت کیا کہ میاں تُم نے جو میری یہ ہیئت بنائی تو اِس میں کیا حِکمت ہے حالانکہ یہ باتیں بِالکُل خلافِ عادت مُعلُوم ہوتی ہیں؟ حمامی نے کہا میاں تُم کو کھڑاویں جو میں نے پہنائیں تو اِس واسطے کہ اِس حمام کے درمیانی دروازہ میں کیچڑ ہے اُس میں تُمہارے پیر آلُودہ نہ ہوں اور ٹوپی جو میں نے تُم کو پہنائی ہے تو اِس واسطے کہ اِس حمام کی چھت میں کانٹے بہت ہیں تُمہارے سَر میں نہ گھُس جائیں اور یہ بُرقع جو تُم کو اُڑھایا تو اِس واسطے کہ اِس حمام میں بِھڑیں اور مکّھیاں اور مُوذیات بُہت ہیں وُہ تُم کو لِپٹ نہ جائیں اور تُم اُن سے مَحفُوظ رہو اور یہ ہتھیار جو میں نے تُم کو دیا ہے تو اِس واسطے کہ اس حمام میں ایک زَبَردَست دُشمن ہے جب وہ تُمہارا قصد کرے تو اِس حربہ سے اُس کو ہلاک کرنا۔ مسافر نے کہا کہ یہ علامتیں تو جُہنّم کی ہیں حمام کی نہیں ہیں۔ اِس حمام کی کہانی سے ہماری غرض یہ ہے کہ اے مؤمن تُم وہ مسافر ہو کیونکہ تُم نے تُرکستانِ عَدم سے رُوحوں کے قافِلَہ کے ساتھ ہندوستانِ دُنیا میں سفر کیا ہے لہٰذا تُم کو اِس حمام میں داخل ہونا ضروری ہے جِس کی نِسبت خُدا نے فرمایا ہے کہ اِسی سے ہم نے تُم کو پیدا کیا ہے اور اِسی میں پھر ہم تُم کو واپس کر دیں گے اور پھر اِسی سے تُم کو دوبارہ نِکالیں گے یعنی زمین سے۔ اور یہ حمامی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پس اگر تُم اِس حمام یعنی قبر میں تمام مُہالِک اور مُوذِیات سے امن میں رہنا چاہتے ہو تو مسح کی ٹوپی سر پر پہنو، فرماتا ہے کہ اور (وُضُو میں) اپنے سروں پر مسح کرو، اور اپنے چہرہ کو غُسل کے بُرقع سے پوشِیدہ کرو کہ فرماتا ہے اور دھوؤ اپنے مُونہوں کو اور پاکی کے دَستانے اپنے ہاتھوں

Marfat.com

پر چڑھاؤ فرماتا ہے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھوؤاور پیروں میں بھی اُن کو دھو کر جُوتیاں پہنو کہ فرماتا ہے اور پیروں کو ٹخنوں تک دھوؤاور تقوے کا لباس پہنو جس کی نسبت فرمایا ہے کہ تقویٰ کا لباس بہتر ہے۔ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِااللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کا حربہ دوسرا ہاتھ میں لو۔ اور یہ سارا اِنتظام اِس واسطے ہے کہ تُمہارا سر شقاوت کے کانٹوں سے زخمی نہ ہو اور تُمہارے پیر عذاب کی کیچڑ میں نہ دھنسیں اور تُمہارے جسم کو قبر میں کیڑے مکوڑے نہ کھا جاویں اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِااللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کی حُرمت سے اِبلیس لعین تُم کو قتل نہ کر سکے یعنی تُمہارا دِین برباد نہ کرے اور تُمہارا جسم سفرِ معاصی کے میل کچیل سے پاک ہو جائے کلماتِ تلقین کے تین کلموں سے جو پانی کے تین طشتوں کی مثل ہیں یعنی تُم کہو کہ اللہ میرا رب ہے اور حضرت محمد ﷺ میرے نبی ہیں اور اِسلام میرا دِین ہے اور پھر حمام یعنی قبر سے نکلنے کے وقت حریر اور دیباج کا لباس پہن کر دیدارِ پروردگار کے لائق ہو جاؤ جس کی نسبت فرمایا ہے کہ بہت سے مُنہ خوش حالی کے ساتھ اپنے رب کی طرف نظر کرتے ہوں گے۔

کُتبِ اخبار میں وارد ہے کہ ایک شخص نے مُلکِ شام سے سفر کیا۔ راستہ میں ایک جنگل کے اندر جارہا تھا کہ یکایک بہت سے اُونٹ ایک طرف سے آتے دِکھائی دیئے اور اُن میں ایک اُونٹ مست بھی تھا۔ اِس نے جو اُس کو دیکھا تو اُس کی طرف دوڑا۔ یہ شخص بھاگا اور آخر لاچار ہو کر ایک کنوئیں میں گھاس کی جڑیں پکڑ کے لٹک گیا۔ یہ کنُواں بہت گہرا تھا اُس شخص نے جو اِس کے اندر نظر کی تو دیکھا کہ ایک اژدہا مُنہ پھاڑے بیٹھا ہے اور پھر جو غور کیا تو ۔۔ جو ہے اُس گھاس کی

Marfat.com

جڑ کو کتر رہے تھے جس کو پکڑے ہوئے یہ شخص لٹک رہا تھا اور سر پر وہ اونٹ کھڑا تھا غرضکہ اِس کی نجات کا کوئی راستہ نہ تھا۔

اِس عالمِ یاس و ہراس میں اُس کو اپنے آقا کا نام یاد آیا جو ایک باکرامت شخص تھا اور اُس کے نام کا وِرد اُس نے کرنا شروع کیا کہ اُسی وقت اُس کا آقا وہاں پہنچا اور کنوئیں میں سے اژدہا دُور ہو کر تمام کنواں گُل و ریاحین سے پُر ہو گیا اور یہ ساری برکت اُس کے آقا کی تھی۔ پھر ان چوہوں نے گھاس کی جڑ کاٹ دی اور یہ کنوئیں کے اندر گر پڑا۔ یہ تو سمجھتا تھا کہ میں اژدھے کے مُنہ میں گرا ہوں مگر اب جو آنکھ کُھلی تو دیکھا کہ یہ گُل و ریاحین پر پڑا ہے۔ میں نے یہ حکایت اُس شخص کی بیان نہیں کی ہے بلکہ یہ میں نے اپنا حال بیان کیا ہے اور یہی اے مؤمنو تمہارا حال ہے۔ وہ اونٹ موت ہے جو صحرائے دُنیا میں تم کو تلاش کرتی پھرتی ہے اور تم اُس کے سامنے سے بھاگ کر اپنی عُمر کے کنوئیں میں پناہ گزیں ہوئے ہو اور غرور کی گھاس پکڑ کے لٹک رہے ہو اور حرص و اُمید کے چوہے اُس کی جڑ کو کاٹ رہے ہیں اور گناہوں کا اژدہا اِس کنوئیں میں مُنہ کھولے بیٹھا ہے اور تم مُعلق خوف و رجا کے درمیان لٹک رہے ہو تو اگر تم اِن اَحوال سے اپنی خلاصی چاہتے ہو تو اپنے مولا اور آقا کا ہر حال میں ذِکر کرو اور عُذر کے ساتھ مُناجات کرو کہ اے ہمارے ربّ ہمارے گُناہ بخش دے اور ہمارے بُرائیاں دُور کر اور نیک لوگوں کے ساتھ ہماری وفات کر یہاں تک کہ خُدا اپنی رحمت تم پر بھیجے اور گناہوں کا اژدہا دُور ہو جائے اور تمہاری قبر پھولوں سے پُر ہو اور خُداوند تعالیٰ اُس کو اپنے فضل و کرم سے جنّت کا ایک باغیچہ بنا دے۔

Marfat.com

ایک اور حکایت

کہتے ہیں کہ دُنیا میں ایک شہر کا یہ دُستُور ہے کہ جب وہاں کے بادشاہ کی بیٹی جوان ہوتی ہے تو مُنادِی تمام شہر میں نِدا کرتا ہے کہ سب لوگ صحرا میں چل کر جمع ہوں تا کہ شہزادی اپنے واسطے خاوند پسند کرے۔ اور بادشاہ اور اُس کی بیوی اپنی لڑکی کو سونے کا ایک تُرَنج دیتے ہیں کہ جس شخص کو وہ پسند کرے یہ تُرَنج اُس کو مار دے۔

اِس بادشاہ کے پڑوس میں ایک جوان فقیر مگر حسین و صاحبِ جمال بھی رہتا تھا اور شہزادی اُس پر عاشق اور اُس کے عشق میں رنگ زرد اور دِل پُر دَرد تھی۔ جب بادشاہ نے اُس کی شادی کرنی چاہی تو حسبِ دُستُور مُنادِی نے نِدا کی اور تمام اُمَراء ورؤسا اور اکابرِ شہر آراستہ ہو کر صحرا میں جمع ہوئے اور شہزادی نے سب کا چکر لگایا مگر اُس جو ان کو نہ پایا اِس واسطے تُرَنج کسی کو نہ مارا اور واپس اپنے محَل میں چلی آئی۔ لوگ کہنے لگے کہ تعجُّب کی بات ہے شہزادی کو کوئی شخص پسند نہیں آیا۔ دُوسرے روز پھر لوگ جمع ہوئے مگر وہ جوان نہ آیا۔ شہزادی سب کا چکر لگا کر واپس چلی گئی۔ لوگوں نے کہا کہ شاید شہزادی شادی کرنا نہیں چاہتی ہے۔ تیسرے روز وہ جوان بھی لوگوں کے ساتھ صحرا میں آیا کہ چل کر ذرا سیر تو دیکھیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مجھ بیچارے غریب کو شہزادی کب پسند کرے گی اور اِسی خیال سے یہ دُور بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا۔

اور ایک کُرتہ پہنے ہوئے زانُو پر سَر جُھکائے خاموش بیٹھا تھا کہ شہزادی جب سب لوگوں کو دیکھ کر واپس ہونے لگی کیونکہ اُس نے اِس جوان کو نہ پایا تھا تو دُور سے اُس پر اِس کی نظر پڑی پس فَوراً وہ اُس کے پاس آئی اور تُرَنج اُس کو مارا اور

Marfat.com

تمام اُمَراء ورؤسا شرمندہ ہو کر واپس ہوئے۔ بادشاہ اور اُس کی بیوی نے شہزادی سے کہا کہ تُو نے یہ کیا کیا کہ تمام اُمَرا اور رؤسا کی اولاد کو چھوڑ کر ایک فقیر کو پسند کیا ہے جس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ شہزادی نے کہا وہ فقیر ہے تو کیا ہوا میں تو غنی ہوں اور میں نے جو اُس کو سونے کا تُرنج مارا تو اِس سے پہلے وہ مُجھ کو مرض و مُشقّت کا تُرنج مار چکا ہے۔ چُنانچہ پھر اِس شہزادی کا نِکاح اُس فقیر کے ساتھ مُنعقِد ہوا۔

لَطِیفَہ :رحیم کی رَحمت نے تمام اَشیا کو گھیر رکھا ہے اُس کا فرمان ہے کہ میری رَحمت تمام چیزوں کو وسیع ہے پھر جب خُداوند تعالیٰ نے اپنی کاری گری سے تمام عالَم کو پیدا کیا اور اپنی حِکمت واِرادہ سے کُل مخلُوقات ایجاد کی اور اپنی مشیّت سے تمام کائنات کو ترتیب دیا تو سب موجُودات صحراءِ صَنعَت میں اُس کے سامنے سربسجود ہوئی اور سب نے یہ درخواست کی کہ اُس کی رَحمت سے مُتّصِل رہیں اِسی اُمّید پر فرِشتے تسبیح وتقدیس میں مشغُول ہوئے۔ فرماتا ہے نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ (پارہ ۱ رکوع ۳ سُورہ بقرہ آیت نمبر ۳۰) اور سُورج نے اِسی رَحمت کے خیال سے تمام عالَم پر اپنا نُور ڈالنا شروع کیا جس کی نسبت فرمان ہے کہ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (پ ۲۳ سورہ یٰسین آیت نمبر ۳۸) اور اِسی اُمّید میں چاند نے اپنی روشنی اور منزلیں ظاہر کرنی شروع کیں چُنانچہ فرمان ہے کہ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ (پ ۲۳ سورہ یٰسین آیت نمبر ۳۹) اور آسمان نے مینہ برسانا شروع کیا فرمایا ہے کہ اُتارا ہم نے آسمان سے برکت والا پانی۔ اور زمین نے ہر قسم کی نبات اور درخت اُگانے شروع کیئے فرمایا ہے کہ پانی کے ساتھ اُگاتا ہے تُمہارے واسطے کھیتیاں اور زیتون کے درخت۔ اور پہاڑ میں اسی

Marfat.com

اِشتیاق سے جواہرات ظاہر ہوئے کہ فرماتا ہے وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُوْدٌ. (پ۲۲ سورہ فاطر آیت نمبر ۲۷) اور دریاؤں نے چیخ پکار کی اور مُطیع ہوئے اس فرمان کے واسطے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (پ۲۷ سورہ رحمٰن آیت نمبر ۱۹،۲۰) اور اُن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ تھا کہ اگر امانت کا تُرنج ہم کو نہ مِلا تو کسی کو بھی نہ مِلے گا اور آدم عَلَیہِ السّلام اُس مُفلِس نوجوان کی طرح سے دُور سے بیٹھے ہوئے عِجز و نیاز کے ساتھ سَر جُھکائے اِنتظار کر رہے تھے کہ رحیم کی رَحمت نے تمام عَالَم کا طواف کیا اور عَالَم میں سے کسی کو امانت کی نارنگی نہ ماری۔ پھر جب وہ میدانِ ملکوت سے باہر آئی تو آدم کو عِجز کی دِیوار کے پیچھے بیٹھا دیکھا تب اُن کو امانت کی نارنگی یعنی نمازیں عنایت کیں۔ فرماتا ہے اور اِس امانت کو اِنسان نے اُٹھالیا۔ ملائکہ اور آسمان و زمین اور چاند سُورج سِتاروں اور پہاڑوں سب نے غُل مچایا اور عرض کیا کہ ہم کو چھوڑ کر آدم کو کیوں پسند کیا یہ تو ننگا بالکل بَرہنہ جسم ہے اور ہم تیری تسبیح و تقدیس اور حمد و ثنا کرتے ہیں؟ نِدا ہوئی کہ اے میرے فرشتو میں نے جو امانت کی نارنگی اِس کو دی تو وُہ بھی محبّت کی نارنگی مُجھ کو دے چُکا ہے اور اگر وہ فقیر ہے تو میں تمام عَالَم سے غنی ہوں اور اگرچہ اُس کا لباس مَنسُوخ ہے مگر اُس کے اندر رُوح تو میری ہی ہے۔ فرمایا ہے کہ جب میں نے آدم کا پُتلا بنا کر دُرُست کیا تو اُس کے اندر اپنی رُوح پھُونکی۔ اگرچہ اُس کے پاس مال و زر اور موتی مُونگے نہیں ہیں تو نہ ہوں اُس کے پاس قلب اور اِخلاص اور اِیمان ہیں اِس واسطے میں نے اُس کو تُم پر فضیلت دی ہے اور پسند کیا ہے اور اُس کے نشان کو بُلند کیا ہے اور کُل اَسماء کی اُس کو تعلیم دی ہے اور اُس کی خطائیں بخش دی ہیں اور قیامت تک اُس کی اَولاد کے گُناہ بخشوں گا

Marfat.com

کیونکہ میں غفورُ الرّحیم ہوں اور اس کی مؤمن اولاد کو قیامت کے روز اپنے سایۂ رحمت میں رکھوں گا۔ فرماتا ہے صدق کے مقام میں بادشاہ قدرت والے کے پاس۔

مثل: جب کسی کو سردی پہنچتی ہے اور زکام ہو جاتا ہے تو کسی چیز کی خوشبو اُس کو نہیں آتی اور تمام خوشبوؤں اور پھولوں سے وہ محروم ہو جاتا ہے اور نہیں جانتا ہے کہ کیا ترکیب کرے جس سے یہ زکام اُس کا دُور ہو۔ تب وہ کسی تجربہ کار حکیم کے پاس جاتا ہے اور اپنا حال بیان کرتا ہے۔ حکیم اُس کو ایک اندھیری کوٹھری میں داخل کر کے کسی شخص کو حکم دیتا ہے کہ اِس کو خوب سخت وسُست کہے تاکہ اِس کے بدن میں حرارت غصّہ کے سبب جوش کھائے اور اِس کا جسم گرم ہو کر زکام دُور ہو۔ اِسی طرح اے گنہگار تو اِس زکام والے کی مثل ہے گناہوں کی ٹھنڈک جو تجھ کو پہنچی ہے تو تیرے دماغ میں زکام ہو گیا ہے۔ نہ تجھ کو علم و حکمت کی خوشبو آتی ہے اور نہ تُو اپنے عیبوں کی بدبُو سونگھتا ہے اِسی سبب سے تُو ثواب اور علم کی لذّت سے محروم ہے اور تو نہیں جانتا ہے کہ اِس زکام کے دُور کرنے کے واسطے کیا علاج کرے اِس واسطے خواہشوں کی ظلمات اور دُنیا کے کاروبار چھوڑ کر مسجد میں آ جا یہاں تک کہ کوئی عالم حکیم منبر پر نمودار ہو اور تجھ کو خدا و رسُول کے فرمان سُنائے تاکہ تیرے جسم میں حرارت متحرّک ہو اور آنکھوں کے آنسوؤں سے تیرا دِل گرم ہو جائے۔ فرماتا ہے اور جب سُنتے ہیں وہ کلامِ پاک جو رسُول کی طرف نازل کیا گیا ہے تب تم اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری دیکھتے ہو۔ اِس ترکیب سے تمہارا زکام دُور ہو گا اور تم طاعت کی خوشبو سونگھ کر جنّت کے اہل بن جاؤ گے اور فرمان ہو گا کہ سلام ہو تم پر، اچھے ہو تم پس ہمیشہ کے واسطے اِس میں داخل ہو۔

Marfat.com

ایک اور حکایت

ایک حاملہ عورت کسی امیر کے دروازہ پر سے گزری تو اُس کو کھانے کی خوشبو آئی۔ امیر نے اُس کو کھانے سے محروم نہ رکھا صرف اِس اندیشے سے کہ اِس کا حمل ساقط نہ ہو جائے۔ اِسی طرح مومن جو ایمان و نماز کی امانت کا حامل ہے فرمایا ہے کہ انسان نے اُس کو اُٹھایا تو یہ خدا کے دروازہ کے آگے سے گذرا ہے جو مسجد ہے اور احسان و کرم کے مطبخ سے اِس کو رحمت کی خوشبو آئی ہے۔ فرمایا ہے میری رحمت ہر چیز کو وسیع ہے۔ تو کیا خدا کے فضل کو یہ بات شایاں نہیں ہے کہ اپنے بندہ کو جنّت کی نعمتیں چکھا دے، نہیں بلکہ وُہ اِن کو خوب دے گا اور کچھ اِن سے باز نہ رکھے گا۔ کیونکہ اُس نے فرمایا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن کے واسطے جنّتُ الفردوس آرامگاہ ہے۔

ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آبخورہ (پانی پینے کا چھوٹا سا مٹّی کا برتن) دے کر پانی لانے کے واسطے بھیجا۔ لڑکا گیا اور راستے میں لڑکوں کے ساتھ کھیل میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ جب رات ہو گئی تو خالی آبخورہ لے کر آیا۔ ماں نے کہا کہ پانی کہاں ہے جس کو لانے کے واسطے میں نے تجھ کو بھیجا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ تم اِس بات کا شکریہ ادا کرو کہ میں آبخورہ صحیح وسالم لے آیا۔ ماں نے خیال کیا کہ بچّہ سچ کہتا ہے، یہ نادان ہے لہٰذا اِس کا قصور معاف کیا۔ اے مومنو تمہارا بھی یہی حال ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تم کو ایمان کا آبخورہ عنایت کیا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ اِس میں عمل کا پانی بھر لاؤ مگر تم بچّوں کی طرح سے لہو و لعب میں

Marfat.com

مشغول ہو گئے۔ فرماتا ہے یہ دُنیا کی زندگی بجز لہو ولعب کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور تُم نے اِیمان کے آبخورہ کو عبادت کے پانی سے پُر نہ کیا یہاں تک کہ رات ہو گئی یعنی تُمہاری عُمر تمام ہوئی اور جب تُم آبخورہ خالی لے کر واپس گئے تو خُداوند تعالیٰ نے تُم سے فرمایا کہ اے میرے بندہ! عمل کا پانی کہاں ہے؟ تُم نے کہا کہ خُداوندا میں اِسی بات کا شکر کرتا ہوں کہ اِیمان کا آبخورہ صحیح و سالم لے آیا۔ پس خُدا اُس وقت عنایت کی نظر کرتا ہے اور اپنے بندہ کو ضعیف پا کر فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے سچ کہا اور اِس کا قصور مُعاف کرتا ہے اور مغفرت کے دفتر میں اِس کا نام لکھ دیتا ہے۔ فرماتا ہے میں تُم کو بخشتا ہوں اِس سے پہلے کہ تُم مُجھ سے بخشش چاہو۔

حکایت: کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ایک بہت بڑا تالاب تھا اور اُس کے اندر دو بطخیں اور ایک کچھوا رہتے تھے اُن کی باہم بہت محبت ہو گئی اور ایک کو بغیر دُوسرے کے چین نہ آتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد پانی تالاب کا کم ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ تمام تالاب سُوکھ گیا تو دونوں بطخیں کچھوے کے پاس آئیں اور کہا کہ اے دوست مُشفق اِس دُنیا ناپائیدار کا یہی حال ہے کہ آخر فُرقت اور جُدائی ہوتی ہے۔ اب تُم نے دیکھا کہ تالاب کا پانی جو تمام مخلوقات کی حیات کا باعث ہے خُشک ہو گیا۔ خُدا فرماتا ہے کہ ہم نے پانی سے ہر ایک چیز کو زندہ رکھا ہے۔ اب ہمارے سفر کا وقت آ گیا ہے اور ہم کو بغیر دوسرے تالاب میں جائے چارہ نہیں ہے اور یہ آیت اُس نے پڑھی کہ خُدا کی زمین وسیع ہے۔ کچھوے نے جو یہ گُفتگو سُنی تو بہت رویا اور غُل مچایا کہ اے دوستو میں اب کیا کروں اور کیونکر تُمہارے ساتھ چلوں۔ بطخوں نے کہا کہ ہم ایک ترکیب کرتے ہیں مگر ہم کو یہ ڈر ہے کہ تُم

Marfat.com

بول اُٹھو گے کیونکہ تمہاری زُبان تُمہارے قابُو میں نہیں ہے۔ کچھوے نے کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ ہرگز نہ بولوں گا۔ بطخوں نے کہا کہ جب ہم تُم کو لے کر اُڑیں گے تو لوگ یہ تماشا دیکھ کر تعجب کریں گے اور ایک دُوسرے سے ذِکر کرے گا۔ اس وقت تُم کو چاہیئے کہ صبر کرنا اور بات نہ کرنا اور عقلمندوں کے اِس قَول کو نہ بُھولنا کہ جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی اور اس قَول کو کہ بلا بولنے پر مُوقُوف ہے اور پھر بھی اگر تم بولے اور تُم کو مُصیبت پہنچی تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرنا اور تُمہارا گناہ تُمہاری ہی گردن پر ہو گا اور تُم کو خُدا کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ کچھوے نے جواِن دونوں کی یہ گُفتگُو سنی تو کہا کہ میں ہرگز بات نہ کروں گا اور اس آیت پر عمل کروں گا کہ میں نے خُدا کے واسطے چُپ کے روزہ کی نذر مانی ہے اِس واسطے میں آج کسی اِنسان سے بات نہ کروں گا۔ بطخوں نے جب کچھوے سے یہ عہد لے لیا تو ایک لکڑی لائے اور کچھوے سے کہا کہ اِس کو بیچ میں سے اپنے مُنہ سے پکڑ لو اور ہونٹوں سے خُوب بھینچ لو۔ کچھوے نے ایسا ہی کیا۔ پھر بطخوں نے ایک ایک سِرا اُس لکڑی کا اپنے اُوپر رکھ لیا اور کچھوے کو لے کر اُڑیں۔ کچھ لوگوں نے یہ تماشا دیکھا اور اَوروں کو دِکھایا سب تعجُّب سے کہنے لگے کہ دیکھو بطخیں کس ترکیب سے کچھوے کو لے جا رہی ہیں۔ کچھوے نے جو لوگوں کی یہ باتیں سُنیں ایک ساعت تو صبر کیا مگر پھر لوگوں کے زیادہ تعجُّب کرنے سے صبر نہ کر سکا اور کہنے لگا کہ تُم کیوں تعجُّب کرتے ہو کیا تُم نہیں دیکھتے ہو کہ ہم کو بطخیں کِس طرح لے جا رہی ہیں۔ کچھوے کے یہ کہتے ہی اُس کا مُنہ کُھلا اور لکڑی مُنہ سے نکل کر وہ زمین پر آ پڑا اور ہلاک ہوا۔ اے مؤمنو میں نے تُم سے یہ بطخوں

Marfat.com

کی کہانی بیان نہیں کی ہے بلکہ تمہاری مِثال اُس کچھوے کی سی ہے کیونکہ تُم گیارہ مہینے کی مُدّت سے شہواتِ دُنیا کے تالاب میں رہتے ہو جیسے کہ خُدا نے فرمایا ہے کہ زِندگانی دُنیا کی مِثال اُس پانی کی سی ہے جو آسمان سے ہم نے اُتارا پھر تُم اُس تالاب میں لہوولعب سے مانوس ہوئے۔ جب رمضان آیا اور روزوں کی گرمی سے گُناہوں کا پانی خُشک ہوا تو رحمت اور رافت کی لکڑیاں اِس ماہِ رمضان میں کہ جِس کا اوّل رحمت اور اوسط مغفرت اور آخر عذاب سے آزادی ہے، ذِکرِ الٰہی کی لکڑی لائے اور تمہارے مُنہ میں دے دی اور کہا کہ غیبت وغیرہ بُری بات مُنہ سے نہ نِکالنا کیونکہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور توبہ کرو کہ خُدا فرماتا ہے تُم سب کے سب خُدا کی حضور میں توبہ کرو۔ پھر جب تُم نے یہ عہد واِقرار کرلیا تو وہ دونوں تُم کو لے کر ہوا میں اُڑھیں خُدا فرماتا ہے کہ اُس کی طرف نیکی کے کلمے چڑھتے ہیں اور عملِ صالح کو وہ بُلند کرتا ہے۔ صبر کرو اور کسی کی غیبت نہ کرو۔

کیونکہ اگر تُم نے خواہشِ نفس کی کوئی بات کی تو اَسْفَلَ السّٰفِلِیْن (سب سے نِچلا درجہ) میں گِر پڑو گے اور عزرائیل تُمہارے مُنہ سے زِندگی کا حِصّہ نِکال لیں گے اور تُم موت اور قبر کے گڑھے میں گِر پڑو گے پھر تُم میں نہ نیک کام کرنے کی قُدرت رہے گی اور نہ توبہ کرنے کی اور تُم اپنے ہاتھ سے اپنی جان کو ہلاک کرو گے۔ خُدا فرماتا ہے کہ دوزخی کہیں گے اے پروردگار ہمارے ہم کو اِس دوزخ سے رہائی دے اگر پھر ہم ایسے ہی فعل کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں۔

مثل: مُعلّموں کی یہ عادت ہے کہ جب مکتب میں چھوٹا بچّہ سبق یاد نہیں کرتا ہے تو وہ اِنتظار کرتے ہیں یہاں تک کہ جب کسی بڑے لڑکے سے خطا سرزد ہوتی

Marfat.com

ہے تو اُس چھوٹے کے سامنے اُس کو مارتے ہیں تاکہ اُس کو تنبیہ و تادیب ہو، اِسی طرح اے مؤمنو تمہاری مثال اُسی بچّہ کی سے ہے اور اِسی واسطے خُداوند تعالیٰ نے بہت سے اَنبیا، کو عتاب و خطاب فرمایا ہے کیونکہ خلاصی پانے والوں کو بہت بڑا خطرہ ہوتا ہے تاکہ تم عبرت پکڑو اور جانو کہ جب خُدا نے پیغمبروں پر چھوٹے گناہوں (لغزشوں) سے عتاب کیا ہے تو کیا تم پر بڑے گناہوں سے بھی عتاب نہ کرے گا نہیں بلکہ تم پر عتاب کرے گا اور تم کو ان کی سزا دے گا۔ چُنانچہ اُس کا فرمان ہے **جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ** (سُورۃ الواقعہ پارہ ۲۷ رکوع ۱ آیت نمبر ۲۴) یعنی لوگ اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے حضرت آدم تو ایک لغزِش کے سبب دوسو برس روتے رہے تو کیا اے گنہگارو تم کو وہ جہنّم میں ایک ہزار برس اِن گناہوں کے سبب سے نہ رلوائے گا۔

سُوال: معلوم ہو کہ خُداوند تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے بنی آدم کو پسند کیا ہے اور اِن کو سب پر فضیلت دی ہے۔ فرماتا ہے کہ بیشک ہم نے بنی آدم کو بُزرگی عنایت کی۔ پھر جب یہ بات ہے تو اُس کو ملکُ الموت کے حوالے کرنے اور پھر قیامت کے روز اُٹھانے اور حساب کے بعد دوزخ یا جنّت میں داخل کرنے کے اندر کیا حِکمت ہے۔

اِعادہ: ہمارے بھائی اس سوال کے جواب سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ مَوجُودات اور مخلوقات میں بنی آدم سے زیادہ بُزرگ کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ فرمان ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پَس میں نے تم کو پیدا کیا۔ پھر جب خُدا نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور

Marfat.com

تاجِ کرامت اُن کے اور اُن کی اَولاد کے سَر پر رکھا تو فرمایا وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (پ۱۵ سُورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۰) پھر محبّت کا آویزہ اُن کے کان میں لٹکایا۔ فرمایا ہے خُدا اُن کو دوست رکھتا ہے اور یہ خُدا کو دوست رکھتے ہیں۔ اور تَوحید کا کمر بَند اُن کی کمر میں باندھا۔ فرمایا ہے کہ اُن لوگوں کے دِلوں میں خُدا نے اِیمان لِکھ دیا ہے اور تسخیر کی انگوٹھی اُن کی کِن اُنگلیوں میں پہنائی۔ فرمایا ہے کہ تُمہارے واسطے آسمان وزمین کی سب چیزیں مُسخّر کیں۔ اور توقیع کرامات اُن کے ہاتھ میں دیا کہ فرمایا ہے اور سوار کیا ہم نے اُن کو خشکی اور تری میں اور رِزق دیا ہم نے اُن کو اچھی چیزوں سے۔ پھر باوجُود اِن تمام دَرجوں اور منزلوں کے روزِ میثاق سے لے کر جس دِن کہ اُس نے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (پ۹ سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۷۲) فرمایا تھا یومِ رویت تک یعنی جس دِن کہ خُدا کا دِیدار ہوگا۔ باپوں کی پُشت سے نِکالنے اور پھر ماں کے رحم سے پیدا کرنے اور طرح طرح کی بیماریوں اور رَنج وغم میں مُبتلا کرنے اور پھر موت اور قبر وحشر وغیرہ میں کیا حِکمت ہے اور کس واسطے ہے؟ معلُوم ہو کہ اِس سوال کے بہُت سے جواب ہیں۔ پہلا جواب تُم بطریقِ نص کے سُنو۔

حضُور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب خُداوند تعالیٰ کسی بندہ کو مُصیبت میں مُبتلا کرتا ہے تو اگر اُس نے صبر کیا تو اُس کو برگزیدہ کرتا ہے اور اگر وُہ اس مُصیبت سے راضی ہوا تو اُس کو مخصُوص کرتا ہے۔ اور عقل کے طریق سے اِس کا جواب یہ ہے کہ بارش بادل میں نچُڑتی ہے اور ہوا میں ہوتی ہوئی طرح طرح کی سختیاں اور محنتیں اُٹھاتی اور اندھیروں اور دریاؤں کو طے کرتی اور منزلوں پر سے گزرتی ہوئی دریا کے حیوانات کے مُونہوں میں گرتی ہے جیسے مگرمچھ اور مچھلیاں وغیرہ اور

Marfat.com

لاکھوں کروڑوں قطرہ ضائع ہو کر کہیں ایک قطرہ سیپ کے مُنہ میں جو منزلِ شرف ہے گرتا ہے اور سیپ اُس کو لے کر سمندر کی تہ میں بیٹھ جاتی ہے اور نبات کی طرح سے اُس میں قائم ہوتی ہے حالانکہ پہلے یہ حیوان تھی پھر جب اُس کے نکالنے کا موسم آتا ہے تو غواص یعنی غوطہ خور اُس کو نکالتے ہیں اور اُس کا سینہ چاک کر کے موتی اُس کے اندر سے لے لیتے ہیں اور اُن کی بڑی قدر کرتے اور بادشاہوں کے تاجوں میں اُن کو لگاتے ہیں حالانکہ پہلے وہ پانی کا ایک قطرہ تھا پس برکت والا ہے خدا سب سے بہتر پیدا کرنے والا۔ پھر اگر یہ قطرہ اِن تمام سختیوں اور مُصیبتوں میں سے نہ نکلتا تو ہرگز شاہی تاج کے لائق نہ بنتا اور نہ کبھی اُس کی یہ قیمت ہوتی۔ اِسی طرح اے مؤمنو تمہارے نُطفَہ کا قطرہ اِس قطرہ کی مِثل ہے کہ اگر یہ اِن تمام اَھوال اور رنج وغم کو نہ دیکھتا اور مَوت کا مزہ نہ چکھتا تو محلِ قُربت کے لائق نہ ہوتا۔ اور نیز مَعلُوم ہو کہ جب تک گُلاب باوجود اپنی لطافت اور قیمت کے اپنی جگہ سے چُنا نہ جائے اور قرعہ انبیق میں رکھ کر اُس کے نیچے آگ نہ جلائی جائے اور اُس کا عرق نہ نکالا جائے اُس وقت تک وُہ عُلَماء وفُضَلاء کے مُنہ پر چھڑکنے کے لائق نہیں ہوتا ہے۔ اِسی طرح اے بنی آدم جب تک تُم کو ملک الموت تُمہارے کھیت یعنی وجُود سے نہ چُنے اور پھر قبر کے قرعہ میں سوال کی آگ تُمہارے نیچے روشن نہ کی جائے کہ تُمہارا ربّ کون ہے اس وقت تک تُمہارا ربّ کون ہے اُس وقت تک تُمہارا عطر اِس قابل نہیں ہوگا کہ حُوروں کے کپڑے اس میں بسائے جائیں اور فرشتے اس کی خُوشبُو سُونگھیں۔

دیگر: جب تک سونا سنار کی کٹھالی میں پڑ کر آتش کا عذاب نہیں چکھتا ہے لوگوں

Marfat.com

میں اُس کی قیمت نہیں ہوتی اِسی طرح بندہ جب تک فقر اور بیماری اور ضُعف اور بڑھاپے کی تلخی نہیں چکھتا ہے اُس جنّت کے لائق نہیں ہوتا ہے جس کا عرض آسمان و زمین کے عرض کی برابر ہے اور جو پرہیز گاروں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

لطیفہ: گویا خُداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے جب تک تو محنت و مُشقّت کا مزہ نہ چکھے گا نعمت اور عطا کی قیمت نہ جانے گا۔ میں نے تجھ کو اِس واسطے پیدا کیا ہے کہ تُو میری قُدرت کا مُلاحظہ کرے اور میں نے تجھ کو رزق دیا ہے کہ تُو میری مہربانی دیکھے اور تجھ کو میں نے مارا ہے کہ تُو میری حکمت دیکھے اور میں تیرا حشر کروں گا اِس واسطے کہ تُو میری عنایت دیکھے اور تجھ سے میں نے اعمالنامہ پڑھوایا ہے اِس واسطے کہ تُو اپنی جفا کاری دیکھ لے۔ اور دوزخ پر سے تجھ کو اِس واسطے گُذارا ہے کہ تو بدبختی کا انجام دیکھے اور جنّت میں اِس واسطے داخل کیا ہے کہ بخشش اور عطا کو دیکھے اور شراب تجھ کو اِس واسطے پلائی کہ صفا کو دیکھے اور دیدار اِس واسطے کرایا ہے کہ مُلاقات کو دیکھے۔

دیگر: باوجودیکہ خُداوند تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام مخلوقات میں برگزیدہ کیا۔ مگر صغر سن میں آپ کو نبوّت عنایت نہیں کی۔ گویا اُس نے یہ فرمایا کہ اگر میں اِن کو بچپن ہی میں نبی بنا دوں گا تو یہ نبوّت کی قدر و قیمت کو نہ پہچانیں گے۔ اِس واسطے چالیس برس کی عمر میں نبوّت سے سرفراز کر کے طرح طرح کی مُشقّتوں میں مُبتلا کیا کہ بعض کفّار آپ کو ساحر اور بعض کاہن اور بعض مجنون و مفتون اور بعض شاعر اور کذّاب کہتے تھے اور پھر بیماریوں اور دیگر طرح طرح کی سختیوں میں بھی آپ کو مبتلا کیا کہ آپ نے بکریاں چرائیں پھر اِس کے بعد رسالت کی بشارت

Marfat.com

ہوئی اور فرمان ہوا کہ اے رسُول جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اُسے لوگوں کے تئیں پہنچا دو اور اِس امانت کے آپ امین مُقرّر ہوئے کہ اپنے رب کے رستہ کی طرف حِکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ لوگوں کو بُلاؤ تب آپ نے رِسالت کی قدر جانی اور اُس کا پورا شکر بجالائے چُنانچہ فرمایا ہے کہ کیا میں خُدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ۔یہی مِثال مومن بندہ کی ہے کہ دُنیا کے صحرا میں حیران پھر رہا ہے خُدا نے اُس کو اولاد اور اَمراض اور بیوی بچوں میں مُبتلا کیا ہے کوئی اُس کو چور کہتا ہے، کوئی جھوٹا بتاتا ہے ،کوئی فاسِق بتاتا ہے یہاں تک کہ آخر کار جنّت میں داخل ہونے کی خوشخبری کا نقّارہ بجتا ہے کہ اے مؤمنو تُم مع اپنی بیبیوں کے جنّت میں داخل ہو۔اُس وقت بندہ اس نعمت کی قدر جانتا ہے اور اِن الفاظ کے ساتھ شُکر یادا کرتا ہے کہ شُکر ہے اُس خُدا کا جس نے محض اپنے فضل وکرم سے ،ہم کو رہنے کے گھر یعنی جنّت میں داخل کیا۔

دیگر: خُداوند تعالیٰ اِس بات پر قادِر تھا کہ حضرت یُوسف عَلَیہِ السَّلام کو بلا کِسی رَنج و مُصیبت کے بادشاہ بنا دیتا مگر اِسی واسطے اُن کو مُبتلا کیا کہ وُہ اِس کی قدر جانیں چُنانچہ اُن کے بھائیوں کو اِس کا سبب ٹھہرایا کہ اُنھوں نے اِن کو باپ سے جُدا کر کے کُنوئیں میں گرایا اور پھر نہایت حقیر قیمت کے ساتھ اُن کو فروخت کیا۔اور خُداوند تعالیٰ نے طرح طرح کی محنتوں اور مُصیبتوں اور غُربت وکربت اور فُرقت وقید کی ذِلّت کے ساتھ ان کی آزمائش کی اور حضرت یُوسف عَلَیہِ السَّلام اِن تمام بلیّات کا مزہ چکھنے کے بعد مصر کے بادشاہ ہوئے۔اِسی طرح مومن جب تک کہ اَمراض واعراض اور موت کی تلخی اور فُرقت کی سوزش اور غُربت کی ذِلّت اور قید کی تنگی اور قبر اور وُقوفِ عرصاتِ قیامت کا مزہ نہیں چکھ لیتا ہے،جس کی نِسبت

Marfat.com

فرمایا ہے کہ اُن کو (میدانِ محشر میں) کھڑا کرو کہ اُن سے سُوال کیا جائے گا اور دوزخ پر سے نہیں گذار لیتا ہے۔ جس کی نسبت فرمایا ہے کہ تُم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اُس پر سے گذرنے والا نہ ہو۔ تختِ سلطنت پر مُتمکّن نہیں ہوتا ہے اور نعمت و جنّت کی قدر نہیں جانتا ہے۔ جس کی نسبت فرمایا ہے کہ سلامتی کے ساتھ امن والے ہو کر اُس میں داخل ہو۔

دیگر: میرے بھائیو کیا تُم قلم کی حالت پر غور کر کے اُس سے عبرت نہیں حاصِل کرتے ہو۔ دیکھو جب تک کہ قلم اپنے درخت سے نہیں کاٹی جاتی ہے اور غُربت کا مزہ اور فُرقت کی سوزش نہیں چکھی ہے اور اِس کا سَر نہیں کاٹا جاتا ہے اور اِس کا حلق چیر کر آئین سے فُضلات نہیں نکالے جاتے ہیں اور پھر قلمدان کی قید میں نہیں رکھی جاتی اور سیاہی کے ساتھ اِس کا مُنہ کالا نہیں ہوتا ہے اِسمِ الٰہی کی کتابت اِس سے ظاہر نہیں ہوتی ہے۔

مگر جب وہ دوات بے سیاہ رُو ہو کر نکلتی ہے اور خُدا کا نام اُس سے کاغذ پر نقش کیا جاتا ہے تو قلم اُس کا شکریہ ادا کرتی ہے اور کہتی کہ اگرچہ میں نے اِس قدر محنتوں اور بلاؤں کو برداشت کیا مگر خُدا کا شُکر ہے کہ انجام کار دوست اور پیارے کا نام مجھ سے ظاہر ہوا۔ یہی حال دُنیا میں مؤمن کا ہے کہ وُہ طرح طرح کے امراض و محن میں مُتبلا رہتا ہے اور آخر جب اُس کی مَوت آتی ہے اور مَلک الموت رُوح قبض کر لیتے ہیں اور جسم قبر کے قید خانہ میں مُقیّد کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد وہ اَہوالِ قیامت میں مُبتلا ہوتا ہے اور جَہنّم کے دھوئیں سے اُس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے ہے پھر اُس وقت وہ نعمت اور دِیدار کو پہچانتا ہے اور جنّت میں

Marfat.com

داخل ہونے کے وقت کہتا ہے کہ شُکر ہے اُس خُدا کا جس نے ہم سے رَنج وغَم کو دُور کیا اور پھر خُدا کا شُکر ہے اِس بات پر کہ اگرچہ میں نے مَوت اور اَمراض کا مزہ چکھا اور مَنازِلِ اَحوال اور مراحلِ مِحَن (مُشقّت) میں نازل ہوا مگر پھر اُس کے دِیدار کا اہل ہو گیا جس کی نِسبت اُس کا فرمان ہے کہ بہُت سے مُنہ خُوشحالی کے ساتھ اپنے رب کی طرف نظر کرتے ہوں گے۔

سُوال: یہ بات مَعلُوم ہے کہ خُداوَند تعالیٰ پر تَغیّر وتَبدیل اور ایک حال سے دُوسرے حال کی طرف اِنقلاب مُحال ہے پھر اِس میں کیا حِکمت ہے کہ حضرت آدم کو پہلے تو نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ جَنّت میں داخل کیا اور پھر نہایت ذِلّت وخواری کے ساتھ نِکال دیا۔

اِعادَہ: حضرت آدم عَلیہِ السَّلام خُدا کے تعلیم یافتہ تھے چُنانچہ فرمایا ہے کہ حضرت آدم کو کُل اَسما سکھائے اور پھر اُن کے علمِ اَسماء سے خُدا نے خبر دی ہے کہ اُنہوں نے عرض کیا اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظُلم کیا اور شجرِ مَمنُوعہ کے کھانے میں اُن کی مَعذُوری کی بھی خُدا نے ہی خبر دی کہ حضرت آدم بھُول گیا تھا ہم نے اُس کا قصد نہیں پایا۔ اور اُن کے برگزیدہ کرنے کی بھی خُود ہی نے خبر دی کہ پھر اُس کے رب نے اُس کو برگزیدہ کیا۔ اور ملکُوت کے اندر اُن کو زمین میں خلیفہ بنانے کا ذِکر کیا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور پھر یہ حُکم دے کر اُن کو جَنّت میں رکھا کہ اے (حضرت) آدم تُم اور تُمہاری بیوی جَنّت میں رہو۔ اور اُن کے واسطے جَنّت کی تمام چیزیں اِس حُکم سے مُباح کیں کہ اِس میں جہاں سے چاہو فَراغت کے ساتھ کھاؤ۔ اور پھر اِن میں اپنی رُوح پھُونکنے کی خبر دی ہے کہ

Marfat.com

میں نے اُس میں اپنی رُوح پھونکی۔ اور پھر تمام مخلوق پر اُن کو فضیلت اور بزرگی دینے کا بیان کیا ہے کہ بیشک ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی۔ اور پھر اُن کے واسطے سجدہ کا حکم کیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو۔ اور حضور عَلَیہِ السَّلام نے آدم کی مٹی سے خبر دی ہے کہ چالیس روز خمیر کی گئی تھی۔ پھر اِن تمام کرامات اور درجات کے بعد اُن کو جنّت سے نکالا۔ کہ تم سب اِس میں سے نِکل جاؤ۔

جواب: معلُوم ہو کہ اِس سوال کے بہت سے جواب ہیں پہلا جواب نص سے یہ ہے کہ جو کچھ ہوا اَمرِ تقدیری تھا۔ حدیث شریف میں وَارِد ہے کہ خُداوند تعالیٰ آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے پہلے ہی مقادِیر کو مُقدّر کر دیا تھا چُنانچہ اُس نے فرمایا ہے کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتَابِ مَسْطُوْرًا (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۵۸) یعنی اِسی طور سے لَوحِ محفُوظ میں لکھا ہوا تھا۔ اور عقلی طَور سے جواب اِس کا یہ ہے کہ بعض زنادقہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جنّت و دوزخ پیدا نہیں کی گئی ہیں۔ پس خُدا نے اپنی قدرت ظاہر کی، جنّت و دوزخ پر شاہد ہو۔ اور نیز کہتے ہیں کہ امام معصُوم ہونا چاہیئے تا کہ لوگ اُس کی اِقتِدا کریں تو جبکہ حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام صغیرہ گُناہوں سے معصُوم نہیں تھے تو امام کیسے گُناہ سے معصُوم ہوسکتا ہے۔ اور نیز جب حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام جنّت میں داخل ہوئے تو فرشتوں نے کہا کہ اے آدم یہ ایسی جگہ ہے کہ یہاں گُناہ کا وُجُود نہیں ہوتا اور نہ یہاں لغزش ہوتی ہے کیونکہ ہم طاعت کے واسطے پیدا کیئے گئے ہیں اور اصل ہماری صفوت ہے جو طاعت کو چاہتی ہے اور اے آدم تیری اصل مٹی ہے جو معصیّت کو چاہتی ہے۔ پھر جب شیطان نے حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام

Marfat.com

کے دِل میں یہ وَسوسہ ڈالا کہ یہ گیہوں کا درخت ہمیشگی کا ہے اور سلطنت غیر فانی ہے۔ پھر حضرت آدم نے اُس کو نوش کیا تو فرشتے اِس کہنے پر بہت شرمندہ ہوئے کہ یہ طاعت کا مَقام ہے یہاں گُناہ نہیں ہوتا اور اُن کے مسکن میں لغزش ہونے سے ہیبتِ الٰہی کا رُعب اُن پر چھا گیا۔ فرمایا ہے کہ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس نُقصان اُٹھانے والا ہو گیا۔ اور ندا آئی کہ اے آدم فرشتوں نے تیری اصل کو بُرا کہا تھا اور کہا تھا کہ تو مٹّی سے پیدا ہوا ہے اور ذِلّت و اہانت کے ساتھ تیری طرف نظر کی تھی۔ لہٰذا تُم سب یہاں سے نِکل جاؤ چُنانچہ جب حضرت آدم زمین پر اُترے تو خُدا نے اُن سے طاعت ظاہر کرائی اور اپنی لغزش پر بہت روئے اور خُدا کے حضُور میں توبہ کی اور خُدا نے انہیں فرشتوں کو خُوش خبری کے ساتھ اُن کے پاس بھیجا۔ فرمایا ہے کہ پھر آدم کی توبہ قبُول کی اور اُس کو ہدایت فرمائی۔ حضرت آدم نے جنّت میں تو عَصٰی آدَمُ رَبَّهٗ (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۱) کی ندا سُنی تھی اور زمین میں فَتَابَ عَلَیْهِ وَهَدٰی (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۱) کی ندا سُنی تو فرشتے شرمندہ ہوئے کیونکہ اُنہوں نے کہا تھا کہ اے آدم تیری اصل مٹّی ہے اور مٹّی گُناہ کا تقاضا کرتی ہے چُنانچہ خُدا نے اُن کے قول کے خلاف اپنی قُدرت ظاہر کی تاکہ لوگ جان لیں کہ خُدا ہر بات پر قادِر ہے اور علم کے ساتھ اُس نے ہر چیز کا احاطہ کر لیا ہے۔

ایک اور نُکتہ: حضرت آدم علیہ السّلام مثل دلال کے ہیں اور دلال کا یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی مکان یا باغ کا فروخت کرانا چاہتا ہے تو پہلے خُود اُس میں جا کر اُس کی تمام چیزیں دیکھتا ہے تاکہ خریدار کے سامنے اُن کو بخوبی بیان کر سکے۔ اِسی

Marfat.com

طرح جب خُدا نے حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام کو پیدا کیا اور برگزیدہ بنایا اور جنّت اُن کے واسطے مُباح کر دی تو یہ جنّت میں داخل ہوئے اور اُس کی تمام چیزوں کی خُوب سیر کی اور جلد وہاں سے دُنیا میں تشریف لے آئے تا کہ اپنی اَولاد کے سامنے جو جنّت کے خریدار ہیں اُس کی تعریف بیان کریں اور اُس کی قیمت سے آگاہی دیں تا کہ وہ اِس کی قیمت مہیا کر کے اِس میں داخل ہوں۔ خُدا کا فرمان ہے کہ سلامتی اور امن کے ساتھ جنّت میں داخل ہو۔

دیگر: حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام اُمّتِ محمدیہ کی بشارت کا سبب تھے۔ گویا خُدا فرماتا ہے اے اُمّتِ محمدیہ تُم اپنے اُوپر میری عنایت دیکھو کہ تُمھارے باپ نے ایک لُقمہ کھایا تو اُس کے سبب راحت کی جگہ سے مُشقّت کے مُقام میں نِکالا گیا اور تُم جو ایک لُقمہ میرے واسطے فقیر کو دو تو اُس کو میں نے تُمھارے جنّت میں داخل ہونے کا سبب بنایا ہے پس تُم کو میرے واسطے لُقمہ دینے میں بُخل نہ کرنا چاہیئے تا کہ میں تُم کو اِس مُحل میں داخل کروں جس میں سے تُمھارے باپ کو نِکالا ہے اور تُم سے کہوں کہ سلامتی اور امن کے ساتھ اِس میں داخل ہو۔

سوال: حضرت آدم سے بھی ایک لغزش ہوئی اور اِبلیس نے بھی ایک گُناہ کیا وجہ کہ حضرت آدم کی توبہ قبول کر کے اُن کو ہدایت کی اور اِبلیس کو ملعُون و مَردُود کیا اِس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: تمھارے بھائیوں نے یہ سوال کیا ہے کہ حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام دولت کے [illegible] بہا اور مِلّت کے پیشوا، حِکمت کے مَنبع اور اہلِ جنّت کے سردار، [illegible] صِفَۃُ القُدس کے مَسجُود اور ملاز مین صَومعہ اُنس کے مقصود تھے۔ اعلیٰ

Marfat.com

علیین میں اُن کا درجہ تھا اور جنّت اور حوریں اُن کے واسطے مباح تھیں۔ برگزیدگی کا تاج اُن کے سَر پر رکھا گیا پھر باوجود اِن تمام کرامات کے شیطانی وَسوَسہ میں مُبتلا کیئے گئے۔ خُدا فرماتا ہے کہ شیطان نے اِن دونوں کو وَسوَسہ ڈال کر جنّت سے نِکلوایا اور دُنیا میں حیران و پریشان پھرنے لگے۔ دوسو برس اپنے گُناہ پر روئے پھر اِس کے بعد اُن کے ربّ نے اِن کو برگزیدہ کیا اور ہدایت فرمائی اور توبہ قبُول کی۔ اور عفو و مغفرت کا تاج اُن کے سر پر رکھا تو اِس میں کیا حِکمت ہے۔ اور اِسی طرح اِبلیس کو ملائکہ مقربین کا مُعلّم اور سردار بنایا اور عرشِ عظیم کا مجاور کیا پھر اِس کے بعد اپنے قُرب سے اُس کو دُور کر کے لعنت کا طوق اُس کے گلے میں ڈالا اور فرمایا کہ یہاں سے نِکل جا کیونکہ تُو مَردُود ہے اور دَردناک عذاب کا اُس کو وعدہ دیا۔ تو اگر تُم گُناہ میں نظر کرو تو اِبلیس نے ترکِ اَمر کیا اور حضرت آدم نہی کے مُرتکب ہوئے پھر اِس میں کیا حِکمت ہے کہ ایک کی توبہ قبُول ہوئی اور دُوسرا مَردُود ہُوا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جِس کی چاہی اُس نے توبہ قبُول کی بغیر کسی عِلّت کے اور جِس کو چاہا مَردُود کیا بلا کسی سبَب کے۔ اور جواب معنوی یہ ہے کہ حضرت آدم سے جو لغزِش ہوئی تو پھر اُس سے باز آئے اور اِستغفار و توبہ کی اور خُدا کے حضُور میں عرض کیا کہ اے پروردگار ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظُلم کیا۔ اور اِبلیس نے جو نافرمانی کی تو تکبُّر کیا اِس واسطے خُدا نے توبہ کرنے والے کو مقبُول اور تکبُّر کرنے والے کو مَردُود کیا۔ اور نیز اِبلیس کی ہنسی نے آگ بن کر اُس کے تمام اعمال کو جلا دیا اور وہ سب برباد ہو گئے اور حضرت آدم کے

Marfat.com

گریہ نے پانی کی رو بن کر اُن کے تمام گناہوں کو دھوڈالا اور اُن کا اثر تک باقی نہ رکھا۔ فرمایا ہے کہ خدا نے آدم کو برگزیدہ کیا۔

دیگر: حضرت آدم کی لغزش سہواً ہوئی تھی چنانچہ فرمایا ہے کہ بس آدم بھول گیا اور ہم نے اُس کا مقصد نہیں پایا اور ابلیس کا گناہ قصداً تھا۔ فرمایا ہے کہ اُس نے انکار اور تکبر کیا۔ تو جیسے کہ نماز میں سہو سجدہ سہو سے معاف ہو جاتا ہے ایسے ہی آدم کا سہو رَبَّنَا ظَلَمْنَا (پ ۸ سورہ الاعراف آیت نمبر ۲۳) کے سجدہ سے معاف ہو گیا۔ اور جیسے کہ عمداً نماز میں سجدہ نہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ ابلیس کا معاملہ باطل اور برباد ہو گیا کیونکہ اُس نے قصداً سجدہ ترک کیا تھا۔ فرماتا ہے اور جو کچھ انہوں نے عمل کئے تھے سب کو ہم نے برباد کر دیا۔ دیگر ابلیس صرف گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوا کیونکہ صحیح مذہب...... یہ ہے کہ مسلمان گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا ہے بلکہ ابلیس جنابِ الٰہی کی طرف جہل منسوب کرنے سے کافر ہوا کیونکہ جب خدا نے فرمایا کہ اے عزازیل آدم تجھ سے بہتر ہے اُس کو سجدہ کر۔ اُس نے کہا کہ نہیں بلکہ میں اُس سے بہتر ہوں، مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس کو کیچڑ سے، اِسی سبب سے اُس کو مردود و ملعون کیا گیا اور حضرت آدم نے ہدایت و مغفرت پائی۔ اور پھر تم جو آدم و ابلیس کی اِس بات سے تعجب کرتے ہو کہ حضرت آدم کو کیوں مارا اور ابلیس کو کیوں نہ مارا اور اُس کو کیوں فرمایا کہ تو مہلت والوں میں سے ہے تو شاید تم نے یہ حکایت نہیں سُنی۔

Marfat.com

ایک بادشاہ کے کُتّے کی حکایت

پہلے زمانے میں ایک بادشاہ کا شکاری کُتّا تعلیم یافتہ نہایت محبُوب تھا اور زیب وزینت اور سونے کے طوق سے آراستہ رہتا تھا۔ جب یہ کُتّا بڑھاپے کے سبب سے کمزور ہوا اور اُس کی عقل میں نقصان پڑ گیا اور کاٹنے کے واسطے مالک کی طرف قصد کرتا ہے..... مالک ہی کو نہیں پہچانتا ہے تو اب اُس کے واسطے کیا حیلہ کرنا چاہیئے اور غلاموں سے کہا کہ تُم اِس کو جنگل میں چھوڑ دو مگر اِس کی گردن سے طوق نہ اُتارنا۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ اِس میں کیا حکمت ہے؟ فرمایا اِس واسطے کہ میں اِس کُتّے سے شکار کر کے دِل بہلاتا تھا اور میری طرف سے یہ طوق اِس کا آخری حصّہ ہے پھر یہ مُجھ سے کُچھ راحت وآرام نہ دیکھے گا۔ غلام حُکمِ شاہی بجالائے۔ یہی حال ابلیس لعین کا ہے کہ پہلے یہ قُرب اور عزّت کے مقام میں تھا پھر اِس سے اپنے خالق کے سامنے انانیّت ظاہر ہوئی اور اِس نے کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ خُدا نے فرمایا کہ ایک مُدّت یہ سبوح قدّوس کے شکار میں مشغول رہا ہے اور اب جو اِس کی عقل میں فتور واقع ہوا تو اِس کو دُنیا کے صحراء میں لیجا کر چھوڑ دو اور میں نے جو قیامت تک کی عُمر کا پٹہ اِس کے گلے میں باندھا ہے اِس کو نہ نکالو کیونکہ میرے ہاں سے وہ اِس کا آخری حصّہ ہے جب مُدّت مُہلت کی پُوری ہو جائے گی تب یہ راحت کی تمنّا کرے گا اور وہ کبھی اِس کو مُیسّر نہ ہو گی اور یہ کہے گا کہ کاش میں مٹّی ہو جاتا۔

سوال: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور اُن کو عدم سے وجُود میں لایا تو وہ برہنہ تھے پھر اُن کو لباس پہنایا اور کرامت کا تاج اُن کے سر پر رکھا اور جب کوئی چیز کسی

Marfat.com

کو دیتے ہیں تو پھر نہیں لیا کرتے اور خداوند تعالیٰ تو سب سے بڑا کریم ہے پھر اس میں کیا حکمت ہے کہ اُس نے حضرت آدم کو جنّت سے برہنہ کر کے نکال باہر کیا۔؟

اعادہ: خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے اور اُن کی اولاد کو اُن کے نطفہ سے پیدا کیا اور عدم سے اُن کو وجود میں لایا اپنی قدرت سے اور اپنا احسان اپنے اِس فرمان سے اُن کو جتایا کہ پیدا کیں تمہارے واسطے زمین کی سب چیزیں اور آٹھ جنتیں اور سات آسمان اور چھ جہات اور پانچ حواس اور چار عناصر ان کے واسطے پیدا کئے اور عالم کو وجود میں لایا اور عرش و کرسی اور لوح و قلم اور بیت المعمور کو پیدا کیا اور اِن سب میں سے حضرت آدم کو مخصوص فرمایا اور حکمت کے صندوق میں جو کچھ کہ صنعت و نعمت تھی سب اِس کو عنایت کی اور اِس کو برگزیدہ و پسندیدہ کر کے حُلّہا (جامہ، جُبّہ) بہشتی کا لباس اِس کو پہنایا اور کرامت کا تاج اِس کے سر پر رکھا اور نور کے ساتھ اِس کو مزّین کر کے جنّت میں اِس کو جگہ دی۔ پھر ان تمام عطیوں کے بعد نصف روز کے عرصہ میں گیہوں کا نصف لقمہ کھانے کے سبب جنّت سے نکال باہر کیا اور تمام کپڑے اُتار لیے اور دُنیا میں پٹخ دیا اور خلافت کے نام کے ساتھ اِس کو بلند کیا اور گنہگاری کے نام کے ساتھ پست کر دیا اور عزّت و دولت کے بعد ذلت و محنت کو اِس پر مسلّط کیا۔ یہ کس واسطے اور اِس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: معلوم ہو کہ خداوند تعالیٰ حکیم علی الکمال ہے اُس نے نہایت دُرستی کے ساتھ بنایا ہے عقلمندوں کی عقل اُس کی صنعت کی حقیقت معلوم نہیں کر سکتی اور نہ اُس کی حکمت کی ماہیت جان سکتی ہے۔ اِس واسطے تم کو چاہئے کہ اپنی پوری عقل کے ساتھ اُس کے عجائب مخلوقات میں فکر کرو تا کہ اُس کی مصنوعات کے بعض

Marfat.com

باریک مَعانی تُم کو مَعلُوم ہوں کہ حضرت آدم سے جولَغزِش ہوئی اس پراُن کو عتاب ہوا وہ سب تُمہارے واسطے مِثال اور تُم پر حُجّت ہے اور تُمہارے لیے نصیحت ہے پھر جبکہ حضرت آدم باوجُود اِن تمام کرامات کے جَنّت سے نِکالے گئے ایک گیہوں کا دانہ کھانے کے سبَب سے اوراُن پر عتاب ہوا تو اے مِسکین اِس رَغبَت کے ساتھ مال حرام کھانے اور گُناہوں کا اِرتِکاب کرنے اور رِشوَت اُڑانے کے ساتھ تیرا کیا حال ہوگا۔ تُو غَفلَت میں مَخمُور اور اِس نعمت کے ساتھ مَغرُور ہے جو تُجھ پر باعثِ عذاب ہوگی۔ اُمیدوں کو تُو نے بڑھا رکھا ہے اور اعمال کم کردیئے ہیں اور حرام وحلال جمع کرنے میں مَصرُوف ہے۔ مَوت کو تو بھُول گیا ہے۔ اور سُوالِ قبر وغیرہ کُچھ بھی تُجھ کو یاد نہیں۔ ہائے افسوس تو کہاں بھاگ کر جائے گا۔ جب کہ حضرت آدم ایک لَغزِش کے سبَب جَنّت سے نِکالے گئے تو پھر تُم ہزاروں بڑے گُناہوں کے ساتھ جَنّت میں کیسے داخل ہوسکتے ہو اور نیز خُداوَند تعَالیٰ کو اپنا کمالِ عَظمَت اور شِدّتِ غَضب ظالموں پر ظاہر کرنا مَنظُور تھا جو اُس نے حضرت آدم کے باوجُود اُن کی بَرگزِیدگی و بُزُرگی کے کپڑے اُتار لئے اور گیہوں کا دانہ کھانے کے سبَب اُن کو جَنّت سے نِکال باہر کیا پھر اُن ظالموں کا کیا خیال ہے جو مُسلمانوں کے گھر اُجاڑنے اور ظُلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ مَعرفَت اور اِیمان کے کپڑے اُن سے اُتر جائیں گے۔ اور مَحلّوں کی کُشادگی سے نِکال کر اُن کو قبر کی تنگی اور اَنواعِ عذاب میں ڈالدیا جائے گا۔ خُدا فرماتا ہے کہ خبردار خُدا کی لَعنَت ہے ظالموں پر۔

Marfat.com

دیگر: جب حضرت آدم نے خُدا کی نافرمانی کی تو ندا آئی کہ اے آدم تُو نے میری نافرمانی کیوں کی؟ حضرت آدم نے عرض کیا کہ اے پروردگار میں کون ہوں؟ خُدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ تُم میرے خلیفہ اور برگزیدہ اور میرے بندے ہو۔ حضرت آدم نے عرض کیا کہ الٰہی تو ایک لغزش کے واسطے مجھ پر عتاب فرماتا ہے حالانکہ میں تیرا خلیفہ اور برگزیدہ ہوں۔ حکم ہوا کہ ہاں اے آدم تُم پر اِس واسطے لغزش کے باعث عتاب کرتا ہوں کہ تمہاری اولاد بڑے گناہوں سے پرہیز کرے۔

دیگر: اور اے آدم چونکہ تُم زبردست اور قوی الجثّہ ہو اور تمہاری اولاد اُمّتِ محمدیہ نحیف وضعیف لوگ ہوں گے تو میں نے جو تُم سے ایک صغیرہ پر مُواخذہ کیا اور تُم دو سو برس روئے تو اُن کے تین سو گُناہِ کبیرہ صرف ایک ندامت سے مُعاف کردوں گا۔ فرماتا ہے کہ بیشک وہ بڑا غفورُالرّحیم ہے۔

دیگر: مَعلُوم ہو کہ جب حضرت آدم سے لغزش ہوئی اور تمام کپڑے اور تاج اُن کے جسم سے اُتر گئے تو اِس واسطے کہ سخاوت کی قدر جانو اور جان لو کہ جُودوکرم سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اور جُود (بخشش۔ کرم) خُدا کی صِفت ہے اور بندہ کی صفت سجُود ہے۔ الغرض جب شیطانی وسوسہ کے سبب حضرت آدم سے لغزش ظاہر ہوئی اور اُن کے سر سے تاج اُڑ گیا اور کپڑے بدن سے اُتر گئے تو برہنہ حیران وپریشان جنّت میں پھرنے لگے اور ہر ایک درخت سے اپنا ستر پوشیدہ کرنے کے واسطے پتّے مانگتے تھے چُنانچہ آپ گیہوں کے پاس آئے اور کہا اے درخت تیرے ہی سبب سے میں برہنہ ہُوا ہوں۔ درخت نے کہا کہ اگر میرے پاس پتّے اور لباس ہوتا تو میں خُود ہی برہنہ کیوں رہتا اور اِس مُشقّت کو برداشت کیوں کرتا۔

Marfat.com

حضرت آدم وہاں سے چل کر درخت انار کے پاس آئے اور اُس کو دیکھا کہ مثل دُلہن کے آراستہ و پیراستہ ہے، زُمردیں رنگ کی اُوڑھنی سر پر اُوڑھے ہوئے۔ منہ اُونچا کیئے کھڑا ہے، رُخسارے اُس کے خُونِ عاشق کی طرح سُرخ ہیں۔ حضرت آدم نے اپنا حال اُس کو سُنایا اُس نے کچھ جواب نہ دیا اور جس قدر رنج و غم کے ساتھ اُس کو آواز دی کچھ خطاب نہ سُنا۔ پھر آواز آئی کہ اے آدم عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ پھر آپ درخت سیب کے پاس گئے اور دیکھا کہ وہ نہایت رنج وغم کی حالت میں مُبتلا ہے۔ خُون کے آنسوؤں سے اُس کے رُخسارے سُرخ ہو گئے ہیں۔ حضرت آدم نے کہا کہ زخمی سے مرہم مانگنا مکروہ ہے۔ پھر آپ درخت اُمرُود کے پاس گئے اور دیکھا کہ وہ اپنی حالت میں مُتحیّر سر جھکائے کھڑا ہے۔ پھر آپ درخت آڑُو کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ نہایت عذاب کی حالت میں پیاس کے مارے سیاہ رُو کھڑا ہے کیونکہ اُس کی ٹہنیوں پر پتّوں کا لباس نہایت باریک ہے اور اپنی حالت میں مشغول ہے۔ حضرت آدم نے کہا کہ خطیب کی صرف باتیں ہی سُننی مقصُود ہوتی ہیں نہ یہ کہ اُس کے کپڑے اُتارے جائیں۔ اور پھر آپ درخت انگور کے پاس گئے اور دیکھا کہ یہ جنگل میں اپنا سایہ پھیلائے پتّوں کی سبزی میں رُخساروں پر زُلفیں کھولے نہایت عیش وطرب سے بیٹھی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ اِس کے پتّے بہت ہیں مگر اِس کی ٹہنیاں بھی بہت ہیں اِس سے مانگنا نہ چاہیئے۔ پھر آپ درخت اخروٹ کے پاس آئے اور دیکھا کہ یہ اندھیری کوٹھری میں ہے جس میں نہ دَر ہے نہ دَروازہ۔ حضرت آدم نے فرمایا کہ اگر اِس میں مُروّت ہوتی تو اِس کے مکان میں دروازہ یا روشن دان ضرور

Marfat.com

ہوتا۔ پھر آپ درخت بادام کے پاس آئے اور دیکھا کہ بیٹھی ہوئی گانے والی کی طرح گود میں چنگ باجا لیئے ہوئے بجارہی ہے۔ حضرت آدم نے فرمایا کہ گانے والی کے کپڑوں سے نفع حاصل کرنا نہ چاہیئے۔ آخر آپ چلتے چلتے درخت انجیر کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ یہ بزرگ صُوفی تمام تَصُوّف کا راستہ طے کئے ہوئے حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام کے واسطے بیٹھا ہے اور حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام مُسافر کی طرح پریشان اور مُشقّت زدہ تھے۔ انجیر حضرت آدم اور حضرت حوّا کا اِستقبال کر کے اُن کو اپنی خانقاہ میں لایا اور مرحبا کہہ کر اُن کی خدمت گذاری میں مَصرُوف ہوا اور نہایت اعزاز واکرام سے پیش آیا۔ اور دو حُلّے لاکر اُن کے آگے رکھ دیئے تو جب انجیر نے حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام کے ساتھ یہ سخاوت کا برتاؤ کیا تو خُداوند تعَالیٰ نے اُس کو اعزاز و بُزرگی عنایت کی یہاں تک کہ اُس کی قسم کھائی۔ فرماتا ہے وَالتِّینِ وَالزَّیتُونِ۔ (پ۳۰ سُورۃُ التین آیت نمبر۱) تاکہ تُم جانو کہ سخاوت کا مرتبہ خُدا کے ہاں بہت بڑا ہے اور نیز یہ بھی جان لو کہ مُنافِق سے جُودوسخاوت صادِر نہیں ہوتی ہے کیونکہ سخاوت ظاہر و باطن کی صفائی کو چاہتی ہے اور مُنافِق کا باطن اُس کے ظاہر کے خلاف ہوتا ہے پھر اُس سے جُودوسخا کیونکر ظاہر ہو اور مُنافِق کی مِثال شیطان کا باطن اُس کے ظاہر کے خلاف تھا اور اِسی سبَب سے جُودو سجُود اُس سے ظاہر نہ ہوا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وَالتِّینِ وَالزَّیتُونِ حضرت ابی بکر صدِّیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ قسم کھائی ہے کیونکہ جیسے انجیر نے اپنے پتّے اور لِباس حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام کی نذر کیے تھے ایسے ہی حضرت ابُوبکر صدِّیق رضی اللہ عنہ نے اپنا لِباس اور کپڑے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر دیئے تھے۔ کُتبِ حِکمت میں مذکُور ہے

Marfat.com

کہ درخت انجیر کی لکڑی آگ میں جلانی نہ چاہئے اور جس گھر کو اُس کا دھواں پہنچے گا اُس کے رہنے والے کبھی فلاحیت نہ پاویں گے کیونکہ انجیر کی لکڑی کا جلانا فقر پیدا کرتا ہے اور یہ سارا سبب اُس کی سخاوت کا ہے۔ آسمان کی رفعت اور زمین کی کشادگی اور بارش کا ہونا اور نباتات کا اُگنا یہ ساری باتیں رحمتِ الٰہی کے آثار ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ تمام چیزوں میں اشرف اور اجمل جود و سخاوت ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنت گھر ہے سخی لوگوں کا۔

سوال: یہ بات معلوم ہے کہ نفوسِ انبیا میں نقص کی ترکیب واقع نہیں ہوئی اور نہ نقص کا اُن کے اندر راستہ ہے پھر ابراہیم علیہ السلام نے کواکب کی نسبت کیوں کہا کہ یہ میرا ربّ ہے اِس کے اندر کیا حکمت ہے۔

اِعادہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام خلت کے لباس سے آراستہ تھے چنانچہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور اطمینان کی شراب کے پینے والے تھے کہ فرمایا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں اور کعبہ میں حاضر ہو کر لوگوں کو اُس کی طرف بلاتے تھے۔ فرمایا ہے کہ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ (پ ۱۷ سورہ الحج آیت نمبر ۲۷) یعنی لوگوں کو بلا اُس کی طرف۔ اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے والے تھے اور بہت سے انبیاء کے جدِ بزرگوار اور صاحبِ ملت، معدنِ سخاوت، مظہرِ وفا وفتوت تھے۔ خدا نے فرمایا ہے اور ابراہیم جس نے پورا کیا۔ پھر باوجود اِن تمام بزرگیوں کے تعجب ہے کہ آپ نے ابتدائے امر ہی میں ستارہ کو فرمایا کہ یہ میرا ربّ ہے اور پھر آ[illegible] سب سے رجوع ہو کر فرمایا کہ یہ تمام میرے دشمن ہیں مگر پروردگارِ عالم تو یہ بات

Marfat.com

کس واسطے ہوئی اور اِس میں کیا حکمت تھی؟

جواب: میرے بھائیو! سُنو تمہارے سامنے حکمتوں کے حقیقت کھول کر معانی کے موتی بکھیرتا ہوں اور اِس مسئلہ کے باریک اسرار بیان کرتا ہوں۔ تم سمجھو کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کا ستاروں کو ھٰذَا رَبِّیْ (پ ۷ سورہ الانعام آیت نمبر ۷۶) کہنا طبعی طور پر نہیں تھا بلکہ شرعی طور پر تھا۔ کیونکہ آپ کی قوم علمِ نجوم کا اِعتقاد رکھتی اور اِسی پر عمل کرتی تھی۔ جب اُن میں سے کوئی کسی کام کا اِرادہ کرتا تو پہلے نجوم میں دیکھتا تھا اور کہتا تھا مجھ کو نجوم سے معلوم ہوا ہے کہ میرا یہ کام اِس طرح ہوگا تو اِسی وجہ سے حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے کہا کہ یہ میرا ربّ ہے یعنی اِن ستاروں نے اِس بات پر دلالت کی ہے کہ عنقریب میرا ربّ اپنی طرف مجھ کو ہدایت کرے گا۔ اور نیز معلوم ہو کہ جب حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے راہِ صواب کا تلاش کرنا شروع کیا ہے تو پہلے قبیلہ والوں کی طرف نظر کی اور دِل میں کہا کہ شاید یہی میری رہنمائی کا سبب ہوں پھر جب اُن کی گمراہی کو معلوم کیا تو اُن کو چھوڑ دیا اور جان لیا کہ اُن سے کی طرف سے ہدایت نہیں ہوتی ہے۔ پھر حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے کواکب اور چاند و سورج کو ملاحظہ کیا اور کہا کہ یہ میرا ربّ ہے یعنی شاید یہ مجھ کو میرے ربّ کی طرف رہبری کریں مگر جب اُن کے غروب ہونے کو دیکھا تو اُن سے بھی رُجوع کی اور کہا میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

پھر آپ بتخانہ میں تشریف لائے کہ شاید یہاں میں کوئی ایسی بات دیکھوں جو مجھ کو ہدایت کی رہبری کرے پس دیکھا کہ تمام بت خاموش اور عاجز ہیں اور چونکہ آپ کو اپنی قوم کے فعل پر غصّہ آیا اِس سبب سے تمام بتوں کو توڑ ڈالا کہ وہ جان

Marfat.com

لیں کہ بُت کچھ نہیں کر سکتے اور اُن کی پیروی ٹھیک نہیں ہے اور پھر آپ راہِ صواب کی تلاش میں نمرود کے پاس آئے اور راستہ میں دیکھا کہ ایک پتھر شکستہ یہ کہہ رہا ہے کہ پاکی ہے اُس ذات کو جس نے مجھ کو نمرود اور اُس کے لشکر کی ہلاکی کا سبب بنایا ہے حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ ہدایت اور قبول نہ نمرود کی طرف اور نہ چاند وسورج کی طرف سے اور نہ اور کواکب ومخلوقات کی طرف سے بلکہ یہ خالق ہی کی طرف سے ہے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور وہی خدا ہے تو اُس وقت آپ نے سب سے رجوع کی اور فرمایا میں نے یک سوئی کے ساتھ اپنا منہ اُس ذاتِ پاک کی طرف کیا ہے جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

دیگر: جب چھوٹے سے بچّہ کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ذکی ہے یا نہیں تو اُس کی ماں کے سوا کسی اور عورت کو حکم کرتے ہیں کہ ماں کے دُودھ پلانے کے بعد وہ دُودھ پلائے۔ بچّہ اُس کا دُودھ پینے کے تھوڑی ہی دیر کے بعد قے کر دیتا ہے اور غیر عورت کے دُودھ کو قبول نہیں کرتا کیونکہ پہلے اُس نے اپنی ماں کا دُودھ پیا تھا اور اُس کے دِل نے اُس کے دُودھ کے ساتھ قرار پکڑا۔ اِسی طرح حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے غار میں پہلے رحمت اور ہدایت کا دُودھ پیا جس کی نسبت خُداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے پہلے ہی حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کو اِس کی ہدایت دی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے اپنی قوم کے کھانے یعنی کواکب کو معبود ٹھہرانے کے ساتھ اپنا تجربہ کیا تو اُن کے دِل نے اُس کو قبول نہ کیا یہاں تک کہ لُطفِ الٰہی سے ہدایت آپ کی شاملِ حال ہوئی اور خُدا نے فرمایا کہ خُدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا ہے۔

Marfat.com

اُس وقت آپ نے ماسوائے اللہ کو بالکل ترک کیا اور سب سے بیزار ہو گئے اور کہا اے لوگو میں ان سب سے بیزار ہوں جن کو تم خدا کا شریک کرتے ہو میں نے اپنا مُنہ اُس ذاتِ پاک کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے ہیں۔

دیگر: تم حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی نسبت یہ بدگمانی نہ کرو کہ آپ نے واقعی کواکب کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ یہ میرا رب ہے کیونکہ یہ گمان کرنے والا کافر ہے۔ کیا تم کو نہیں معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام بسرِ صمدی کی وجہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فراش ہیں جس کی توضیح اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام جب غار سے نکلے تو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ندا کرتا تھا کہ اے دادا ابراہیم میں ملکوت کی طرف سفر کرنا چاہتا ہوں جس کی نسبت فرمان ہے سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱) تو یہ راستہ بہت باریک ہے اور رات اندھیری اور منازل پُرخطر اور کانٹوں اور دشمنوں سے بھرے ہوئے ہیں تو میں کیونکر جاؤں گا ایسا نہ ہو کہ ان کانٹوں اور مُہالک سے مجھ کو کچھ صدمہ پہنچے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کچھ فکر نہ کرو میں تمہارا فراش ہوں لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (پ ۷ سورہ الانعام آیت نمبر ۷۶) کی جھاڑ دے کر تم سے پہلے ہی جاتا ہوں اور تمہارے راستہ میں سے تمام کانٹے صاف کر دیتا ہوں۔ چنانچہ جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ کے دادا ابراہیم ہاتھ میں لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ کی جھاڑو لئے کھڑے ہیں اور آپ کے راستہ میں سے تمام کانٹوں کو صاف کر دیا ہے۔ پس آپ نجوم کے کانٹوں سے صحیح و سالم تشریف لے گئے۔ اور کسی میں مشغول نہ ہوئے۔ خدا فرماتا

Marfat.com

ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی (سورہ النجم پارہ ۲۷ رکوع ۱ آیت نمبر ۱۷) یعنی نہ آسمان کی طرف نِگاہ ٹیڑھی ہوئی اور نہ فلک کی طرف اِلتِفات کیا۔

دیگر: مَعلُوم ہو کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلَام کے قول ھٰذَا رَبِّیْ میں ہمزہ استفہام مُضمر ہے یعنی کیا یہ میرا ربّ ہے اور اِس کے مَعنی ایک اور وجہ کے بھی مُتحَمِّل ہیں یعنی حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلَام نے اپنی قوم کی ایک جماعت کو دیکھا کہ کَواکِب کو سَجدہ کرتے ہیں آپ نے بطورِ اِستفہام کے فرمایا کہ کیا یہ میرا ربّ ہے خُدا کے سِوا جِس کو تُم سَجدہ کر رہے ہو۔ میں بری ہوں اُن چیزوں سے جِن کو تُم خُدا کا شریک بناتے ہو آخر آیت تک۔

سُوال: یہ بات مَعلُوم ہے کہ یقین اور اِطمینان اَنبیا اور اَولیا کا خاصہ ہے اور یہ طمانیّت سے مرکب ہوتے ہیں پھر حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلَام نے کیوں درخواست کی کہ اے میرے ربّ مجھ کو دِکھلا کہ تُو کِس طرح مُردہ کو زندہ کرتا ہے۔ پھر آگے کہا ہے کہ یہ درخواست اِس واسطے ہے کہ میرے دِل کو اِطمینان ہو جائے۔ تو اِس میں کیا حِکمت ہے؟

اِعادہ: مَعلُوم ہے کہ اَنبیاء مَقامِ یقین و تمکین کے مُجاوِر و مُلازم ہیں۔ شک و شُبہ اور رَیب کا اُن کے عقائد اور دِلوں میں گُذر تک نہیں۔ جو بات اور لوگوں کو مَعلُوم نہیں ہے وہ اَنبیا پر عیاں ہوتی ہے اور جِس بات کو اور لوگ سُننے اور مجاز سے مَعلُوم کرتے ہیں اَنبیا اُس کو دیکھتے اور اُس کی حَقیقت سے واقِف ہوتے ہیں خصُوصًا حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلَام جو شمعٔ وفا کے روشن کرنے والے اور شرایع صفا کے مُقرّر کرنے والے ہیں، جِن کی شان میں خُدا فرماتا ہے وَاِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی

Marfat.com

(پ ۲۷ سورہ النجم آیت نمبر ۳۷) جنہوں نے تمام کائنات سے اعراض کیا۔ اور فرمایا کہ میں خُدا کی طرف مُتوجّہ ہوا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور مُردہ کو زندہ کرنے کے بارے میں نمرُود سے جھگڑے اور کہا میرا ربّ وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اور ملکُوت کے مُدرّس تھے خُدا فرماتا ہے اور اِسی طرح دِکھلائے ہم نے ابراہیم کو ملکُوت آسمانوں اور زمین کے۔ اور اسرارِ جبرُوت کے نقل کرنے والے تھے خُدا فرماتا ہے کہ ابراہیم نے کہا میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں۔ عنقریب وُہ مُجھ کو ہدایت کرے گا۔ تو ایسے شخص جو دِین کے مُہتدِی اور صاحب اَسرار یقین ہوں پھر وہ کہیں کہ اے ربّ مجھے دِکھلا کہ تُو مُردہ کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اور پھر مُتردِّد ہو کر کہیں کہ تا کہ میرے دِل کو اطمینان ہو جائے۔ پھر خُدا نے فرمایا کہ تُم چار پرند پکڑو جن میں ایک مور، دُوسرا مُرغ، تیسرا بطخ اور چوتھا کوّا تھا۔ خُدا نے یہ نہ فرمایا کہ تُم تین یا پانچ پرند پکڑو، چار کے پکڑنے میں کیا حکمت تھی اور حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کے لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ (پ ۳ سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۶۰) کہنے میں کیا حکمت تھی؟

جواب: معلُوم ہو کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کا سوال رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی (پ ۳ سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۶۰) عقیدہ میں تَرَدُّد یا شک کی وجہ سے نہ تھا اور نہ خالق کی قُدرت میں وہ شک رکھتے تھے۔ بلکہ یہ سوال اُنہوں نے باری تعالٰی کی صنعت دیکھنے اور اُس کی کیفیت معلُوم کرنے کے واسطے کیا تھا۔ اگر شک کے طور پر یہ سوال ہوتا تو یُوں کہتے کہ اے پروردگار کیا تُو مُردہ کو زندہ کر سکتا ہے؟ اور نیز حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے احیاءِ موتٰی اور قُدرتِ خالق میں

Marfat.com

شک نہیں کیا بلکہ اُن کے دِل میں اپنی طرف سے اِس بات کا شک تھا کہ آیا میں خُدا کا خلیل ہوں یا نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے اپنے صُحُف میں پڑھا تھا کہ خُدا اپنے خلیل کے واسطے مُردہ کو زِندہ کرتا ہے۔ تو آپ نے دُعا کی کہ خُداوندا مُجھ کو دِکھلا کہ میں ہی وہ خلیل ہوں جس کے ہاتھ پر تُو مُردہ کو زِندہ کراتا ہے یا نہیں ہوں۔ معلُوم ہو کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے جب حضرت محمد ﷺ کا حال اپنے صُحُف میں دیکھا اور سیّد المرسلین ﷺ کی خبرِ سعادت اثر آپ کے کان میں پڑی کہ آخر زمانہ میں ایک شخص حضرت آمنہ کے بطن سے پیدا ہو کر نبی اور حُجّت، صاحبِ آیات و معجزات ہوگا۔ اور وہ خلاصہ ہے تمام اَنبیاء و مُرسلین کا اور مُنسُوخ کرنے والا ہے تمام مذاہب کا اور اُس کی شریعت کا نُور عرش سے فرش تک اور ثریٰ سے ثریا تک روشن کر دے گا اور آسمان و زمین اور جن و انس سب اُس کی خاتمِ تسخیر کے مُسخّر ہوں گے اور اُس کی شان اِس قدر بُلند ہو گی کہ وہم اُس کے نشانِ قدم تک بھی نہ پہنچے گا یعنی شبِ معراج میں۔ اور وہ حضرت ابراہیم ہی کی نسل سے ہوں گے اور خُدا کے خلیل ہوں گے۔ تو جب حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے اپنی تعریف صُحُف میں مُلاحظہ کی کہ آپ اَنبیاء کے جدّ ہیں اور آپ کی علامت یہ ہے کہ مُردہ آپ کے ہاتھ پر زِندہ ہو تو حضرت خلیل کو شک واقع ہوا کہ آیا میں وہی خلیل ہوں یا نہیں۔ اِس واسطے دُعا کی کہ اے میرے ربّ مُجھ کو دِکھلا کہ تُو کس طرح مُردہ کو زِندہ کرتا ہے؟ تو نِدا ہوئی کہ کیا تُو میری اِس قُدرت پر اِیمان نہیں لایا۔ عرض کیا کہ ہاں لیکن میرے دِل کو اِطمینان ہو جائے گا کہ میں وہ خلیل ہوں یا نہیں۔

Marfat.com

دیگر: حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کے پاس اُن کی قوم میں سے ایک گروہ آیا جن کے سردار کا نام قلبی تھا اور اُنہوں نے کہا کہ حضرت آپ اپنے ربّ سے سوال کیجئے کہ آپ کے ہاتھ پر مُردہ کو زِندہ کرے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور اِسلام قبُول کریں گے۔ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے دُعا کی کہ خُداوندا مجُھ کو دِکھلا کہ تو مُردہ کو کس طرح زِندہ کرتا ہے۔ حکم ہوا کہ کیا تُو اِیمان نہیں لایا۔ عرض کیا کہ ہاں میں اِیمان تو لایا ہوں ولیکن یہ عرض اِس واسطے ہے کہ قلبی کو اطمینان ہو جائے یعنی اُس شخص کو جس کا نام قلبی ہے اور اُس کے ساتھ اِس جماعت کو بھی اِطمینان ہو گا جن کا یہ رئیس ہے۔ اور خُداوند تعَالیٰ نے جو چار پرندوں کے پکڑنے کا حکم فرمایا اس میں بہت بڑا بھید ہے جس کو اہلِ عقل اور کامِل علما ہی جانتے ہیں۔ خُداوند تعَالیٰ نے جو فرمایا اے ابراہیم چار پرندوں کو پکڑ واور اُن کو ذبح کرو یعنی ان کے چاروں عناصر کو جو طبائع اَربعہ ہیں اُن کو توحید کی چھری سے قتل کر دو تا کہ پانچوں ثابت ہو جائیں جو اِسلام کی بِنا اور اس کے ارکان ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِسلام پانچ چیزوں پر بِنا کیا گیا ہے۔ اور پھر تُمہارے لئے تمہاری اَولاد پر یہی بات لازِم ہو۔ چُنانچہ فرمایا کہ پہلے مُرغ کا سر اُڑا دو چونکہ مُرغ آتشی ہے اور آتش ہی تمام شہوتوں کی بادشاہ ہے اور شہوتیں آگ سے پیدا ہوتی ہیں اور آگ کے سَر میں شہوت ہے اِسی سبب سے اس کی کلغی سُرخی ہے جیسے کہ غلبۂ شہوت میں خون غالب ہوتا ہے۔ اور جس شخص کی کھوپڑی خون سے لبریز ہو گی اُس میں شہوت بُہت غالِب ہو گی۔ اور مُرغ کے ذبح سے یہی مُراد ہے کہ شہوت کو قتل کر دو۔ اور دُوسرے مور کے قتل کرنے

Marfat.com

کا حکم ہوا اِس لئے کہ مور خاکی ہے اور خاک ہی خِلقت میں آدم کی اور اے ابراہیم تُمہاری اصل ہے۔ اور اس کے قتل کرنے سے یہ مُراد ہے کہ اُس کو اپنے نَفس اور اپنی اصل سے اے ابراہیم نِکال باہر کرو۔ اور تیسرے بطخ کو ذبح کرو کیونکہ یہ پانی کا جانور ہے اور پانی تمام مخلوق کی زِندگی کا سبَب ہے، خُدا فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو پانی سے زِندہ کیا ہے۔ مَطلب یہ ہے کہ طاعات کے ساتھ اپنے نَفس کو قتل کر کے مجازی زِندگی سے باہر نکل آؤ تاکہ حَیاتِ سَرمدی تُم کو نصیب ہو اے ابراہیم۔ اور چوتھے کوّے کو ذبح کرو کیونکہ یہ ہوائی ہے اور ہوا سُلطانُ الکبّر ہے یعنی اپنی حرص و ہَوا کو قتل کر دو اور دِل سے تکبُّر نکال دو تاکہ خلیل بن جاؤ۔ ان چاروں پُرندوں سے عناصرِ اَربعہ اور طبائع اَربعہ مُراد ہیں جو اولاد آدم کی اصل خِلقت ہیں۔ اور اے ابراہیم اور اے مومنوان کے قتل کرنے سے یہ مُراد ہے کہ نفسانی خواہشوں کو مار ڈالو اور تکبُّر کو دِل سے دُور کرو اور طبائع اَربعہ سے نِکل جاؤ اور اِن کے مَقاصِد و اَغراض کو چھوڑ دو تاکہ تُم میری خلت کے اہل بنو اور میری رَحمت تُم پر واجب ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب تو رَحمت میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اپنی جان سے بھی وحشت کر اور اپنی قیمت لے۔

دیگر: پھر جب حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے ان چاروں پُرندوں کو ذبح کر دیا تو خُداوند تعَالیٰ نے اِن کو زِندہ کیا۔ اِس میں بھی بُہت بڑا راز ہے اور وہ یہ کہ طبائع اَربعہ تُمہارے اندر مِثل مُردہ کے ہیں کیونکہ تُم نے اِن کو خُدا کی طاعت میں اِستعمال نہیں کیا ہے۔ پس اے مؤمن تم اپنے چاروں اعضا کو دھوو جن کا دھونا وُضُو میں فرض ہے۔ اور خُدا فرماتا ہے کہ دھوؤ اپنے مُونہوں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو

Marfat.com

اپنے سروں پر اور دھوؤ اپنے پیروں کو ٹخنوں تک۔ تاکہ تم غفلت اور معصیّت سے خالص ہو جاؤ اور نفسانی قوّت اور شہوت تم سے دُور ہو اور مودّت وخلت کی زندگی تم کو نصیب ہو کیونکہ اولیاء اللہ نہیں مرتے ہیں بلکہ نقل مکان کرتے ہیں۔

دیگر: گویا خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے تیرے اعضا اور اجزاء مُردہ ہیں خواہش نفس اور شہوت میں، پس اگر تو ان کو بواسطہ **حب الحقاء** کے زندہ کرنا چاہتا ہے تو چاروں اعضا کو دھوڈال تاکہ ان کو تیری محبّت کی سچائی معلوم ہو اور جلدی مولا کی طاعت میں مصروف ہو جا کہ حیات ابدی حاصل ہو اور یاروں کی محبّت تیرے دل میں برابر ہو جائے اور تو عذاب سے نجات پائے کیونکہ تو اصحاب اور خدائے وہّاب کا دوست ہے۔

سُوال: خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو یہ حکم کس واسطے دیا کہ اس کی قربانی کے لئے اپنے فرزند کو ذبح کریں اور پھر دنبہ اُن کے پاس روانہ کیا اور فرمایا کہ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ (پ ۲۳ سورہ الصّٰفّٰت آیت نمبر ۱۰۷) اور اس دنبہ کی قربانی سے اسماعیل اور دیگر اولادِ ابراہیم کی قربانی ہونے کا حکم اٹھ گیا۔ اور نیز مومنوں کو اپنی اولاد کے ذبح کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا اور دنبہ کے ذبح کرنے سے ہم پر سے بھی اولاد کی قربانی اُٹھ گئی۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

اِعادہ: ہمارے بھائیوں کا سُوال یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ حکیم علی الکمال ہے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اس نے حکم دیا کہ اپنے فرزند کو ذبح کرو تو اگر اس بات سے اس کی یہ مُراد تھی کہ وہ اپنے خلیل کی آزمائش کریں تو اس پر آسمان و زمین کی کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر ایک ظاہر اور خفیہ اور دل کی بات کو جانتا

Marfat.com

ہے۔ اور اگر اِس سے یہ مُراد ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام سے کوئی لغزش صادِر ہوئی تھی تو خُدا نے فرمایا ہے کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔ اور بندوں کا صنع اِلٰہی کے اَدراک سے عاجز رہنا ظاہر ہے جیسے کہ حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے تو رویئت طلب کی اور پہاڑ چُورا چُورا ہوئے اور ایسے ہی حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے مُردہ کو زِندہ کرنے کا سُوال کیا اور پرندوں کو مَوت کا مزہ چکھنا پڑا۔ اور ابُوجہل نے حضُور ﷺ سے جھگڑا کیا اور چاند کو آپ کی اُنگلی کے اشارہ سے شق ہونے کا صَدمہ اُٹھانا پڑا۔ اِسی طرح حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کو خلت اور قُربت کی نِدا آئی اور حضرت اسماعیل عَلَیہِ السَّلام کے واسطے ذبح کا حُکم ہوا۔ اور پھر اِس سے زیادہ تعجُّب خیز یہ اَمر ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کو تو ذبح کرنے کا حُکم دیا اور چُھری کو کاٹنے سے منع کر دیا۔ اور پھر فرزَند کے بدلے دُنبہ کو ذبح کرایا۔ تو پھر ایسی باتیں اِرادۂ اِلٰہی پر کس طرح حَمل کی جا سکتی ہیں اور نیز کرمِ اِلٰہی کا یہ تقاضا حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام جیسے شخص پر کیسے حَمل کیا جا سکتا ہے جن کی نِسبت سُورہَ نِساء میں خُداوَند تعَالیٰ فرماتا ہے کہ خُدا نے ابراہیم کو خلیل (دوست) بنایا یعنی اُن کو برگزیدہ کیا اور اپنے کرم کے ساتھ ایسا مخصُوص کیا کہ جیسا دوست دوست کو کرتا ہے اور وفا کا تاج اُن کے سَر پر رکھا۔ چُنانچہ فرمایا ہے وَاِبۡرٰهِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی (پارہ ۲۷ رکوع ۷ سورہ انجم آیت نمبر ۳۷) اور مَلکُوت کو ان کی سیر گاہ قرار دیا۔ فرمایا ہے کہ اسی طرح دِکھاتے ہیں ہم ابراہیم کو ملکوت آسمانوں اور زمین کے۔ اور حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے بُتوں کو توڑا اور شمشیرِ جہاد کے ساتھ اُن کے سَر قلم کئے۔ فرمایا ہے فَجَعَلَهُمۡ جُذٰذًا (پارہ ۱۷ رکوع ۵ سورہ

Marfat.com

انبیاء آیت نمبر ۵۸) یعنی توڑ کر اُن کو ٹکڑے کر دیا۔ پھر ایسے شخص کو کبھی تو عاجز اور دُشمنوں کے ہاتھ میں قیدی بنایا اور کبھی نمرود کی آگ میں پھنکوا دیا اور کبھی کعبہ کے صحراءِ بے آب وعلف میں رہنے کا حکم دیا جس کی نسبت سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہے کہ ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ میں نے اپنی بعض اولاد کو غیر آباد یعنی بے آب و گیاہ جنگل میں آباد کیا ہے۔ جن سے حضرت اسماعیل علیہ السّلام مُراد ہیں جن کا نام اسکنت کا مفعول محذوف ہے اور جنگل سے مکّہ کا جنگل مُراد ہے۔ پھر کبھی تو اُن کو اپنے فرزند کے ذبح کرنے کا حکم دیا اور کبھی دُنبہ کے ذبح کرنے کا اور فرزند کے ذبح کرنے سے مُمانعت کی تو ان سب باتوں میں کیا توجیہ اور کیا حکمت ہے؟

جواب: اِنشاءَ اللہ تعالیٰ میں ایسا جواب بیان کرتا ہوں جو ان کُل باتوں کو کافی اور تمام اشکالوں کا دُور کنندہ اور دِلوں کو شفا بخشنے والا ہوگا۔ شک اور خیالاتِ فاسدہ سے سُننے والوں کے سینہ کو صاف کر دے گا۔ اور جہاں تک میری وُسعت و طاقت ہے میں اس کو خُوب واضح بیان کر دُوں گا تا کہ خُداوند تعالیٰ کی صَنعت کے دقائق ظاہر ہوں اور مومنوں کی اِمداد ہو۔

معلُوم ہو کہ ازل میں سُنّتِ اِلٰہی اِس طرح جاری ہوئی ہے کہ جب خُداوند تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی کو اپنی محبّت کے ساتھ مخصُوص کرتا اور اپنی جنّت کا اہل بناتا ہے تو اپنے غیر سے اُس کو جُدا کر لیتا ہے اور سِوا خُدا کے وہ کسی سے مالُوف نہیں ہوتا چنانچہ کیا تُم نے خیرُ الموجودات، فخرِ انبیاء، خلاصۂ کائنات، حضرت محمد رسُولُ اللہ صاحبِ معجزات کا حال نہیں سُنا کہ جب آپ مخلُوق میں سے کسی چیز پر نظر کرتے تھے تو خُدا آپ کو کسی نہ کسی بلا و مُصیبت میں مُبتلا کرتا تھا چنانچہ آپ

Marfat.com

نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف محبت سے دیکھا تو منافقین کے اتہام سے آپ کو صدمہ پہنچا۔ اور جب حضرات حسن و حسین کی طرف آپ نے محبت سے دیکھا تو حضرت جبرئیل زہر اور تلوار لے کر حاضر ہوئے۔ اور جنت کی خوشبو کو جو آپ نے پسند کیا تو دندان مبارک شہید ہوا۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ اپنے دوستوں کو اپنے سوا اور کی طرف نظر کرنا نہیں پسند کرتا اور نہ اس کے اولیاء اس کے غیر سے اُلفت کرتے ہیں۔ تو اسی طرح حضرت خلیل علیہ السلام نے جو اپنے فرزند حضرت اسماعیل کی طرف محبت سے نظر کی تو حکم ہوا کہ اے ابراہیم اپنے فرزند کو ذبح کر دو اور یہ حکم دلانے کے واسطے تھا یعنی اے ابراہیم میں نہیں چاہتا ہوں کہ میرے سوا اور کسی طرف تم نظر کرو اور میرے غیر میں مشغول ہو۔ اور اسی واسطے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بلا انبیا اور پھر اولیاء پر مقرر ہے اور پھر ان سے جو نیچے ہیں درجہ بدرجہ اُن پر بھی مسلط ہوتی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے فرزند خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ اس کی قربانی کے واسطے تجھ کو ذبح کروں، اب بتلا کہ تیری کیا رائے ہے؟ حضرت اسماعیل نے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے، بجا لایئے مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے، بندہ کو مولا کے حکم میں کچھ اختیار نہیں۔ اور نیز معلوم ہو کہ حضرت ابراہیم یا اور کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ حضرت اسماعیل حکم الٰہی کے اس قدر فرمانبردار ہیں کہ اپنی روح قربان کر دیں گے اور کچھ پروانہ کریں گے اس واسطے خدا نے چاہا کہ اہل آسمان و زمین کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مرتبہ سے آگاہ کرے اور اسی واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ میری

Marfat.com

قُربانی کے لئے اپنے بیٹے کو ذبح کرو تاکہ اہلِ آسمان وزمین دیکھ لیں کہ اسماعیل کِس طرح بے پروائی کے ساتھ اپنی رُوح راہِ خُدا میں قُربان کرتا ہے اور کچُھ شکایت نہیں۔ اور نیز اِس میں یہ حِکمت بھی تھی کہ خُداوَند تعالٰی نے حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام اور حضرت اسماعیل عَلَیہِ السَّلام کا حال عرش کے رہنے والوں کے سامنے پیش کرنا چاہا تاکہ وُہ اُس کے خَلیل کو دیکھیں کہ کِس طرح راہِ خُدا میں اپنے فَرزَند کو ذبح کرتے ہیں اور اسماعیل ذبیح کِس بے جگری سے اپنی رُوح اُس پر قُربان کردیتے ہیں۔

پھر اِس میں کیا حِکمت ہے کہ خُدا نے اُن کے فِدیہ میں دُنبہ بھیجا، گائے یا اُونٹ نہیں بھیجا۔ اِس کا جواب دو طرح ہے ایک تو یہ ہے کہ دُنبہ ہابیل کی قُربانی تھا اسی کو خُدا نے بھیجا تاکہ مَعلُوم ہو کہ ہابیل کی قُربانی مَقبُول تھی اور نیز مَعلُوم ہو جائے کہ باپ دادا کی نیکی اَولاد کو نفع پہنچاتی ہے۔ اور دُوسرا جواب یہ ہے کہ دُنبہ جَنَّت میں چَرتا تھا اور گائے و اُونٹ اُس میں نہیں چَرتے ہیں پھر دُنبہ کو جَنَّت سے لایا گیا کیونکہ اور کسی میں یہ بُزُرگی نہ تھی۔

نُکتہ: اِسی طرح کُفَّار دُنیا کے باغوں اور نعمتوں میں آسُودہ ہیں اور مومنوں نے اپنے جان و مال کو راہِ خُدا میں قُربان کیا ہے تو جب قیامت کا روز ہوگا تو کُفَّار مُسلمانوں کا فِدیہ ہوں گے اور فرِشتگانِ دوزخ جس کافر کو دوزخ میں ڈالیں گے تو کہیں گے کہ اے مومن یہ تیرا فدیہ ہے دوزخ سے۔

سُوال: خُدا اِس بات پر قادِر تھا کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کی حفاظت کرے اور آگ میں ڈالنے سے پہلے ہی آپ کو نمرُود کے ہاتھ سے خلاصی دے، تو پھر

Marfat.com

حضرت ابراھیم عَلَیہِ السَّلام کو بذریعہ مَنجنیق کے آگ میں ڈلوانے اور کُفّاروں کے قبضہ میں دینے کے اندر کیا حِکمت تھی؟

اِعادہ: جب کوئی کسی کو اپنا خلیل بناتا ہے تو اپنی نعمتیں اور اَموال اُس پر خرچ کرتا ہے اور اُس کے واسطے رَحمت وراحت کا طلبگار ہوتا ہے اور اگر اُس کو کوئی رَنج پہنچتا ہے تو اِس کو بھی رَنج ہوتا ہے، پس خُدا نے جو بادشاہِ قدیم اور صانِع حکیم ہے حضرت ابراھیم کو اپنا خلیل بنایا۔ فرمایا ہے **وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلاً** (پارہ ۵ سورہ النساء رکوع ۱۵ آیت نمبر ۱۲۵) تو پھر اِن کو کُفّار کے ہاتھ میں کیوں دیا۔ اور مِثل قیدِی کے کیوں بنایا اور نمرُود کو اِن پر ایسا غالِب کیا کہ اُس نے مَنجنیق میں بٹھا کر آگ میں پھینک دیا اور شیطان و کُفّار کو اُن پر ہنسایا اور اَنبیاء واَولیاء کی رُوحوں اور ملائکہ وحُور وغِلماں کو اُن پر رُلایا کہ حضرت جبرئیل نے اپنا گریبان پھاڑا، اور اِسرافیل نے صُور مُنہ سے ہٹالیا اور عزرائیل رُوح قبض کرنی بھُول گئے اور عرش وکُرسی میں زلزلہ پڑ گیا جِنّ واِنس اور فرِشتے رونے لگے تو اِس کے کیا معنٰی ہیں اور اِس میں کیا حِکمت ہے؟

جواب: حضرت خلیل عَلَیہِ السَّلام کو آگ میں ڈالنے کے اندر یہ حِکمت تھی کہ خُدا نے چاہا کہ اپنے خلیل کی حالت سے تمام آسمان وزمین کے فرِشتوں اور لوگوں کو واقف کرے تاکہ وہ سب دیکھ لیں کہ حضرت ابراھیم کس طرح مَنجنیق میں ڈالے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تُم مجُھ کو چھوڑ دو میں خُود توفیقِ اِلٰہی کے ساتھ تحقیق کا قدم مَنجنیق پر رکھتا ہوں کیونکہ اگر میں اِنکار کروں تو ہرگز تُم مجُھ کو جبراً آگ میں نہیں ڈال سکتے ہو اور نہ میں آگ سے ڈرتا اور خوف کرتا ہوں کیونکہ میں مِثل یاقُوت

Marfat.com

کے ہوں جس کو آگ سے کچھ اندیشہ نہیں ، جس قدر اِس کو آگ میں ڈالو گے اِس کا حُسن و جمال اور لطافت و سُرخی زیادہ ہو گی۔ چُنانچہ اسی واسطے ارادۂ الٰہی میں یہ بات ہوئی کہ ابراہیم کو آگ میں ڈالا جائے تاکہ تمام اہلِ آسمان و زمین جان لیں کہ ابراہیم آگ سے محفوظ رہتے ہیں مثل یاقوت کے۔ چُنانچہ جب حضرت ابراہیم عَلَیہِ السّلام آگ سے برآمد ہوئے تو آپ کا چہرہ مانند یاقوت کے اور رُخسار مثل گلاب کے درخشندہ تھا۔ اور نیز معلوم ہو کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السّلام کو آگ میں ڈالنے کے اندر ایک یہ حکمت تھی کہ حضرت جبرائیل ہزار برس کے عرصہ سے عرض کر رہے تھے کہ خُداوندا تُو نے مجھ کو ایسی قوّت اور قُدرت دی ہے کہ میں اگر چاہوں تو اپنی ایک اُنگلی سے آسمان و زمین کو پلٹ دوں اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دُوں خُدا کی طرف سے ندا آئی کہ اے جبرئیل تو کب تک یہ دعویٰ کرتا رہے گا جب صراف سونے کے کھرے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اُس کو کسَوٹی پر گِھساتا ہے۔ ایسے ہی اے جبرئیل تُم اپنی قوّت کا دعویٰ کر رہے ہو تو جاؤ ہمارے خلیل کی کسَوٹی پر اِس کو گھِسو تاکہ اس کا کھرا ہونا معلوم ہو۔ چُنانچہ حضرت جبرئیل حضرت خلیل عَلَیہِ السّلام کے پاس آئے اور دیکھا کہ آپ منجنیق میں سے آگ میں گر رہے ہیں حضرت جبرئیل نے کہا کہ اے ابراہیم تمہاری کوئی حاجت ہے؟ فرمایا تُم سے تو کوئی حاجت نہیں حضرت جبرئیل نے کہا اے ابراہیم تُم آگ میں عنقریب گرتے ہو تُم کو اُس کا کچھ ڈر نہیں؟ آپ نے فرمایا اے جبرئیل میری تُم سے کچھ حاجت نہیں ہے میرے خُدا پر مجھ کو چھوڑ دو کیونکہ بندے اُس کی رعایت ہیں اور دوست اُس کی حمایت میں ہیں۔ اے جبرئیل تُمہارا کیا خیال ہے

Marfat.com

جس نے خلت کا لباس پہنا وہ اُس کے سوا کسی سے نہ ڈرے گا۔ خُدا فرماتا ہے کہ جو ہماری ضرب پر صبر نہ کرے وہ ہمارے قریب سے نکل جائے۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ اے حضرت ابراہیم مُجھ کو اجازت دیجئے کہ میں رِشل آپ کے فرزند کے آپ کے وہ حادثات لکھوں جو آپ کو پیش آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! اے جبرئیل عام حادثہ تو قلم سے ورق پر لکھا جاتا ہے مگر میرے شوق کا واقعہ اگر تم پتھروں اور لوہے پر بھی لکھو گے تو وہ پگھل جائیں گے اور فنا ہوں گے اور اگر تم آگ پر ڈال دو گے تو بجھ جائیں گے پھر جبکہ پتھر اور آگ میرے شوق کے اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی ہے تو قلم اور کاغذ اُس کو کیسے اُٹھا سکتے ہیں۔ اے جبرئیل تُم آگ سے مُجھ کو ڈرانے آئے ہو، کیا یاقُوت کو آگ جلا سکتی ہے یا سمندر آگ سے ڈرتا ہے تو پھر کیا تُم مُجھ کو ان دونوں سے بھی کم حصّہ والا سمجھتے ہو یا کہ اے جبرئیل تُم شوق کی ماہیت نہیں جانتے ایک مُدّت دراز سے تُم قوّت کا دعویٰ کر رہے تھے اب نمرود کی آگ میں داخل ہوتا کہ شوقِ الٰہی کی آتش سے یہ آگ بُجھ جائے۔ حضرت جبرئیل نے کہا میں تو آگ میں نہیں داخل ہوتا اور نہ مجھ میں تمہاری طرح اِس پر صبر کرنے کی قُدرت ہے۔ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا پھر وہ دعویٰ تُمہارا کیا تھا کہ نہ تم میرے ساتھ آگ میں داخل ہوتے ہو، نہ یُوسف کے ساتھ کنویں میں، نہ یُونس کے ساتھ دریا میں، نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں، اے جبرئیل میرے پاس سے ہٹ جاؤ تاکہ میں تَوحید کا نُور آتشِ نمرود پر ماروں اور آتشِ نمرود اپنی میرے نُورِ شوق سے سلامتی کے واسطے فریاد کرنے لگے۔ اے جبرئیل تم مُجھ کو نمرود کی آگ سے ڈرانے آئے ہو حالانکہ

Marfat.com

وہ تو مُجھ سے سلامتی مانگ رہی ہے۔ تُم ذرا ٹھہرو اور دیکھو کہ میں اپنے شوق کا نُور اُس پر مارتا ہوں اور اُس کو کوئی بَرْدًا وَّسَلَامًا (پ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر ۶۹) کا خطاب آتا ہے اور لکڑیوں میں گُلاب پیدا ہوتا ہے اور جلے ہوئے سوختے ہرے بھرے پَھلدار درخت بن جاتے ہیں اور آگ میں پانی کی نہریں بہتی ہیں۔ جب حضرت جبرئیل نے حضرت خلیل عَلَیہِ السَّلام کا یہ فرمان سُنا تو شرمندہ ہو کر واپس ہوئے اور خُدا کے حضُور میں سجدہ کر کے عرض کیا کہ اِلٰہی! میں ضعیف ہوں تیرے خلیل کے ساتھ مناظرہ کی مُجھ میں طاقت نہیں۔ تیرے خلیل کی خاکِ قدم کو میں نے اپنی آنکھ کا سُرمہ بنایا۔ پھر خُداوند تعَالیٰ کی طرف سے نِدا آئی کہ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ابراہیم پر۔ پس آپ کے آگ میں ڈالنے سے یہی مُطلب تھا۔ اور بَعض کہتے ہیں کہ اِس میں یہ حکمت تھی کہ خُداوَند تعَالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کا آگ میں ڈالنا اُمّتِ محُمدیہ ﷺ کے گُنہگاروں کی تسکینِ قلُوب کے واسطے مُقدّر کیا تھا کیونکہ جب حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام آگ کے قریب پہنچے تو آگ نے عرض کیا کہ اِلٰہی میں بِالطّبع عمل شروع کروں یا بِالشّرع؟ حُکم ہوا کہ دونوں طرح سے یعنی حضرت ابراہیم کے کُرتے کو بِالطّبع جلا دے کیونکہ وُہ میرے دُشمنوں کا ہے اور ان کے جِسم کو نہ جلا بِالشّرع کیونکہ وُہ میرا ہے۔ اِسی طرح جب نافرمان اور گُنہگارانِ اُمّتِ محُمدیہ ﷺ قیامت کے روز دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو دوزخ عرض کرے گی کہ اِلٰہی مین اِن کو جلاؤں یا نہیں۔ حُکم ہو گا کہ اِن کے گُناہوں کو جلا دے جو کہ میرے دُشمن اِبلیس کے وَسوَسہ سے ظہُور میں آئے ہیں اور ان کے جِسموں کو نہ جلا کیونکہ یہ

Marfat.com

میرے بندے اور بندیاں ہیں۔

نکتہ: آتشِ نمرود کے جلانے والے کفار اور دشمن خدا تھے اور آتشِ جہنم کا روشن کرنے والا خداوند تعالیٰ ہے تو جب کفار اور دشمنوں کی آگ نے حضرت خلیل کے جسم کو نہ جلایا تو پھر وہ آتش جس کو رحیم و کریم نے روشن کیا ہے حبیب کی اُمت کو کیسے جلائے گی۔

سوال: یہ بات معلوم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال اور عقل و فہم بیش قیمت اور بے بہا تھا پھر نہایت ذلیل قیمت کے ساتھ جو گنتی کے چند درہم تھے ان کے فروخت ہونے میں کیا حکمت ہے؟

اعادہ: حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال اور مرتبہ ایسا تھا کہ چاند اور سورج اور ستاروں نے آپ کو سجدہ کیا۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یوسف نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور چاند و سورج مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں اور جو آپ کو دیکھتا تھا یہ کہتا تھا کہ یہ انسان نہیں بلکہ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے تین روز کی مسافت پر سے اُن کے کرتے کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ اور اگر تم اُن کے خلق اور سخاوت کا حال پوچھو تو خداوند تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ اُنھوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم پر آج کچھ ملامت نہیں ہے اور اگر تم اُن کے علم کا حال پوچھو تو خدا نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ جب یہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو علم و حکمت عنایت کیا اور فرمایا ہے کہ اُن کو تعبیرِ خواب کا علم عنایت کیا۔ تو جو شخص ایسے اوصاف کے ساتھ موصوف ہو اُس کے چند درہم کے ساتھ فروخت ہونے میں کیا حکمت ہے؟

Marfat.com

جواب: معلوم ہو کہ نہایت کم قیمت کے ساتھ اُن کا فروخت ہونا ایک سبب سے تھا اور وہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت یُوسف عَلَیہِ السَّلام نے آئینہ میں اپنی صُورت دیکھی اور اپنے حُسن و جمال کو مُلاحَظہ کر کے کہنے لگے کہ اگر میں غُلام ہوتا تو کوئی میری قیمت نہ دے سکتا۔ تب خُدا نے آپ کو غُلامی میں مُبتلا کیا اور آپ کے بھائیوں کو آپ پر مُسَلّط کر دیا جنہوں نے سترہ درہم یا بیس سَواء تھے۔ اِس واسطے بندہ کو لازم ہے کہ اپنے رب کے آگے تواضُع کرے اور تکبُّر نہ کرے اور ہر حال میں اپنے عِجز سے باخبر رہے تاکہ کامیابی نصیب ہو کیونکہ حضُور عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا ہے کہ جس نے تکبُّر کیا خُدا اُس کو گرا دیتا ہے اور جس نے تواضُع کی خُدا اُس کو بُلند کرتا ہے۔ اِس واسطے بندہ نہ اپنے نفس کی قیمت لگا سکتا ہے نہ دوسرے کی قیمت خُدا ہی کے دینے سے بندہ کو حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اپنی قیمت خُود مُقرّر کرتا ہے وُہ حضرت یُوسُف ہی کی مِثل ہو گا یعنی جیسے کہ وہ گنتی کے چند درہموں کے ساتھ فروخت ہوئے۔ آخر قِصّہ تک۔ اور جبکہ سود اگر حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کو مصر لے کر پہنچے اور اُن کو دلال کے حوالہ کیا تو بہت لوگ اکٹھے ہوئے اور اُن کے حُسن و جمال کو دیکھ کر حیران ہونے لگے اور ہر ایک نے اُن کے خریدنے کے مُتعلّق حیلے کرنے اور قیمت بڑھانی شروع کی۔ چُنانچہ کسی نے تو کہا کہ میں ان کے وزن کے برابر چاندی دیتا ہوں اور کسی نے کہا کہ میں سونا دیتا ہوں اور کسی نے کہا کہ میں ریشم دیتا ہوں اور کسی نے کہا کہ ہم اِن کے ہم وزن جواہرات دیتے ہیں۔ مالِک بن زعران نے کہا میں اُس کے ہاتھ اِن کو فروخت کروں گو جو اِن تمام چیزوں میں سے اِن کے ہم وزن ہم کو دے۔ زُلیخا

Marfat.com

نے کہا کہ میں ہر چیز میں سے اِن کے ہم وَزن دیتی اور اِن کو خریدتی ہوں اور اپنی جان و مال سب اِن پر قُربان کرتی ہوں۔ مالِک بن زَعران نے کہا کہ جب ایک عوُرَت سے جس کو ناقِصُ العَقل کہا جاتا ہے ایسا جُود وسخا ظاہر ہو تو پھر لازِم ہے کہ مُجھ سے بھی مردانگی اور سخاوَت ظاہر ہو اور میں اِس سے سوا ہم وَزن سونے کے اور کُچھ نہ لوُں اور کرم وسخاوَت میں اِن سے ناقص نہ رہوں۔

نکتہ: معلوُم ہوا کہ خُدا نے جنّتوں کو ایسا عُمدہ بنایا ہے کہ تعَرِیف کرنے والے اِس کی تعَرِیف نہیں کرسکتے ہیں اور طرح طرح کی نعمتیں اور پھَل اِس کے اندر پیدا کیئے ہیں اور ایسی چیزیں مُرتّب کی ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں، نہ کسی دِل پر اُن کا خطرہ گذرا اور حوُروں اور غِلمان کو اِن کے اندر آباد کیا ہے اور مُحلّوں کو تخت اور کُرسیوں اور تکیوں کے ساتھ زِینت بَخشی ہے اور شہد وشراب کی نہریں جاری کی ہیں۔ خُدا فرماتا ہے کہ اس میں عُمدہ پانی کی نہریں ہوں گی۔ آسن اُس پانی کو کہتے ہیں جس کا مزہ اور بُو خراب ہو گیا ہو اور جنّت میں دُودھ کی نہریں ہوں گی جن کا مزہ خراب نہ ہوگا اور شراب کی نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو لذّت دیں گی اور صاف شہد کی بھی نہریں ہوں گی۔ پھر خُداوَند تعالیٰ نے جنّتوں کے فروخت کرنے کی مُنادی کرائی اور بندوں نے اپنی طاقت کے مُوافِق ان کی قیمت لگانی شروع کی۔ کوئی نماز لے کر آیا اور زکوٰۃ اس کے پاس نہ تھی۔ اور کوئی نماز لایا اور حج اس کے پاس نہ تھا۔ اور خُداوَند تعالیٰ نے جنّت کی قِیمت سے اپنے بندوں کو خبردار کر دیا تھا۔ چُنانچہ حضوُر علَیہِ السّلام نے فرمایا ہے کہ اِسلام پانچ چیزوں پر بِنا کیا گیا ہے۔ پھر سچّے عاشِق اور عارِفوں نے اور بھی قِیمت بڑھائی کہ ظاہر

Marfat.com

پانچوں وقت فرض اور پوشیدہ نفل پڑھنے شروع کئے اور ظاہر و پوشیدہ راہِ خُدا میں جہاد کر کے اپنا جان و مال قربان کیا اور پوشیدہ طور سے عُمرہ اور علانیہ طور سے حج بجا لائے۔ تو گویا خُداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ یُوسُف کا فروخت کرنے والا تو مالِک بن زعران تھا اور جنّت کا فروخت کرنے والا میں خُدا ہوں سب کا بادشاہ۔ تو جبکہ مالِک بن زعران نے وہ زیادہ قیمت نہ لی جو کہ زُلیخا نے بڑھائی تھی حالانکہ وہ اُس کا حاجت مَند تھا اور پہلی ہی قیمت کے ساتھ یُوسُف کو فروخت کر دیا تھا تو پھر میں تو تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہوں اپنے بندوں کی کسی طاعت و عبادت کی مجھ کو ضرورت نہیں اور میں جُود و سخا کا پیدا کرنے والا ہوں تو میں اپنے بندوں کے ساتھ مالِک بن زعران سے کم مُعاملہ نہ کروں گا بلکہ زیادہ کروں گا اور پہلی ہی قیمت کے ساتھ ان کو جنّت عنایت کروں گا اور جیسے کہ جنّت کو میں نے دو حرفوں کاف اور نُون سے پیدا کیا ہے ایسے ہی دو کلموں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بدلے اِس کو فروخت کروں گا یعنی جو یہ کلمہ طیبہ پڑھے گا اُس کو جنّت میں داخل کروں گا۔ اور نیز خُداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو۔ میں نے یُوسف کو سترہ درہموں کے بدلے میں مصر کا بادشاہ کیا۔ فرمایا وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ (سُورہ یُوسُف پارہ ۱۲ رکوع ۱۲ آیت نمبر ۲۰) اور سترہ آیتوں کے سبب سے میں نے عائشہ کو اہلِ بیتِ نبی میں داخل کیا ہے تو اے عاصی اگر تجھ کو میں نماز کی سترہ رکعتوں کے سبب سے جنّت کا اہل بنا دوں تو میرے لُطف و کرم سے کچھ تعجب نہیں ہے اور اس وقت خُدا فرمائے گا کہ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ. (پارہ ۲۵ الزخرف آیت نمبر ۷۰ رکوع ۱۳)

Marfat.com

سُوال: یہ بات مَعلُوم ہے کہ اَنبیاء کرام کبیرہ گُناہوں سے مَعصُوم ہوتے ہیں اوراُن میں سے کوئی کبیرہ گُناہ کے ساتھ مُتہم نہیں ہوا ہے پھر خُداوَند تعالیٰ کے اِس فرمان کے کیا مَعنیٰ ہیں کہ بیشک زلیخانے یُوسف کے ساتھ اور یُوسُف نے زُلیخا کے ساتھ قصد کیا اگر اپنے ربّ کی حُجّت نہ دیکھتے۔تو حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کے حق میں اِس بات کے اندر کیا حِکمت ہے؟

اِعادَہ: اَنبیاءکرام گُناہِ کبیرہ سے مَعصُوم ہیں اوراِن میں سے کوئی گُناہِ کبیرہ کے ساتھ مُتہم نہیں ہُوا ہے کیونکہ ریاضات اور مکاشفاتِ غَیب میں مَشغُول رہتے تھے خُصُوصاً حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام جن کی نِسبت خُدا فرماتا ہے وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ (پارہ۱۲رکوع۱۲سورہ یُوسف آیت نمبر۲۱)اور لَقب آپ کا صِدّیق یعنی راست گوتھا اور آپ مسالک فتوت کے رَاہرو اور چادرِ سخاوَت کے اوڑھنے والے اور باغِ جَنّت کے عندلیب اور درختِ خُلد کی ٹہنیوں کے پھَل تھے پس ایسے نبی کوتو گُناہِ کبیرہ سے مَستُور اور گُناہِ صَغیرَہ کے قصد سے مہجُور ہونا چاہیے اور شارع عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا ہے کہ جوتُم میں سے اسبابِ نِکاح کی طاقت رکھے اُس کوشادی کرنی چاہئے اور جو طاقت نہ رکھے وُہ مُجاہَدَہ کرے اور جومُجاہَدہ نہ کرسکے وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ شَہوَت کوتوڑتا ہے۔پھر یُوسف عَلَیہِ السَّلام نے کیسے قصد کیا اور کیسے مُتصَوَّر ہوسکتا ہے کہ شَیطان نے اَنبیاءکو بہکایا کیونکہ اَنبیاء اَولیاء سے ستّر دَرجہ افضل ہیں اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے مَناقِب میں مَذکُور ہے کہ شَیطان حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھاگتا تھا حالانکہ وہ ولی تھے پھر حضرت یُوسف پرکس طرح شَیطان نے قابُو پایا حالانکہ وہ نبی تھے اور زِنا کے

Marfat.com

خوف اور احتراز کے سبب سے آپ نے سات گرہیں لگائیں تھیں۔ پھر اگر تم یہ کہو کہ زُلیخا کے ساتھ انہوں نے رغبت سے قصد کیا تو پھر حضرت یوسُف اور زُلیخا میں اور ناقص و کامل میں کیا فرق رہا؟ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ خُداوند تعالیٰ نے شہوت کے دس حصّے کر کے نو حصّے عورتوں کو اور ایک حصّہ مردوں کو عنایت کیا اور اگر حضرت یوسُف عَلَیہِ السَّلام کی نسبت یہ تصوّر نہ کیا جائے تو پھر آیت کے کیا معنی اور اِس میں کیا حکمت ہے۔

جواب: معلوم ہو کہ آیہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا (پارہ ۱۲ رکوع ۱۳ سورہ یوسف آیت نمبر ۲۴) کے یہ معنی ہیں اور اِس میں یہ راز ہے کہ زُلیخا نے زنا کا اور حضرت یوسُف عَلَیہِ السَّلام نے نِکاح کا قصد کیا تھا۔ اور نیز معلوم ہو کہ اس آیت کے یہ بھی معنی ہیں کہ زُلیخا کا قصد رغبت کا اور حضرت یوسُف کا قصد خوف کا تھا۔ اور نیز معلوم ہو کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی اصل میں اِس طرح ہے لَوْ لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ وَهَمَّ بِهَا (پارہ نمبر ۱۲ رکوع ۱۳) یعنی اگر اپنے ربّ کی حُجّت نہ دیکھتے تو زُلیخا کے ساتھ قصد کرتے۔ اور اس طرح کی تقدیم و تاخیر بہت جگہ ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اَمْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا (پارہ ۲۲ رکوع ۳ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۵۰) اور فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (پارہ ۲۱ رکوع ۳ سورہ العنکبوت آیت نمبر ۶۹) اور لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ شہوت کے ساتھ زُلیخا کی رغبت پر دلالت کرتا ہے اور وہم بہا یوسُف کی رُجولیّت پر دلالت کرتا ہے۔ معلوم ہو کہ نِکاح پر قُدرت رُجولیّت یعنی مردانگی ہی سے ہوتی ہے اور اسی میں مردوں کا کمال ہے اور جو شخص

Marfat.com

مُباشرت سے عاجز ہو وہ نامرد اور مردمی سے محروم ہو گا اور مرتبہ میں مردوں سے ناقص رہے گا اور نبوّت کمال کے ساتھ موصوف ہے نقصان کا احتمال نہیں رکھتی پھر جب زُلیخا نے حضرت یُوسُف کے ساتھ قصد کیا اور حضرت یُوسُف نے اُن کی طرف اِلتفات نہ فرمایا تو انہوں نے کہا اے یُوسُف کیا تُم نامرد ہو تب حضرت یُوسُف نے عبرت کے طور پر اُن کے ساتھ قصد کیا۔ اور آیت کا مطلب یہ ہوا کہ زُلیخا نے حضرت یُوسُف کے ساتھ رغبت اور شہوت سے قصد کیا اور حضرت یُوسُف نے زُلیخا کے ساتھ اِظہارِ مردانگی کے واسطے قصد کیا، پھر خُدا کی حُجّت دیکھنے کے بعد اُس کے خوف اور دہشت کے سبب اِس قصد سے باز آئے۔ اور نیز معلوم ہو کہ جب کوئی شخص درختوں میں سے کسی پھلدار درخت کو دیکھتا ہے اور اُس کے پھل کھانے کو اُس کا جی چاہتا ہے اور اُس کا ہاتھ اُس تک نہیں پہنچتا تو یہ اُس پر پتھر مارتا ہے تاکہ پھل گر پڑیں۔ پھر جو پھل قوی ہوتا ہے وہ نہیں گرتا مگر پتھر کے لگنے سے درخت ضرور ہل جاتا ہے۔ یہی قصّہ حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام اور زُلیخا کا ہے جس کی نسبت خُداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا (پارہ ۱۲ رکوع ۱۳ سورہ یوسف آیت نمبر ۲۴) یعنی زُلیخا نے چاہا کہ حضرت یُوسُف کے درخت رُجولیت سے جمالِ نبوّت کا پھل حاصل کرے، تب اس نے شہوت اور رغبت کے پتھر مارنے شروع کئے ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ اور حضرت کے جمال کا پھل کمال عصمت و قوت کے ساتھ درخت رُجولیت میں قائم تھا وہ نہ گرا مگر درخت رُجولیت پتھروں کے لگنے سے حرکت میں آیا چنانچہ فرمان ہے وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ (پارہ ۱۲ رکوع ۱۳ سورہ یُوسُف آیت نمبر ۲۴)

Marfat.com

اور نیز جب زُلیخا نے حضرت یُوسُف کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو ان کے ساتھ قصد کرنے سے پہلے اس نے اپنے بت پر ایک کپڑا ڈھک دیا پھر ان کی طرف مائل ہوئی تو حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام نے پُوچھا کہ تُو نے بُت کو کیوں ڈھانک دیا۔ اُس نے کہا مُجھ کو شرم آئی کیونکہ یہ میرا معبُود ہے۔ حضرت یُوسُف نے فرمایا تو میں اپنے اس معبُود سے شرم کیوں نہ کروں جو سُننے والا، دیکھنے والا، مہربان ہے اور اس کے ساتھ قصد کیا یعنی اس کی گفتگو سے باز آنے کا۔

سُوال: حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کو آگ میں اور پھر پانی میں ڈالنے اور آپ کے سبب بچّوں کو ہلاک کرنے میں کیا حِکمت تھی؟

اِعادَہ: یہ بات مَعلُوم ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام خُدا کے کلیم اور محبُوب اور حِکمت اور کرامت واِفضال واِحسان کے ساتھ مخصُوص تھے۔ اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسَالَاتِیْ وَ بِکَلَامِیْ (پارہ ۹ رکوع ۷ سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۴۴) کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور وانجینا موسیٰ ومن معہ اجمعین کی نجات آپ کے نصیب ہوئی۔ یدِ بَیضَا کے ساتھ آپ کی تائید کی گئی اور عصا جبکہ اَژدَہا بن جاتا تھا آپ کو حُجّت دی گئی۔ آپ کے ہاتھ میں چالیس آدمیوں کی قُوّت تھی چُنانچہ ایک گھونسہ مار کے آپ نے قبطی کو قتل کر دیا تو ایسے نبی کے واسطے قیاس یہ چاہتا ہے کہ اُن کی باغوں میں پرورش ہوتی نہ کہ آتش میں اور سَلسَبِیل وزَنجَبِیل کا پانی اُن کو پلایا جاتا نہ کہ دریائے نیل کا اور اُن کی تشرِیف آوری کے واسطے مُردوں کو زِندہ کرنا لازِم تھا نہ کہ بچّوں کو ماؤں کے پیٹ میں قتل کرانا پھر اِس کے اندر کیا حِکمت تھی۔؟

Marfat.com

جواب: مَعلُوم ہو کہ حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے سبَب سے بچّوں کے قتل کرانے میں ایک بڑا راز تھا کیونکہ خُداوند تعَالیٰ بڑا حکیم اور پوشیدہ و ظاہر کا جاننے والا ہے، رات دِن کی کوئی بات اُس پر چھُپی ہوئی نہیں ہے، ہر جگہ کی ہر بات سے واقف ہے اور اُس زمانے میں حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی قوم نجُومیوں پر بڑا اعتِقاد رکھتی اور اُن کے قول پر عمل کرتی تھی اور نجُومی اُصطرلاب اور تقوِیم میں دیکھ کر اُن کو غَیب کی باتیں بتاتے اور ہر کام کا حکم کرتے تھے۔ پس غَیب کا حُکم لگانے اور نجُوم پر اعتِقاد رکھنے کے سبَب غضب اُن پر نازِل ہوا کیونکہ عِلم غَیب خاص خُدا ہی کی صفات سے ہے۔ اَلغرض نجُومیوں نے اپنے عِلم سے حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی وِلادت مَعلُوم کی مگر ان کو ان کے سبَب سے اپنی اَولاد کے ہلاک ہونے کی خبر نہ ہوئی پھر انہوں نے اِن کی اَولاد کو اِس اندیشہ سے ہلاک کرنا شروع کیا کہ کہیں اِنہیں میں موسیٰ نہ ہوں اور حضرت موسیٰ کو خُدا نے اُن کے مکر و کید سے محفُوظ رکھا اور اُن کو حضرت موسیٰ کی خلاصی اور اُن کے ہاتھ سے سلامت رہنے کی مُطلَق خبر نہ تھی۔ یہی حال ہر ایک نجُومی کا ہے کہ وہ اپنے عِلم سے ایک بات مَعلُوم کر لیتا ہے مگر اُس کو یہ خبر نہیں ہوتی کہ اُس کی ہلاکی اِسی میں ہے اور اِسی سبَب سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ قسم ہے ربّ کعبہ کی نجُومی جھُوٹے ہیں۔

حکایت : کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شہر بغداد کے بازار میں جا رہے تھے آپ نے ایک نجُومی کو دیکھا کہ وہ بہت مُبالَغہ کے ساتھ اپنے جھُوٹے عِلم کا دعویٰ کر رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آن کر کر اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ میں تُم سے کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں کیونکہ تم اپنے عِلم کے بڑے کامِل

Marfat.com

ماہر اور تجربہ کار ہو۔ افلاک اور طبائع اور اقالیم اور زمینوں اور صحت و بیماری اور گرانی اور ارزانی کی خبر دیتے ہو اور تمام نجومیوں کے سردار ہو۔ تھوڑی دیر ٹھہرو کہ میں کھانا لے آؤں پھر ہم تم ساتھ کھائیں گے اور میں اِن سب لوگوں کو تمہاری فضیلت بتلاؤں گا اور تم کو ان کے اندر مشہور کر دوں گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ جا کر دودھ اور روٹیاں لائے اور نجومی کے آگے رکھ کر ایک روٹی نجومی کو دی اور ایک آپ لی اور اُن کے ٹکڑے کر کے دودھ میں ڈالے اور پھر اُن کو خوب ملا دیا۔ پھر نجومی نے کہا ان پر کیونکر آزمائش کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے علم سے ان ٹکڑوں کو پہچان لو جن کو تم نے اپنے ہاتھ سے توڑا ہے۔ اُس نے کہا یہ بات تو میں نہیں جان سکتا۔ تو پھر آسمان وزمین کا غیب تجھ کو کیونکر معلوم ہو گیا۔ نجومی نے کہا اے علی کیا تم کو ان ٹکڑوں کی خبر ہے جو تم نے اپنے ہاتھ سے توڑے ہیں اور تم ان کو میرے ہاتھ کے ٹکڑوں سے جدا کر سکتے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو غیب کو نہیں جانتا اور نہ اِس کا دعویٰ کرتا ہوں اور نہ غیب کو خدا کے سوا کوئی جانتا ہے۔ نجومی نے کہا کاش میں اپنی آنکھ سے دیکھتا کہ خدا کیونکر میرے ٹکڑوں کو تمہارے ٹکڑوں سے جدا کرتا ہے اگر ایسا ہو تو میں نجوم کے عقیدہ سے توبہ کروں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خدا سے دعا کی، اُسی وقت پیالہ میں ایک جوش پیدا ہوا اور نجومی نے جس قدر ٹکڑے توڑے تھے سب بالکل خشک جیز دودھ کا مطلق اثر نہ تھا پیالہ میں سے نیچے گر پڑے اور صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ٹکڑے پیالہ میں رہ گئے۔ اُن کو آپ نے تمام لوگوں کو جو وہاں موجود تھے خوب پیٹ بھر کے کھلایا اور پھر بھی اُن میں کچھ کم نہ ہوا مگر تھوڑا سا۔

Marfat.com

نُکتہ: اے مومنو تم خالق کی نسبت کیا گمان کرتے ہو جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ٹکڑوں اور نجومی کے ٹکڑوں کو جدا جدا کر دیا۔ آیا وہی تم کو اور کافروں کو دوزخ پر سے گذرنے کے وقت جدا جدا کر دے گا بلکہ وہ اِس بات پر قادر ہے کہ آگ کو حکم کر دے کہ وہ تمہارے جسم کو نہ جلائے اور کافروں کو جلا دے۔ اور آگ کہے گی کہ اے مومن مجھ سے الگ رہ کہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجھا دیا۔

لطیفہ: دُودھ اور روٹی کے ایک پیالہ نے خلقِ کثیر کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برکت سے پیٹ بھر دیا اور اُس میں سے کچھ کم نہ ہوا مگر تھوڑا سا۔ تو اگر خدا گنہگاروں کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے رحمت اور مغفرت سے پیٹ بھر دے تو کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ اُس نے سورۂ انبیا میں فرمایا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ (پ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷) یعنی جس چیز کے ساتھ حضور مبعوث کئے گئے ہیں وہ لوگوں کی سعادت اور اصلاح معاش و معاد کا سبب ہے اور کفّاروں کے حق میں آپ کا رحمت ہونا یہ ہے کہ آپ کی برکت سے وہ خسف اور مسخ اور عذابِ استحقاق سے محفوظ رہے (قاضی) اور اس کے ملک سے کچھ کم نہ ہوا۔ الغرض حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو پہلے آگ میں اور پھر پانی میں ڈالنے کے اندر کیا حکمت تھی۔ حکمت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام مثل تلوار کے تھے اور خدا کو منظور تھا کہ ایک ساتھ کفّاروں اور ربوبیّت کا دعویٰ کرنے والوں کا سر کاٹے یعنی فرعون کا جو کہتا تھا کہ میں تمہارا بڑا ربّ ہوں۔ اور تلوار بنانے کا یہی دستور ہے کہ پہلے اُس کو آگ میں گرم کرتے ہیں اور پھر پانی میں بجھاتے ہیں تا کہ اس کی دھار خوب تیز ہو اور مقصد حاصل ہو جائے اور نیز علم

Marfat.com

الٰہی میں یہ بات تھی کہ حضرت موسیٰ کے آگے فرعون آگ رکھے گا اور آپ اس کو اپنے مُنہ میں رکھ لیں گے اور یہ بھی عِلم الٰہی میں تھا کہ حضرت موسیٰ کو دریا عبُور کرنا پڑے گا اِس واسطے پہلے اُس نے آپ کو آگ میں ڈالا پھر پانی میں ڈالا تا کہ دونوں باتوں کے آپ عادی ہو جائیں گویا اُس نے حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام سے کہا کہ میں تُم کو آگ کا عادی بناتا ہوں تا کہ جب آگ تمُہارے آگے رکھی جائے اور تم اُس کو اپنے ہاتھ میں لو تو وہ تُم کو نہ جلائے اور ایسے ہی پانی کہ جب تم دریا میں داخِل ہو تو وہ تُم کو نہ ڈبوئے۔

لَطِیفَہ : حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے آگ ہاتھ میں لے کر مُنہ میں رکھ لی اور قُدرتِ الٰہی سے آگ نے آپ کو کُچھ نقصان نہ پہنچایا سو خُدا کی صَنعَت سے یہ کچھ تعجُّب کی بات نہیں ہے نا کہ اس بات پر تعجُّب ہو کہ نُورِ مَعرفت کے ساتھ آتشِ مَعصِیَت نقصان نہ پہنچائے بلکہ خُدا اِس بات پر قادِر ہے کہ گُنہگاروں کو بَخش دے اور گُناہ سے اُن کو بِلا کسی ضرر کے نِکال دے۔ اور حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے سبَب سے بچّوں کو قتل کرانے میں یہ حِکمَت تھی کہ شرِیعَت میں قُربانی ہر بالغ و نابالغ پر واجب ہے اور مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام جو خُدا کے کلیم اور نبی برگزیدہ تھے اِس واسطے اَولادِ کُفّار کا قتل ہونا اُن کی قُربانی قرار پایا۔ اور عِلمِ الٰہی میں یہ بات بھی تھی کہ اگر یہ بچّے بڑے ہوئے اور زِندہ رہے تو اِن میں سے ہر ایک فرعون کی طرح ربُوبیّت کا دَعویٰ کرے گا۔ اور حضرت مُوسیٰ کو ضرر پہنچائے گا پس خُدا نے اُن کے قتل کا حُکم دیا تا کہ حضرت موسیٰ کی نُبوّت کو ضرر نہ پہنچائیں۔ جب یہ چاہتے ہیں کہ گلاب اچھی طرح نشوونُما پائے اور بُہت پیدا ہو تو اُس کے اِردگِرد سے تمام

Marfat.com

کانٹے چھانٹ دیتے ہیں۔

اس طرح حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کا وُجُود مِثل گُلاب کے تھا۔ اور وہ اطفال مِثل کانٹوں کے تھے لہٰذا اُن کو چھانٹ دیا گیا تاکہ گُلاب بخُوبی پرورش پائے۔ سورہَ اعراف میں خُدا فرماتا ہے اِنّی اصطَفَیتُکَ عَلَی النَّاسِ (پ۹ سورہ الاعراف آیت نمبر۱۴۴) یعنی اے موسیٰ میں نے تجھ کو اِن تمام لوگوں میں سے پسند کرلیا ہے جو تیرے زمانہ میں موجُود ہیں اور حضرت ہارون اگرچہ نبی تھے مگر اُن کو بھی حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام ہی کے اِتباع کا حُکم تھا اور نہ وہ کلیم وصاحبِ شرِیعت تھے۔ (قاضی بیضاوی)

سُوال: یہ بات مَعلُوم ہے کہ خُداوُند تعَالیٰ مرئی ہے یعنی اُس کا دِیدار ہوگا اور اُس نے فرمایا ہے کہ سائل کو نہ جھڑکو پھر حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام سے اُس نے لَن تَرانِی کیوں کہا اور اِس میں کیا حِکمت تھی؟

اِعادہ: مُراد یہ ہے کہ حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کو درخت سے ان یَامُوسیٰ کا خِطاب ہوا اور آپ نے سُوال کیا کہ اے ربّ تُو اپنے آپ کو مجھے دِکھلا کہ میں تجھے دیکھوں گا۔ اور آپ بڑے سلیم القَلب تھے اور پھر باوجُود اس کے حضرت شعیب کے داماد اور مکاشفاتِ غَیب سے آگاہ اور بحروبَر میں محفُوظ تھے۔ سورہَ قِصَص میں خُدا نے فرمایا ہے۔ فَاَلقِیہِ فِی الیَمّ (پ۲۰ سورہ قصص آیت نمبر۷) یعنی دریاءِ نیل میں اُن کو ڈالا۔ اور صاحب آیات وامر بھی کہ جُوں اور مینڈک اور خُون کا عذاب نازِل ہوا اور آگ میں ڈالے گئے تو اُس نے نُقصان نہ پہنچایا اور دریا میں داخِل ہوئے تو اُس نے تر نہ کیا اور ماں کی جُدائی کا مزہ چکھا اور فقر

Marfat.com

کے ساتھ سفر کیا۔ خدا نے اُن کا قول نقل کیا ہے اِنّیِ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (پارہ ۲۰ رکوع ۶ سورہ القصص آیت نمبر ۲۴) درندوں اور موذی جانوروں میں بکریاں چراتے تھے، دریا اُن کے واسطے پھٹ کر مثل سڑک کے ہو گیا اور آپ اولوالعزم رسولوں میں سے تھے اور طور پر وادیِ ایمن سے آپ کو ندا ہوئی اور سبز درخت سے آپ کو نور دکھایا گیا تو پھر ایسے رسول اور کلیم مقبول کو اُس کا جواب لَنْ تَرَانِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ (پارہ ۹ رکوع ۷ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳) دینا سمجھ میں نہیں آتا اور اِس میں کیا حکمت تھی؟

جواب : حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدار سے ممانعت میں یہ حکمت تھی کہ خدا نے فرمایا ہے ہم نے اُن کی معیشت اُن کے آپس میں دُنیا کی زندگی کے اندر تقسیم کر دی ہے اور اُن میں سے ایک کے درجہ دُوسرے پر بلند کیے ہیں اور گویا اُس نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو اُس کے پیدا کرنے سے پہلے ہی تقسیم کر دیا ہے پس خلت حضرت ابراہیم کے واسطے ہے اور کلام حضرت موسیٰ کے واسطے اور دیدار حضرت محمد ﷺ کے واسطے اور حضور کے سوا اُس نے کسی نبی کو یتیم کے ساتھ نہیں پکارا ہے۔ چنانچہ سورۃ والضحیٰ میں اُس کا فرمان ہے اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی (پ ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۶) یعنی کیا تم کو اُس نے یتیم نہیں جانا کہ پھر تمہارے واسطے ٹھکانا بنایا۔ جس میں تم رہتے ہو اور خدا نے یتیم کا مال کھانے اور لینے سے منع کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ۔ تو گویا اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ دُنیا میں دیدار کا ہونا حضرت محمد ﷺ کا حصہ ہے لہٰذا تم مجھ کو نہیں دیکھ سکتے اور نیز معلوم ہو

Marfat.com

کہ جب مریض طبیب کے پاس جا کر اپنے مرض کی شکایت بیان کرتا ہے تو طبیب اُس کی نبض دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ تم کو فلاں دوا اور فلاں شربت پینا چاہیے۔ مریض کہتا ہے کہ لایئے ابھی مجھ کو پلا دیجئے۔ طبیب جواب دیتا ہے کہ آج تیرا مزاج صاف نہیں ہے کل تک صبر کر میں صبح ہی تجھ کو شربت پلا دوں گا اور وہ تجھ کو کچھ نقصان نہ کرے گا نہ تیرے مزاج کو متغیر کرے گا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام مریضِ عشق تھے روایت اور ملاقات کی دوا تلاش کرتے آئے پس ندا ہوئی کہ آج تم نہیں دیکھ سکتے کل تک صبر کرو کل میں تم کو شربتِ دیدار پلاؤں گا تاکہ تم کو ضرر نہ کرے اور تمہارا مزاج متغیر نہ ہو۔ گویا خدا نے فرمایا کہ آج تمہارا جسم دوا پینے کے لائق نہیں ہے یعنی دیدار کی صلاحیت نہیں رکھتا روزِ قیامت تک صبر کرو کہ اُس روز بغیر طلب و تضرع اور محنت و مشقت کے تم کو دیدار نصیب ہوگا۔ اور نیز اِس میں یہ بھی حکمت تھی کہ جب حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے خدا سے مناجات کی اور اُس کا کلام سنا تو پھر اِس کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کسی مخلوق کی بات سننا پسند نہیں کرتے تھے اور نہ کسی سے بات کرنی چاہتے تھے بلکہ سب کی باتوں سے آپ کو نفرت ہو گئی تھی تو اگر آپ کو رویت ہوتی اور دُنیا ہی میں خدا کو دیکھ لیتے تو پھر کسی کا دیکھنا پسند نہ کرتے اور مخلوق سے آپ کو نفرت اور عداوت ہو جاتی اور یہ باتیں تبلیغِ رسالت کے لائق نہ تھیں اسی واسطے آپ کو دُنیا میں رویت نہیں ہوئی اور خدا نے فرمایا لَنْ تَرَانِیْ۔ (پ ۹ سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳)

لطیفہ: خبر میں وارد ہے کہ مجنوں جو لیلیٰ کا ایسا عاشق تھا کہ قیامت کے روز عاشقوں پر حجت ہوگا اُس کو مجنوں اِس سبب سے کہا جاتا ہے کہ ایک روز ایک

Marfat.com

شکاری کے پاس اُس کا گذر ہوا جس نے ایک ہرنی کو گرِفتار کر رکھا تھا۔ مجنُوں کی نظر جو ہرنی پر پڑی فوراً لیلیٰ کی یاد نے اُس کے دِل میں جوش مارا اور یہ بے ہوش ہو کر گِر پڑا جب ہوش میں آیا تو کِسی نے پُوچھا کہ کیا ہوا؟ کہا اس ہرنی کی آنکھ لیلیٰ کی آنکھ سے مُشابِہ ہے۔ اِس سبب سے اِس کو مجنُوں کہنے لگے کیونکہ اُس نے اپنے معشُوق کی آنکھ کو ہرنی کی آنکھ سے مُشابہت دی۔ اِسی طرح جو شخص اپنے معشُوق کو غیر سے مُشابہت دے وہ مجنُوں ہے۔ اِس میں فرقۂ مُشبِّہ کے واسطے بہت بڑی تنبیہ ہے جو خالِق کو مخلُوق سے تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ وہ مجنُون ہیں۔ ان کو اِس قدر عذاب کرنا چاہیئے کہ وہ سمجھ دار ہو جائیں۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مجنوں کا باپ لیلیٰ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے فرزند مجنُوں کو تو نصیحت کر اور اپنے جمال کے دِیدار سے محرُوم نہ رکھا کر شاید کہ اِس ترکیب سے وہ اپنے ہوش میں آجائے۔ لیلیٰ نے کہا اُس کو میرے پاس لے آؤ۔ چُنانچہ مجنُوں کو لیلیٰ کے پاس لے گئے تو جب مجنوں اُس کے قریب پہنچا اور لیلیٰ کی طرف سے ہوا اُس کو لگی بیہوش ہو کر گر پڑا اور لیلیٰ کو نہ دیکھ سکا۔ لیلیٰ نے کہا کہ دیکھو میں نہ کہتی تھی کہ میرا اِس کو اپنا جمال نہ دِکھانا اِس پر شفقت اور محبّت کی وجہ سے ہے بُخل کی وجہ سے نہیں ہے۔ یہی قِصّہ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کا ہے کہ خُدا کا ان کو جواب لَنۡ تَرٰانِی دینا شفقت کی وجہ سے تھا نہ بُخل کی وجہ سے کیونکہ مجنُوں دُنیا میں لیلیٰ کو جو فنا ہونے والی تھی نہ دیکھ سکا تو حضرت موسیٰ خُدا کو جو باقی ہے دُنیا میں کیسے دیکھ سکتے۔

سُوال : یہ بات معلُوم ہے کہ اَنبیا اور صالِحین کی رُوحیں خُداوند تعالیٰ قبض کرتا ہے کیونکہ اُس نے سُورۂ زُمَر میں فرمایا ہے۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ

Marfat.com

مَوْتِھَا (پ ۲۴ سورہ زُمَر آیت نمبر ۴۲) یعنی خُدا ہی بدنوں سے رُوحوں کو مَرنے کے وقت نِکال لیتا ہے اور اُن کے تعلّق کو جُدا کر دیتا ہے ظاہری تعلق کو بھی اور باطِنی کو بھی۔ اور نیند کے وقت رُوح کا ظاہری تعلّق جاتا رہتا ہے مگر باطِنی قائم ہوتا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے پاس جب مَلکُ المَوت آئے تو اِنھوں نے اُن کے زور سے طمانچہ کیوں مارا کہ قریب تھا کہ اُن کی آنکھ پھوٹ جاتی اور اُن کی فرمانبرداری کیوں نہ کی حالانکہ آپ جانتے تھے کہ وہ خُدا کے بھیجے ہوئے آئے ہیں خاص اُسی کے حُکم سے، پھر اِس کے کیا مَعنی ہیں اور اِس میں کیا حِکمت ہے؟

اِعادہ: رُوح ایک غَیبی لَطیفہ اور بلاعیب عَجُوبہ ہے جِس کی حَقیقت میں عُقَلا عاجز اور جس کی ماہیت سے فُضَلا حیران ہیں اور تمام اَسرار اَزَل وَاَبَد کے خُداوند تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیئے اور تمام جہان کی لَطیف وکَثیف چیزیں آپ کی خاطر پیدا کیں اور عِلمِ اَوَّلین وآخرین آپ کو عنایت کیا۔ چُنانچہ فرمایا ہے کہ خُدا نے تُم کو اُس چیز کا عِلم دیا جو تُم نہ جانتے تھے۔ اور فرمایا ہے اے رسُول جو کُچھ تُم پر نازِل کیا گیا اُس کو لوگوں کے تئیں پہنچاؤ۔ آپ کی شَرِیعت میں تمام چیزوں کو بیان کیا۔ اور فرمایا تاکہ ظاہر کرے اُن کے واسطے وہ باتیں جن میں وُہ اِختِلاف کرتے ہیں یعنی جو اُن کی طرف نازِل کیا گیا اُس کو اُن پر ظاہر کرے اور حضُور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا ہے میں جوامع کلم اور مِلّتِ حَنِفیہ کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جو نہایت سہل وآسان ہے اور رُوح بھی مخلُوقاتِ الٰہی میں سے ایک مخلُوق ہے کیونکہ وُہ فرماتا ہے ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔ (پ ۱۸ سورہ مومنون آیت نمبر ۱۴)

Marfat.com

اور رُوح ایک نہایت ہی لطیف چیز ہے کہ ایک لحظہ میں عرش وکُرسی پر ہو آتی ہے اور جنّ وانس اور تمام مُلکوت کو دیکھ لیتی ہے اور کسی چیز پر تُوقّف نہیں کرتی تو کیا مُحمد ﷺ رُوح کی ماہیّت سے وَاقِف تھے یا نہیں اور آپ نے اُس کو دیکھا تھا یا نہیں؟ تو اگر آپ نے اُس کو نہیں دیکھا اور نہ اُس کی ماہیّت سے واقِف ہوئے تو پھر آپ کا نَقص ہوگا اور اس کے اِدراک سے آپ کے نُقصان فہم کا مُقتَضِی ہو گا رویئت کے وقت ۔اور اگر آپ اس کی ماہئیّت سے واقِف تھے اور اُس کی کیفیّت آپ نے دیکھی تھی تو پھر اِس کی خبر دینے سے آپ کو کیوں مُمانعَت کی گئی۔ چُنانچہ سُورہٗ اسریٰ میں فرماتا ہے وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۵) یعنی تُم سے اس رُوح کا حال دریافت کرتے ہیں جِس سے بدنِ اِنسان زندہ ہوتا ہے اور جو بدن کی تدبیر کرتی ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (پ ۱۵ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۵) کہہ دو کہ رُوح میرے ربّ کے حُکم سے ہے یعنی اِن چیزوں سے جو اَبَد سے لَفظ کُن کے ساتھ بغیر مادہ اور اصل کے پیدا ہوئے ہیں جیسے اس کے بدن کے اَعضا۔ پھر حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور حضرت مُحمد ﷺ حبیبُ اللہ ہیں اور کلیم کو حبیب سے کیا نِسبَت۔ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے خُدا سے عرض کیا کہ اے پروردگار مُجھ کو حضرت مُحمد ﷺ کی اُمّت سے کردے اور پھر حضرت موسیٰ نے تو مَلکُ المَوت سے جھگڑا کیا اور اُن کو مارا مگر حضرت مُحمد ﷺ نے کُچھ نہ کہا اور اُن کا حُکم مان لیا۔ پھر حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے ایک سیب کو سُونگھ کر جان دے دی جو جمادات میں سے تھا۔ پھر کِس نے دیکھا ہے کہ سیب یا جماد رُوح کو قَبض کرتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مُقرّب فرِشتہ سیب

Marfat.com

یا جماد سے بہتر ہے تو اس کے کیا معنی کہ مُقرّب فرشتے کو تو انہوں نے مارا اور سیب کو جان دے دی اِس میں کیا حِکمت ہے؟

جواب: معلوم ہو کہ رُوح کا قبض کرنا اور نِکالنا خُدا کے ہاتھ میں ہے حضرت مُلکُ الموت کے نِکالنے سے نہیں ہے اور نہ حضرت مُلکُ الموت رُوح پر دسترس رکھتے ہیں جب تک وہ حُکمِ اِلٰہی سے اُن کی مطیع نہ ہو۔ پس قابِضِ اَرواح دَرحقیقت خُداوَند تعالیٰ ہے کیونکہ وہی ہے جس نے زِندوں کو رُوح عنایت کی ہے کیونکہ جب خُداوَند تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور اپنی رُوح اُن کے اندر پُھونکی تو اُس کا نہ کوئی سبب تھا نہ کوئی عِلّت تھی اور نہ حضرت مُلکُ الموت تھا نہ عرش تھی نہ لَوح تھی نہ قلم تھی نہ ملک تھا نہ فلک تھا اور نہ کسی نے جانا کہ رُوح کہاں سے آئی۔ پھر جب رُوح نے عالمِ غیب سے جِسمِ حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام کی طرف رُخ کیا تو پہلے عرش کی طرف گُذری پھر کُرسی کی طرف، اور نہ جنّت کی طرف مُتوجِہ ہوئی نہ آسمانوں کی طرف نہ مَلکُوت کی طرف، تمام حجابوں کو اُس نے پھاڑ دیا۔ اور یہ ہواء ہویّت سے ہے یہاں تک کہ مکّہ اور طائف کے درمیان میں اُتری اور وہاں ایک جِسم پڑا ہوا دیکھا۔ حیران ہوئی کہ اِس خرابہ میں جو نہایت اندھیرا اور وَحشت ناک ہے کیونکر داخِل ہوں اور کِس طرح یہ میرے واسطے مَوزُوں ہے، میں تو مَلکُوت کی مَلکہ ہوں، مَطبَخ بادشاہوں کا مَنزل گاہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اگر مطبخ میں مَلکہ رہے تو وہ اُس کے تمام حُسن و جمال کو کھو دے گا اور عِصمت و نُزہت کا لباس سیاہ کر دے گا غرض کہ میں اِس میں داخِل نہیں ہوتی۔ خُدا کی جناب سے نِدا آئی کہ اے رُوح تُو اِس جِسم میں داخِل ہو جا، تیرے نُور سے میں اِس کو مُنوّر کر

Marfat.com

دُوں گا۔ رُوح نے جو ندا سُنی تو بہت خُوش ہوئی اور اِس خطاب کی حلاوت سے اُس پر سکر طاری ہوا اور نہایت خُوشی کے ساتھ جسم کے اندر داخل ہوگئی تو اب رُوح کا جسم میں داخل ہونا حکمِ اِلٰہی سے تھا کہ اِس جسم میں داخل ہو، جا اسی طرح اُس کا نکلنا بھی حکمِ اِلٰہی پر مُوقُوف ہے، جب نکلنے کا حکم ہوتا ہے تو نکل جاتی ہے۔ پھر فرشتوں کا کام یہ ہے کہ وہ رُوح کو کھینچ کر ناف تک لاتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے آدم کی مٹّی کو خمیر کیا اور جسم بنایا تھا۔ تو یہ ناف تک اُن کا رُوح کو نکالنا مٹّی کے خمیر کرنے کی اُجرت ہے۔ پھر خُداوند تعالیٰ مَلکُ المَوت کو حُکم دیتا ہے اور وہ رُوح کو حلق تک پہنچاتے ہیں پھر اُن کو خُدا کا حکم پہنچتا ہے کہ بس تُمہارا کام ہو چُکا اور تُم نے مٹّی لانے کی اُجرت لے لی یعنی مَلکُ المَوت جو آدم کا پُتلا بنانے کے واسطے زمین سے مٹّی لائے تھے۔ اور پھر حلق سے اُوپر چہرہ اور سر جو سجدہ کا مَقام ہے اور محلِّ شہُود ہے اُس کو میں نے اپنی قُدرت سے بنایا ہے لہٰذا یہاں رُوح بھی میرے سوا اور کوئی قبض نہ کرے گا۔ فرماتا ہے اور تیرے ربّ ہی کی طرف بازگشت ہے۔ اسی سبب سے ہمارے حضور علیہ السلام جو ان معنوں سے واقف تھے اُف نہ کہا اور رُوح قبض کرالی کیونکہ خُود خُدا اُن کی رُوح کا قابِض تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پاس جو مَلکُ المَوت آئے تو کہا اے مُوسیٰ میں تمہاری رُوح قبض کرنے آیا ہوں۔ مُوسیٰ نے کہا اے مَلکُ المَوت تُم جانتے ہو کہ رُوح کا جسم میں کس جگہ مَقام ہے۔ اُنہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تُم رُوح کا مَقام نہیں جانتے تو پھر میری رُوح کیونکر قبض کرو گے۔ مَلکُ المَوت نے کہا اے مُوسیٰ حُجّت نہ کرو اور حُکم مان لو کہ میں تُمہاری رُوح قبض کروں حضرت

Marfat.com

مُوسیٰ نے کہا کہ تُم کہاں سے میری رُوح قبض کرو گے؟ کہا مُنہ سے۔ فرمایا مُنہ سے تو مَیں نے اپنے ربّ سے مُناجات کی ہے۔ مَلکُ المَوت نے کہا تو مَیں تُمہاری زُبان سے رُوح قبض کروں گا۔ حضرت مُوسیٰ نے کہا زُبان سے تو مَیں نے تورات پڑھی ہے۔ کہا تو پھر ہاتھ سے۔ فرمایا ہاتھ سے میں نے اَلواحِ تورات کو اُٹھایا ہے۔ کہا تو پھر پیر سے۔ فرمایا پیروں سے میں طُور پر گیا ہوں۔ کہا تو پھر کان سے۔ فرمایا کان سے کیونکر رُوح قبض کرو گے کان سے تو مَیں نے خُدا کا کلام سُنا ہے۔ تو پھر آخر یہاں تک یہ گفتگو بڑھی کہ حضرت مُوسیٰ کو غُصّہ آ گیا اور مَلکُ المَوت کو مار بیٹھے۔ کہتے ہیں کہ مَعنوِی طَور سے اُن کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔

کہتے ہیں کہ خُداوَند تَعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک درخت پیدا کیا ہے جِس کے پتّے اِنسان کی صُورَت ہیں جب مَلکُ المَوت کسی کی رُوح قبض کرنے جاتے ہیں تو ایک پتّے کا لِباس پہن لیتے ہیں اور اِس صُورَت سے اُس کے پاس جاتے ہیں جیسے کہ حضرت جبرئیل ہمارے حضُور نبی کریم ﷺ کی خِدمَت میں دحیہ کلبی صحابی کی صُورَت سے حاضِر ہوتے تھے۔ اور آنکھ پھوڑنے سے اسی صُورَت کی آنکھ پھوڑنا مُراد ہے نہ یہ کہ دَرحقیقت مَلکُ المَوت کی آنکھ پھوڑ دی۔ پھر مَلکُ المَوت نے عرض کیا کہ خُداوَندا مُوسیٰ نے مُجھ کو مارا اور میرا کہا نہ مانا کہ مَیں اُن کی رُوح قبض کرتا۔ نِدا ہوئی کہ اے مَلکُ المَوت مُوسیٰ نے میری اطاعت کی ہے اور لَنْ تَرانی کی نِدا سُنی ہے تُم اُس کی رُوح قبض نہیں کر سکتے۔ جبرئیل کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ رضوان کے پاس جائے اور اُس سے کہے کہ وہ جنّت کے فُلاں باغ میں جا کر فُلاں سیب کے درخت میں سے وہ سیب توڑے جِس پر حضرت مُحمّد ﷺ کی

Marfat.com

صُورت منقُوش ہے پھر تم اُس سیب کو لے کر موسیٰ کے پاس جاؤ تا کہ وہ اِس کو سُونگھ کر رُوح سپُرد کر دیں۔ مَلکُ المَوت نے ایسا ہی کیا اور موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے جو اِس سیب کو سُونگھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خُوشبُو آپ کو اِس میں سے آئی۔ فوراً جان بحقِ تسلیم کی۔ پھر اب دیکھو کہ حبیب اور کلیم میں کس قدر فرق ہوا کہ حبیب نے تو اُحد کو جان دی اور کلیم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قُربان کی۔ پھر کلیم حبیب کو کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

سُوال: یہ بات مَعلُوم ہے کہ حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام گُناہِ کبیرہ سے مَعصُوم اور نہایت مُتقی و پاک و پاکیزہ اور آبرودار تھے اور ننانوے بیبیاں آپ کے تھیں پھر آپ کے بھائی اوریا کی بیوی پر آپ کی نِگاہ کیوں پڑی اور ایسی بات کا آپ پر اِحتمال کیونکر ہوسکتا ہے۔؟

اِعادہ: مُطلب یہ ہے کہ حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام کا وہ مرتبہ تھا کہ پُرند نے آپ کی قرا[illegible] اور خُوش آوازی کو سُنتے تھے اور خلافت کے ساتھ آپ مُلقّب تھے چنانچہ خُدا [illegible] نے فرمایا ہے کہ اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خَلیفہ بنایا ہے [illegible] تم لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اور علم کے ساتھ بھی آپ مَوصُوف تھے کہ فرمایا [illegible] اَوِّبِیْ مَعَہٗ (پ۲۲ سورہ سبا آیت نمبر۱۰) اور آپ کا سینہ [illegible] قرأت کے ساتھ کھلا ہوا تھا۔ جالُوت اور کُفّار کو آپ نے قتل کیا اور [illegible] کے آپ کے ہاتھ میں نرم تھا۔ پُرند صف باندھ کر آپ کے گِرد جمع [illegible] سُنتے اور آپ نے اِس قدر گریہ کیا تھا کہ آپ کے آنسوؤں سے [illegible] ئی تھی پھر ایسے نبی سے یہ بات کیسے مُمکن ہوسکتی ہے کہ وہ ایک پُرند [illegible] ہو کر قرأت سے باز رہیں یا کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ نامحرم پر نظر

Marfat.com

ڈالیں، اوریا کو ایسے کام کے واسطے بھیجیں کہ جہاں وہ قتل ہو اور پھر اُس کی بیوی سے خُود شادی کریں۔ تو اگر آپ نے شہوت سے نظر کی تو یہ بات اَنبیا سے ٹھیک نہیں کیونکہ آنکھ کا زِنا یہ ہے کہ شہوت سے نظر کرے حرام کی طرف اور اَنبیا معصُوم ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ نظر غفلت سے تھی تب بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اَنبیاء غافِل نہیں ہوتے۔ اور اگر یہ تقدِیر تھی تو پھر اِس کا کیا سبب اور اِس میں کیا حِکمت تھی۔ جواب مَعلُوم ہو کہ حضرت داوٗد کی لَغزِش پر مُواخَذہ کرتے ہیں یہ حِکمت تھی کہ آپ جب کسی گُنہگار یا خطاوار کو دیکھتے تو کہا کرتے تھے اے خُدا گنہگاروں پر لَعنت کر۔ اِسی سبب سے اُن کی لَغزِش کا مُواخَذہ کیا گیا۔ اور نیز مَعلُوم ہو کہ بندہ پر لازِم ہے کہ ہمیشہ اپنے دِل کو مغمُوم اور اپنی نظر کو محفُوظ رکھے۔ چُنانچہ خُدا تعالٰی نے اپنے حبیب سے فرمایا ہے کہ تم اپنی آنکھیں اُس اَسباب کی طرف نہ اُٹھاؤ جو ہم نے کُفّاروں کو دیا وہ دُنیا کی زِینت ہے۔ پھر حضرت داوٗد عَلَیہِ السَّلام نے اس آراستہ پَرِندہ کو دیکھا تو عِصمت سے باہر ہوئے اور جب اوریا کی بیوی پر اُن کی نظر پڑی تو لَغزِش کا اُن سے مُواخَذہ ہوا اور اِس لَغزِش سے پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ خُداوندا مومن خطاواروں کی مَغفِرت نہ کیجیو اور وہ پَرِندہ کبُوتر تھا اور قصّہ اُس کا مشہُور ہے۔ اُس پَرِندہ کو خُدا نے اُن کی لَغزِش کا سبب بنایا تا کہ پھر یہ گُنہگاروں کے واسطے مَغفِرت کی دُعا کریں۔

پَرِندوں کی پَندرہ قِسمیں

مَعلُوم ہو کہ پندرہ پَرِندے گیارہ شخصوں کے ہیں چُنانچہ پہلا پَرِندہ حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام کا ہے یعنی جب حضرت آدم نے اپنے ربّ کی نافرمانی

Marfat.com

کی اور جنّت سے نکلے تو اپنے خطا پر اِس قدر روتے تھے کہ اُن کے آنسوؤں سے حوض اور تالاب بھر جاتے تھے اور سیاہ مرچ اور لونگ وغیرہ کے درخت صحراءِ سراندیپ میں اُن کے آنسوؤں ہی سے پیدا ہوئے تھے۔ تو ایک پرندہ نے بھی آن کر اُن کے آنسوؤں کا پانی پیا اور کہنے لگا اِس پانی کا مزہ کیا ہے کہ میں نے ایسا مزہ کبھی نہیں چکھا۔ ندا ہوئی کہ یہ سب پانیوں سے بہتر پانی ہے، یہ گنہگاروں کے آنسو ہیں اور خدا کے نزدیک اِس کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ پانی دو طرح کے ہیں ایک پانی تو نہروں اور دریاؤں اور بارش اور کنوئیں کا ہے اور ایک پانی گنہگاروں کی آنکھوں کا ہے اور یہ اُن کے وُہ آنسو ہیں جو خوفِ خدا سے جاری ہوتے ہیں۔ تو نہروں اور دریاؤں کا پانی تو کپڑے کے میل کچیل کو دھوتا اور صاف کرتا ہے۔ گنہگاروں کے آنسو کبیرہ گناہوں کو دھوتے اور پاک کرتے ہیں اور اُس پانی کی ایک مشک چاہیے اور اِس کا ایک قطرہ کافی ہے۔

اور دُوسرا پرندہ ہابیل کا ہے جس کی نسبت خدا نے فرمایا ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ خدا نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کو کریدتا تھا تاکہ قابیل کو دکھائے کہ کس طرح وہ اپنے بھائی کی لاش کو پوشیدہ کرے۔ چنانچہ قابیل نے اِس پرندہ سے لاش کا دفن کرنا سیکھا۔ یہ قصہ مشہور ہے۔

تیسرا پرندہ حضرت نوح کا ہے جس کو آپ نے طوفان دُور ہونے کی نشانی لانے کے واسطے بھیجا تھا۔ چوتھے چاروں پرندے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ہیں جن کی نسبت خدا نے فرمایا تھا کہ چار پرندے پکڑ لو۔ پانچواں پرندہ حضرت داوٗد علیہ السّلام کا تھا جو آپ کی لغزش کا سبب ہوا۔ چھٹا پرندہ حضرت

Marfat.com

سُلیمان عَلَیہِ السَّلام کا تھا یعنی ہُدہُد جس نے کہا تھا کہ میں نے وہ بات معلوم کی ہے جو تم کو مَعلُوم نہیں ہے۔ ساتواں پَرندہ حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کا تھا یعنی حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کے دو کبوتر تھے کہ جب حضرت یَعقُوب حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کے ذِکر کو فراموش کرتے تو وہ کبوتر اُن کو یاد دِلاتے اور یہ روتے اور غَم کرتے تھے۔ آٹھواں پَرندہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا ہے یعنی حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک پَرندہ ان کے سینہ پر اپنی چونچ مار رہا ہے۔ انہوں نے حضرت رسُولِ خداﷺ سے اِس خواب کی تعبیر پُوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ اے عُمر تمہارا خواب بہت سَخت ہے اور اِس کی تعبیر یہ ہے کہ ایک غُلام تُمہارے سینہ میں خنجر مارے گا جس سے تُم شہید ہو گے۔ اور نواں پَرندہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے جو بے وقت کئی روز سے برابر آواز کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ تیری اس آواز کے پیچھے کوئی مُصیبت مَعلُوم ہوتی ہے کیونکہ بے وقت غُل مچانا مَصائِب پر دلالت کرتا ہے۔ اور دسواں پَرندہ حضرت امام حُسین عَلَیہِ السَّلام کا ہے اور دو پَرندے تھے جب حضرت امام کربلا میں شہید ہوئے تو ایک پَرندہ زمین پر گرا اور تڑپ کر مَر گیا اور دُوسرے نے اپنے آپ کو حضرت کے خُون میں آلُودہ کیا اور بطحاء مکہ میں پہنچ کر نہایت رَنج وغَم کے ساتھ طواف کرنا اور رونا شروع کیا۔ مَعلُوم ہو کہ ہر ایک جانور کی تسبیح اور نغمہ اور احوال وامثال جُدا ہے اور وہی اہلِ علم ان سے واقِف ہیں جن کو خُدا نے مَنطقُ الطیر کا علم دیا ہے اور ولی بنایا ہے اور حضرت داوٗد عَلَیہِ السَّلام کا دِل پَرندہ کی طرف مُتوجّہ کرنے میں یہ حِکمت تھی حالانکہ آپ اُس وقت محراب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اکثر حضرت داوٗد عَلَیہِ السَّلام

Marfat.com

گنہگاروں کے واسطے ہلاکی اور تباہی کی دُعا کیا کرتے تھے جیسے کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے گنہگاروں پر بَددُعا کی تھی جس کی دلیل ان کی معراج کے بیان میں مذکور ہے۔ خدا فرماتا ہے وَکَذٰلِکَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (پ ۷ سورہ الانعام آیت نمبر ۷۵) معلوم ہو کہ ہر ایک نبی کو معراج ہوئی ہے اور حضرت ابراہیم نے اِس معراج ہی کی رات میں ایک شخص کو زِنا کرتے دیکھا اور بَددُعاءِ کی کہ اے خدا اِس کو ہلاک کر تب خدا نے اِن کو پَرندہ میں مشغول کیا تاکہ یہ گنہگاروں کے واسطے بَددُعا نہ کریں بلکہ اُن کے واسطے دُعاءِ خَیر اور اِستغفار کریں کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تسبیح پڑھنے والوں کو اُمّید سے گنہگاروں کی زارِی کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ بَس یہی اس مسئلہ کا جواب ہے۔

اور یہی حکمت اِس کے اندر ہے جس نے یہ کہا کہ حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام نے اُس عورت کے ساتھ زِنا کا قصد کیا تھا اُس نے بڑی غلطی کی نعوذ باللہ من ذالک۔

حکایت: جب حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ایک دفعہ رات کو آپ مسجد میں تشریف لائے اور چراغ روشن کیا تو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کپڑے میں لپٹا ہوا ایک بچّہ پڑا ہے اور اُس کے پہلو میں دس اشرفیاں ایک کاغذ میں لپٹی ہوئی پڑی ہیں اور کاغذ پر لکھا ہے کہ یہ بچّہ بن باپ کا ہے اور یہ اشرفیاں اِس کے خرچ کے واسطے ہیں، خدا اُس شخص پر رحم کرے جو اِس کی پرورش کرے اور بشفقت اِس کے ساتھ پیش آئے، جب لوگ جمع ہوئے اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو پھر اُس بچّہ کا حال سب سے بیان کیا اور فرمایا کہ میں اِس کی پرورش کا زیادہ حقدار ہوں۔ پھر آپ

Marfat.com

اُس بچّہ کو اپنے گھر میں لائے اور عُبیدہ مسجدی اُس کا نام رکھا۔ جب اُس بچّہ کا دُودھ چھُٹا تو اُس کو قرآن شریف کی تعلیم شروع کی چنانچہ سات برس کی عُمر میں اُس نے قرآن شریف یاد کرلیا اور پھر بارہ برس کی عُمر میں احادیث اور بہت سے عُلوم حاصل کیئے اور نہایت حُسن و جمال اور قوّت کے ساتھ اُس نے نشو ونُما پایا اور اپنے دِل میں سمجھتا تھا کہ یہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا فرزند ہے۔ ایک روز یہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور کُشتی میں کوئی لڑکا اِس پر غالب نہ ہوتا تھا۔ ایک لڑکے کو جو اِس نے پچھاڑا تو اُس نے اِس کو گالیاں دیں اور حرام زادہ کہا۔ عبیداللہ نہایت غمگین ہو کر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین فلاں لڑکے نے مجھ کو گالیاں دیں اور حرام زادہ کہا ہے تو کیا آپ میرے باپ نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تیرا باپ نہیں ہوں میں نے تجھ کو مسجد میں پایا تھا پھر سارا قصّہ اس کے آگے بیان کیا اور مجھ کو نہیں معلوم کہ تیرے ماں باپ کون ہیں۔ لڑکے نے کہا اے امیر المومنین میں آپ کو خُدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ میرے ماں باپ کو تلاش کیجئے تا کہ میں اُن کو پہچان لوں ورنہ میں اپنی جان کو ہلاک کر دُوں گا۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج تو مجھ کو مہلت دے کہ میں اُن کو دریافت کرلوں پھر رات کو حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے وُضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کے دُعا کی کہ خُداوندا اگر عُمر کی تیرے نزدیک کچھ منزلت ہے تو اس کو اس لڑکے کے والدین سے خبردار کر۔ پھر حضرت عُمر سو گئے اور خواب میں حضور سیدِ عالم ﷺ کی زیارت سے مُشرّف ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ اے عُمر تُم غم نہ کرو جب صُبح کو اُٹھو تو تمام شہر مدینہ کی عورتوں کو حُکم دو کہ باہر نکلیں اور اِس

Marfat.com

لڑکے کو اُن کے راستہ پر بٹھا دو اور کہہ دو کہ ان کے چہروں کو دیکھتا رہے اور جس عورت کو دیکھ کر اُس کے دِل میں جوشِ محبّت اور حرکت پیدا ہو اُس کو پکڑ لے اور تُمہارے پاس لے آئے۔ جب صُبح ہوئی تو حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے تمام شہر میں مُنادی کرائی سب عورتیں باہر نکلیں۔ عبیداللہ کا دِل کسی کی طرف مُتوجّہ نہ ہوا یہاں تک کہ ایک نوجوان لڑکی پر اُس کی نظر پڑی اور خُون نے جوش مارا۔ عبیداللہ نے جھٹ اُس کو پکڑ لیا اور کہا تو ہی میری ماں ہے اور عورتیں جو اُس لڑکی کے ساتھ تھیں کہنے لگیں یہ تیری ماں کیسے ہوسکتی ہے یہ تو کنواری ہے خاوند کو جانتی ہی نہیں۔ عبیداللہ نے کہا میں اِس کو بغیر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے پاس لیجائے نہ چھوڑوں گا اور وہ اُس عورت کو آپ کی خِدمت میں لایا اور سارا حال بیان کیا۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لڑکی تو سچ سچ اپنا حال مجھ سے بیان کر دے اور کُچھ شرم نہ کر، سچ کہنے ہی سے تجھ کو خلاصی ہوگی۔

عورت نے کہا اے امیر المومنین میں زِنا سے بالکُل بری ہوں اور کبھی مَرد کو میں نے نہیں جانا نہ کبھی کسی مَرد نے مُجھ کو حلال یا حرام طَور سے ہاتھ لگایا ہے۔ لیکن میرا واقعہ یہ ہے کہ جب میں جوان ہوئی تو ایک روز میں نے ایک جوان کو دیکھا جو نہایت خُوبصُورت تھا اور چند اپنے ہم عُمروں کے ساتھ جا رہا تھا۔ مُجھ پر شہوَت غالب ہوئی اور میری منی خُود بخود نکل گئی تب میں ایک دِیوار کے پاس آئی تا کہ کسی چیز سے منی کو پُونچھوں۔ اُس دیوار کے سوراخ میں کچھ رُوئی بھیگی ہوئی میں نے دیکھی اُس کو نِکال کر میں نے پُونچھا تو جب وہ رُوئی میری شرمگاہ سے لگی تو مجھ کو بہت لَذّت اور شہوَت معلُوم ہوئی میں نے اُس رُوئی کو

Marfat.com

پھینک دیا اور اپنے گھر چلی آئی جب ایک مہینہ گذرا تو مجھ کو اپنا پیٹ بڑھتا معلوم ہوا اور میں حاملہ ہوگئی اور مجھ کو اپنے اُوپر اندیشہ ہوا تب یہ قصّہ میں نے اپنی ماں سے بیان کیا اور شہر سے باہر ہمارا ایک باغ تھا میں نے اپنی ماں سے کہا کہ مجھ کو وہاں لے چلو میں باغ میں رہوں گی تاکہ لوگوں میں میری رُسوائی نہ ہو۔ چُنانچہ ہم باغ میں رہنے لگے جب حمل کی مدّت پُوری ہوئی تو میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اُس کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور اُس کے سینہ پر دس اشرفیاں رکھ دیں اور ایک کاغذ میں اُس لڑکے کا حال لِکھ کر بھی رکھ دیا جس کو اب بارہ سال کا عرصہ گذرا ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے سے فرمایا کہ اے لڑکے خُوش ہو جا کہ تیری ماں تو ظاہر ہوگئی۔ ماں بیٹے دونوں کھڑے ہو کر مِلے اور بہت خُوش ہوئے۔ پھر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے عَورت سے کہا کہ وہ دیوار اور اُس کا سوراخ تُجھ کو معلُوم ہے جِس میں سے تُو نے رُوئی نِکالی تھی۔ عَورت نے کہا ہاں مجھ کو یاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی اُس کو دی اور فرمایا۔ اِس کو لے جا اور اُس سوراخ میں رکھ دے اور پھر آپ نے تمام مَردوں کو شہر سے باہر نِکلنے کا حُکم دیا جیسا کہ عورتوں کے ساتھ کیا تھا اور لڑکے سے فرمایا جِس مَرد کو دیکھ کر تیرے دِل میں جوشِ محبّت پیدا ہو اُس کو میرے پاس لے آ جیسے کہ اپنی ماں کو لے آیا تھا۔ لڑکے نے ایسا ہی کیا اور ایک جوان صاحبِ حُسن و جمال کو دیکھ کر اُس کے دِل میں جوشِ خُون پیدا ہوا اور بے اِختیار اُس کو لپٹ گیا اور کہا تُو میرا باپ ہے۔ اُس جوان نے کہا اے لڑکے میں نے شادی نہیں کی اور نہ عُمر بھر کسی کے ساتھ زِنا کیا ہے۔ مگر لڑکے نے نہ چھوڑا اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی خدمت

Marfat.com

میں لے آیا۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے پُوچھا کہ اے جوان تُو نے شادی کی ہے اُس نے کہا قسم ہے اُس خُدا کی جس نے مُجھ کو پیدا کیا ہے اے امیر المومنین میں نے شادی نہیں کی لیکن ایک دفعہ میں چند جوانوں کے ساتھ جا رہا تھا کہ ہم نے عورتوں کی ایک جماعت دیکھی اور اُن میں ایک لڑکی نہایت حسین اور صاحبِ جمال و کمال تھی میں بھی جوان تھا میرا دِل اُس کی طرف مائل ہوا اور شہوت اِس قدر غالب ہوئی کہ میری منی نکل گئی تب میں ایک دِیوار کی پاس آیا اور اپنے کپڑوں میں سے رُوئی نکال کر میں نے اُس کو پُونچھا اور دیوار کے سوراخ میں رکھ دیا۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تُم کو وہ سوراخ یاد ہے اُس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا جاؤ اور اُس سوراخ میں جو کُچھ رکھا ہو میرے پاس لے آؤ۔ وہ جوان گیا اور انگوٹھی لے آیا حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبیداللہ خُوش ہو جا کہ تیرے والدین ظاہر ہو گئے اور اب تجھ کو کوئی وَلدالزِنا یا حرامزادہ نہیں کہہ سکتا ہے کیونکہ زِنا کی حقیقت یہ ہے کہ اجنبی مَرد اجنبی عورت سے جماع کرے بلکہ تُو قُدرتِ الٰہی سے پیدا ہوا ہے پھر حضرت عُمر نے ان دونوں مرد و عورت کا نِکاح کر دیا۔

سَوال : یہ بات مَعلُوم ہے کہ اَنبیا اور اَولیاء مالِ دُنیا کو پسند اور طلب نہیں کرتے ہیں کیونکہ یہ خُدا کے نزدیک مَذمُوم ہے پھر اِس میں کیا حِکمت تھی کہ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام نے دُعا کی کہ خُداوندا مُجھ کو ایسی سَلطنت عنایت کر جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو۔

اِعادَہ : حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام کو خُدا نے یہ خطاب فرمایا تھا کہ یہ ہماری بے حساب بخشش ہے تُم پر۔ تُم چاہو اِس کو اور لوگوں پر بخشش کر دو یا اپنے پاس رکھو۔ اور

Marfat.com

خُدا نے اُن کی تعرِیف میں فرمایا ہے کہ یہ بہت اچھے بندے خُدا کی طرف رُجُوع ہونے والے تھے۔ طیُور اور وُحُوش اور جِنّ واِنس سب آپ کے مطِیع فرمان تھے۔ چُنانچہ سُورہ سبا میں خُدا نے فرمایا ہے۔ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ (پارہ ۲۲ رکوع ۸ سورہ سبا آیت نمبر ۱۲) یعنی صُبح اور شام ہوا کا چلنا اور اسی طرح کل جِنّ واِنس اور شیاطین اور اَرواح کے آپ مالِک تھے۔ چُنانچہ فرمایا ہے وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ (پارہ ۱۹ رکوع ۱۷ سورہ النمل آیت نمبر ۱۷) اور تمام چرند وپرند اور جِنّ و اِنس کی بولیاں آپ کو معلُوم تھیں۔ فرمایا ہے عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (پارہ ۱۹ رکوع ۱۷ سورہ النمل آیت نمبر ۱۶) اور مچھلیاں اور وُحُوش سب آپ کی مطِیع فرمان تھیں اور تمام شکاری پرند آپ کے سامنے فرمانبرداری کے ساتھ صبح وشام صَف باندھے آپ کے گرداگرد عجیب وغریب صُورتوں کے ساتھ پَر پھیلائے ہوا پر کھڑے رہتے اور ہوا بھی آپ کے حُکم سے چلتی تھی حضرت جبرئیل آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑتے اور حضرت میکائیل محبّت اور اکرام کے ساتھ پیش آتے حضرت جبرئیل خُدا کے پاس سے سلام اور اَحکام لاتے۔ پھر جس شخص کے ایسے اَوصاف ہوں اور وہ جانتا ہو کہ دُنیا کی محبّت خُدا کے نزدیک بُری ہے چُنانچہ حضُور علیہِ السّلام نے فرمایا ہے کہ خُدا کے نزدِیک دُنیا کی محبّت سے زیادہ سخت مَبغُوض کوئی چیز نہیں ہے اور پھر وہ دُنیا کو اِس طرح طلب کرے کہ جس سے اُس کے نَفس میں بخیلوں سے مُشابہت پائی جائے یعنی دُعا کی کہ مجھ کو ایسی سَلطنت عنایت کر جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو تو اس میں کیا فائدہ اور کیا حِکمت ہے؟

Marfat.com

جواب: معلوم ہو کہ حضرت سُلیمان علیہ السّلام نے دُنیا کو اس واسطے طلب نہیں کیا تھا اُس کو اپنے قبضہ میں رکھیں اور نہ دُنیا کی محبّت اُن کے دِل میں تھی بلکہ اُنہوں نے دُنیاوی اُمُور پر قبضہ چاہا تھا اور قبضہ میں اِس کے ہونے سے کچھ حَرَج نہیں ہے مگر ہاں جب اِس کی محبّت دِل میں ہو تو دِل کو سیاہ کر دیتی ہے۔ دیکھو جب تُم رومال میں روپیہ باندھو گے تو رومال سیاہ ہو جائے گا۔ حضرت اُبُوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس دَولَت تھی مگر اُن کے دِل میں اِس کی محبّت نہ تھی۔ ایک ایک دِن میں راہِ خُدا کے اندر چالیس چالیس ہزار اشرفیاں خرچ کر دیں۔ اور ابُوجہل کے پاس جو دولت تھی تو اُس کی محبّت اُس کے دِل میں جاگزیں ہو گئی تھی. کیونکہ وہ ایک حبہ بھی راہِ خُدا میں خرچ نہ کرتا تھا۔ اور حضرت سُلیمان علیہ السّلام تو زنبیل بنا کر فروخت کرتے اور اُس کی قیمت میں مَساکین کے ساتھ گذارہ کرتے تھے کیونکہ مسکین کا ہم نشینِ مسکین ہوتا ہے۔ اور نیز حضرت سُلیمان علیہ السّلام نے جو لَا یَنۡبَغِیۡ لِاَحَدٍ (پ۲۳ سورہ صٓ آیت نمبر ۳۵) کہا اِس سے اُن کے بخل پر دلالت نہیں ہو سکتی ہے بلکہ اُن کا یہ دُعا کرنا خلق اللہ پر نہایت شفقت اور رحمت کی وجہ سے تھا گویا اُنہوں نے یہ کہا کہ میں جانتا ہوں جو دُنیا کی سلطنت میں مُبتلا ہوا اور پھر اُس نے انصاف نہ کیا تو وہ ہلاک ہو گیا پس تو مجھ کو ایسی سلطنت عنایت کر جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہوتا کہ لوگ دیکھیں کہ میں کیسا انصاف کرتا ہوں اور پھر وہ میری اقتدا کریں اور مجھ کو تمام عدل کرنے والوں کا ثواب ہو۔ کیونکہ سَرورِ عالم رسُولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے اچھا طریقہ نکالا اُس کو اس کا ثواب اور اُن تمام لوگوں کا ثواب ہوتا ہے جو قیامت تک اِس پر عمل کرتے ہیں۔

Marfat.com

اور اگر میں نے اِس سَلطنَت میں عدل نہ کیا تو میں لوگوں کے واسطے عِبرَت ہوں گا اور اگرچہ میں ہلاک ہوں گا مگر لوگ میری حالت کو دیکھ کر عِبرَت پکڑیں گے اور نجات پائیں گے اور نیز لَا یَنۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ میں لفظ اَحَد سے وہ شَیطان مُراد ہے جو آپ کے پیچھے آپ کے تخت پر بیٹھ گیا تھا اور حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام نے اُس کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ کے تخت پر بیٹھ گیا ہے اِس سبب سے آپ نے دُعا کی کہ مجھ کو ایسی سَلطنَت عنایت کر جو میرے بعد کسی کو یعنی اِس شَیطان کو نصیب نہ ہو۔ کیونکہ لَفظ اَحَد قُرآن شریف میں بہت سی وُجُوہ پر آیا ہے چُنانچہ ایک اس آیت میں ہے فَابۡعَثُوۡۤا اَحَدَكُمۡ بِوَرِقِكُمۡ هٰذِهٖۤ (پارہ ۱۵ رکوع ۱۵ سورہ الکہف آیت نمبر ۱۹) اور مُراد اس سے یَملیخا ہے جو اصحاب کہف کے نوجوان میں سے تھا۔ اور ایک اِس آیت میں ہے وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰۤی (پارہ ۳۰ سُورہ اَلّیل آیت نمبر ۱۹) اور اِس سے مُراد حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ایک اِس آیت میں ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ (پارہ ۲۲ رکوع ۲ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۴۰) اور مُراد اِس سے حضرت محمد ہیں اور ایک اِس آیت میں ہے وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (پ ۳۰ سورہ اخلاص آیت نمبر ۴) اور اِس سے مخلوق میں سے ہر ایک مُراد ہے اور قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں خُدا تعالیٰ مُراد ہے۔ اِسی طرح لَا یَنۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ میں وہ شَیطان مُراد ہے۔

نُکتہ: آیۃ هَبۡ لِیۡ مُلۡكًا لَّا یَنۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ. (پارہ ۲۳ رکوع ۱۲ سورہ ص آیت نمبر ۳۵) میں تقدِیم و تاخِیر اور اِضمار و تقدِیر ہے اِس طرح کہ

Marfat.com

حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام نے کہا کہ میری زِندگانی میں مجھ کو سلطنت عنایت کر جو میں اپنی موت کے بعد نہیں چاہتا ہوں پھر کہا لَا یَنۡبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ یہ تفسیر ہے گویا اُنہوں نے کہا کہ خُداوندا میری زِندگی میں مجھ کو سلطنت عنایت کر جب تک کہ میں زِندہ رہوں پھر میرے بعد اور کسی کو دے دینا۔ تو نِدا آئی کہ ہم نے تُم کو جو کچھ دیا ہے وُہ تُم سے واپس نہ لیں گے۔ اِس میں اِس بات کی طرف اِشارہ اور بشارت ہے کہ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام کو جو خُدا نے دُنیا کی سلطنت عنایت کی تھی وہ باوجود اُن کی درخواست کے بھی اُن سے واپس نہ لی اور فرمایا کہ میں نے جو دُنیا تُم کو دی ہے اُس کو واپس نہیں لیتا۔ پھر اے مؤمنو خیال کرو کہ تُم کو جو خُدا نے اَزل میں بغیر تُمہاری درخواست کے اِیمان عنایت کیا ہے اُس کو تُم سے واپس نہ لے گا اور تُم اُس کی بدولت دوزخ سے دُور رہو گے۔ اور نیز حکایت ہے کہ خُداوند تعالیٰ نے حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام کے دِل میں دُنیا کی طَلب ڈالی تھی اور اِس کے سُوال کا الہام کیا تھا کیونکہ اِس میں خُدا کی ایک حکمت اور اِس کا اِشارہ تھا اور وہ یہ کہ جب حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام نے اُن کی طرف اِلتفات نہ کیا اور فرمایا کہ مُتکبّر کے ساتھ تکبّر کرنا جائز ہے تو گویا حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام کو خُدا نے اس واسطے مُلک اور سلطنت عنایت کی تھی کہ بادشاہوں کے مال وخزائن کی طرف مُتوجّہ نہ ہوں اور غیرُ اللہ کی طرف اُن کا دِل مائل نہ ہو اور نیز دُنیا کے بادشاہوں کو خُدا کے تئیں یہ بھی دِکھانا منظور تھا کہ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام باوجود ایسی عظیمُ الشّان سلطنت مساکین کے ساتھ کیسی تواضع سے پیش آتے ہیں۔ پھر اِس کے ایک عرصہ کے بعد حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام نے دیکھا کہ ایک چیونٹی

Marfat.com

نے ایک ٹِڈی کا پیر پکڑ رکھا ہے اور ٹِڈی اُس کو لیے پھرتی ہے حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام نے کہا کہ اِس مُسکین کو چھوڑ دے، مجھ کو تجھ سے کچھ دریافت کرنا ہے اور غرض آپ کی یہ تھی کہ ٹِڈی کو چھوڑ وا دیں پھر آپ نے چیونٹی کو اپنی ہتھیلی پر بٹھالیا اور دِل میں کہا کہ اگر میں اِس کو اپنے تخت پر ڈال لیتا ہوں تو یہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہوگی اِس خیال سے آپ نے اُس کے واسطے اپنے تخت کے آگے ایک اور تخت بچھوایا اور اس پر اُس کو بٹھایا تا کہ لوگ اس کی شکل وصُورت کو اچھی طرح دیکھ سکیں اور مجھ کو اُس کے ساتھ بتَواضُع پیش آنے کا ثواب ہو اور میرے بعد لوگوں میں یہ ذِکر جاری رہے۔

لَطیفَه: اِسی طرح جب قیامت کے میدان میں خَلق اَوّلین و آخرِین جمع ہوگی اور سب کو اُن کے اَعمال کا بَدلہ دیا جائے گا اور ہر ایک طاعت وعبادَت کے تحفے لے کر بارگاہِ اِلٰہی میں حاضر ہوگا تو خُداوند تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمام عالَم سے بے پرواہ ہوں پھر اِنہیں لوگوں کے درمیان سے اُمّتِ محمدیہ نِکلے گی، کلمۂ شہادت اُن کے مُونہوں میں اور مَعرفَت کا نُور اُن کے دِلوں میں ہوگا اور خُدا کی طرف سے نِدا ہوگی کہ میرے ناتواں بندوں کو آنے دو، میں اُن کے ساتھ اُس مُعامَلہ سے کم نہ کروں گا جو سُلیمان نے چیونٹی کے ساتھ کیا تھا، میں ان کی مَعرفَت کا تُحفہ قبُول کر کے اِن کو جنّت میں اپنے فضل سے داخل کرتا ہوں، میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں غفُورُ الرَّحیم ہوں۔

حکایت: مشائخ صُوفیہ میں سے ایک بڑے بزرگ اپنی خانقاہ میں رہتے تھے۔ ایک روز مسافروں کی جماعت اُن کے ہاں آئی۔ شیخ نے اپنی عادت کے مُوافِق

Marfat.com

اُن کی مدارات کی۔ پھر ایک روز شیخ تشریف رکھتے تھے اُن مُسافروں کی طرف مُخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ تُم میں بڑا عَالِم کون ہے؟ اُن میں سے ایک شخص نے فارسی میں کہا مَــن یعنی میں ہوں۔ شیخ نے فرمایا تیرا مَــن کہنا بھاری اور بوجھل ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مــن پتھر کے ایک بٹ کو کہتے ہیں۔ پھر شیخ رقص و سماع کے ساتھ کھڑے ہوئے اور رَقص کرتے ہوئے حوض پر آئے جس میں بہت عَمیق پانی تھا اور پانی کے اُوپر رَقص کرنے لگے اور اُن کے پیر تک نہ بھیگے۔ پھر اُس شخص کی طرف اِشارہ کیا جِس نے مَن کہا تھا کہ تُو بھی میرے ساتھ رَقص کر۔ وہ حوض پر آیا فوراً اُس میں گر پڑا اور ڈوبنے لگا۔ شیخ نے اُس کو نِکالا اور فرمایا تُو نے جو مَن کہا تھا تو اب تجھ کو اپنا بھاری ہونا مُعلُوم ہوا۔ پس تجھ کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ تِنکا بنے تا کہ پانی تیرے ڈبونے پر قادِر نہ ہو۔ اور اِس بات سے شیخ کی مُراد یہ تھی کہ کسی بات اور کسی حال میں تکبر کرنا نہ چاہیئے۔

حکایت : کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ حسَن بصرِی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں کو جمع کر کے حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کی مُلاقات کا اِرادہ ظاہر کیا اور اُن کے درمیان مسافت بعید واقع تھی۔ جب کُچھ راستہ طے کر چکے تو اپنے مُریدوں سے فرمانے لگے کہ رابعہ عَورت ہیں اور لوگوں سے عزلت اُنہوں نے اِختیار کی ہے حالانکہ وہ تجرِید وتفرِید کے حقائق سے واقِف نہیں ہیں اور نیز عورت ناقِصُ العَقل ہوتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اُن سے مُلاقات کر کے اُن کو نصیحت کریں۔ اور حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا صاحِب کشف وکرامات تھیں یہ حال اُن کو مَعلُوم ہو گیا اور اُنہوں نے ایک بہت بڑا آئینہ اپنے مکان کے

Marfat.com

دروازے پر لٹکا دیا۔ جب حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اُن کے دروازے پر پہنچے اور آئینہ کو دیکھا تو بغیر مُلاقات کئے وہیں سے واپس ہوئے۔ مُریدوں نے عرض کیا کہ کیا وجہ آپ مُلاقات کو نہیں چلتے اور دَروازہ پر سے واپس چلے جاتے ہیں۔ فرمایا رابعہ نے ہم کو اس آئینہ سے جواب دے دیا اور یہ صاحبِ حال وکرامت ہیں اور اِس آئینہ سے اُن کا مَطلَب یہ ہے کہ ہر شخص دُوسرے کے عیبوں کو چھوڑ کر اپنے عُیُوب پر نظر کرے۔

نیاحہ :جب آیہ وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (پارہ ١٦ رکوع ٨ سُورہ مریم آیت نمبر ٧١) نازِل ہوئی تو حضرت ﷺ کو اپنی اُمّت کے واسطے دوزخ کا اِس قدر رَنج وغَم ہوا کہ آپ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ صحابہ کو اِس کی خبر نہ تھی، رونے کا حال حضُور سے دریافت کرتے اور حضُور شِدّتِ گریہ سے اُن کو جواب نہ دے سکتے۔ آخر لاچار ہو کر صحابہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر کی وہ جلدی سے روتی ہوئی تشرِیف لائیں۔ چہرہ اُن کا صَدمَہ سے زَرد ہو گیا تھا اور آپ کے حال کی کچھ خبر نہ تھی۔ آخر جب آپ کو ہوش آیا تو عرض کیا کہ اے میرے والِد، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر اور کیا مُصِیبَت ہو گی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تو فرمائیے کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ آیت نازِل ہوئی ہے اور خُدا فرماتا ہے تُم میں سے کوئی نہیں ہے جو دوزخ پر سے نہ گُذرے اور اے فاطمہ یہی میرے رونے کا سبَب ہے۔ افسوس ہے میری اُمّت کے بُہت سے بُوڑھے دوزخ میں کہتے ہوں گے ہائے ہمارا بڑھاپا۔ اور بہت سے جوان کہتے ہوں گے ہائے ہماری جوانی۔

Marfat.com

اور بہت سی عورتیں کہتی ہوں گی۔ ہائے ہماری فضیحت اور رُسوائی۔ اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے اور اُن کی پُشتیں ٹُوٹ جائیں گی اور اُن کے بدن اور بال آگ میں جَل رہے ہوں گے۔ نہ اُن کے بُزرگوں کا اکرام ہوگا اور نہ اُن کے جوانوں اور بچّوں پر رحم ہوگا اور نہ اُن کی عورتوں کی پَردَہ پوشی کی جائے گی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال سُن کر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر مارے اور بہت روتی ہوئی کھڑی ہوئیں اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری تم سے ایک حاجَت ہے اور وہ یہ کہ تم اپنی رُوح قیامَت کے روز اُمّتِ محمدیہ کے بوڑھوں پر سے قُربان کرو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تُم سے بھی میری ایک حاجَت ہے اور وہ یہ کہ تُم اپنی رُوح اُمّتِ مُحمدیہ کے جوانوں پر قُربان کرو اور حضرت حسَن و حُسین رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تُم سے میری یہ حاجَت ہے کہ تُم اپنی رُوحیں اُمّتِ مُحمدیہ کے بچّوں پر سے قُربان کرو اور میں اپنی رُوح اپنے باپ کی اُمّت کی عورتوں پر سے قُربان کروں گی قیامت کے روز تا کہ اُمّتِ مُحمدیہ اُس دِن کے ہَول سے مَحفُوظ رہے۔ اُسی وقت حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نازِل ہوئے اور کہا اے مُحمد خُوش خَبری ہو، خُدا آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ غَم نہ کرو۔ اور فاطمہ سے کہو کہ وُہ بھی غَم نہ کرے، میں قیامت کے روز تمہاری اُمّت سے ایسا مُعامَلہ کروں گا جس سے فاطمہ خُوش ہوگی۔ تو اے بُوڑھے گُنہگار اور اے جفار کار عورتو اور اے ظالم نوجوانو تم کو باوجُود اِن گُناہوں کے حضرت مُحمد ﷺ اور اُن کی آل سے شرم نہیں آتی ہے۔ کیا اِس سرکشی کے ساتھ تُم کو خُدا کا خوف نہیں ہے۔ خُدا سے ایسے شرم کرو جیسی کہ چاہیئے اور سچّی توبہ کرو تا کہ تُم کو فلاحیّت نَصیب ہو

Marfat.com

۔قسم ہے خُدا کی جس نے خدا سے خوف نہ کیا خُدا کی رَحمت میں اُس کا حِصّہ نہیں ہے۔ میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ جب حضرت داوٗدعَلَیہِ السَّلام سے وہ لغزِش ہوئی جو تمہارے نزدِیک بہت ہلکی تھی تو وہ اِس لغزِش سے اِس قدر روئے تھے کہ اُن کے آنسوؤں سے گھاس پیدا ہوگئی تھی اور جب آپ کو پیاس لگتی تو پانی کا گھونٹ نہ پیتے تھے یہاں تک کہ ایک پیالہ آپ کے آنسوؤں سے بھر جاتا۔ اور تُو اے گنہگار سیروں شراب پیتا ہے اور تیری آنکھوں سے ایک قطرہ آنسو کا نہیں ٹپکتا اور نہ تُو اپنے فعل پر شرمندہ ہوتا ہے۔ اور نہ کبھی کہتا ہے کہ آہ میں نے اپنی جان پر ظُلم کیا اور بہت گُناہ مُجھ سے سَرزَد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت داوٗد عَلَیہِ السَّلام جب اِس لغزِش کو یاد کرتے، روتے ہوئے سَجدہ میں گرتے اور کئی کئی رات دِن پڑے ہوئے رویا کرتے یہاں تک کہ آپ کے چہرہ کی کھال زمین سے چپک جاتی اور جب آپ سر اُٹھاتے تو کھال زمین پر رہ جاتی اور آنسو کے ساتھ خُون آنکھ سے جاری ہوتا تھا۔ تو آنسو کے ساتھ خُون کا حضرت داوٗدعَلَیہِ السَّلام کی آنکھ سے جاری ہونا باوجُودیکہ وہ مَعصُوم تھے جائے تعجُّب نہیں ہے مگر اِس مجلِس کے لوگوں سے تعجُّب ہے کہ باوجُود اِس قدر گُناہوں کے اِن کی آنکھوں سے ایک قطرہ آنسو کا نہیں نِکلتا۔

سُوال: یہ بات مَعلُوم ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے کوئی بات ایسی نہیں کی جو حُکمِ الٰہی کے خِلاف ہو اور نہ اپنی اُمّت کو اُنہوں نے ایسی بات کا حُکم کیا جس کو خُدا نے منع کیا ہو۔ پھر اِس میں کیا حِکمت ہے کہ خُدا اُن سے قیامت کے روز سُوال کرے گا کہ کیا تُم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مُجھ کو اور میری ماں کو خُدا کے سِوا

Marfat.com

مَعبُود بناؤ۔ اِس میں کیا راز ہے؟

اِعــادَہ: اِن کا سُوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام خُدا کی بندگی کے قائل تھے کیونکہ اُنہوں نے کہا تھا کہ میں خُدا کا بندہ ہوں مُجھ کو اُس نے کتاب دی ہے اور مَقبُولوں میں سے تھے کہ فرمایا ہے اور خُدا نے مُجھ کو نبی اور مُبارک بنایا ہے۔ اور خُدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے مریم میں اپنی رُوح پھُونکی۔ اور آپ علیین کے پرِند اور خُدا کے نزدیک بڑے رُتبے والے تھے۔ خُدا فرماتا ہے کہ ہم نے اُن کو بلَند مکان میں اُٹھالیا۔ اور مَقامِ قُرب ولُطف کے ساکِن تھے فرماتا ہے اور ہم نے اُن کو اپنے بہت قریب کیا۔ اور رُوح الامین کے ساتھ مُوَید تھے فرماتا ہے اِذْ اَیَّدتُّکَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلاً. (پ ۷ سورہ المائدہ آیت نمبر ۱۱۰) اور عہد وقَصد کر کے دُنیا کو آپ نے ترک کر دیا تھا اور زاہد بن کر صرف ایک پیالہ اور ایک کنگھی پر راضی ہو گئے تھے اور ہمیشہ ہدایت کی اشاعت میں مشغُول رہتے۔ فقر پر آپ کو فخر تھا اور گھاس آپ کی غذا تھی۔ دِن بھر روزہ رکھتے اور صبر کرتے اور رات کو عبادت اور فکر میں مشغُول رہتے۔ روزہ کے ساتھ تلاشِ نجات میں شہروں کا سفر کرتے اور روزِ قیامت سے خَوف زدہ رہتے چُنانچہ سفر ہی میں ایک روز بارِش زور سے شروع ہوئی آپ نے کوئی ایسی جگہ ڈھونڈھنی چاہی جس میں بارِش سے پناہ ہو۔ آخر ایک غار میں تشریف لے گئے، دیکھا تو ایک کُتّا اُس کے اندر بیٹھا ہے۔ کُتّے نے فَصیح زبان سے کہا کہ اے عیسیٰ یہ غار میرا وطن ہے آپ یہاں سے تشریف لے جایئے۔ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام ہاں سے یہ کہتے ہوئے نِکلے کہ پرِندوں اور وحشی جانوروں اور درِندوں کے تو

Marfat.com

ٹھکانے ہیں مگر عیسیٰ کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے جس میں وہ ایک گھڑی بھر مینہ سے پناہ لے۔ تو پھر ایسے رسول کو اس سوال سے دھمکانا کہ کیا تو نے کہا ہے چہ معنی دارد اور اس میں کیا حکمت ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ ہر شخص نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کے ساتھ رہن ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا ہے۔ اور فرمایا ہے لوگوں کو اُس کا بدلہ ملے گا جو وُہ کرتے تھے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس میں سے کچھ نہیں کیا اور عقل بھی اِس کو قبول نہیں کرتی پھر اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: معلوم ہو کہ آیت کے معنی اگر چہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب پر دلالت کرتے ہیں لیکن مراد اِس سے کفار ہیں کیونکہ کفار کی خدا کے ہاں کچھ قدر و منزلت نہیں ہے اور نہ وہ اِس کے خطاب کے اہل ہیں بلکہ اُن سے فرشتگانِ عذاب خطاب کریں گے کہ ذلت کے ساتھ تم جہنم میں رہو اور بات نہ کرو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خداوند تعالیٰ خطاب فرمائے گا اور کفار دیکھ رہے ہوں گے تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی اور کفار کی ذلت عیاں ہو خدا کے نزدیک۔ اور نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خدا کے خطاب کرنے کا یہ مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ کفار کی طرف متوجہ ہو کر کہیں کہ میں نے تم کو کب یہ حکم کیا تھا پھر کہیں گے کہ خداوندا پاک ہے تجھ کو مجھ کو ہرگز یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسی بات کہوں جو مجھ کو زیبا نہ ہو۔ پھر عرض کریں گے خداوندا اگر میں نے یہ کہا ہے تو مجھ کو تیرا عذاب کرنا درست ہے ورنہ اِن کو تیرا عذاب کرنا بجا ہے۔ اِس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کے بہت سے غلام ہیں جو اُس کے پیچھے نہایت فحش اور بُرے

Marfat.com

کام کرتے ہیں اور اگر لوگ اُن سے پُوچھتے ہیں کہ یہ کام تم نے کس سے سیکھے تو وہ جھوٹ بہتان اپنے آقا کا نام لیتے ہیں کہ اُس نے ہم کو سکھائے ہیں۔ پھر وہ لوگ اُن کے آقا سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے غلام یہ کہتے تھے کہ ہمارے آقا نے ہم کو یہ کام سکھائے ہیں تو کیا وہ اس بات میں سچے ہیں؟ آقا اِن کو بُلا کر کہتا ہے کہ میں نے تم کو کب اِن فحش اَفعال کا حکم کیا تھا اور یہ تم کو سکھائے تھے۔ پھر اُن پر نہایت خفا ہوتا ہے اور اُن کو سزا دیتا ہے اور جیل خانہ کا حکم کرتا ہے۔ اِسی طرح قیامت کے روز حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کا حال کُفّار کے ساتھ ہوگا کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے کُفّاروں کو کُفر کا حکم نہیں کیا مگر کُفّار تو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے ہم کو اِس کا حکم کیا ہے اور اُن پر بُہتان باندھتے ہیں۔ پس ضرور ہے کہ خُدا اُن کو اِس بُہتان کی سزا دے گا اور دوزخ کا حکم فرمائے گا تا کہ اُن کا جُھوٹ اور حضرت عیسیٰ کی بریّت ظاہر ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا ہے کہ میں خُدا کا بندہ ہوں الخ

حکایت "ہم" اور "میں" کے بیان میں

دُنیا میں جو شخص ہم اور میں بُہت بولتا ہے اور نہایت زُبان درازی کرتا ہے قیامت کے روز وہ بالکل خاموش اور چُپ ہوگا اور جو دُنیا میں خاموش سرنگوں رہتا تھا وہ قیامت کے روز بڑا زُبان آور اور فصیح و بلیغ ہوگا۔ پس حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے تو دُنیا میں پیدا ہوتے ہی گُفتگو کی اور کہا کہ میں خُدا کا بندہ ہوں لہٰذا ضرور یہ قیامت کے روز سر جُھکائے خاموش ہوں گے اور حضرت مُحمّد ﷺ جو اپنی عُمر کے

Marfat.com

چالیس برس سرنگوں اور خاموش رہے تو ضرور یہ قیامت کے روز اِس طرح گویا ہوں گے کہ اے خدا میری تمام اُمّت کو بخش دے اور باقی تمام انبیاء خاموش اپنی نجات کے طلبگار ہوں گے۔ اور حکمت اِس میں یہ ہے کہ دُنیاوی اُمور، اُمورِ اُخروی کے برخلاف ہیں اور ایسے ہی دُنیا کے کُل کام آخرت میں اُلٹے معلوم ہوں گے۔ دیکھ لو کہ عابدوں اور زاہدوں کا شُغل جنّت میں طرح طرح کی نعمتیں کھانا اور شرابیں اور شربت پینا اور محلّوں پر چڑھنا اور حُوروں کے ساتھ مزے اُڑانا ہوگا اور یہی حالت دُنیا میں فاسقوں فاجروں کی ہے کیونکہ وہ ہر وقت رقص و سرُود اور شرابخوری و حرام کاری میں مشغول رہتے ہیں اور یہی حال جنّت میں زاہدوں کا ہوگا کہ شراب کے گلاس ہاتھوں میں لیے ناچ اور راگ و رنگ کا لطف اُٹھائیں گے اور حُور و غلمان کے ساتھ مزے اُڑائیں گے۔ اور جو حال عبّاد و زہّاد کا دُنیا میں ہے اس سے بدرجہا بدتر حال دوزخ میں فُسّاق و فجّار کا ہوگا کیونکہ دُنیا میں زاہد ہر وقت رنج و غم اور تضرّع و زاری میں مُبتلا اور طرح طرح کی رنج و بلا اور قلّت و فقر کے قید خانہ میں مقیّد رہتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں اے پروردگار ہمارے ہم کو اِس قید سے خلاصی دے۔ اور یہی حال مجرموں اور فاسقوں کا قیامت کے روز دوزخ میں ہوگا۔ نہایت بے کسی کے ساتھ اِلتجا کریں گے کہ اے پروردگار ہم کو اِس عذاب سے نِکال دے۔ خُدا فرمائے گا کہ ہم تم کو اِس عذاب سے بڑھ کر اور عذاب چکھائیں گے۔ اور نیز دُنیا میں جنّت مومنوں اور زاہدوں کے سر پر اور دوزخ اُن کے پیروں کے نیچے ہے اور فجّار و فُسّاق کا حال اِس کے برعکس۔ پس ضرور ہے کہ قیامت کے روز جنّت مؤمنوں کے پیر کے

Marfat.com

نیچے اور دوزخ فاسقوں فاجروں کے سر پر ہوگی تاکہ جاننے والے اِس بات کو جان لیں کہ دُنیا میں جس پر خُدا کی رحمت اور عنایت بہت ہوتی ہے وہ آخرت میں نہایت خُوش وخُرم ہوتا ہے اور جو دُنیا میں راحت ونعمت بہت پاتا ہے وہ آخرت میں مُشقت وزحمت اُٹھائے گا۔

سُوال مُتعلّق حِکمت معراج کے

ظاہر ہے کہ خُدا مکان اور جہت اور زمان سے مُنزّہ ہے پھر حضور ﷺ کے معراج ہونے اور عرش پر جانے میں کیا حکمت ہے جس کے سبب سے فرقہ مُشبّہ کہنے لگے کہ اگر خُدا عرش پر نہ ہوتا اور اُس کی جہت نہ ہوتی تو مُحمد اعلیٰ علیین میں کیوں جاتے؟

اِعادہ: سُوال اِن کا یہ ہے کہ خُداوند تعالیٰ اَحد صَمد قدیم کریم ربّ عظیم ہے اور اُس کے واسطے مکان وجہت کا ہونا محال ہے کیونکہ ہم رکوع میں کہتے ہیں۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سجدہ میں کہتے ہیں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعلیٰ! اور وہ خُود اپنی ذات کی تنزِیہ بیان کرتا ہے کہ وہ تُمہارے ساتھ ہے جہاں تُم ہو اور اُس کے اِس فرمان سے معلُوم ہوتا ہے کہ وہ مکان میں نہیں ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (پارہ ۳۰ سورہ العلق آیت نمبر ۱۹) کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ قُرب بلا جہت ہے اور اُس نے اپنے فرمان غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ (پارہ ۴ رکوع ا سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۷) میں خَلق اور حُلول اور سکُونت سے اپنی تنزِیہ بیان فرمائی ہے اور اُس کی ذاتِ پاک ضِد وند اور شریک ومثال اور زمان ومکان سے مُبرّا ہے

Marfat.com

فرماتا ہے لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیءٌ (پارہ ۲۵ رکوع ۳ سورہ الشوریٰ آیت نمبر ۱۱) پھر معراج میں کیا حکمت ہے؟

جواب: معلوم ہو کہ خُدا اَحَد ہے نہ اُس کی شبیہہ ہے نہ مثل اور وہ صانع قادر ہے۔ منزّہ ہے اِس بات سے کہ اپنی مخلوق میں حلول کرے کیونکہ حلول اوصافِ نقص سے ہے اور اِحتیاج پر دلالت کرتا ہے اور خُدا تمام عالَم سے بے پروا ہے منزّہ ہے، اِس بات سے کہ کوئی اُس کی شبیہہ اور مثل یا جنس ہو یا اُس کی اِنتہا ہو اور عقل بھی اِن باتوں کی گواہی دیتی ہے چُنانچہ جب تم مخلوق کی مصنوعات اور اِن کی ذات میں نظر کرو گے تو اِن دونوں میں کچھ مناسبت نہ پاوٴ گے مثلاً جُلا ہے اور کپڑے اور معمار اور مکان اور باورچی اور کھانے وغیرہ وغیرہ میں کچھ مناسبت نہیں ہے اور جب یہ بات ہے تو خالق اور مخلوق میں کیا مناسبت ہو سکتی ہے، بُلند و برتر ہے خُدا اِن تمام باتوں سے جو ظالم اور کافر اُس کی نسبت بکتے پھرتے ہیں۔

معلوم ہو کہ معراج کا بہت بڑا راز ہے اور منجملہ اِس کے حضور کو آسمان پر لیجانے میں ایک یہ حکمت تھی کہ ملائکہ اپنے اُوپر نہ اتراویں اور خُوش نہ ہوں۔ پس اُن کی اتراہٹ توڑنے کے واسطے حضور کو معراج ہوئی تا کہ وہ جان لیں کہ خُدا کے بندے اُن سے اشرف بھی موجود ہیں اور نیز اپنے حبیب کو اِس کے تئیں اپنے مُلک کی سیر کرانی منظور تھی تا کہ آسمانوں کا مُلاحظہ کریں اور اپنے قُرب و منزلت کو دیکھیں جو خُدا کے ہاں اُن کو حاصل ہے۔ اور نیز جبرئیلِ امین جو تمام معصوم فرشتوں کے سردار ہیں اپنے مقامِ عصمت میں سبوح قدوس رب الملائکتہ والروح صدق و اخلاص کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور عرض کیا کرتے تھے کہ خُدا

Marfat.com

میرے اعمال کا ثواب اور بدلہ مجھ کو دکھلا کہ وہ کیا ہے۔ ندا آئی کہ اے جبرئیل میں محمد کو اعلیٰ علیین میں بلانا اور آسمان و زمین کے ملکوں کی سیر کرانی چاہتا ہوں تا کہ وہ ملاحظہ کریں کہ میں نے جنّت میں اُن کی اُمّت کے واسطے کیا کیا تیار کیا ہے اور تمہاری عبادت و اعمال کا یہ ثواب تمہارے واسطے کیا ہے کہ تم ان کی غاشیہ برداری کرنا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت کی معراج اُمّت کے بہت بڑے بڑے کاموں کے واسطے تھی نہ اثباتِ جُہلاء کے واسطے۔ اور نیز معلوم ہو کہ جب بادشاہ مسابقت میں گھوڑے کو آگے دوڑانا چاہتے ہیں تو چند روز پہلے سے اُس کا گھاس دانہ کم کر دیتے ہیں اور رات کو سونے نہیں دیتے تا کہ وہ ہلکا پھلکا ہو جائے اس طرح خداوند تعالیٰ نے میدانِ عبودیت میں اپنے انبیا کا تجربہ ظاہر کیا بسبب ربوبیت کے چنانچہ ہمارے حضورؐ اس عمدہ گھوڑے کی مثل ہیں جو بازی لے جاتا ہے اِسی واسطے آپ کی غذا کم ہوئی اور آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ایک دِن بھوکا رہوں اور ایک دِن کھانا کھاؤں پھر جب تمام انبیاء تجربہ کے میدان میں تشریف لائے حضرت آدم ہند میں اور حضرت نوح کشتی میں اور حضرت موسیٰ طور پر اور حضرت ابراہیم آسمانِ دنیا میں اور حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر اور حضرت جبریل سدرۃ المنتہیٰ پر اور حضرت میکائیل چھٹے آسمان پر اور حضرت اسرافیل لوحِ محفوظ کے پاس اور مؤکلانِ جہنّم دوزخ میں اور حور و غلمان جنّت میں اور مقرب لوگ عرش کے نیچے تو ہمارے حضور ان سب سے آگے بڑھ گئے۔ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ (النجم پارہ ۲۷ آیت نمبر ۸، ۹ رکوع ۵) نیز معلوم ہو کہ معراج فرقہ مشبہ کے رد کے واسطے ہوئی ہے

Marfat.com

کیونکہ وہ کہتے تھے کہ خُدا عرش پر ہے اور عرش وہ مقام ہے جس کو اُس نے پیدا کیا ہے اور پھر اُس پر قائم ہوا ہے۔ پس شبِ معراج میں ندا ہوئی کہ اے مُحمّد تم جوتی سمیت اپنا دایاں پیر عرش پر اور بایاں پیر کُرسی پر رکھو تا کہ لوگ جان لیں کہ مُحمّد کی جُوتی رکھنے کی جگہ کسی کے رہنے کے لائق نہیں ہے۔ اور فرمایا سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱)

سُوال: یہ بات ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کسی دوست کی دعوت کرتا ہے تو اُس کو دِن کے وقت بُلاتا ہے کہ اُس کے اکرام اور بُزرگی کو دیکھ کر دوست خُوش ہوں اور دُشمن جلیں پھر اس بات میں کیا حِکمت ہے کہ حضرت مُحمّد ﷺ کو رات کے وقت معراج ہوئی؟

اِعادہ: حضرت مُحمّد ﷺ تمام اَنبیاء سے اشرف اور تمام اَولیاء اَصفیا کے سَرتاج اور خاتم الرُّسُل ہیں اور خُدا نے آپ کی قسم کھائی ہے لَعَمْرُکَ الآیہ (پ ۱۴ سورہ الحجر آیت نمبر ۷۲) اور فرمایا ہے لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اور آپ نہایت مُعَزَّز و مُکَرَّم تھے۔ فرمایا ہے اے نبی ہم نے تم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور خُدا کی طرف اُس کے حکم سے بُلانے والا اور روشن چراغ بھیجا ہے۔ اور آپ صاحب اعجاز و کرامت تھے۔ فرماتا ہے اِنْشَقَّ الْقَمَرُ (پارہ ۲۷ رکوع ۸ سورہ القمر آیت نمبر ۱) آپ کی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے اور کنکریوں نے آپ کی گواہی دی اور آپ رُبُوبیّت کے اَسرار سے واقف تھے۔ فرمایا لی مع اللہ وقت اور تائید و تعلیم یافتہ تھے۔ فرمایا ہے وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (پ ۵ سورہ النساء آیت نمبر ۱۱۳) پھر ایسے رسُولِ مُکرَّم اور نبی مُحترَم کی معراج

Marfat.com

رات کے وقت ہونے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: معلوم ہو کہ رات کے وقت معراج ہونے میں یہ حکمت تھی کہ اہلسنت والجماعت مُعتزلہ سے مُمیّز و مُمتاز ہو جائیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابُوجہل سے جُدا ہوں اور مُوحّد کی تصدیق اور کافر کی تکذیب میں تمیز ہو۔ پس خُدا وند تعالیٰ نے رات کے وقت آپ کو اس واسطے معراج کی کہ دوست دُشمن اور تشکیک و تحقیق میں تمیز ہو۔ اور نیز معلوم ہو کہ خُداوند تعالیٰ حکیم علی الکمال ہے اور بادشاہ بے زوال ہے۔ جب اُس نے دُنیا کو پیدا کرنا چاہا تو رات کو جنّت سے اور دِن کو دوزخ سے نِکالا تو گویا خُدا نے فرمایا کہ اے مُحمّد تُم رات کو تشریف لاؤ کہ رات جنّت سے ہے اور دِن دوزخ سے اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ دوزخ کی خبر یعنی دِن میں تُم پر تجلّی کروں بلکہ میں تُم کو رات کے وقت بُلاؤں گا کیونکہ رات جنّت کے اجزاء میں سے ہے۔ پس اے مؤمنو تُم خُوش ہو جاؤ کہ خُدا اپنے نبی کے ساتھ دِن سے بھی خُوش نہ ہوا کیونکہ وہ دوزخ کا جُز ہے تو پھر اس بات سے کیونکر خُوش ہوگا کہ ان کی اُمّت کو دوزخ میں جلائے اور نیز معلوم ہو کہ سُورج کی روشنی دِن کو زمین پر اور رات کو آسمان پر پڑتی ہے تو گویا خُدا نے اپنے نبی کو سُورج سے تشبیہ دی کہ تُم دِن کو زمین پر تھے اور تمہارے انوار اہلِ زمین کو روشن و مُنوّر کر رہے تھے۔ پس میں رات کے وقت تُم کو آسمان پر بُلاؤں گا تا کہ اہلِ آسمان تمہاری شُعاعِ انوار سے مُنوّر ہوں جیسے کہ اہلِ زمین پر تمہاری شُعاعِ دعوت پڑ رہی تھی کیونکہ حضور کی شان میں اُس نے فرمایا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ (پارہ ۱۷ رکوع ۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷) اور نیز بیان کرتے ہیں

Marfat.com

کہ ایک پرندہ کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دن بھر وہ دانہ چگتا ہے پھر جو رات ہوئی اور اپنے گھونسلہ میں گیا تو ایک ایک دانہ کر کے سارا دانہ بچوں کو دے دیتا ہے یہی مثال ہمارے حضور کی ہے ارواحِ مُوَحِّدین کے ساتھ یعنی ندا ہوئی کہ اے محمد انبیا اور مُوَحِّدین کی رُوحیں آپ کی بہت مشتاق ہیں جیسے کہ پرندہ کے بچے اپنی ماں کے مشتاق ہوتے ہیں پس آپ رات کے وقت علیین میں تشریف لایئے جو اَرواح کے رہنے کا گھونسلہ ہے اور محبت و قُرب کا دانہ اُن کو دیجیئے۔ غرض یہ کہ رات کو معراج ہونے میں یہ راز تھے۔

سُوال: حضرت محمد ﷺ تمام انبیا سے افضل اور کل رسُولوں سے اشرف ہیں پھر آپ کے اِس فرمان میں کہ مجھ کو میرے بھائی یُونس پر فضیلت نہ دو کیا حکمت ہے؟

اِعادہ: ہمارے بھائیوں کا مطلب یہ ہے کہ عُلَماء اُمّت محمد یہ میں سے ہر ایک عالِم بنی اسرائیل کے نبی کی برابر منزلت اور مرتبہ رکھتا ہے اور حضرت یُونس اپنی اُمّت پر خفا ہوتے فرماتا ہے اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا (پ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر ۸۷) اور ہمارے حضور نے اپنی اُمّت پر اپنی جان اور جسم کو قربان کیا۔ فرمایا ہے میں نے اپنی اُمّت کے واسطے اپنی جان و تن کو فِدا کیا ہے اور حضرت یُونس اپنی اُمّت کو چھوڑ کر بھاگے تھے اور حضور اُمّت میں تشریف لائے۔ تو جب ظاہر میں یہ حال ہے تو پھر حضور کے اِس فرمان میں کیا حکمت ہے کہ مجھ کو میرے بھائی یُونس پر فضیلت نہ دو؟

جواب: معلُوم ہو کہ اِس میں یہ حکمت ہے کہ خُدا نے آپ کو بُلایا تا کہ آپ معراج میں مُتکبّروں کا حال مُلاحظہ کریں اور دوزخ میں اُن کے عذاب اور جحیم د

Marfat.com

زَقُّوم کو دیکھیں اور جنّت میں تواضع کرنے والوں کا حال اور ان کے منازِل بھی دیکھیں۔ پس آپ کے اِس فرمان سے کہ مُجھ کو یُونس پر فضیلَت نہ دو یہ مُراد ہے کہ آپ کی اُمَّت تَوَاضُع سیکھے اور اَدَب کا طرِیق جانے کیونکہ خُدا فرماتا ہے کہ جو خُدا کے واسطے تَوَاضُع کرتا ہے خُدا اُس کو بُلَند کرتا ہے۔ اور نیز اِس میں یہ بھی حِکمَت تھی کہ جب حضرت یُونس عَلَیہِ السَّلام کو اپنی لَغزِش کی خبر ہوئی تو آپ نے توبہ کے واسطے سَجدَہ کیا اور ہمارے حضُور کو جب حضرت یونس عَلَیہِ السَّلام کے اِس حال کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ میرے بھائی یُونس پر مجھ کو فضِیلَت نہ دو اور یہ فرمانا آپ کا شکرِ نعمت کے طَور پر تھا جو خُدا نے آپ کو عطا کی تھی اور فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷) خُداوند تعالیٰ کی اگر اُمَّت مُحمدیہ سے پانچوں نمازوں کے سبب جن کے روزانہ باسٹھ سَجدے ہوتے ہیں دَرگُذر کی، حضرت یُونس سے ایک سَجدَہ کے سبَب دَرگُذر کی۔ اگر اُمَّت مُحمدیہ کرے تو کُچھ تعجُّب نہیں ہے اور نیز حضرت یُونس کی مِثال ایسی ہے جیسے درخت ایمان کی رَگ اور ہمارے حضُور کی مِثال ایسی ہے جیسے ٹہنی کی، جب رگ پیاسی ہوتی ہے اور پانی چاہتی ہے تو زمین کے اندر گھستی چلی جاتی ہے اور پانی و رُطُوبَت کو چُوستی ہے چُنانچہ حضرت یُونس نے دریا میں غوطہ لگایا اور چالیس دِن اُس کے اندر رہے اور ٹہنی میں جب پھل بکثرت آتے ہیں تو چھوٹے بڑے امیر و غریب سب اُس کی طرف مُتوَجّہ ہوتے ہیں یہی مِثال ہمارے حضُور کی ہے کہ آپ اعلیٰ علیین سے اَنواع و اَقسام کے ثمرات مُعجزات لے کر ظاہر ہوئے اور اِس قدر نزدیک ہوئے کہ ثمرۂ مُوَدَّت غنی و فقیر اور صغیر و کبیر کے واسطے حاصِل کیا تو منجملہ

Marfat.com

اِسی کے تواضع ہے فرمایا کہ مُجھ کو میرے بھائی یُونس پر فضیلت نہ دو۔ اور نیز معلوم ہو کہ جب قوم حضرت یُونس پر تیرِ قضا نازِل ہوا تو حضرت یُونس بلا اور عذاب کے خوف سے تین اندھیروں میں مُبتلا ہوئے۔ ایک اندھیرا رات کا اور ایک دریا کا اور ایک مچھلی کے پیٹ کا تب جا کر اس بلا سے سلامت رہے اور ہمارے حضُور نے جب اپنی اُمّت سے تیرِ قضا کا نزول زائل کیا تو فرمایا کہ میں یُونس کی طرح قضا سے بھاگ کر محنت کا طلب گار نہ بنوں گا کیونکہ خُدا نے مُجھ کو نصیحت فرمائی ہے کہ تُم مچھلی والے یعنی یُونس کی طرح نہ ہو بلکہ میں اپنے جسم و جان کو اپنی اُمّت پر ڈھک دُوں گا اور قضا کا مُنتظِر رہوں گا چُنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ میری رُوح اور میرا جسم میری اُمّت پر فِدا ہے اور کُل انبیا میری اُمّت ہیں چُنانچہ اِسی سبب سے فرمایا کہ مُجھ کو میرے بھائی یُونس پر فضیلت نہ دو۔

سوال : اس بات میں کیا حِکمت ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام تو چوتھے آسمان پر ہیں اور ہمارے حضُور زمین میں۔

جواب: معلوم ہو کہ اِس مسئلہ کے بہت سے جواب میں جِن میں سے بعض میں نے اِس کتاب کی دُوسری جِلد میں بیان کیئے ہیں اور یہاں بھی دو جواب بیان کرتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام میں ایک بات تھی کہ جب وہ چوتھے آسمان پر پہنچے تو وہیں رہ گئے اور اپنی قوم سے جُدا ہوئے۔ قوم اُن کی بابت حیران اور مُتردّد رہ گئی اور کہنے لگی کہ مسیح خُدا کے بیٹے ہیں اور ہمارے حضُور میں تین مُعتبر چیزیں تھیں یعنی ذات اور رُوح اور سایہ پھر جب آپ شبِ معراج میں گئے تو عرش نے آپ کے پیروں میں عاجزی کی اور عرض کیا کہ حضُور مُجھ کو بھی آپ

Marfat.com

سے کچھ حصّہ ملنا چاہیئے اور فرشتے بھی آپ کے گرد پھر کر عرض کرنے لگے کہ آپ تو زمین پر اُترتے ہیں ہم کو بھی آپ کی ذات سے کچھ حصّہ ملنا چاہیئے اور مومنوں کی رُوحین بھی پکارتی ہوئی آئیں کہ حضور آپ تو ہمارے لیئے ہیں پھر ہم کو کیا حصّہ ملے گا۔ ندا ہوئی کہ اے محمد تُم اپنا سایہ فرشتوں کو دیدو تاکہ یہ اُس کے گرد طواف کریں اور تسبیح پڑھیں اور اپنا نُور عرش کو دیدو تاکہ وہ اِس سے برکت حاصل کرے اور اپنا جسم زمین کو عنایت کرو اپنی اُمّت کے واسطے تاکہ عذاب سے خلاصی پائے۔ فرمایا ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ. (پارہ ۹ رکوع ۱۸ سورہ الانفال آیت نمبر ۳۳) اور نیز معلُوم ہو کہ شریعت میں نماز کے اندر ایک مُقرّرہ مسئلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جب امام مسجد کی چھت پر ہو اور مُقتدی نیچے ہوں تو مُقتدیوں کی نماز نہ ہوگی اور اِس کے برعکس جائز ہوگی تو ظاہر ہُوا کہ وہ امام کو مسجد کی چھت پر رکھنا نہیں چاہتا ہے تاکہ مُقتدیوں کی نماز جائز ہو لہٰذا ہمارے حضور زمین میں رہے تاکہ معلُوم ہو جائے کہ آپ اوّلین و آخرین کے امام ہیں اور عرش سے لے کر فرش تک کے تمام ساکنین اور حاملانِ عرش اور کروبی اور اَرواحِ اَنبیاء سب آپ کے مُقتدیٰ ہیں۔

سُوال : ہمارے حضور کی معراج قلب کے ساتھ ہوئی ہے یا قالب کے ساتھ۔ پس اگر قلب کے ساتھ تھی تو حضور کی اِس میں تخصیص کیا ہے کیونکہ ہر ایک نبی کو قلب کے ساتھ معراج ہوئی ہے۔ اور اگر جسم کے ساتھ آپ کو معراج ہوئی تو جسم علیین میں کیسے پہنچا؟

جواب: معلُوم ہو کہ اہلِ سُنّت وَالجماعۃ کا مذہب یہ ہے کہ ہمارے حضور قالب

Marfat.com

کے ساتھ معراج میں تشریف لے گئے اور قدرتِ الٰہی سے یہ بات کچھ تعجب کی نہیں ہے کیونکہ خدا ایسا قادر ہے کہ جس نے بغیر ستون کے آسمان کا قبہ بلند کیا اور زمین کو پانی کے اوپر پھیلا دیا اور لوہے کو حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں نرم کیا اور اپنے خلیل کے واسطے آتش کو گلزار بنایا اور اپنے کلیم کے واسطے دریا کو پھاڑ دیا۔ پس وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ اس نے اپنی لطیف قدرت سے حضور کے جسم کو علیین میں بلا لیا کیونکہ وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور نیز حضور کے جسم کے ساتھ معراج ہونے سے تم تعجب نہ کرو۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ پرندے چالیس دن اپنے انڈے سیتے ہیں پھر ان میں سے بچے پیدا ہوتے ہیں اور پھر بیس روز کے بعد پرندے ہوا میں اڑنے لگتے ہیں تو کیا تم ہمارے حضور کو اس سے بھی کم سمجھتے ہو آپ کو خدا نے مدت حمل میں حمل کے اندر پرورش کیا اور پھر ولادت کے بعد چالیس ۴۰ برس درجہ نبوت میں آپ کی پرورش کی تو اگر چالیس برس کے بعد اعلیٰ علیین میں آپ کو پہنچایا تو کچھ تعجب نہیں ہے۔ فرمایا ہے سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی الخ (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱) اور نیز پانی کا یہ خاصہ ہے کہ لوہے کی کوئی چیز اس پر تیر نہیں سکتی ہے اور جب لوہے کو پانی پر سے پار اتارنا چاہتے ہیں تو لکڑی پر رکھ کر پار اتارتے ہیں اور لکڑی کے توسط سے لوہا پانی پر سوار ہو جاتا ہے اور یہ تعجب کی بات نہیں ہے تو پھر یہ کیوں جائز نہ ہوگا کہ جسم واسطہ روح خفیف کے خدا کے ارادہ سے اعلیٰ علیین میں پہنچ جائے اور یہ کچھ تعجب نہیں ہے۔

سوال: اس میں کیا حکمت ہے کہ ہمارے حضور معراج میں سوار تشریف لے گئے اور پیادہ واپس آئے۔

Marfat.com

اِعــادَہ :سُوال یہ ہے کہ شبِ معراج میں ہمارے حضُور کا فرِشتوں نے نہایت اعزاز سے استقبال کیا چُنانچہ آپ کی غاشیہ برداری پر فرِشتے فخر کرتے تھے اور ایک دُوسرے سے کہتے تھے کہ میں نے آپ کے بُراق کا قدم دیکھا ہے۔ اور اسی قِسم کی باتیں کر رہے تھے اور حُور وغلمان ہاتھوں میں میوہ جات کے طباق لئے ہوئے اور فرِشتے یہ کہتے جاتے تھے **یَـا اَیُّھَـا الـنَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰـکَ شَاھِدًا** الخ (پارہ ۲۲ رکوع ۳ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۴۵) یہاں تک کہ بُراق آسمانِ دُنیا پر پہنچا تب فرِشتوں نے تخت اپنے کندھے پر رکھا اور سِدرَۃُ المُنتہیٰ کے پاس پہنچے وہاں حضرت جبرئیل نے اپنے پَر کے اُوپر آپ کو سوار کیا اور جہاں تک یہ جا سکتے تھے حضُور کو پہنچایا پھر آگے نہ جبرئیل رہے نہ میکائیل نہ مَلکُ المَوت اور نہ کوئی اور مُقرّب فرِشتہ حضرت جبرئیل نے آپ کے نِشانِ قدم کو بھی نہ پایا یہاں تک کہ آپ نے اپنی نعلین سے کُرسی کو عزّت بخشی اور وہ بہت خُوش ہوئی اور آپ نے اپنا کُرتہ سِدرَۃُ المُنتہیٰ کے پاس اور چادر درخت طُوبیٰ کے نیچے چھوڑ دی تھی اور آپ نے تینوں مرتبوں میں ترّقی کی جن میں پہلا مرتبہ دَنیٰ کا ہے یعنی رُسُوم وخیالات کا مرتبہ اور دُوسرا مرتبہ فتدلّیٰ کا ہے یعنی اَوہام اور ادراکات کا مرتبہ اور تیسرا مرتبہ اَوْاَدْنیٰ یعنی عقل کا ہے اور اس وقت آپ یکتائے روزگار سخافت فقر کے سوار ہوئے ... کے پردے آپ سے دُور ہوئے بلا اشارہ دیکھا اور بلا عبارت سُنا اور پھر ... تشریف لائے تو اِس اعزاز واکرام اور سواری کے ساتھ تشریف لے جانے اور ... نے میں کیا حکمت تھی؟

... معلُوم ہو کہ آپ مقامِ دَنیٰ فتدلّیٰ میں ایسے محو ہوئے کہ اپنے جان وتن

Marfat.com

کی آپ کو خبر نہ رہی اور آپ نہ جانتے تھے کہ میں زمین پر ہوں یا عرش پر یا فرش پر اور شیخ ابوسعید بن ابوالخیر کے مُرید کی طرح حیران رہ گئے تھے جس کی حکایت یہ ہے کہ ایک دفعہ شیخ ابوسعید اپنے مُرید حسن کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے اور حسن شیخ کے آگے آگے تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ اے حسن کیا تو میری رہبری کے لائق ہے جو میرے آگے چلتا ہے؟ حسن ڈر گئے اور پیچھے ہو لیئے۔ پھر شیخ نے کہا کہ اے حسن کیا تو پیروی کے قابل ہو گیا ہے جو میرے پیچھے ہوا ہے۔ حسن پھر ڈرے اور شیخ کے دائیں طرف ہو گئے۔ شیخ نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تم اصحاب الیمین میں سے ہو جو تم میرے دائیں جانب ہوئے ہو۔ تب حسن ڈر کر بائیں طرف آئے۔ شیخ نے کہا کہ کیا تم رحمتِ الٰہی سے نااُمید ہو گئے ہو جو بائیں طرف ہوئے ہو۔ تب مُرید نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کے آگے چلا تو آپ ناراض ہوئے پیچھے چلا تو ناراض ہوئے دائیں بائیں طرف ہوا تب بھی آپ ناراض ہوئے اور یہ مجھ میں قدرت نہیں ہے کہ میں زمین میں گھس جاؤں۔ یا آسمان میں چڑھ جاؤں۔ شیخ نے فرمایا چونکہ تو آگے اور پیچھے کو دوست رکھتا ہے اور دائیں بائیں کا خطرہ تیرے دل میں گذرتا ہے تو آسمان پر نہیں چڑھ سکتا اگر تو آسمان پر چڑھنا چاہتا ہے تو اپنے جسم و جان سے باہر نکل اور تمام عالم کو چھوڑ کر اپنی پوری ہمت خدا کی طرف متوجہ کرتا کہ راستہ تجھ کو نظر آئے۔ مُرید حسن نے یہ سنتے ہی اپنے گریبان میں مونھ ڈالا اور عشق و اخلاص کے ساتھ اللہ کا نعرہ مارا اور اسی وقت آسمان کی طرف اڑ گیا۔ شیخ اپنے مُرید کے حال سے حیران ہوئے اور ان کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں چلا گیا۔ یہی حال شبِ معراج میں ہمارے حضور کا تھا کہ آپ کو

Marfat.com

اپنی حالت کی کچھ خبر نہ تھی، نہ آسمان کی نہ زمین کی نہ رات کی نہ دِن کی، آپ سراپا نُورِ محض ہو گئے تھے۔ آپ نے اپنے ربّ سے مُناجات کی اور دیکھا جو کہ دیکھا اور سُنا جو کچھ سُنا، اور خُدا نہ عَالَم کے اندر ہے نہ اُس سے باہر ہے، نہ آسمان میں ہے نہ عرش پر ہے۔ اور پھر خُدا نے آپ کو عَالَمِ بَشریت میں واپس کیا آپ کی گنہگار پر فضل وعنایت کے سبب سے کیونکہ اِسی طرح مُقدّر تھا۔ پَس آپ نے جو آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو اُمِّ ہانی کے گھر میں پایا اور جس بستر پر آپ سوتے تھے آپ کی واپسی کے وقت تک وہ ٹھنڈا نہ ہوا تھا اور اُسی شب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔ اور نیز بُراق پر حضُور کا سوار ہو جانا اِس غرض سے تھا کہ اُس وقت تک مُراد حاصل نہیں ہوئی تھی اور تا کہ آپ اُن تمام چیزوں کی سیر کریں جو آپ کے اور آپ کے ربّ کے درمیان میں وسائط تھیں جیسے بُراق اور رَفرَف اور جبرئیل وغیرہ، پھر جب مقصُود حاصل ہوا اور اِس حالت میں اِن وسائط کی گُنجائش نہ رہی، نہ جبرئیل کی اور نہ کسی کی تو مسافت کا حُکم باطِل ہوا اور آپ نے آنکھ جو کھولی تو اپنے آپ کو اُمِّ ہانی کے گھر میں پایا۔ اور نیز روانگی کے وقت آپ عُلَمَا اور صاحِبِ شرِیعَت کی صِفت سے تھے لہٰذا آپ کا سوار ہو کر اعزاز و اکرام کے ساتھ جانا ضروری تھا کیونکہ آپ صاحِبِ شرِیعَت تھے اور آپ کے واسطے کُرسی بچھائی گئی۔ کیونکہ کُرسی عُلَماء ہی کے واسطے بچھائی جاتی ہے اور اَنواع و اَقسام کی عِطریات آپ پر چھڑکی گئیں جیسے کہ واعظین اور عُلَمَا پر چھڑکتے ہیں اور طرح طرح کے خِلعَت اور ہدایا آپ کے سامنے پیش کیے گئے اور پھر جبکہ طرِیقت کو شرِیعت سے مِلانے کی مُراد پُوری ہوئی اور طرِیقت

Marfat.com

میں سوار ہونا اور اُترنا اور مسافت نہیں ہے کیونکہ سوار جس مسافت کو ایک سال میں طے کرتے ہیں صاحبِ طریقت اُس کو ایک پلک زدن میں طے کر لیتے ہیں۔ اور نیز معلوم ہو کہ اگر حضورؐ اس طرح واپس نہ آتے اور سوار ہو کر واپس آتے تو مُعتزلہ بھی ہماری ہی طرح کہنے لگتے کیونکہ اگر خُدا عرش پر نہ ہوتا تو حضورؐ سوار تشریف نہ لاتے لہٰذا اہلِ اعتزال کو شرمندہ کرنے کے واسطے پیادہ تشریف لائے اور یہ فرمان اور زیادہ کیا وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ (پارہ ۲۷ رکوع ۱۷ سورہ الحدید آیت نمبر ۴)

سوال: اِس میں کیا حِکمت ہے کہ ہمارے حضورؐ نے وفات پائی اور حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام زِندہ ہیں؟

جواب: معلوم ہو کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے خدا سے دُعا کی تھی کہ پروردگار میرا باپ کون ہے؟ نِدا ہوئی کہ ہم تمہاری ماں کی شادی جنّت میں محمدؐ سے کریں گے تاکہ وہ تمہارے باپ ہوں۔ حضرت عیسیٰ نے عرض کیا کہ خُداوندا دُنیا میں تو بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے لہٰذا مجھ کو بھی حضرت محمدؐ کی کچھ میراث مِلنی چاہیئے؟ نِدا ہوئی اے عیسیٰ وفات سے پہلے میراث جائز نہیں ہے لیکن میں تم کو آسمان پر اُٹھا لیتا ہوں تاکہ تم اُن کی اُمّت کے واسطے دُعاءِ مغفرت کیے جاؤ یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو پھر آخر زمانہ میں جب دجّال خُروج کرے گا اور تمہارے باپ کے طریقے کو لوگ چھوڑ دیں گے اُس وقت میں تم کو زمین پر بھیج دوں گا تاکہ تم دجّال کو قتل کرو۔ جس کے پاس تمہارے باپ کی اُمّت کا مال ہوگا وہ مال تم اُس سے لینا کہ وہ تمہاری میراث ہے اور ان کے فرائض و سُنن کو جمع کرنا اس طرح جو میراث تم چاہتے ہو تم کو مِل جائے گی۔ پس یہی سبب ہے کہ حضرت عیسیٰ زِندہ ہیں اب

Marfat.com

تک اور ہمارے حضُور نے وفات پائی۔

سُوال: اس میں کیا حِکمت ہے کہ ہمارے حضُور نے فرمایا ہے ابُوبکر میرے کان ہیں اور عُمر میری آنکھ ہیں؟

اِعادَہ: بھائیوں کا سُوال یہ ہے کہ حضرت ابُوبکرؓ مثل امیر کے ہیں اور حضرت عُمرؓ مثل مُحتَسِب کے اور سب سے پہلے جس نے ہمارے حضُور کی تَصدِیق کی ہے وہ حضرت ابُوبکر ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والِد اور غار میں حضُور کے ساتھی ہیں اور دین کے مُقتَدَا اور یقین کے مُبدا، پھر آپ کو کان سے تَشبِیہ دینے اور حضرت عُمر کو آنکھ سے تَشبِیہ دینے میں کیا حِکمت ہے؟

جواب: اے عاقِل تو یہ نہ سمجھ کہ آنکھ کان سے بہتر ہے، یہ سمجھنا بڑی غَلَطی ہے بلکہ کان آنکھ پر مُقدّم کیا ہے۔ فرمایا ہے وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (پارہ ۲۵ رکوع ۲ سورہ الشوریٰ آیت نمبر ۱۱) اور ایسے ہی قُرآن شریف میں اُس کے بندوں کی تعرِیف میں بھی کان آنکھ پر مُقَدَّم ہے اور نیز عقل کے نزدِیک بھی کان آنکھ سے افضل ہے کیونکہ کان کے حواس اور قویٰ آنکھ سے زیادہ ہیں۔ دیکھو کہ آنکھ کی قُوّت رات کو ضَعِیف ہو جاتی ہے اور کان کی قُوّت رات دِن میں یکساں ہے۔ اور نیز مَعلُوم ہو کہ پَردَہ اور حجاب آنکھ کو دیکھنے سے روک دیتے ہیں اور کان کو سُننے سے نہیں روک سکتے ہیں۔ اور نیز کان کُل جہات سے سُنتا ہے بخلاف آنکھ کے کہ وہ ایک جِہت سے دیکھتی ہے۔ اور نیز خُدا نے کوئی نبی بہرا نہیں کیا اور بخلاف اس کے نابینا ہوئے ہیں جیسے حضرت شعیب اور حضرت یَعقُوب اور نیز جس نے عِلم اور حکم اپنی آنکھ سے دیکھا اُس کا گُناہ مُعاف نہیں ہو سکتا اِسی سبَب

Marfat.com

سے ہمارے حضور نے فرمایا کہ ابُوبکر میرے کان ہیں اور عُمر میری آنکھ ہیں۔

سُوال: یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت ابُوبکر و عُمر رضی اللہ عنہما دونوں حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ سے افضل تھے پھر اِس میں کیا حِکمت ہے کہ ایک دفعہ حضُور اپنے پیر پھیلائے بیٹھے تھے کہ حضرت ابُوبکر اور حضرت عُمر آئے تو آپ نے پیر نہ اُٹھائے اور نہ ان کو ڈھانپا اور نہ سیدھے ہو کر بیٹھے جس طرح تھے اُسی طرح رہے پھر حضرت عُثمان جو آئے تو آپ سیدھے ہو بیٹھے اور پیروں کو ڈھک لیا۔

جواب: معلُوم ہو کہ ایک دفعہ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نے حضُور کی اور صحابہ کی دعوت کی۔ جب حضُور تشریف لے چلے تو حضرت عُثمان پیچھے پیچھے تھے اور آپ کے نشانِ قدم سے بچتے تھے۔ حضُور نے فرمایا کہ اے عُثمان تُم کیا کرتے ہو۔ عرض کیا کہ آپ کے نشانِ قدم کا احترام کرتا ہوں اور اس پر اپنا پیر نہیں رکھتا۔ اِس سبب سے آپ نے اُن کے آنے کے وقت اپنے پیر ڈھک لئے۔ اور نیز معلُوم ہو کہ ہمارے حضُور حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ سے شرم کرتے تھے کیونکہ حضرت جبریل عَلَیہِ السَّلَام نے آپ کو خبر دی تھی کہ آسمان کے تمام فرِشتے حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ سے شرم کرتے ہیں۔ اِس سبب سے آپ نے حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کے آنے کے وقت فرمایا کہ ایسے شخص سے شرم کرنی ضرور ہے جس سے فرِشتے شرم کرتے ہیں اور پیر سُکیڑ لیئے۔ اور نیز خُدا نے شبِ معراج میں آپ سے فرمایا تھا کہ اے مُحمد میں عُثمان سے شرم کرتا ہوں لہٰذا قیامت کے روز اُن سے حساب نہ لونگا تو حضُور نے فرمایا کہ خُداوندا عُثمان کی کیا بزُرگی تیرے پاس ہے۔ فرمایا اُس کی بزُرگی میرے ہاں یہ ہے کہ میں اس سے بھی حساب نہ لُونگا جو عُثمان

Marfat.com

سے محبّت رکھے گا اِس سبب سے حضُور نے اُن سے شرم کی اور اپنی دو صاحبزادیوں کی یکے بعد دیگرے اُن سے شادی فرمائی بسببِ محبّت کے۔ اور نیز حضُور نے جو حضرت ابُوبکر اور حضرت عُمر کے آنے کے وقت اُن کا اِستقبال نہیں کیا تو اِس سبب سے کہ جبریل آپ پر وحی کر رہے تھے اور عُثمان کے آنے کے وقت وحی پُوری ہو چُکی تھی اِسی سبب سے آپ اُن کے واسطے کھڑے ہوئے اور نیز ایک یہودی بُوڑھا حضُور کے ہاتھ پر اِسلام لایا تھا اور ابُوبکر و عُمر کو اُس کی خبر نہ تھی ایک روز حضُور کی خِدمت میں یہ حاضر تھے کہ وہ بُوڑھا نَومُسلِم آیا یہ دونوں اُس کی تعظیم کو کھڑے نہ ہوئے اور نہ اُس کی طرف اِلتفات کیا حضرت جبرئیل عَلَیہِ السّلام آئے اور کہا اے محمد خُدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ حضرت ابُوبکر و عُمر نے جو اِس بُوڑھے کا اِحترام نہیں کیا تو اب جو یہ تُمھارے پاس آویں تم بھی اِن کا اِحترام نہ کرنا تا کہ اِن کو اَدَب حاصِل ہو لہٰذا حضُور نے اُن کی تعظیم نہیں کی۔

سُوال: یہ بات ظاہر ہے کہ حضُور کے تمام صحابہ اہلِ علم تھے اور کوئی اُن میں حضرت علی سے عِلم کے اندر کم مرتبہ نہ رکھتا تھا۔ پھر اِس میں کیا حِکمت ہے کہ آپ نے فرمایا میں عِلم کا شہر ہوں اور علی اِس کے دَروازہ ہیں۔

جواب: مَعلُوم ہو کہ یہ پُوری حدیث نہیں ہے بلکہ پُوری حدیث یہ ہے کہ حضُور نے فرمایا میں صِدق کا شہر ہوں اور ابُوبکر اِس کے دروازہ اور میں عدل کا شہر ہوں اور عمر اِس کے دروازہ ہیں اور میں حَیا کا شہر ہوں اور عُثمان اِس کے دروازہ ہیں اور میں علم کا شہر ہوں اور علی اِس کے دروازہ ہیں۔ اور مَعلُوم ہو کہ حضُور عِلم کے شہر ہیں اور حضرت ابُوبکر شہر کی اساس ہیں یعنی عِلم کی اور حضرت عُمر اِس کی دیوار ہیں اور

Marfat.com

حضرت عثمان اِس کی چھت ہیں اور حضرت علی اِس کے دروازہ ہیں اور جب تک یہ چاروں جمع نہ ہوں دِین کے شہر کا اِنتظام دُرست نہیں ہوسکتا ہے جیسے کہ اگر کوئی اِن میں سے کسی سے محبّت نہ رکھے تو اُس کا دِین دُرست نہ ہوگا نعوذ باللہ من ذالک۔ اور نیز معلوم ہو کہ ہمارے حضور دِین کے شہر ہیں اور چاروں اَصحاب اِس کے چار دَروازے ہیں اور دِین کے امام بھی خُدا نے چار بنائے ہیں تاکہ ہر ایک امام اِن چاروں دروازوں میں سے دِین کے مسائل اور مُنافع نِکال کر لوگوں کو پہنچائے اور لوگ اِس سے مُنتفِع ہوں۔ اور نیز معلوم ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عِلم کے ساتھ مخصُوص کرنے اور یہ فرمانے کی کہ علی اِس کے دروازہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے حضور صرف اِنسانوں ہی کی طرف مبعُوث نہیں ہوئے تھے بلکہ تمام جِنّ واِنس کی طرف مبعُوث ہوئے تھے اور دِین کے کام میں مشغُول رہتے تھے چُنانچہ ہر روز آپ کی اُمّت کے ہزاروں آدمی حاضرِ خِدمت ہو کر دِین کی تعلیم حاصِل کرتے تھے چُنانچہ ایک روز حضور اپنے اَصحاب کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ یکایک فرمایا تُم لوگ چلے جاؤ کہ اِس وقت جنّوں کی نوبت ہے اور تُم سے بات کرنے کی فُرصت نہیں ہے اور نیز مُجھ کو ایک ایسا وقت بھی پیش آتا ہے کہ جِس میں حضرت جبرئیل وغیرہ کسی مُقرّب فرِشتہ کی گُنجائش پیش نہیں رہتی ہے نہ ہی اَصحاب، یہ سُن کر اَصحاب اُسی وقت اُٹھ گئے۔ جب حضرت علی بھی دروازہ پر پہنچے اور جانا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ تُم نہ جاؤ تھوڑی دیر ٹھہرے رہو اور میرے حُجرہ کے دروازہ کی دَربانی کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دروازہ پر بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت جبرئیل نے حکمِ اِلٰہی پہنچایا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اے علی میرے پاس آؤ۔ یہ

Marfat.com

گئے۔ حضور نے فرمایا کہ اے علی تم جانتے ہو میں نے دروازہ کیوں بند کرایا تھا اور تم کو دربانی پر کیوں مقرر کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو جو کچھ مجھ کو فراست سے معلوم ہوا ہے اور زکاوت سے میں نے جانا ہے عرض کروں۔ حضور نے فرمایا ہاں کہو۔ عرض کیا کہ حضور پہلے تو آپ کی خدمت میں چالیس صفیں فرشتوں کی حاضر ہوئیں جن کی پیدائش نور محض سے ہے اور انہوں نے آپ سے تسبیح و عبادات کے اداب کی تعلیم پائی۔ پھر دس صفیں جنوں کی حاضر ہوئیں اور انہوں نے وضو اور عبادات کے ارکان سیکھے۔ حضور نے فرمایا کہ اے علی تم سچ کہتے ہو اور فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

لطیفہ: معلوم ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک گھڑی بھر حضور کی دربانی کی تو آپ نے ان کو محروم نہ رکھا اور فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں۔ پھر تم اس شخص کی نسبت کیا خیال کرتے ہو جو خدا کا دربان اور اس کے عبودیت کا مقر ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا اس کو اپنی رحمت اور مغفرت سے محروم رکھے گا۔ نہیں بلکہ اپنے فضل و کرم سے اس کو بخش دے گا کیونکہ اس نے فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (پ ۱۱ سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۲۰)

پھر معلوم ہو کہ حضور کے اصحاب چار ہیں کم و زیادہ نہیں ہیں تو اس میں یہ حکمت ہے کہ خدا نے اپنے کلام پاک میں چار اولوالعزم رسولوں کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا نے آدم کو برگزیدہ کیا اور نوح کو اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو تمام عالم پر تو گویا خدا اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ تم نے ان چاروں رسولوں کو نہیں دیکھا تو میں نے ان کے قائم مقام چار اصحاب محمد ﷺ کئے ہیں جو

Marfat.com

ان سے محبّت رکھے گا اُس کو میں اِن چاروں رسُولوں کی محبّت کا ثواب دُوں گا۔ اور نیز حضُور کے اصحاب اِس سبب سے بھی چار ہیں کہ آدم چار اخلاط یعنی خُون اور بلغم اور صفرا و سَودا سے مُرکّب ہے اور جب اِن چاروں میں سے کوئی خِلط زیادہ یا کم ہو جاتی ہے تو آدمی ہلاک ہو جاتا ہے، اِسی طرح جو اِن چاروں اصحاب میں سے کسی سے محبّت نہیں رکھتا وہ ہلاک ہوتا ہے۔ اور اُس کا دِین قائم نہیں رہتا جیسے کہ کسی خِلط کے زیادہ یا کم ہو جانے سے صحت قائم نہیں رہتی ہے۔

سُوال: حضرت خَدِیجہؓ افضل ہیں یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما۔

جواب: ایک دَرجَہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں کیونکہ اُن کا نِکاح آسمان میں بندھا ہے اور دِیباج پر نِکاح نامہ لکھا گیا اعلیٰ علیین میں اور حُلّہائے بہشتی پر اُن کی تَصوِیر تھی اور کنواری یہ حضُور کی خِدمت میں آئیں اور اُن کے حُجرہ میں حضُور پر آخری وقت حضرت جبرئیل وحی لے کر آئے۔ اور ایک وجہ سے حضرت خَدِیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں کیونکہ اُنہوں نے اپنا تمام مال جو بے حَد و نہایت تھا حضُور پر خرچ کیا، جس میں چالیس ۴۰ ہاون سونے کے تھے اور اُن کے حُجرہ میں حضُور پر اَوّل وحی نازِل ہوئی۔ تو اے مومنو حضُور کی کُل بیبیاں تُمہاری مائیں ہیں خُدا فرماتا ہے وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ. (پارہ ۲۱ رکوع نمبر ۱۷ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۶)

سُوال: یہ بات مَعلُوم ہے کہ کلام خُدا کی ایک صِفت ہے اور صِفت مَوصُوف سے جُدا نہیں ہوتی اور دُوسرے کی طرف مُتَعدِّی ہوتی ہے اور نہ دُوسری جگہ حُلُول کرتی ہے پھر حضرت جبرئیل نے خُدا سے کیونکر سُنا اور حضُور پر اُس کو لے کر آئے اور حضُور نے حضرت جبرئیل سے کیونکر سُنا اور کس چیز پر کلامِ اِلٰہی حَمل کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اگر اِس کو حضرت جبرئیل نے آواز اور حرف کے ساتھ سُنا تو خُدا پر یہ بات جائز نہیں ہے کیونکہ حرف اور آواز مخلُوق کی صفات ہیں اور اگر اِس میں آواز اور حُرُوف نہ تھا تو حضرت جبرئیل نے اُس کو کیونکر جانا اور کیسے سُنا۔

جواب: معلُوم ہو کہ سب سے اوّل علم سے جو کچھ ظاہر ہوا ہے وُہ ایک نُقطہ ہے پھر قُدرتِ الٰہی سے وہ نُقطہ خط بنا اور خط سے حُرُوف اور کلمات پیدا ہوئے اور کلام بن گیا تو گویا مجمُوع کلام ایک نُقطَہ ہے جب اس کی طرف حضرت جبرئیل نے نظر کی تو اُن کی نِگاہ میں یہ نُقطہ حُرُوف اور کان میں آواز ہو گیا جن کو خُدا نے اپنی قُدرت سے پیدا کیا ہے یعنی آواز اور حُرُوف اور جیسے کہ تُم یہ بات جانتے ہو کہ خُدا سُنتا اور دیکھتا ہے بغیر کان اور آنکھ کے اور بغیر ہاتھ پیر کے وُہ ہر چیز پر قادِر ہے تو جان لو کہ اِسی طرح اس کا کلام بھی بغیر حُرُوف و آواز کے ہے اور تُم جان لو کہ جب تُم مُہر کو موم پر لگاؤ گے تو جو نقش مہر کے ہونگے وہی موم پر اُبھر آویں گے یہی نِسبت حُرُوف کو کلامِ الٰہی کے ساتھ ہے۔ اور بعض مُتکلّمین کہتے ہیں کہ خُدا نے حُرُوف اور آواز کو حضرت جبرئیل کے مُنہ میں پیدا کیا تھا تبلیغِ رِسالت کے وقت میں۔ تُمہارے سامنے ایک مِثال بیان کرتا ہوں جس سے تُم جان لو گے کہ کلامِ الٰہی نہ حُرُوف ہے نہ آواز۔ تُم قرآن شریف پڑھتے ہو اور اُس میں لکھا دیکھتے ہو اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ۴ سورہ آل عمران آیت نمبر۱۹۰) اور تُم جانتے ہو کہ آسمان و زمین مُصحف میں نہیں ہیں اور تُم پڑھتے ہو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اور جانتے ہو کہ حضُور مُصحف یعنی قُرآن میں نہیں ہیں اور نہ مُتغیّر ہوا اور نہ آواز حرف بنا اور نہ ذاتِ الٰہی سے جُدا ہوا اور نہ کسی چیز میں اُس نے حلُول کیا

Marfat.com

مگر صرف بات اِتنی ہے کہ تُم حُرُوف اور آواز کے واسطے سے کلامِ الٰہی کے مُعانی جانتے ہو اور حضور نے یہ جو فرمایا ہے کہ کلامِ الٰہی مابین دفتین ہے یعنی مُعانی کلام کا اِدراک دفتین میں ہے اور تُم پڑھتے ہو، نارُ اللهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ (پارہ ۳۰ رکوع ۲۹ سورہ الھمزۃ) تو اگر آگ مُصحَف میں ہوتی تو ضرور تُم کو جلادیتی اور مُصحَف کو بھی مگر تم آگ کے معنے۔ حُرُوف کے واسطے سے سمجھتے ہو مثلاً کسی شخص نے ایک مکان خریدا اور قاضی کے پاس آیا۔ قاضی نے کاغذ لکھ دیا کہ فُلاں شخص نے فلاں مکان خریدا ہے۔ تو اب تُم جانتے ہو کہ نَفسِ مکان نے ورق کاغذ میں حُلُول نہیں کیا ہے مگر اس کاغذ سے مکان کی حُدُود مُعلُوم ہو جاتی ہیں۔ پس خُداوند تعالیٰ نے حُرُوف اور آواز اپنے بندوں کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ ان کے ساتھ اس کے کلام کے مُعنیٰ سمجھیں جیسے کہ اُس نے ان کو اپنی ذات کی تنزِیہ صفات حُدُوث سے بذریعہ عقل کے بنائی ہے اِسی طرح بواسطہ حُرُوف و آواز کے اِن کو کلام سکھایا ہے۔ پھر مُعلُوم ہو کہ کلام کے چار مَراتِب ہیں ایک مَرتَبہ آنکھ کا ہے اور ایک مَرتَبہ زُبان کا ہے اور ایک مرتبہ قلب و رُوح کا ہے۔ زُبان کا مرتبہ زُبان کے بُطلان سے باطِل ہوتا ہے جس کو پڑھنا کہتے ہیں اور ہاتھ کا مرتبہ لکھنا ہے جو ہاتھ کے بُطلان سے باطِل ہوتا ہے اور آنکھ کا مرتبہ حُرُوف کو دیکھنا ہے اور یہ بھی آنکھ کے باطِل ہونے کے ساتھ باطِل ہو جاتا ہے۔ اب رہا دِل کا مرتبہ یہ نہ باطِل ہوتا ہے نہ رُوح سے جُدا ہوتا ہے نہ زِندگی میں نہ مَوت میں، اِس کو جان لو۔

سُوال: خُداوند تعالیٰ کا دِیدار ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتا تو پھر خُدا کے اِس فرمان کے کیا مُعنیٰ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (۲۹ پارہ رکوع ۱۷

Marfat.com

سُورہ القیٰمۃ آیت نمبر۲۲،۲۳)اور روئیت وجوہ کے کیا معنی کیونکہ وجوہ یعنی چہرے دَرحقیقت کچھ نہیں دیکھتے ہیں اور اگر دیدار ہوسکتا ہے تب اِس فرمان کے کیا معنیٰ لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ۔

جواب: معلوم ہو کہ خُدا کا فرمان لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ (پارہ۷رکوع۱۹سورہ الانعام آیت نمبر۱۰۳)نفی کے واسطے نہیں ہے اور روئیت کے مُعنے اِدراک اور اِحاطہ اور وقُوف کے ہیں چیز کی کُل جوانِب پر اور خُدا مُنزّہ ہے اِس بات سے کہ اُس کا اِحاطہ اور اِدراک کیا جائے۔ اور ابصار جمع ہے بصر کی اور بصر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے بوسیدہ ہڈّی کے حلقہ میں، تو کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ اُس کے ساتھ خُدا کا اِدراک کیا جائے۔ اور نیز معلوم ہو کہ تمام مخلوقات صَنعت اور قُدرتِ اِلٰہی کے اندر حیران اور عاجز ہیں کیونکہ خُدا نے ایک گوشت کے ٹکڑے میں روئیت پیدا کی اور آنکھ اُس کا نام رکھا اور ایک پٹھے میں سُننے کی قوّت پیدا کی اور کان اُس کا نام رکھا۔ اور گوشت کے ایک ٹکڑے میں اِدراک اور قوّتوں کو پیدا کر کے دِل اُس کا نام رکھا جو حلال وحرام اور خیر وشر میں تمیز کرتا ہے اور بہت سے خُون اور غضروف اور گوشت دُنیا میں ایسے ہیں جن کے اندر اِن میں سے کچھ حِصّہ نہیں ہے جیسے کہ خُدا نے ایک گوشت کے قطعہ میں جس کو زُبان کہتے ہیں قوّت گویائی پیدا کی ہے جو گوشت کے اور کسی قطعہ میں نہیں ہے۔ اور یہ خُدا ہی کی قُدرت ہے کہ زُبان بیان اور عبارت اور مختلف لُغات بولتی ہے ورنہ زُبان وہی گوشت ہے جو دیگر اعضا میں ہے۔ اِسی طرح آنکھ میں قوّتِ روئیت واِدراک خُدا ہی کی مشیئت سے ہے۔ اِسی طرح خُداوند تعالیٰ قیامت کے روز دیدار کی قوّت اپنے اُن بندوں میں پیدا

Marfat.com

کر دے گا جو اُس کی لیاقت رکھتے ہوں گے اور یہ اُس کا فضل ورحمت اور اپنے بندہ کو بزرگی دینا ہوگا۔ اور اسی کی نسبت وہ فرماتا ہے کہ بہت سے چہرے خوش وخرم اپنے رب کی طرف نظر کرتے ہوں گے۔ معلوم ہو کہ نفیٔ رویئت کا عقیدہ معتزلہ رکھتے ہیں اور نفیٔ رویئت کا غاشیہ اپنے دلوں کی آنکھ پر انہوں نے اوڑھ لیا ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کیونکہ خدا نے فرمایا ہے وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ الخ (پ ۳۰ سورہ الغاشیۃ آیت نمبر ۸) نظر اور اشراق چہروں کے ساتھ ہوگا اور بہت سے چہرے سیاہ ہونگے جو دیدار سے محروم رہیں گے اور جو چہرہ سفید ہوگا بسبب بزرگی اور شرافت کے قیامت کے روز وہ خدا کا دیدار کرے گا۔ فرمایا ہے وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ الخ. اور نیز معلوم ہو کہ وُجُوہ وجہ کی جمع ہے اور وجہ لغت میں وجاہت سے ہے۔ کہتے ہیں وہ شخص وجیہ ہے تو آیت کی مراد یہ ہے کہ جو شخص خدا کے نزدیک وجیہہ ہوگا وہی خدا کی طرف نظر کرے گا اور اُس کو دیکھے گا سوا کفار اور معتزلہ کے۔ اور نیز معلوم ہو کہ مومنوں کے اجسام قیامت کے روز چہرے اور چہرے آنکھیں ہو جائیں گے اور اُس کی طرف نظر کریں گے اور اُس کو دیکھیں گے اُس کی قدرت کے اظہار اور اُس کے بندوں کو بزرگی حاصل ہونے کے واسطے فرماتا ہے وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ الخ .

سوال :احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ عذاب قبر حق ہے مگر عقل اس کو قبول نہیں کرتی اور کہتے ہیں کہ لوگوں نے اِس طرح اِس کا تجربہ کیا ہے کہ مردہ کے سینہ پر دفن کرنے کے وقت قبر میں باجرہ کے دانہ رکھ دیئے۔ پھر کئی روز کے بعد جو دیکھا تو دانے کچھ متغیر نہ ہوئے تھے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ حدیث کے خلاف ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مردہ نے حرکت نہیں کی اور نہ کوئی تکلیف اُس کو محسوس

Marfat.com

ہوئی۔ پھر اِس میں کیا حکمت ہے۔

جواب: معلوم ہوا کہ عذابِ قبر حق ہے اِس آیت کی دلیل سے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا (پارہ ۲۴ رکوع ۱۰ سورہ المومن آیت نمبر ۴۶) اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ مُردہ اپنے لوگوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔ اور سبب اِس حدیث کا یہ ہے کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنی بیوی کو وصیت کی تھی کہ جب میں مَر جاؤں تو میری قبر پر روز آن کر رویا کرنا پھر جب یہ مَر گیا تو روز وہ عورت قبر پر جا کر رویا کرتی تھی۔ ایک روز حضور جو قبرستان کی طرف سے گذرے اور عورت کو اُس کی قبر پر روتا ہوا دیکھا بسبب اُس کی وصیت کے تو فرمایا کہ مُردہ کو اُس کے لوگوں کے رونے کے سبب عذاب کیا جاتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب حق ہے۔ اور نیز حضور نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے اندر خون کی رگ رگ میں دَوڑتا ہے تو جبکہ شیطان رگ رگ میں دَوڑتا ہے اور تم میں سے کسی کو خبر نہیں ہوتی تو پھر یہ کیوں نہیں جائز ہوسکتا ہے کہ مُنکر و نکیر مُردہ کے پاس آئیں اور سُوال کریں اور کسی زندہ و مُردہ کو خبر نہ ہو۔ اور نیز اگر لوگوں نے مُردہ کے سینہ پر باجرے کو مُتغیّر نہیں دیکھا تو یہ کچھ تعجّب کی بات نہیں ہے اور نہ اِس بات سے تم کو عذابِ قبر میں شک لانا چاہیئے کیونکہ خُدا کا کام بندوں کے کام سے مُشابہ نہیں ہوتا ہے مثلاً جب خُداوند تعالیٰ دُنیا میں اپنی کسی مخلُوق کو عذاب کرنا چاہتا ہے تو اُس کے جسم میں بیماری یا مَرض مثل سرسام و برسام و ذاتُ الجنب وغیرہ کے پیدا کر دیتا ہے اور حکمِ الٰہی سے اُس کے پیٹ میں آگ داخل ہو کر اُس کے اعضا کو جلانا شروع کرتی ہے اور تم اُس کے چہرہ کو سُرخ دیکھتے ہو اور جسم اُس کا تم کو عُمدہ نظر آتا

Marfat.com

ہے اور تم کو یہ خبر نہیں ہوتی کہ اُس کے پیٹ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اور جب یہ بات جائز ہے تو پھر یہ کیوں نہیں جائز ہوسکتا ہے کہ آگ مُردَہ کے پیٹ میں واقع ہو اور فرشتگانِ عذاب اُس کی انتڑیوں میں گھس جائیں کیونکہ وہ رگوں میں گھسنے اور جانے کے اندر شیطان سے کمزور نہیں ہیں اور مُردَہ کے اعضا جلیں اور اُس کو عذاب ہو اور اُس کی ظاہری حالت سے کوئی اُس کی تکالیف کو معلوم نہ کر سکے اور باجرہ کے دانے مُردَہ کے سینے پر مُتغیّر نہ ہوں کیونکہ جس قادِر نے بغیر ستُون کے آسمان بُلند کیا ہے اور اُس میں سِتارے مُعلّق کیے ہیں جن میں سے ایک بھی نہیں گرتا وہ کیا اِس بات پا قادِر نہیں ہے کہ مُردَہ کے سینہ پر باجرہ کی حفاظت کرے اور ایک دانہ اُس میں سے گرنے نہ پائے۔ اور نیز اگر تُم سے کوئی یہ کہے کہ مُردَہ کے پیٹ میں آگ کہاں سے آئی وہ تو نہایت ٹھنڈا اور خُشک ہوتا ہے، تو اُس سے کہو کہ اپنے دِل کی آنکھ کھول اور قُدرتِ خُدا کو دیکھ کہ پتھر میں سے جو نہایت سَرد و خُشک ہے کسی طرح آگ نکلتی ہے اور جبکہ خُدا اِس بات پر قادِر ہے تو پھر مُردَہ کے گوشت واُستخوان میں سے اَنواع عذاب و آتش کے نِکالنے پر کیسے قادِر نہیں ہے اور نہ یہ کُچھ تعجّب کی بات ہے۔ اور نیز اِنسان دو باتوں سے خالی نہیں ہے یا تو فرمانبردار ہوگا یا گنہگار۔ اگر فرمانبردار ہوگا تو اَحوالِ قبر اور سوال اُس کے واسطے بشارت ہونگے۔ اور اگر گنہگار ہے تو یہ عذاب اُس کے گُناہوں کا کفّارہ ہوگا کیونکہ سونا جب تک آگ کا مزہ نہیں چکھتا ہے کھوٹ سے پاک نہیں ہوتا ہے۔ اِسی طرح گنہگار جب تک عذابِ آتش نہیں چکھتا گُناہوں سے خالِص نہیں ہوتا۔ اور نیز یہ ضروری نہیں ہے کہ مُردَہ کے تمام ہی بدن پر عذاب ہو بلکہ ہوسکتا

Marfat.com

ہے کہ بعض اعضا مُبتلائے عذاب اور بعض عذاب سے سالم ہوں جیسے کہ بعض اجزاءِ بدن زِندہ اور بعض مُردہ ہو سکتے ہیں۔ اور جیسے کہ دُنیا میں تم دیکھتے ہو کہ آدمی کے بعض اعضا طاعت میں اور بعض معصیت میں مُبتلا ہوتے ہیں، ایسے ہی قبر کے اندر بعض اعضا عذاب میں اور بعض راحت میں ہوتے ہیں اور بعض زِندہ اور بعض مُردہ۔ اور خُدا کی قُدرت سے یہ بات تعجُّب کی نہیں ہے کیونکہ اگر تم سانپ کے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دو گے تو اُس کے ہر ایک ٹکڑے کو مُتحرِک پاؤ گے، اس طرح کُچھ تعجُّب نہیں ہے کہ خُداوند تعالیٰ مُردہ کو قبر میں زِندہ کر دے یا کُچھ اعضا زِندہ کرے اور کُچھ مُردہ رہنے دے۔ اور نیز اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اگر قبر میں مُردہ کو عذاب ہوتا ہے تو اس کی آواز اور فریاد کیوں نہیں سُنائی دیتی۔ اُس شخص سے کہنا چاہئے کہ تم نزعِ رُوح کے وقت مُردہ کو طرح طرح کے عذاب میں دیکھتے ہو اور اُس کی فریاد کو نہیں سُنتے۔ اور اِس سے زیادہ ظاہر یہ بات ہے کہ تم قُدرتِ الٰہی سے اپنے کانوں میں بہت سی آوازیں سُنتے ہو۔ یہی حال مُردوں کا ہے۔ جائز ہے کہ کوئی اُن میں سے راحت میں ہو اور کوئی مُشقّت و عذاب میں اور زِندوں کو اُن کے اِس حال کی کُچھ خبر نہ ہو۔ اے مومنو تم عذابِ قبر اور حشرِ اجساد کے مُنکر ہونا وَرنہ تم کافِر ہو جاؤ گے اور موت کو نہ بھُولنا وَرنہ غافِل بنو گے اور خُدا کی اطاعت نہ چھوڑنا ورنہ قبر میں مُبتلائے عذاب ہو گے۔

سوال :اِس میں کیا حِکمت ہے کہ ایک جگہ تو حضور نے فرمایا ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یعنی فقر میرا فخر ہے اور دُوسری جگہ فرمایا ہے کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا یعنی فقر قریب ہے کہ کُفر ہو جائے۔

Marfat.com

جواب: معلوم ہو تم کو اے مؤمنو کہ فقر کوئی ذلیل اور بُری چیز نہیں ہے بلکہ یہ نہایت قابلِ عزّت و فخر چیز ہے۔ حضورِ قلب سے کان دھر کر سُنو، میں تم کو فقر کی ماہیت اور اُس کا حال سُناتا ہوں۔ جب خُدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تو ایک پرندہ نہایت حسین اور خوبصورت بھی پیدا کیا اور فقر اُس کا نام رکھا پھر اُس کو فرمایا کہ تمام عالم میں پھر کر اپنے واسطے ٹھکانا ڈھونڈھ لے۔ قسم ہے مجھ کو اپنے عزّت و جلال کی میں تجھ کو اپنی مخلوق میں سے اُسی کے اندر تجھ کو جگہ دُوں گا جس کو تو پسند کرے گا اور جس کو تو اپنا دوست بنائے گا وہ مجھ کو فرشتوں اور کل مخلوقات سے زیادہ پیارا ہوگا۔ تو جب اِس پرندہ نے عالم کا چکّر لگانا چاہا عرش نے اُس کو آواز دی کہ اے فقر میرے اندر آجا۔ فقر نے کہا میں تیرے اندر نہیں آتا کیونکہ مُشبّہ تیرے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اِس آیت سے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی لہٰذا میرا تیرا ساتھ نہیں۔ پھر فقر اُڑتا ہُوا کرسی کے پاس پہنچا کرسی نے کہا کہ مجھ میں رہ جا۔ فقر نے کہا تو خُدا کے اِس فرمان سے۔ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (پارہ ۳ رکوع ۱ سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۵۵) غرور و تکبّر میں ہے اور کل مخلوقات پر فخر کرتی ہے لہٰذا میں تجھ میں نہیں رہتا۔ پھر یہ جنّتوں میں پہنچا جنّتوں نے آواز دی کہ اے فقر ہم خُدا کے دوستوں کا ٹھکانا ہیں تم بھی گھڑی بھر ہمارے اندر آرام لو تا کہ ہم انواع و اقسام کی نعمتوں سے تمہاری مہمانی کریں۔ فقر نے کہا اے جنّتیو تم اپنے حور و قصور اور نعمتوں اور پھل پھلاریوں اور نور و سرور پر مغرور و خوش رہو، میرا خوش و خرم کے ساتھ قرار نہیں ہے۔ پھر سورج نے اُس کو آواز دی اور کہا۔ اے فقر میرے اندر رہ جاؤ۔ فقر نے کہا تو خود بے قرار ہے، شرق سے

Marfat.com

غرب کو چکر لگاتا پھرتا ہے، میں تیرے ساتھ رہ کر کیا کروں۔ آخر یہ زمین پر آیا زمین نے کہا کہ مجھ میں سکونت اختیار کر۔ اس نے کہا تو غم والم کا بستر اور اجسام کا پنگوڑہ ہے تیرے اندر میں نہیں رہتا۔ پھر یہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا انہوں نے فرمایا کہ اے فقر تو میری رفاقت کے قابل ہے اور میں تیرا مسکن ہوں۔ فقر نے کہا اے آدم تمہارے سر پر تاجِ اصطفار کھا گیا۔ خدا نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ۔ (پ۳ سورہ آلِ عمران آیت نمبر ۳۳) اور اجتبا کی چادر تم کو اڑھائی گئی ہے ثُمَّ اجۡتَبٰہُ رَبُّہٗ (پ۱۶ ارکوع ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۲) اور تم اس پر فخر کرتے ہو میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ پھر یہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پہنچا حضرت نوح نے بھی اس کے اپنے اندر رہنے کی درخواست کی۔ اس نے کہا تم نے مخلوقات پر رحم نہیں کیا اور ان کے حق میں بددعا کی رَبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ الخ (پ۲۹ سورہ نوح آیت نمبر ۲۶) اور تمہاری بددعا سے تمام حیوانات ہلاک ہو گئے میں تمہارے ساتھ نہیں رہتا۔ پھر یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا، آپ نے فرمایا کہ اے فقر میرے پاس آجا میں اپنے ربّ کی طرف جاتا ہوں۔ فقر نے کہا تم شکی آدمی ہو تم نے ستاروں کو کہا تھا کہ یہ میرا رب ہے اور یہ بہت بڑا ہے، میں تمہارے پاس نہیں رہتا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے فقر ہمارے پاس آجاؤ کہ ہم نے بچپن میں فرعون کے طمانچہ مارا اور تمام خواہشوں کو ترک کیا، دنیا میں سے صرف ایک عبا اور عصا پر اکتفا کیا۔ فقر نے کہا میں تمہارے اندر نہیں رہتا کیونکہ تم نے دیدار کا سوال کیا تھا۔ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ (پ۹ سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳) پھر یہ حضرت

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا اُنہوں نے کہا: اے فقر میرے اندر رہ جا کہ میں رُوح القدس ہوں اور آسمان پر جانے والا ہوں اور میں یتیم اور فقیر ہوں اور گھاس پھُوس کو کھا کر ہو جاتا ہوں، نمدہ وغیرہ کا میرا لباس ہے۔ فقر نے کہا: نصاریٰ نے تم پر تُہمت لگائی ہے اور تم کو خُدا کا بیٹا کہتے ہیں اور میں بھی مُتّہم ہوں، دو تُہمتوں کا یک جا ہونا اچھا نہیں۔ پھر یہ ہمارے حضُور سرِدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے کمال، جمال اور تواضُع حِلم و اِقبال کو دیکھ کر آپ پر شیفتہ اور راضی ہو گیا۔ حضُور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فقر میں تجھ کو نہیں بُلاتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ تو خود بھی اس بات کو جانتا ہے یا نہیں، فقر نے جو حضُور کی طرف نظر کی تو جسم بِلا تکبُّر اور سر بِلا تکدُّر اور قلب بِلا عُجب اور ہاتھ بِلا بُخل اور سینہ بِلا بُغض و حَسد اور آنکھ بِلا اِلتفات اور زُبان بِلا کِذب اور کان بِلا رعُونت اور پیر بِلا تردُّد دیکھے اور دیکھا کہ جسمِ مُطہّر سراپا تواضُع، دِل پُر از شکر، زُبان ہر وقت ذاکر، رُوح مُنوّر محبّت و مُودّت کے ساتھ مزیّن و آراستہ اور عِلم و فراست اور معجزہ کرامت کے ساتھ پیراستہ ہاتھ سخی زُبان فصیح سینہ رافت و رحمت سے لبریز ہے۔ تب فقر نے کہا کہ شاید یہی وہ نخلِ سر بُلند ہے جس کے خوشے جھُوم رہے ہیں اور عرض کیا کہ کیا آپ ہی وہ ذاتِ قُدسی صفات ہیں جن کی شان میں ارشادِ لولاک ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ تب فقر حضُور کے پاس اُتر آیا اور عرض کیا کہ حضُور کوئی ایسی تدبیر فرمائیں کہ میں اغیار سے محفُوظ رہوں اور بس آپ ہی کے پاس رہوں۔

حضُور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو غم نہ کر میں تیرے اُوپر ایک ایسی نشانی لگا دیتا ہوں کہ جب اغیار اُس کو دیکھیں گے تو تجھ سے بھاگیں گے اور

Marfat.com

فرمایا۔ کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْراً اور میرے اُوپر بھی خُدا نے ایک نِشانی لگائی ہے لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ (پ ۱۱ رکوع ۵ سورہ التوبۃ آیت نمبر ۱۲۸) تو جب اَغیار تجھ سے دُور ہونگے اور میرے دَرجَہ میں بھی نہ پہنچیں گے تو بَس تُو میرے ساتھ ہے اور اُس وقت حضُور نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِی۔ پس حضُور کے فرمان کا کَادَ الْفَقْرُ آنْ یَّکُوْنَ کُفْراً یہی راز ہے۔

حضرت امام حُسین بن علی علیہما السَّلام سے روایت ہے کہ جنابِ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص بازار میں داخِل ہوا اور خُلُوصِ دِل سے ایک بار اس نے یہ کلمہ پڑھا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ و یُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَایَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ۔ خُدا اُس کے واسطے تمام مخلُوق آسمان و زمین اور پتھر اور ڈھیلوں اور درختوں کے پتّوں اور دریاؤں کے قطروں اور ریت کے ذرّوں اور جانوروں کے بالوں کے برابر نیکیاں لکھتا ہے اور اِسی قدر گناہ اُس کے دُور فرماتا ہے۔

حکایت: کہتے ہیں کہ شہر اصفہان میں ایک شخص بزاز عنتر نامی تھا اور اُس کی یہ عادت تھی کہ ہر موسم کے نئے پھل ترکاریاں خرید کر گھر میں لاتا اور بیوی بچّوں کو کھلاتا پلاتا۔ ایک دفعہ اس نے تربُوز خرید کر غلام کے ہاتھ گھر بھیج دیا اور رات کو خُود گھر میں آن کر بیٹھا اور کہا تربُوز لاؤ ہم کھائیں گے۔ بچّوں نے کہا کہ تربُوز تو ہم نے کھالیا۔ اُس نے کہا تم نے کھایا کچھ مضائقہ نہیں میرا حِصّہ لاؤ۔ اُنہوں نے کہا تُمہارا حِصّہ تو ہم بھُول گئے۔ یہ جواب سُن کر بے وفائی دُنیا کی اُس کے دِل میں

Marfat.com

بیٹھ گئی اور کہنے لگا کہ میں ہر وقت اِن کے پاس مُوجُود ہوں اور پھر یہ مُجھ کو بھُول گئے تو جَب میں مَر جاؤں گا اُس وقت یہ مُجھ کو کیسے یاد رکھیں گے اور مَوت کا خَوف اُس کے دِل میں بڑھنا شروع ہوا اور اُس نے خیال کیا کہ میں جو روز ہزار جھُوٹ و فریب سے اِن کے واسطے حلال و حرام مال جمع کرتا ہوں اور اِن کو کھلاتا پلاتا ہوں اور پھر یہ مُجھ کو بھُول جاتے ہیں تو بعد مَوت کے میرا کیا حال ہوگا۔ پھر جب صُبح ہوئی تو یہ بازار جا کر ایک اور تربُوز لایا اور بیوی بچّوں میں بیٹھ کر کھانے لگا اور ہنس ہنس کر باتیں کرتا تھا کہ اُس کی نیّت کی کسی کو خبر نہ ہو۔ پھر اُس نے اپنی بیوی سے کہا کہ ایک باغ بہت بڑا جس میں ہزاروں درخت انگُور اور دیگر میوہ جات کے ہیں بِکتا ہے اور میں تجُھ سے بہت محبّت رکھتا ہوں مگر کیا کروں دُکانداری سے فُرصَت نہیں ہوتی جو تیرے ساتھ مَشغُول ہو کر کھانے پینے کا مزہ اُٹھاؤں۔ اگر تُو اپنا زیور اور مال و متاع مُجھ کو قرض دیدے تو میں وہ باغ خرید لُوں اور اپنی دُکان بھی فروخت کر کے اُسی میں لگا دُوں پھر عیش و عشرت کا مزہ آئے۔ عَورت نے جو یہ خُوش وَقتی کی باتیں سُنیں کہا کہ قرض کیسا میں اپنا تمام مال تُم کو ہِبہ کرتی ہیں اور پھر قاضی کے پاس جا کر ہِبہ نامہ لکھ دیا۔ عَنتر نے جب اُس مال پر قبضہ کیا تو چالیس ہزار اشرفیوں کو وہ باغ خریدا اور پھر بازار میں جا کر مُنادی کر دی کہ جس شَخص کو کسی قسم کا درخت درکار ہو تو میرے باغ سے لے آئے میں نے اُس کو مُسلمانوں کے واسطے وقف کر دیا ہے۔ لوگ گئے اور تمام باغ کے درخت اُکھاڑ لیئے جب صاف زمین رہ گئی تو عَنتَر نے قاضی کے پاس جا کر کہدیا کہ یہ زمین میں نے مَقابِر مُسلِمین کے واسطے وقف کی ہے چُنانچہ اب تک اصفہان میں مَقبَرۂ عَنتَر مَشہُور

Marfat.com

ہے۔ اُس کی عورت نے جو یہ حال سُنا بہت روئی پیٹی اور کہا تو نے مجھ پر کیوں ظُلم کیا؟ اُس نے کہا میں نے تجھ پر کچھ ظُلم نہیں کیا صرف مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تو مجھ کو میرے مرنے کے بعد جبکہ دُوسرے خاوند کے پاس ہو گی تو ہرگز یاد نہ رکھے گی کیونکہ ابھی تربوز کھانے میں بھول گئی۔ اَلغرض عنتر کے باغ کی زمین میں مسلمانوں کے مُردے دفن ہونے لگے اور ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ عنتر نے وفات پائی اور اُن کے دوستوں میں سے کسی نے اُن کو خواب میں دیکھا کہ جنّت کے محل میں رونق افروز ہیں جس کا طُول ایک ہزار فرسخ کا ہے اور دُودھ و شہد اور زنجبیل و سلسبیل کی نہریں اُس میں جاری ہیں۔ دریافت کیا کہ اے عنتر یہ عزّت کس عمل سے نصیب ہوئی۔ کہا دُنیا میں جو میں نے اپنا بُستان (باغ) وقف کیا تو میرے رحمٰن نے یہ باغِ جنان مجھ کو عنایت فرمایا۔ جو عاقل صادق ہے وُہ عنتر کی طرح نیکی اور بھلائی آگے بھیجتا ہے اور جو جاہل و غافل ہے وہ مال جمع کرتا ہے تا کہ غیر اُس کو کھائیں اور مزے اُڑائیں اور اُس کو عذاب ہو کیونکہ خُدا فرمایا ہے کہ جو لوگ سونے اور چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور راہِ خُدا میں اُن کو خرچ نہیں کرتے اُن کی پیشانی اور پہلو اور پشت پر اُس سونے چاندی سے داغ دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہ وہی خزانہ ہے جو تم نے اپنے واسطے جمع کیا تھا اب اِس خزانے کے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

سوال: خُداوند تعالیٰ واحد، احد، صمد، فرد وتر ہے پھر اِس میں کیا حکمت ہے کہ راستے دو ہیں فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ (پارہ ۲۵ رکوع ۲ سُورہ الشوریٰ آیت نمبر ۷) ایک گروہ جنّتی اور ایک گروہ دوزخی۔

Marfat.com

جواب: معلوم ہو کہ جو شخص کعبہ شریف جانا چاہے تو اس راستہ سے جائے گا جو اُس کے پاس ہے، پھر کعبہ کے چار راستے اور ہیں، چاروں طرف سے مدینہ شریف کی طرف سے جو راستہ آتا ہے اس کا نام حلیلہ ہے اور مُلکِ شام و مصر سے جو راستہ آتا ہے اس کا نام جحفہ ہے، اور یمن کے راستہ کا نام یلملم اور عراق کے راستہ کا نام ذات عرق اور نجد کے راستہ کا نام قرن ہے۔ اب جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خِدمت میں جو صاحِب شَرِیعت ہیں پہنچنا چاہے تو اُس کو لازِم ہے کہ اِن چاروں طریقوں میں سے ایک طریق کے ساتھ پہنچے یعنی امام اَبُوحَنِیفَہ کے طریق یا امام شافعی یا امام مالِک یا امام اَحمد بن حَنبَل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم کے طریق سے اور جو اِن راستوں میں سے ایک راستہ کو مَضبُوط پکڑے گا اور دُوسرے راستہ کی طرف مُتَوَجّہ نہ ہو گا وہ ضرور حضُور نبی کریم ﷺ کی خِدمت میں پہنچ جائے گا، اور جو ان چاروں اماموں اور اِن کے راستوں کو حَق نہ سمجھے گا وہ حضُور تک نہیں پہنچے گا اِس واسطے مومن مُخلِص کو مُتَعَصِب مُخالِف نہ بنا چاہیے بلکہ مُتَّفِق مُوافِق رہنا چاہیے کیونکہ اِتّفاق سے اِجتماع اور اِختلاف سے اِفتراق پیدا ہوتا ہے۔ تم نہیں دیکھتے ہو کہ درختِ خلاف (یعنی بید) کا نام خلاف ہونے سے اُس میں پھل نہیں آتا ہے۔ تو گویا خُدا اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ تُم خلاف میں نہ پڑو کہ پھر میری رَحمت سے مَحرُوم ہو جاؤ بلکہ چاروں اماموں کے طریقوں کو سچا جانو تا کہ میرے نبی مُحمد (ﷺ) تک پہنچ جاؤ۔ اور میں اس شخص کی مِثال تُمھارے سامنے بیان کرتا ہوں جو کبھی ایک مذہب میں اور کبھی دُوسرے مذہب میں مُنتَقِل ہوتا رہتا ہے۔ "کلیلہ دمنہ" میں ایک کُتّے کی حکایت لکھی ہے کہ جب وہ کسی مکان میں ڈھول کی

Marfat.com

آواز سُنتا تو شادی سمجھ کر دوڑتا ہوا جاتا، لوگ اُس کی اِس عادت سے واقف ہو گئے اور اُنہوں نے یہ حیلہ کیا کہ دو گاؤں میں دو ڈھول رکھے اور ایک ڈھول کو بجایا، کُتا اُس گاؤں کی طرف دَوڑا۔ جب گاؤں کے قریب پہنچا تو اُنہوں نے ڈھول مُوقُوف کیا اور پہلے گاؤں والے بجانے لگے۔ کُتا اُدھر دَوڑ کر آیا یہاں تک کہ اِسی بھاگا دَوڑ میں کُتا بھُوکا پیاسا ہلاک ہو گیا۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جو اپنے مذہب کی صحت کا اِعتقاد نہیں رکھتا اور نہ اپنے نبی کی سُنّت کی حفاظت کرتا ہے، کُفّار کے طریق سیکھتا ہے۔ قلیلس اور صَوم پائیں اور خمیس رز پر عمل کرتا ہے اور پانی چھڑکتا ہے۔ ہم کو ان لوگوں پر اندیشہ ہے کہ یہ آبِ رَحمت سے پیاسے اور مَحرُوم مر جائیں گے۔ اور مَعلُوم ہو کہ چاروں اماموں کی مِثال چار اَرکان کی سی ہے کیونکہ حضُور نبی کریم ﷺ جو عِلم کے شہر ہیں جب عِلم و حِکمت کو دُنیا میں لائے تو اس کے چار وارث دیکھے کیونکہ عُلماء اَنبیاء کے وُرثاء ہیں، ان چاروں پر آپ نے حِکمت کے پھَل تقسیم کیئے، خُدا کے اِس فرمان کی تقسیم کے ساتھ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ (پارہ ۱۱ رکوع ۴ سورہ التوبۃ آیت نمبر ۱۲۲)۔ تو ان چاروں حصّوں میں سے ایک حِصّہ امام اَبُوحَنِیفہ کو اور ایک امام شافعی کو اور ایک امام مالک کو اور ایک امام احمد بن حَنبَل کو پہنچا۔ پس جو شخص ان چاروں میں سے ایک کے طریق کو مَضبُوط پکڑے گا وہ حضُور نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے گا اور وہ قرآن سے ہو گا۔ کیونکہ یہ چاروں امام ٹہنیاں ہیں اور حضُور نبی کریم ﷺ اِن کی جَڑ ہیں اور حضُور نبی کریم ﷺ کی گفتگو قرآنِ عظیم اور کتاب کریم ہے جِس کی شان میں خُدا فرماتا ہے۔ لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ (پارہ ۷ رکوع ۱۳ سورہ الانعام آیت نمبر ۵۹) ایک دفعہ حضُور عَلَیہِ السّلام اپنی

Marfat.com

آیت کی تفسیر اپنے اصحاب کو سُنا رہے تھے کہ ابُوجہل نے کہا اے مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کہتے ہو کہ ہر ایک تر وخشک چیز کا بیان قرآن میں ہے، تو کیا اِس میں میرے اور تُمہارے محارِن کا بھی کچھ ذِکر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہے، خُدا فرمایا ہے۔ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۶) وَ مَثَلًا كَلِمَةٍ طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ (پ ۱۳ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۴) اور خُداء واحَد کی طرف بہت سے راستوں کا ہونا جائز ہے کیونکہ خُدا کے نہ شریک ہے، نہ مِثل ونظیر ہے اور بندہ کُل طریقوں پر اُن کی شرائط کے ساتھ عمل کرنے سے عاجز ہے، اِس واسطے جائز ہے کہ وہ ایک یا دو تین چار پانچ طریقوں سے خُدا کے پاس پہنچ جائے اور یہ کُل طریق بے حَد ونہایت ہیں جیسے نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد قرآن خوانی تسبیح تہلیل سخاء وفاء وغیرہ نیک کام اور جائز ہے کہ خُدا اِن اَسباب کے سبب سے بندہ کو بخش دے۔

فرماتا ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (پ ۲۶ سورہ قٓ آیت نمبر ۱۶) اور دَراصل دو راستے ہیں جِن کی کُنجی اُس کے ہاتھ میں ہے اور جن پر اُس کے اَنبیاء اور مخلُوق میں سے کوئی مُطّلع نہیں ہے، فرماتا ہے جس کو خُدا ہدایت کرتا ہے وہی ہدایت والا ہے اور جس کو وُہ گُمراہ کرے اُس کے واسطے تُم کوئی کارساز ہدایت کُنندہ نہ پاؤ گے۔ اور مَعلُوم ہو کہ اِن دونوں کُنجیوں میں سے ایک بندہ کے باطن میں اور دُوسری اس کے ظاہر میں گڑی ہوئی ہے۔ ظاہر تو کُفّار میں ہے کیونکہ کُفّار بھی مال میں سے صَدقہ دیتے اور یتیموں کی پرورش کرتے اور پُل

Marfat.com

بناتے اورزمین وقف کرتے ہیں تاکہ خُدا تک پہنچیں مگر اُن کے واسطے دروازہ بَند ہے اُس کے اِس فرمان سے کہ۔ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ هَادٍ (پ۱۳سورہ الرعد آیت نمبر۳۳) اور باطن کی کُنجی مومنوں میں ہے جیسے شراب پینا، زِنا کرنا، بُہتان باندھنا، غیبت کرنا، تو یہ سب اَسباب اِیمان سے نِکلنے یا قَرِیب الخُرُوج ہونے کے ہیں کیونکہ یہ کُفر کی فروعات ہیں مگر ایمان سے نِکلنے کا دَروازہ بَند ہے اوراِس فرمان کا اِس پر قُفل لگا ہوا ہے حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ (پارہ۲۶رکوع۱۳سورہ الحجرات آیت نمبر۷) اور فرمایا ہے کہ اِسی طرح وحی کیا ہم نے تمہاری طرف قُرآن عربی تاکہ تم اُمُّ القریٰ یعنی مکّہ کے لوگوں کو عذابِ اِلٰہی سے ڈراؤ. اور مکہ کو اُمّ القریٰ اِس واسطے کہا ہے کہ جب خُدا نے زمین کو پیدا کرنا چاہا تو پہلے پانی تھا اور مکّہ کی جگہ پانی پر جھاگ تھے پس خُدا نے ان جھاگوں ہی سے پھیلایا فرماتا ہے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحٰهَا (پ۳۰ سورہ النازعات آیت نمبر۳۰) اور مکّہ کی زمین کے ساتھ ایسی مِثال ہوئی جیسے آٹے میں خمیر ہوتا ہے کیونکہ وُہی اصل ہے اور مَنْ حَوْلَهَا (پ۲۵سورہ الشوریٰ آیت نمبر۷) سے مکّہ کے گِرد مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کے لوگ مُراد ہیں کیونکہ مکّہ سب کے درمیان میں ہے، اور آگے فرماتا ہے تُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ لَارَیْبَ فِیْهِ الخ (پ۲۵رکوع۲سورہ الشوریٰ آیت نمبر۷) یعنی قیامت کے روز سے لوگوں کو ڈراؤ کہ جِس میں صرف دوراستے ہونگے ایک جُنّت کا اور دُوسرا دوزخ کا۔ اے مومنو کُفر اور عِصیاں سے بچو تاکہ خاتمہ کے وقت اِیمان نہ جاتا رہے کیونکہ سارا بھید خاتمہ میں ہے جِس کا حال کسی کو مَعلُوم نہیں۔

Marfat.com

حکایت: شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ بڑے زاہد بزرگ تھے اور ایک ادنیٰ وصف اُن کا یہ ہے کہ تیس برس انہوں نے مغرب کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی تھی اور ستّر برس شب بیداری اور روزہ داری کے ساتھ عبادت کی اور لوگوں سے الگ الگ پہاڑ کے غار میں اپنے مُرید کے ساتھ رہتے تھے اور دیگر مُریدین اُن کے بہت سے شہروں میں رہتے تھے جن میں سے تین سو ساٹھ ۳۶۰ مُرید نہایت کامل صاحبِ کرامات تھے۔ آخر یہ بیمار ہوئے اور سات روز کے عرصہ میں بیماری نے بہت طُول کھینچا اور وقت آخری آن پہنچا اور یہ مُرید اُن کی بیماری کے دنوں میں روز اُس مکان کے گوشہ سے یہ آواز سُنتا تھا کہ اے احمد خرابی ہے تیرے واسطے خرابی ہے۔ ساتویں روز شیخ احمد نے مُرید سے کہا کہ تُم شہر میں فلاں یہودی کے پاس جاؤ جو میرا پڑوسی ہے اور اُس کو میرے پاس لے آؤ تا کہ وہ مجھ کو معاف کر دے ورنہ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ یہ بات کہہ کر شیخ کی زبان بند ہو گئی اور پھر بات نہ کر سکے۔ مُرید کہتے ہیں میں نے جو شیخ کے چہرہ پر نظر کی تو دیکھا کہ دو قطرہ سیاہ اُن پر ٹپکے اور اِس قدر سیاہی پھیلی کہ تمام چہرہ سیاہ ہو گیا۔ مُرید نے یہ حال دیکھ کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور چیخیں مار مار کر رونے لگا کہ ہائے مُصیبت اور خرابی جب پیر کا یہ حال ہے تو مُرید کا کیا حال ہوگا، اور جب فرمانبردار کا یہ حال ہے تو نافرمان کا کیا حال ہوگا، ہائے فضیحت جب عُلما کا یہ حال ہے تو جُہلاء کا کیا حال ہوگا۔ پھر یہاں سے یہ مُرید بھاگ کر قبرستان میں پہنچا اور اپنی ماں کی قبر پر سر رکھ کر رونے اور کہنے لگا کہ اے مادرِ مہربان عذابِ الٰہی سے کہاں بھاگ کر جاؤں اور اے ابّا جان خُدا کے قہر سے کیونکر خلاصی پاؤں۔ پھر مُدّت تک روتا رہا

Marfat.com

آخر ایک دِن اُس کے دِل میں خیال آیا کہ چل کر شیخ کو دفن تو کر آؤ۔ جب اُس جگہ آیا تو دیکھا کہ عرش سے فرش تک نُور ہی نُور ہے اور جب جنازہ کے قریب آیا تو شیخ کے چہرہ کو نُورانی دیکھ کر خُدا کا شُکر کیا اور نہایت تعجب کے ساتھ اُن کو غُسل اور کفن دے کر دفن کیا۔ اور جب اُس نے جنازہ قبر میں رکھا تو شیخ ہنسے اور فرمایا اے فرزند میں نہیں مرا ہوں بلکہ میں نے دُنیا سے آخرت کی طرف نقل کی ہے۔ یہ مُرید بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے شیخ کو خواب میں خُلفاً راشدِین کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کے چہرہ کے سیاہ ہو جانے کا کیا سبب تھا اور اب آپ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے چہرہ پر نُور برس رہا ہے۔ فرمایا کہ اے فرزند جب میری مَوت قریب ہوئی تو میرے اعمال کا دفتر میرے سامنے پیش کیا گیا اور میں نے اُس میں دو درہم دیکھے جو حرام کے میں نے کھائے تھے اور وہ اُس یہودِی کے تھے جو میرے پڑوس میں رہتا ہے اور اُنہیں کے دو قطروں نے میرے چہرہ کو سیاہ کر دیا اور یہ نُور جو میرے چہرہ پر ہے دُرود شریف کی بدولت ہے جو میں حضور نبی کریم ﷺ پر پڑھتا ہوں اور اب میں اَصحاب کے ساتھ جو بیٹھا ہوں تو یہ مُسلمانوں کو نصیحت کرنے اور وعظ کہنے کے سبب سے ہے، تو عذاب کی علامت میرے بداعمالی سے تھی اور کرامت کی علامت میرے رب کے فضل اور اُس کی رحمت سے ہے۔

نیاحه: معلوم ہو کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے اور پھر پچاس ہزار برس کا عرصہ بھی گذر جائے گا تو جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے کہ خداوندا میں حضرت محمد (ﷺ) کے دِیدارِ جمال کا بہت مُشتاق ہوں، اُن

Marfat.com

کی زیارت کی مجھ کو اجازت دے۔ خدا فرمائے گا میری اجازت ہے تم جاؤ۔ وہ عرض کریں گے میں خالی ہاتھ کیونکر جاؤں میرے پاس کوئی ہدیہ نہیں ہے۔ خدا فرمائے گا کہ ایسا ہدیہ لے جاؤ جو ان کو سب چیزوں سے زیادہ مرغوب ہو۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام عرض کریں گے خداوندا وہ کیا ہدیہ ہے؟ فرمائے گا کہ وہ اُن کی اُمت کے گنہگار ہیں جو دوزخ میں رہ گئے ہیں تم دوزخ میں جا کر اُن کو ڈھونڈھ لو اور ان کی خدمت میں لے جاؤ اور کہو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تم کو ایک خوشخبری دینے آیا ہوں اور ایک ہدیہ تمہارے واسطے لایا ہوں تم کہو تو اُس کو حاضر کروں۔ وہ فرمائیں گے کہ وہ کیا ہدیہ ہے؟ تم کہنا کہ آپ کی اُمت کا ایک گنہگار شخص ہے اور اب تک وہ دوزخ میں ہے اگر آپ خوشی سے اُس کو طلب فرمائیں تو میں اُس کو دوزخ سے نکال لاؤں اور اگر آپ کی مرضی نہ ہو تو نہ لاؤں۔ اَلغرض جبریل عَلَیہِ السَّلام دوزخ میں جا کر بہت سے لوگوں کو گرفتارِ عذاب دیکھیں گے کہ جَل کر مثل کوئلہ کے ہو گئے ہونگے اور طوق و زنجیروں میں مقیّد ہوں گے اور ایک شخص اُن میں ایسا ہوگا کہ اُس کا چہرہ اور ہاتھ پیر سفید ہوں گے جبریل عَلَیہِ السَّلام اُس کو علیحدہ کر کے حال پوچھیں گے کہ تو کس کی اُمت سے ہے؟ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھول گیا ہوگا اور کہے گا میں نہیں جانتا اور روتا ہوا زمین پر گر پڑے گا اور کہے گا اے خدا کے بندے خدا سے میری سفارش کر کہ مجھ میں عذابِ الٰہی برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ جبریل عَلَیہِ السَّلام کہیں گے اگر تو اپنے نبی کا نام نہیں جانتا ہے تو یہ بتا کہ تو دُنیا میں کس طرح خدا کی عبادت کیا کرتا تھا؟ وہ کہے گا کہ ہم ہر سال میں تیس روزے رکھتے تھے اور ہر روز پانچ نمازیں پڑھتے تھے۔ جبریل

Marfat.com

عَلَیہِ السَّلام کہیں گے تو حضرت مُحمد ﷺ کی اُمّت سے ہے حضور نبی کریم ﷺ کا نام پاک سُنتے ہی یہ شخص پکارے گا کہ اے میرے مُحمد (ﷺ) اے میرے اَحمد (ﷺ) اے میرے نبی، اے میرے شفیع، ہائے حسرت اور ہائے جُدائی اور غُربت میرے حالِ زار کی آپ کو کُچھ خبر نہیں۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام کہیں گے میرے واپس آنے تک تو اپنے نبی کا نام نہ بھُولیو، میں جا کر اُن کو تیری خبر کرتا ہوں تا کہ وُہ تیری شفاعت کریں پھر جبریل عَلَیہِ السَّلام جنّت میں آ کر دیکھیں گے کہ حضُور نبی کریم ﷺ اپنے اہل و اَصحاب اور اُمّت کے ساتھ کھانے پینے اور دیگر نعمتوں میں مَشغُول ہیں۔ جبریل عَلَیہِ السَّلام حاضر ہو کر حضُور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کو بوسہ دیں گے۔ حضُور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے کہ جبریل (عَلَیہِ السَّلام) آج خالی ہاتھ تم کیسے آئے کوئی تحفہ یا ہدیہ نہیں لائے۔ جبریل عَلَیہِ السَّلام عرض کریں گے کہ حکمِ اِلٰہی یہ ہے کہ میں پہلے آپ سے مشورہ لے لوُں پھر ہدیہ لے کر آپ کی خِدمت میں حاضِر ہوں۔ حضُور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے یہ کیا بات ہے۔ وہ عرض کریں گے کہ آپ کا ایک اُمّتی دوزخ میں ہے، یہ سُنتے ہی حضُور نبی کریم ﷺ پیالہ ہاتھ سے پھینک دیں گے اور تاج سر سے اُتار ڈالیں گے اور اپنے اَصحاب سمیت جنّت سے باہر آویں گے اور فرمائیں گے جب تک وہ شخص دوزخ سے نہ نِکلے گا میں جنّت میں نہ جاؤں گا تب جبریل عَلَیہِ السَّلام دوزخ میں جا کر اُس شخص کو تلاش کریں گے اور کہیں اُس کا پتہ نہ پائیں گے آخر حیران ہو کر جنابِ اِلٰہی میں عرض کریں گے کہ خُداوندا اب میں حضُور نبی کریم ﷺ کے پاس کیونکر جاؤں مجھ کو شرم آتی ہے میں نے اُس شخص کو نہیں پایا تو مُجھ کو شرمندہ نہ کر اور

Marfat.com

اُس کا پتہ بتا دے۔ حُکم ہوگا کہ فُلاں صحرا میں ایک پہاڑ کے پاس جس کا نام غی ہے ایک کنُواں ہے اور وہ تارکِ نماز کی جگہ ہے اُس کے اندر وہ شخص تم کو ملے گا۔ چُنانچہ جبریل عَلَیہِ السّلام وہاں پہنچیں گے تو وہ شخص ''یا حَنّانُ یا مَنّان'' کہہ کر پکار رہا ہوگا اور اُس کی اِس آواز سے دوزخ اُس کے پاس سے بھاگتی ہوگی۔ جبرئیل عَلَیہِ السّلام کہیں گے اے گُنہگار میرے پاس آ کہ میں تجھ کو دوزخ سے باہر لے چلوں۔ وہ کہے گا تم جاؤ میں یہیں خُوش ہوں۔ جبریل عَلَیہِ السّلام کہیں گے تُجھ سے عذاب پر کیسے صبر ہو سکتا ہے۔ وہ کہے گا عذاب میرے اُوپر اُس وقت گراں تھا جبکہ خُدا کا نام مُجھ کو یاد نہ تھا اور اب جو مُجھ کو خُدا کا نام یاد آیا ہے تو میں عذاب سے نہیں ڈَرتا اور نہ آگ میرا کُچھ کر سکتی ہے۔ جبرئیل عَلَیہِ السّلام کہیں گے تیرے سردار حضرت مُحمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے مُنتظر ہیں۔ وہ کہے گا ہائے میں بھی اُن کا مُشتاق ہوں مگر مُجھ کو شرم آتی ہے کہ میں اِس رُوسیاہی اور بَدحالی کے ساتھ کس طرح اُن کی خِدمت میں جاؤں۔ پھر جبرئیل عَلَیہِ السّلام اُس کو دوزخ سے نِکال کر جَنّت کی طرف لے جائیں گے تو راستہ میں رو دے گا اور کہے گا مُجھ کو حضرت مُحمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی ہے یہاں تک کہ یہ دونوں جَنّت کے قریب پہنچیں گے اور حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اِستقبال فرمائیں گے۔ یہ شخص رو کر حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دَست بوسی کرے گا اور کہے گا اے میرے سردار، اے میرے نبی، اے میرے رسُول مُجھ کو دوزخ میں بھُول کر عذاب میں گرفتار چھوڑ گئے۔ حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے مُصافحہ کر کے فرمائیں گے کہ تیرا کیا گُناہ تھا جو اِس وقت تک عذاب میں مُبتلا رہا۔ وہ عرض کرے گا مُجھ کو بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ اُس کو خدا کی قسم دیں گے کہ تیرا کیا گناہ تھا جو پچاس ہزار برس تو عذاب میں گرفتار رہا۔ وہ کہے گا ایک دفعہ قصداً ایک وقت نماز قضا کر دی تھی، بس دُنیا میں یہ گناہ مجھ سے ہوا تھا۔ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں اُن پر از خدا افسوس ہے۔ یہ اُس شخص کا بیان ہوا ہے جس سے عمر بھر میں صرف ایک نماز قضا ہوئی تھی۔ پھر اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو سال بھر میں ایک نماز بھی نہیں پڑھتے ہیں، دوزخ میں تھوڑا اُن کو کھانا ملے گا، خدا ہم کو اِس سے محفوظ رکھے۔ پھر یہ شخص چشمۂ حیات میں غسل کر کے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنت میں داخل ہو گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تارکِ نماز کی بُرائی اُس کے کنبہ داروں اور پڑوسیوں میں سے ستر آدمیوں کو پہنچتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ تارکِ نماز کی بُرائی اُس کے وقت سے لے کر آدم علیہ السلام تک کے مومنوں کی ارواح کو پہنچتی ہے اور سب کو صدمہ ہوتا ہے۔ میں اس کی حقیقت دلیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں، دیکھو جب نمازی نماز میں التحیات [illegible] پڑھتا ہے السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ تو اُس کی بھلائی تمام مسلمانوں کی ارواح کو پہنچتی ہے اور جو نماز نہیں پڑھتا تو گویا اِس خیر کو اُن سے روکتا ہے اور گویا تمام مسلمانوں کو شر پہنچانے والا بن جاتا ہے، خدا [illegible] تا ہے مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ (پ۲۹ سورہ القلم آیت نمبر ۱۲) حدیث [illegible] بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں جن کو قرآن لعنت کرتا ہے۔

[illegible] بہت سے اسرار ہیں کیونکہ معلوم ہے کہ بغیر قرآن پڑھے نماز نہیں [illegible] نے نماز میں قرآن پڑھا اور زکوٰۃ نہ دی تو قرآن اُس کو لعنت کرتا ہے [illegible] جب قرآن پڑھا اور نماز نہ پڑھی تو قرآن اُس کو لعنت کرتا ہے، یا

Marfat.com

قرآن پڑھا اور لوگوں پر ظلم کیا اور غیبت کی یا کسی پر بہتان باندھا یا عداوت اور بغض کی اور حج نہ کیا اور امر و نہی کو ترک کیا تو قرآن اس کو لعنت کرتا ہے۔

نکتہ: نماز کی مثال پارہ کی سی ہے جس کو فارسی میں سیماب کہتے ہیں اور خدا نے اس آیت میں نماز کا نام سیمار کھا ہے۔ **سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ** (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲ سورہ الفتح آیت نمبر ۲۹) اور سیماب میں ایک ایسی خاصیت ہے جو اور کسی دوا میں نہیں پائی جاتی ہے کہ جو شخص اس کی گولی بنا کر اپنے گلے میں ڈال لے تو جس قدر جوئیں اور پسو اس کے سر اور کپڑوں میں ہوں گے سب مر جائیں گے۔ اور جب تک یہ گولی لٹکی رہے گی پیدا نہ ہوں گے۔ اور یہی خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے نفسوں کے سیماب کو قتل کر کے گولی بنائیں اور **اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ** (پ ۱ سورہ البقرہ آیت نمبر ۴۳) کے تاگے میں باندھ کر گلے میں لٹکا لیں تا کہ تمام فحش اور بری باتیں ان سے دور ہوں۔ خدا فرماتا ہے کہ بیشک نماز فحش اور بری بات سے انسان کو باز رکھتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ہر وقت کی نماز کا ثواب چاہے اس کو چاہیئے کہ وضو کر کے پھر لوٹے کو بھر کر رکھدے قبلہ کے سامنے اور دل میں یہ نیت کرے کہ جب میرا وضو ساقط ہو گا تو فوراً ہی میں وضو کر لوں گا تو جب تک یہ لوٹا پانی سے بھرا ہوا قبلہ رو رکھا رہے گا اور یہ باوضو ہو گا اس کو نماز کا ثواب ہو گا۔ اور یہ جو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والوں کو قرآن لعنت کرتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان کفاروں کے حق میں ہے جو مسلمانوں سے بحث و حجت کرنے اور ان کو بھکانے کے واسطے قرآن پڑھتے ہیں جیسے وہ علماء یہود و نصاریٰ جن کو قرآن کا

Marfat.com

صِدق اوراس کی حقّانیت مَعلُوم ہے اور پھر وہ اِس کو چُھپاتے ہیں، اِس کے مُناسِب میں ایک حکایت بیان کرتا ہوں۔

حکایت: کہتے ہیں کہ مشائخ میں سے ایک بُزُرگ صاحب اَسرار و کرامات شیخ حسَن رحمۃ اللہ علیہ نام تھے اور ان کے تین سو مُرید کامِل تھے ایک روز ماہِ رَمضان میں یہ بُزُرگ نمازِ چاشت کے بعد اپنے اَوراد سے فارِغ ہو کر مُریدوں میں تشرِیف رکھتے تھے کہ ایک شخص سیاہ کمبل کا کُرتا پہنے کندھے پر چادر ڈالے اور ہاتھ میں عصا لئے ہوئے آیا اور شیخ کو سلام کر کے نماز پڑھنے لگا اور نہایت خُشُوع و خُضُوع اور سکون و اطمینان کے ساتھ نماز ادا کر کے تہلیل اور قرآن خوانی میں مَصرُوف ہوا پھر اِس کے بعد اُس نے ایک آبخورے میں سے جو وہیں رکھا ہوا تھا پانی پیا۔ شیخ نے اپنے مُریدوں سے فرمایا کہ پانی پینے میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ یہ مسافر ہے اور خُدا نے مسافر کو قضا کرنے کی اجازت دی ہے اور اُس کا پانی پینا دلیل ہے اِس بات کی کہ یہ کھانا چاہتا ہے۔ تُم کھانا لا کر اُس کے آگے رکھو۔ مُریدوں نے اُس کے آگے کھانا لا کر رکھا۔ اُس نے بِسم اللہ کہہ کر شیخ سے کہا کہ مُوافِقت شرط ہے (یعنی میرے ساتھ آپ بھی نوش کیجئے۔ شیخ نے فرمایا تُم نے سچ کہا اور خُود بھی ہاتھ بڑھا کر کھانے میں شریک ہوئے۔ مُریدوں نے شیخ کا یہ حال دیکھا اُن کا اِعتقاد شیخ کی طرف سے فاسِد ہوا اور نفرت سے کہنے لگے کہ یہ شخص مسافر ہے تو شیخ تو مُقیم ہے، یہ کیوں رَمضان میں اُس کے ساتھ کھاتے ہیں۔ پھر یہ سب کے سب شیخ کو اُس کے ساتھ چھوڑ کر چل دیئے۔ اُس شخص نے شیخ سے پُوچھا کہ آپ کے مُریدوں کو کیا ہوا جو سب چل دیئے۔ شیخ نے فرمایا

Marfat.com

بعض دفعہ ان کو کوئی ضرورت ہوتی ہے تو چلے جایا کرتے ہیں، اور خدا کا حکم ایسا ہی ہے کہ بعض کو باطن سے ظاہر کی طرف نکالتا ہے اور بعض کو ظاہر سے باطن میں داخل کرتا ہے۔ اُس شخص نے جو شیخ کا یہ کلام سُنا اُس کا رنگ مُتغیر ہوا اور شیخ کے مُرید چھت پر اور روشندانوں میں سے پوشیدہ یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور شیخ کی ایک تسبیح تھی جس میں مُرسلین کے شُمار کے مُوافِق دانے تھے اور شیخ اُس کو اپنی کمر سے باندھے رہتے تھے۔ جب اُس شخص نے کھڑے ہو کر جانے کا اِرادہ کیا تو شیخ نے فرمایا کہ کیوں صاحب تم نے نہیں کہا کہ مُوافقت شرط ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ شیخ نے کمر سے تسبیح کو نِکال کر توڑ ڈالا۔ مُرید شیخ کی یہ باتیں دیکھ رہے تھے۔ اُس شخص نے کہا میرے پاس تسبیح نہیں ہے جس کو میں بھی آپ کی مُوافقت میں توڑوں۔ شیخ نے فرمایا میں تو حق کی تسبیح توڑوں اور تو باطِل کی زُنّار بھی نہ توڑے۔ تب اُس شخص کا حال کُھل گیا اور اُس کے سَتّر طریقہ تھے جن کے ساتھ مُسلمانوں کو گُمراہ کیا کرتا تھا اور کمر میں اُس کے زُنّار بندھی تھی اُس نے اُس کو ہاتھ مار کر توڑ دیا اور کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہ. مُریدوں نے جو یہ دیکھا اُسی وقت شیخ کے قدموں میں گرے اور مُعذرَت کرنے لگے اور عرض کیا کہ آپ نے روزہ کیوں توڑ ڈالا۔ فرمایا روزہ اس واسطے رکھتے ہیں کہ شیطان کا سر کاٹیں، میں نے ساٹھ برس روزے رکھے اور یہ بات نصیب نہ ہوئی جو آج روزہ توڑ کر میں نے شیطان کا سَر کاٹا۔ اور بڑے تعَجُّب کی بات ہے کہ اگرچہ میں نے ساٹھ روزے اپنے اُوپر واجب کر لیے تو بلا سے مگر ایک کافر کو مُسلمان بنالیا اور میں نے اپنا حلق اور زُبان پانی سے اس واسطے تر کیا کہ کافر جنتی

Marfat.com

ہو جائے۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ تو نے زُنّار بغیر اُمّت محمدیہ کی کرامت دیکھے کیوں نہیں توڑی حالانکہ تو قُرآن پڑھتا تھا۔ اُس نے کہا میں نے اپنے دِل میں عہد کیا تھا کہ جب تک میں اُمّتِ محمدیہ کی کرامت نہ دیکھ لُوں گا زُنّار نہ توڑوں گا اور اب میں نے جان لیا کہ دینِ حق ہے اِس واسطے زُنّار توڑ دی اور اِسلام قبُول کیا۔

مومنو معلُوم ہو کہ محض قُرآن خوانی ہی سے کام نہیں چلتا ہے اور نہ قرآن صرف پڑھنے کے واسطے نازِل ہوا ہے بلکہ قرآن اس واسطے نازِل ہوا ہے کہ تُم اِس کو جانو اور اِس پر عمل کرو اور نہ کوئی شخص صرف قرآن کے پڑھنے سے جنّت میں داخِل ہو سکتا ہے جب تک کہ اِن باتوں کو نہ کرے جِن کا قُرآن نے حکم کیا ہے، اور اُن سے بچے جِن سے قُرآن نے منع کیا ہے۔ اور اِس کی مِثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے اپنے غُلام یا نوکر کو کسی شہر کا فرمانِ حکومت عنایت کیا کہ جب یہ اُس شہر میں پہنچے تو سب اہلِ شہر اس کی اطاعت کریں۔ چُنانچہ یہ وہاں جا کر حکومت کرنے لگا۔ پھر بادشاہ نے ایک دُوسرا فرمان اُس کو بھیجا کہ یہ اس شہر میں ایک محَل تعمیر کرائے تا کہ جب بادشاہ ادھر تشریف لے جائیں تو اس محَل میں رُونق اَفروز ہوں۔ یہ فرمان اُس حاکم کو پہنچا مگر اس نے محَل تیار نہ کیا بلکہ ہر روز اس فرمان کو صرف پڑھ لیتا تھا اور اُس پر عمل نہ کرتا تھا تو اب بتلاؤ کہ جب بادشاہ وہاں تشریف لے جائے اور محَل کو تیار نہ دیکھے تو یہ حاکم بادشاہ سے خلعت واِنعام کا مُستحِق ہے یا سزا وعقاب کا۔ ظاہر ہے کہ یہ ضَرب وشتم اور حبس ہی کا مستحِق ہے۔

اِسی طرح قُرآن شریف اِس فرمان ہی کی مِثل ہے جِس میں خُدا نے اپنے بندوں کو ارکان دین تعمیر کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

Marfat.com

(پارہ ا رکوع ۵ سورہ البقرہ آیت نمبر ۴۳) اور فرمایا ہے کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (پ ۲ سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۸۳) پس قُرآن کا پڑھنا اِس فرمان کا پڑھنا ہے اور صرف اِس کے پڑھنے سے جُنّت حاصِل نہیں ہو سکتی کیونکہ اُس نے فرمایا ہے۔ جزاء بما کانوا یعملون۔

حکایت: اِسی کے مُتعلّق بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مُبارک دمشق کو جارہے تھے، راستہ میں دیکھا کہ ایک گدھا مُردہ پڑا ہے اور ایک شخص فقیر اس کے پاس کھڑا رو رہا ہے۔ حضرت عبداللہ نے پُوچھا کہ تو کیوں روتا ہے؟ اُس نے کہا میں ایک غریب اور عیال دار آدمی ہوں، یہ گدھا میں نے تین سو روپیہ کو خریدا تھا اور اِس پر مزدوری کر کے میں اپنے بال بچّوں کو کھلاتا تھا، اب یہ گدھا مر گیا اور میں تہی دَست رہ گیا۔ عَبدُاللہ نے کہا تُو نے تو اِس کو جب یہ زِندہ تھا تین سو ۳۰۰ روپیہ کو خریدا تھا اور میں اِس کو اب کہ یہ مُردہ ہے پانچ سو ۵۰۰ روپیہ کو خریدتا ہوں۔ فقیر نے کہا اگر تم سچّے ہو تو لاؤ روپیہ حوالہ کرو۔ عبداللہ نے روپے اُس کو دیدیئے وُہ خُوشی خُوشی اپنے گھر آیا اور رات کو اُس نے خواب میں دیکھا کہ جُنّت کے ایک باغیچہ میں جہاں ہر قسم کی نعمتیں مَوجُود ہیں ایک گدھا نہایت زیب و زِینت سے آراستہ کھڑا ہے، زَبَرجَد سبز کی لگام اور زمُرد کا زین اور یاقُوت کی رکابیں اور مونگے کی باگ ڈور اور بلور کی نعل اور مُشک کی پیشانی اور اُس کی گردن میں نُور کا ایک ہار پڑا ہے اور اُس کے پہلو میں ایک فرِشتہ کھڑا ہوا یہ کہہ رہا ہے کہ خُوشی ہے اُس شخص کے واسطے جو قِیامت کے روز اس گدھے پر سوار ہو کر بجلی کی طرح پُل صراط پر سے گُذر کے نبیوں اور صِدیقوں کے زُمرہ میں داخِل ہو گا۔ اس

Marfat.com

فقیر نے اس گدھے کی صورت غور سے جو دیکھی تو اپنے گدھے کی سی پائی اور پہچان کر یہ تو وہی گدھا ہے جو مر گیا تھا اور حضرت عبداللہ بن مبارک نے اِس کو خریدا تھا۔ پھر یہ اس فرشتہ کے پاس گیا اور کہا کہ یہ تو میرا گدھا ہے، مجھ کو دیدو۔ فرشتہ نے کہا ہاں بیشک یہ تیرا ہی تھا مگر تو نے اِس کی موت پر صبر نہیں کیا اور اب یہ دُوسرے کا ہو گیا۔ دیکھ لے اِس کے سینہ پر کیا لکھا ہوا ہے۔ اُس نے جو دیکھا تو لکھا تھا کہ یہ گدھا عبداللہ بن مبارک کی سواری کا ہے۔ پھر یہ شخص اپنے خواب سے بیدار ہوا اور اُس کو نہایت افسوس تھا پھر یہ روپیہ لے کر حضرت عبداللہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ صاحب اپنے روپیہ لیجئے مُردار کی خرید و فروخت شریعت میں جائز نہیں ہے حضرت عبداللہ نے کہا کہ ہاں اب خواب میں دیکھ کر آیا ہے جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا مجھ کو خُدا نے بیداری ہی میں دِکھا دیا تھا پھر میں کیسے بیع کو واپس کروں۔

لَطِیفَہ: اس حکایت میں مُوَحِّدوں کے واسطے بشارت ہے اور گنہگاروں پر رحمت الٰہی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ جب حضرت عبداللہ نے مُردہ گدھا خریدا اور خُدا نے اُن کے روپیہ ضائع نہیں کئے بلکہ اُس کو نہایت زیب و زینت اور جواہرات سے مُرصّع کر کے جنّت میں زندہ کیا تو اب تم سمجھو کہ تمہارا نفسِ اَمّارہ وہی مُردہ گدھا ہے اور خُدا نے تُمہاری نسبت فرمایا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ (پارہ ۴ رکوع ۳ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰) اور خود خُدا نے مؤمنوں کے مال اور جانیں خرید لئے ہیں جنّت کے بدلہ میں، فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ (پارہ ۱۱ رکوع ۳ سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۱۱) پھر جبکہ اُس نے عبداللہ کے خریدے ہوئے گدھے کو ضائع نہیں کیا تو مؤمنوں کا اکرام کیوں نہ فرمائے گا۔ حالانکہ اُس نے

Marfat.com

فرمایا ہے کہ میں تم کو تمہارے مانگنے سے پہلے دیتا ہوں اور تمہاری عبادت کرنے سے پہلے تم کو بخشتا ہوں۔

حکایت: کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں آئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اور یہ اُن یہود کی نسل سے تھے جو اُس گاؤں میں رہتے تھے یہاں حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السّلام گئے تھے اور ان یہود نے اُن کی مہمانی نہ کی تھی۔ اُن لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین ہم لوگ مؤمن ہیں، ہم خدا کی وحدانیت کا اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور ہماری ایک حاجت ہے اگر آپ اُس کو پورا کر دیں تو ہم دس اونٹ کے بوجھ سونا آپ کی نذر کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے کیا حاجت ہے؟ عرض کیا کہ حضرت جس قدر لوگ قرآن پڑھتے ہیں ہمارے بزرگوں کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ خدا نے فرمایا ہے فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا (پ ۱۶ سورہ الکھف آیت نمبر ۷۷) اور لوگ ہم کو طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارے بزرگ بڑے بخیل تھے کہ جنہوں نے آدھی روٹی حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور خضر علیہ السّلام کو نہ دی اور ہم کو اِس بات سے بڑی عار آتی ہے تو اب دس بوجھ سونا لیجئے اور با کو تا سے بدل دیجئے تاکہ آیت اس طرح ہو جائے فَاَتَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سُن کر خفا ہوئے اور فرمایا میں کافر اور منافق نہیں ہوں کہ کلامِ الٰہی میں تحریف کروں اور اس کو بدل دوں اور رحمتِ الٰہی سے دور ہو جاؤں فرماتا ہے يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ (پ ۶ سورہ المائدہ آیت نمبر ۱۳)

بھائیو! خدا کی طرف راستہ نہایت دشوار اور سخت ہے اور مقبولوں کے

Marfat.com

زُمرہ میں داخل ہونا کبھی تو نہایت سہل بات سے ہو جاتا ہے اور کبھی بڑی سے بڑی بات سے بھی نہیں ہوتا ہے جیسے کہ وقت پر آدھی روٹی دینے سے جو بات حاصل ہوتی وہ پھر دس بوجھ سونا دینے سے حاصل نہیں ہوئی۔ اے مومنو اِس میں یہ اِشارہ ہے کہ آج یعنی جب تک کہ زِندہ ہو نیکیاں حاصل کرنے میں کوشش کرو تاکہ یہ نیکیاں دس گنی ہو جائیں اور آج جو بات آدھی روٹی سے حاصل ہو گی وہ بعد مَوت کے رُوح اور جان دینے سے بھی حاصل نہ ہو گی اور زِندگی میں ایک درہم کے دینے کا ثواب مَوت کے بعد قنطار سے بھی بڑھ کر ہے اور وہ قنطار بے کار ہے۔

سُوال: حضرت محمد ﷺ اپنی اُمت کے مُحتاج ہیں یا نہیں:۔

جواب: اے مؤمنو اگر حضُور نبی کریم ﷺ ہمارے مُحتاج نہ ہوتے تو خُدا اُن کے حق میں کیوں فرماتا یَـا اَیُّهَـا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پارہ ۲۲ رکوع ۴ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۵۶) اور نیز مَعلُوم ہو کہ خُدا نے مُخلوق میں سے ایک کو دُوسرے کا مُحتاج بنایا ہے اور پھر سب کو اپنا مُحتاج رکھا ہے۔ فُقراء تونگروں کے اور تونگر فقیروں کے اور شاگرد عُلَمَا کے اور عُلَمَا شاگردوں کے اور پیر مُریدوں کے اور مُرید پیروں کے اور مُرد عُورتوں کے اور عورتیں مَردوں کی اور لشکر بادشاہوں کے اور بادشاہ لشکروں کے اور بہائم اِنسانوں کے اور اِنسان بہائموں کے غرضکہ ہر ایک چیز دُوسرے کی مُحتاج ہے اور خُدا کسی کا مُحتاج نہیں ہے کیونکہ فرماتا ہے اِنَّ اللہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْن. (پارہ ۴ رکوع ۱ سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۷)

حکایت: اِسی کے مُتعلِق بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سُلَیْمان عَلَیہِ السَّلام اپنے خُدَم وحَشَم کے ساتھ درخت خلاف (یعنی بید) کے نیچے سے گذرے اور اس

Marfat.com

درخت کے اُوپر لَق لَق کا اور نیچے چڑیا کا گھونسلا تھا اور اُن کے آپس میں سخت کلامی ہو رہی تھی۔ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ تو ہم اِن کی گفتگو سُن لیں، چُنانچہ لقلق نے چڑیا سے کہا کہ تُو میرے سایہ میں زِندگی بسر کر رہی ہے، اگر میں نہ ہوتا تو سانپ تیرے بچّوں کو کھا جاتے اور سُورج کی گرمی تجھ کو جلا دیتی۔ چڑیا نے کہا تیرا کچھ احسان مجھ پر نہیں ہے بلکہ میری عنایت تجھ پر بے حدوحساب ہے کہ میں تیرے اور تیرے بچّوں کی چمٹیوں سے حفاظت کرتی ہوں، اگر تو سانپ سے میرے بچّوں کی حفاظت کرتا ہے تو میں تیری چمٹی سے محافظ ہوں کیونکہ خُدا نے تیری چونچ بڑی بنائی ہے تو چمٹی کو پکڑ نہیں سکتا اور میری چُونچ چھوٹی ہے میں اُس کو پکڑ سکتی ہوں اور سانپ کا مُقابلہ نہیں کر سکتی پس تو میرا محتاج ہے اور میں تیری اور ہم سب خُدا کے مُحتاج ہیں تو دیکھو کہ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام کو تو اُس چڑیا کی یہ بات پسند آئی اور تم لوگوں کو کیا اِس بندۂ ضعیف کی یہ حِکمت کی باتیں پسند نہیں آتی ہیں، پس جان لو کہ تمام مخلوقات سبَب کی طرف مُحتاج ہیں اور خُدا کسی آلہ یا سبَب کا مُحتاج نہیں ہے، اُس کا کلام بغیر حرف اور آواز کے ہے اور اُس کا وُجُود بغیر ماں باپ کے ہے، اُس کی زُبان نہ عربی ہے نہ سریانی نہ عجمی، کوئی اُس کی صَنعت اور قُدرت کا اِدراک نہیں کر سکتا، نُطفہ کی ایک بُوند سے طرح طرح کی صُورتیں پیدا کرتا ہے۔ اے مؤمنو سنو کہ میں فلاسفہ کی گردن مار کر اُن کے قول کو باطل کرتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ نطفہ میں ایک طبیعت ہے کہ وہی صُورت اور رنگ کی طرف مُنقلِب و مُتغیّر ہوتی ہے اور اِنسان بنانا اُسی کی خاصیّت ہے اور یہی حال کُل حیوانات کے نُطفوں کا ہے۔ میں کہتا

Marfat.com

ہوں یہ قول باطل ہے، سفید نطفہ کا کچھ حصہ رحم کے اندر خون بنتا ہے اور کچھ حصہ گوشت اور کچھ ہڈی اور کچھ پٹھہ اور کچھ چربی اور کچھ بال اور کچھ ہاتھ اور پیر اور کان اور آنکھ وغیرہ تمام اعضا بنتے ہیں، تو اگر یہ سب اشیا ایک ہی نطفہ سے ہیں جس کا ایک رنگ ہے تو ضرور تھا کہ اِن سب کا ایک ہی رنگ ہوتا پھر وہ کون ہے جو اِس کو طرح طرح کے رنگ عنایت کرتا ہے، نطفہ میں یہ قدرت نہیں ہے کہ خون یا ہڈی یا کھال یا بال بن جائے مگر خدا ہی کی قدرت اور مشیت اور حکم سے، اور اگر یہ بھی ہم مان لیں کہ یہ سب انقلاب نطفہ ہی سے ہیں پھر کیا وجہ کہ ایک ہی نطفہ رحم کے اندر نر اور مادہ بنتا ہے اور ایک کے ہاتھ پیر آنکھ ناک کان دوسرے سے مشابہ نہیں ہوتے۔ اور اگر، ہم یہ بھی تسلیم کرلیں کہ یہ انقلاب بھی نطفہ ہی کی طرف سے ہے تو پھر یہ بتلاؤ کہ بے جان نطفہ زندہ روح والا، بولنے والا، ارادہ کرنے والا کیونکر ہو جاتا ہے اگر نطفہ میں یہ قدرت ہوتی تو پہلے ہی وہ زندہ کیوں نہ ہوتا، نہیں بلکہ مردہ نطفہ کو وہی زندہ کرتا ہے جو ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا اور وہی ایک نطفہ سے نر و مادہ پیدا کرتا ہے۔ اور اگر ہم یہ بھی فرض کرلیں کہ یہ انقلاب بھی نطفہ ہی کی طرف سے ہے پھر اِس میں کیا حکمت ہے کہ اگر تم تمام عالم پر نظر کرو گے تو ایک دوسرے سے صورت اور سیرت اور اخلاق و افعال میں مشابہ نہ پاؤ گے۔ کوئی ملیح ہے، کوئی قبیح ہے، کوئی صحیح ہے، کوئی سقیم ہے، کوئی جاہل ہے، کوئی عالم ہے، کوئی مفتون ہے، کوئی مسحور ہے، کوئی فاسق ہے، کوئی موافق ہے، کوئی منافق ہے، کوئی مسلمان ہے، کوئی کافر ہے، کوئی غنی ہے، کوئی فقیر ہے، کوئی بادشاہ ہے، کوئی بھنگی ہے، پھر اگر تم یہ کہو کہ یہ سارے

Marfat.com

اِنقلاب ایک نُطفہ ہی سے ہیں تو عقل اِن کو ہرگز قبُول نہیں کرتی اور نہ فہم اِس کی تَصدِیق کرتا ہے بلکہ یہ سب اُس خُدا ہی کے حکم سے ہیں جس نے فُرقان نازِل کیا اور اِنسان کو علم سِکھایا۔ چُنانچہ قُرآن میں فرمایا ہے کہ اللہ خَالِقِ کُل شئے اور فرمایا ہے فَتَبَارَکَ اللہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔ (پارہ ۱۸ رکوع ۱ سورہ المومنون آیت نمبر ۱۴)

سُوال: اِس میں کیا حِکمت ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے چاند سُورج اور سِتاروں کو فرمایا ھٰذَا رَبِّی اور یہ قَول اُن جیسے شخص سے کیسے جائز ہوسکتا ہے۔؟

جواب: معلُوم ہو کہ خُدا نے ہر ایک رسُول اُس زمانہ کے لوگوں کے مُوافِق بھیجا ہے اور اُسی کے مُوافِق اُن کو معجزہ اور نِشانی عنایت کی، چُنانچہ حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے زمانہ میں جادُو کا بہُت زور تھا تو خُدا نے اُن کو عصا عنایت کیا کہ جادُوگروں کی تمام رسیوں اور لکڑیوں کو وُہ اَژدَہا بن کر نِگل گیا اور جادُوگر خُدا کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم خدا پر اِیمان لے آئے جو حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام اور حضرت ہارون عَلَیہِ السَّلام اور تمام عَالَم کا ربّ ہے۔ اور حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کے زمانہ میں عِلمِ نُجُوم کا غَلبہ تھا اور سِتاروں ہی کی لوگ پرستش کرتے تھے اور جو سِتاروں کو نہ پُوجتا اُس کو قتل کر دیتے تو خُدا نے بچپن میں حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کو یہ قَول تَعلیم کیا اور فرمایا کہ اے ابراہیم اِن لوگوں کی عادَت یہ ہے کہ جو نُجُوم کی پرستش نہیں کرتا ہے اُس کو قتل کر دیتے ہیں، اِس واسطے جب تُم غار سے نِکلو تو سِتارہ کو کہہ دینا کہ یہ میرا ربّ ہے اور دِل سے کہنا کہ اِس سِتارہ کا پیدا کرنے والا میرا ربّ ہے۔ اور یہ کلام کُفّار کے ساتھ جنگ کا ہے کیونکہ جنگ سراسر فریب ہوتی ہے۔ اور اے ابراہیم جب تُم حُجّت اور مُناظرہ کے ساتھ غالِب ہو گئے اور

Marfat.com

میں تم کو معجزات عنایت کروں گا اُس وقت تم اپنا اصلی منشاء ظاہر کرنا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حکمت اور طبابت کا بہت زور تھا اور اطبا غالب تھے تب خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی کے موافق معجزات دے کر مبعوث کیا چنانچہ آپ پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مُردہ کو زندہ کرتے تھے اور مٹی کا جانور بنا کر اُس میں پھونک مارتے اور وہ زندہ ہو کر اڑ جاتا اور حکما و اطبا اس بات سے عاجز تھے۔ اور اب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی حکایت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حکایت کے ہم معنے ہے بیان کرتا ہوں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام ظاہر میں کہتے کہ یہ ستارہ میرا رب ہے اور دل سے کہتے کہ خدا میرا رب ہے، اسی طرح شمعوں نے کفار انطاکیہ کے ساتھ کیا کہ اپنے اصلی منشا کو چھپا کر اس کے خلاف ظاہر کیا اور یہ میں اس واسطے بیان کرتا ہوں کہ موحّد جان لے کہ انبیا کا ظاہر کفّار کے ساتھ باطن کے خلاف تھا۔

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انطاکیہ کے اندر رومی کفّار تھے، خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اور اپنے حواریوں میں دو آدمی انطاکیہ میں بھیجو تاکہ ان کو دینِ اسلام کی طرف ہدایت کریں اور وہ لوگ بت پرستی چھوڑ دیں، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو آدمی بھیجے اور کفّار نے اُن کو مار پیٹ کر قید کر دیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کے بعد شمعوں کو بھیجا تاکہ یہ ان لوگوں کے ساتھ فریب کریں اور انہیں کے راہب کی صورت بن کر وہاں جائیں اور اس قصّہ کی خبر خدا نے ہمارے حضور ﷺ کو سورہ یٰسین میں دی ہے فرمایا ہے اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا

Marfat.com

اِنَّآ اِلَیۡکُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ (پ۲۲ سورۃ یٰسین آیت نمبر۱۴) اور پہلے جو دو شخص حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے بھیجے تھے اُن میں سے ایک کا نام یحییٰ اور دُوسرے کا یہودا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک کا نام تو مان اور دُوسرے کا تا کیس تھا، یہ دونوں صُبح کے وقت شہر انطا کیہ میں پہنچے اور سائل کی صُورت میں شہر کے اندر داخل ہوئے یہاں کے بادشاہ کا نام اسلاخی تھا اُس کے دَروازہ پر پہنچ کر اُنہوں نے کہا کہ اے بادشاہ ہم رسُول ہیں اور تجھ کو اور اِس شہر کے لوگوں کو دِینِ اِسلام کی طرف بُلانے آئے ہیں۔ بادشاہ نے پُوچھا کہ تُم کون ہو۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے اَصحاب ہیں، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ، کہہ بادشاہ نے کہا میں سِوا بُتوں کے اور کسی کو خُدا نہیں جانتا اور اِن دونوں پر خفا ہو کر سو سو کوڑے اُن کو مارے اور قید کرنے کا حُکم دیا، تب جبرئیل عَلَیہِ السَّلام حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے پاس آئے اور اُن کے حال کی خبر دی اور کہا خُدا حُکم دیتا ہے کہ اُن کے پیچھے آپ شمعُون کو روانہ کیجئے شمعُون نے کہا میں اُن لوگوں کی زُبان نہیں جانتا، فرمایا کہ خُدا سِکھا دے گا۔ پھر جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے تمام باتیں جو درکار تھیں اُن کو تعلیم کیں تا کہ یہ اُن لوگوں پر غالِب ہوں اور اُن کی اطاعت کریں۔ شمعُون تیار ہوئے اور انطا کیہ کا سفر کیا، شہر سے باہر ایک بہت بڑا بُت خانہ تھا جس میں سونے اور چاندی کے بُت رکھے ہوئے تھے، شمعُون کمبل کا لباس پہنے ہوئے اُس بُت خانے میں گئے اور بڑے بُت کے آگے خاموش کھڑے ہو گئے اور کسی بُت کی طرف کچھ اِلتفات نہ کیا، جو آپ کو دیکھتا ڈرتا کیونکہ آپ کے چہرہ پر نُورِ نبُوت چمک رہا تھا، تمام لوگ جو بُت کی زِیارت کو آئے حضرت شمعُون کے سامنے مال و

Marfat.com

جواہر پیش کرتے تھے مگر آپ نے کسی سے کچھ قبول نہ کیا۔ آخر یہ خبر بادشاہ کو پہنچی اور وہ بھی زیارت کے واسطے آیا اور تھوڑی دیر آپ کی خدمت میں بیٹھ کر عرض کیا کہ اے حضرت زاہد صاحب آپ سخت عبادت اور مجاہدہ میں مصروف ہیں۔ شمعون نے فرمایا جب تک روح بدن میں ہے معبود کی عبادت میں مصروف رہنا چاہیئے۔ بادشاہ اُن کی صحبت سے بہت خوش ہوا اور چند روز اسی طرح آیا جاتا کرتا اور پھر شمعون کی محبت اس قدر اُس کے دل میں بڑھی کہ ایک گھڑی بھر اُن کی جدائی اُس کو دشوار ہوگئی اور عرض کیا کہ حضرت میں ایک ساعت بھی آپ سے جدا نہیں رہ سکتا ہوں، اگر میں آپ کے ساتھ اس بت خانہ میں رہوں تو ملکی امور میں فرق پڑے گا بہتر یہی ہے کہ آپ میرے ساتھ محل میں تشریف لے چلیں اور وہیں رہیں۔ شمعون نے کہا میں اس شرط سے چلتا ہوں کہ تم میری رائے کے موافق کام کرو کیونکہ معبود نے مجھ کو حقائق امور سے مطلع کر دیا ہے اور تمام اسرار مجھ پر منکشف کر دیئے ہیں، اگر تم میری رائے پر عمل کرو گے تو ملک تمہارا قائم و دائم رہے گا اور قیامت تک تمہاری یاد باقی رہے گی۔ بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور اس شرط پر راضی ہو گیا اور کہا میں آپ کی رائے اور حکم سے باہر نہیں ہوں۔ پھر بادشاہ حضرت شمعون کو اپنے ساتھ سوار کر کے محل میں لے آیا۔ پھر ایک روز بادشاہ حضرت شمعون کے پاس خلوت میں بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ اے بادشاہ میں نے ایک بات سنی ہے اور تم سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا میں نے سنا ہے کہ تمہارے پاس دو آدمی نبوت کا دعویٰ کرنے آئے تھے اور کہتے تھے کہ بتوں کی عبادت جائز نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا

Marfat.com

کہ ہاں آئے تھے۔ شمعُون نے کہا پھر تم نے اُن کے ساتھ کیا کیا۔ بادشاہ نے کہا میں نے دونوں کو سو سو کوڑے مار کر اُن کو قید کر رکھا ہے۔ شمعُون نے کہا تُم نے اُن سے کوئی معجزہ بھی طلب کیا؟ کہا نہیں۔ شمعُون نے فرمایا کیوں معجزہ طلب نہیں کیا جِس سے وہ عاجز ہوتے اور تُم اُن پر غالب ہو کر اُن کو طرح طرح کے عذاب سے قتل کرتے تاکہ پھر کوئی نُبوّت کا جھُوٹا دعویٰ کرنے کی جُرأت نہ کرتا بغیر حُجّت و دلیل کے۔ بادشاہ نے کہا مُجھ کو کسی نے یہ رائے نہیں دی مگر یہ بات بہت آسان ہے، اگر آپ حُکم دیں تو میں اُن کو حاضر کراؤں۔ شمعُوں نے کہا ہاں مگر پہلے تمام اکابر شہر اور فلاسِفہ و عُقلا کو جمع کرلو اور پھر اِن دونوں کو بُلا کر معجزہ طلب کرو اور جب وُہ معجزہ سے عاجز ہوں تو سب کے سامنے اُن کو قتل کرنا تاکہ یہ خبر سارے مُلک میں مشہُور ہو اور پھر کبھی کوئی جھوٹا دعویٰ نُبوّت کا نہ کرے۔ بادشاہ نے تمام روساء شہر اور عُلماء کے حاضر ہونے کا حکم دیا، چُنانچہ سات ہزار آدمی جمع ہوئے۔ پھر شمعُوں نے بادشاہ سے کہہ کر دو کُرسیاں بادشاہ کے تخت کے مُقابل بچھوائیں اور دونوں اصحابِ عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کو جو مُقیَّد تھے اُن کُرسیوں پر بٹھانے کا حُکم دیا اور کہا میں تخت پر تُمہارے پاس بیٹھتا ہوں اور اب تُم اِن سے مُعجزہ طلب کرو تاکہ لوگ دیکھیں کہ دِین کے واسطے کوشش اور بحث کیونکر ہوتی ہے، اور جب وہ دونوں آئیں تو عِزّت کے ساتھ اُن کا اِستقبال کر کے اُن کو بٹھاؤ تاکہ تُمہاری نیک نامی اور اِحسان کی شُہرت ہو۔ پھر اگر وہ معجزہ ظاہر کرنے سے عاجز رہے تو تُمہارے اُوپر کُچھ عار نہیں ہے اور اگر اُنہوں نے معجزہ ظاہر کر دیا تو تُم پہلے ہی بھلائی کر چُکے ہو گے پھر تُم کو شرمندگی نہ ہوگی۔ بادشاہ نے اُن کی رائے پسند کی اور ایسا ہی کیا

Marfat.com

یعنی اصحابِ عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کو باعزاز تمام کُرسیوں پر بٹھایا اور خود شمعون کے ساتھ تخت پر بیٹھا۔ شمعون نے کہا اب تم اِن سے اِن کا حال پوچھو۔ بادشاہ نے اُن سے کہا تم کون ہو اور کیا کہتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم خدا کی اور حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہیں تا کہ تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیسیٰ رَسُولَ اللّٰہ کا اِقرار کرو اور بتوں کو توڑ دو کہ بت یا اور کوئی چیز خدا کے سوا لائق عبادت کے نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا تمہارے پاس اِس قول پر کیا دلیل ہے اور کیا معجزہ ہے؟ اُنہوں نے کہا جو معجزہ تم چاہو طلب کرو۔ شمعون نے کہا تم دیکھتے ہو کہ یہ کس طرح اپنے دعویٰ پر قائم ہیں اور کیسے نورانی چہرے اور خوش گفتار ہیں، اور دونوں ایک بات پر قائم ہیں، اب تم اِن سے معجزہ طلب کرو تا کہ اِن کا صِدق ظاہر ہو۔ بادشاہ نے شمعون سے کہا کہ میں نے فلاں امیر کو ایک کام کے واسطے بھیجا ہے اور آج سات روز ہوئے کہ اس کا بیٹا مر گیا اور اُس کا تابوت رکھا ہوا ہے جو اب دفن کیا جائے گا اور اُس امیر کو اِس حال کی کچھ خبر نہیں ہے، اِن دونوں سے کہو کہ یہ اس مُردہ کو زندہ کر دیں۔ شمعون نے اُن سے کہا۔ اُنہوں نے کہا یہ بات تو ہمارے خدا کے نزدیک نہایت آسان ہے ہم کو اُس کی قبر بتاؤ تا کہ ہم اُس کو زندہ کریں۔ بادشاہ نے حکم دیا اور اُسی وقت وہ تابوت حاضر کیا گیا۔ تمام لوگوں نے اُن کی بدبُو سے ناک بند کر لی۔ شمعون نے کہا اگر یہ دونوں اپنے دعویٰ میں سچے نکلے تو پھر کیا کیا جائے۔ بادشاہ نے کہا تم ہی جانو۔ پھر یہودا اور یحیٰی نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے دُعا کی کہ وہ امیر زادہ تابوت میں سے نکل کر کھڑا ہو گیا اور سر ہاتھوں سے پکڑے ہوئے کانپ رہا تھا اور رنگ اُس کا مُتغیّر تھا۔

Marfat.com

شمعُون نے کہا اے بادشاہ تُم فکر نہ کرو اور بڑے بُت کو منگاؤ تا کہ وہ بھی مُردہ کو زِندہ کر دے اور تُم ان کے مُقابِل میں مَغلُوب نہ ہو اور ہم اُن سے کہیں کہ اگر تُمہارے خُدا نے مُردہ کو زِندہ کیا تو ہمارے خُدا نے بھی مُردہ کو زِندہ کر دیا، تُم اپنے خُدا کی عِبادَت کرو ہم اپنے خُدا کی عِبادَت کرتے ہیں۔ بادشاہ نے شمعُون کے کان میں کہا کہ تُم پر تو یہ حال پوشیدہ نہیں ہے کہ ہمارے سارے مَعبُود یعنی بُت اِس کام سے عاجز ہیں، اور نہ ہم نے کبھی اپنے بُزرگوں سے سُنا کہ بُت نے ایسا کوئی کام کیا ہو، یہ تو نفع وضرر کچھ بھی نہیں پہنچا سکتے، نہ سُنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں، بالکُل اندھے ہیں۔ شمعُون نے کہا اچھا تو اب تُم اُس لڑکے سے جو زِندہ ہوا ہے اُس کا حال پُوچھو کہ یہ کیا کہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے لڑکے تیرا کیا حال ہے اور کیا خبر ہے۔ اُس نے کہا خبر یہ ہے کہ تُمہارے واسطے خرابی ہے اگر تُم اِن دونوں رسُولوں پر اِیمان نہ لاؤ گے، یہ سچّے رسُول ہیں۔ بادشاہ نے شمعُون سے کہا اب ہم کیا کریں؟ بادشاہ سے شمعُون نے کہا ابھی ایک اور بات باقی ہے اور وہ یہ کہ تُمہاری لڑکی جس کو مرے ہوئے سات برس کا زمانہ گذرا اُس کو بھی اِن سے زِندہ کراؤ اگر اُس کو انہوں نے زِندہ کر دیا تو پھر ہماری کوئی حُجّت باقی نہ رہے گی اور تُم اِن کے دِین میں داخِل ہو جانا۔ بادشاہ نے حُکم دیا اور اُس لڑکی کا تابُوت جو سنگِ مرمر کا تھا دربار میں حاضِر کیا گیا۔ پھر یحیٰی اور یہودا نے ظاہر اور شمعُون نے دِل سے دُعا کی خُداوند تعالیٰ نے شہزادی کو زِندہ کر دیا اور تابُوت شق ہو کر وہ کانپتی ہوئی نکل آئی اور یہ کہتی تھی اے کُفّار خرابی ہے تُمہارے واسطے، اے کافرو اور اے بُت پرستو میں قُدرتِ اِلٰہی کو خُوب جانتی ہوں۔ بادشاہ نے کہا تو بتلا کہ تُو نے کیا

Marfat.com

دیکھا؟ اُس نے کہا میں اُس وقت بتلاؤں گی جب تُم تمام بُتوں کو اکٹھا کر کے اپنے ہاتھ سے توڑ دو گے۔ بادشاہ اور شمعُون نے بُتوں کو توڑ ڈالا تب شہزادی شمعُون کے قدموں میں گر پڑی اور کہا یہ کُفّار تُم کو نہیں پہچانتے ہیں تو میں تُم کو جانتی ہوں تُم سچے نبی ہو اور یہ دونوں بھی سچے رسُول ہیں۔ یعنی یحیٰی اور یہوُدا۔ جو تُمہاری تصدِیق کر کے تُم پر اِیمان لائے گا وہ عذاب سے امن پائے گا۔ پھر اُس نے اپنے باپ سے کہا کہ کہہ اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ و ان عیسیٰ مع الحوار ئیں عباد اللہ و رسولہ اور دِینِ اِسلام حق اور ما سِوا اُس کے تمام اَدیانِ باطِل ہیں۔ اے باپ جو غیر اللہ کی عِبادت کرے گا اُس کا خُدا کی رَحمت میں کچھ حِصّہ نہیں ہے اور دوزخ میں اُس کا ٹھکانا اور عذاب میں اُس کا حِصّہ ہے اور عذاب کو میں نے خوب دیکھا ہے میں اُس کو بیان نہیں کر سکتی۔ غرض یہ کہ بادشاہ مع لشکر و رِعایا کے مُسلمان ہو گیا اور جو مُسلمان نہ ہوا اُس کے قتل کرنے کا حُکم دیا۔ پھر وہ امیر آیا جو اُس لڑکے کا باپ تھا جس کو اِن دونوں رسُولوں نے زِندہ کیا تھا اور وہ بھی اِیمان لے آیا۔ پھر شمعُون نے اِن دونوں لڑکے اور لڑکی سے کہا کہ تُم اب زِندہ رہنا چاہتے ہو یا حالتِ موت میں واپس جانا چاہتے ہو؟ اُن دونوں نے کہا کہ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ خُدا ہمارا اِسلام قبُول کر کے ہم سے راضی ہو جائے اور ہمارے والدین کو ہم سے راضی کرے کیونکہ ہم نے عذابِ کُفر کے بعد والدین کی ناراضگی سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں دیکھا ہے، اور ہم اب دُنیا میں رہنا نہیں چاہتے ہیں کیونکہ ہم کو مَلکُ المَوت کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہم موت کے سکرات و احوال پر صبر کر سکتے ہیں۔ حضرت شمعُون نے دُعا کی اور

Marfat.com

خُدا نے اُن کو پھر اُسی حالت میں واپس کر دیا اور دونوں مُردہ ہو کر گر پڑے۔

نتیجہ: اے مومنو! مَوت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرو کہ مَوت کا اَحوال بیان کرنے سے باہر ہے اور والدین کی خِدمت گذاری میں کمی نہ کرو کیونکہ جو شخص والدین کو ناراض کر کے مرا اُس کے گُناہ ہزار مرتبہ پانی کے ساتھ دھونے سے بھی نہیں دُھلتے ہیں اُس کو دوزخ میں جلایا جائے گا جب جا کر وہ پاک ہو گا اور اگر وہ توبہ بھی کرے گا اور ماں باپ اُس کے ناراض ہوں گے تو حضرت مُحمد ﷺ اُس سے راضی نہ ہوں گے اور نہ کبھی اُس کی شفاعت فرمائیں گے۔

حکایت: کہتے ہیں کہ حضرت شیخ ہَروِی ایک بڑے صاحبِ کرامت بُزرگ تھے، ایک روز آپ تشریف رکھتے تھے کہ ایک بُڑھیا ہاتھ میں پَرچہ لیئے ہوئے آپ کے پاس آئی اور وُہ رُقعہ آپ کو دیا اس میں لکِھا تھا کہ آپ کی عنایات سے مُطلوب ہے کہ میرے بیٹے کے واسطے دُعا کریں کہ خُدا اُس کی حالت دُرُست ہو، پھر اُس بُڑھیا سے کہا کہ تُو جا اور آج رات کو خُدا سے دُعا کر کہ تیرے بیٹے کی حالت دُرُست کرے۔ بڑھیا گئی اور جس طرح شیخ نے فرمایا تھا بجالائی مگر بیٹے کا فسق و فُجُور بڑھتا گیا۔ بڑھیا پھر شیخ کی خِدمت میں آئی اور عرض کیا کہ مُجھ کو اپنے فرزند سے اَز حد محبّت ہے اور مُجھ کو خَوف ہے کہ وہ اپنی بَداَعمالی کے باعِث قیامت کے روز مُجھ سے جُدا ہو جائے گا اور دوزخی بنے گا اپنے فِسق و فساد کے سبَب سے، اور مُجھ میں اُس کی جُدائی کی تاب نہیں آپ اُس کے واسطے دُعا کیجئے اور اُس کو نصیحت فرما کر ایسا راستہ تعلیم کیجئے کہ وُہ عذاب سے رہائی پائے وَرنہ میں اپنی جان کو ہلاک کر دُونگی، اور یہی کہتی رہی یہانتک کہ شیخ کو اُس پر رحم آیا اور رونے اور رَنج

Marfat.com

کرنے لگے۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ بہن تو آج رات کو پھر جانماز بچھا کر خُدا کے سامنے تضرّع و زاری کے ساتھ کھڑی ہو اور دُعا کر اور میں بھی ایسا ہی کروں گا اُمید ہے کہ خُدا اُس کو توبہ کی توفیق دے۔ چنانچہ بڑھیا نے رو رو کر دُعا کرنی شروع کی کہ الٰہی میرے بیٹے کی حالت درُست کر اور اِس کو شقی نہ بنا، اور اِسی طرح شیخ نے اپنی خانقاہ میں کیا۔ اور بڑھیا کا بیٹا اُس وقت شراب خانہ میں شراب پی رہا تھا کہ یکا یک اُس کو پیالہ میں سے یہ آواز آئی کہ اگر تیری ماں تجھ سے راضی نہ ہو گی پس تو کافر مرے گا۔ اِس آواز کے سُنتے ہی یہ روتا ہوا گھر آیا اور نشہ کی حالت میں تھا۔ بڑھیا بیٹے کو دیکھ کر رونے لگی اور کہا میرے بیٹے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تجھ کو کیا ہوا۔ بیٹا ماں کے پیروں پر گر کر بے ہوش ہو گیا اور صُبح تک ہوش میں نہ آیا۔ بڑھیا روتی ہوئی شیخ کی خدمت میں آئی اور بیٹے کا حال بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ تو اپنے فرزند کو سواری پر سوار کر کے کعبہ شریف میں لے جا شاید کہ بیتُ اللہ کی برکت سے وہ ہوش میں آ جائے اور اگر کعبہ میں بھی اس کو آرام نہ ہو تب کوہِ لبنان پر لے جائیو۔ بڑھیا لڑکے کو ایک جانور پر سوار کر کے کعبہ میں لے گئی اور جب وہاں بھی وہ ہوش میں نہ آیا تو کوہِ لبنان پر لے کر پہنچی، وہاں دیکھا کہ چھ مَرد کھڑے ہیں اور اُن کے آگے ایک جنازہ رکھا ہے۔ بڑھیا نے پوچھا کہ یہ جنازہ کِس کا ہے؟ اُن مَردوں نے کہا کہ ہمارے شیخ کا ہے اور اب ہم امام کے مُنتظِر ہیں جو ہم کو نماز جنازہ پڑھائیں اور ہم اُن کو اپنا شیخ بنا لیں، اور وہ ہمارے شیخ کی جگہ تشریف رکھیں۔ بڑھیا نے پُوچھا وہ کون شخص ہے؟ اُنھوں نے کہا تیرا بیٹا جو تیری دُعا کی برکت سے اَولیاء کے درَجہ میں پہنچ گیا ہے۔ اِتنے میں بڑھیا کا لڑکا ہوشیار ہوا اور سواری

Marfat.com

سے اُتر وُضُو کر کے نمازِ جنازہ پڑھانے کھڑا ہوا اور جب اُس نے کہا اللہ اکبر تو ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے اللہ اکبر لایحصی عدد ھا الا اللہ۔ اور اُن لوگوں کی آواز سُنائی دیتی تھی اور جسم اُن کے غائب تھے پھر جب یہ لوگ نماز سے فارِغ ہوئے تو بیٹے نے ماں سے مُصافحہ کیا اور کہا تُم جاؤ، اب ہماری تُمہاری مُلاقات قِیامت کے روز ہوگی۔ پھر اُس کے بعد یہ سب لوگ مع جنازہ کے آسمان کی طرف اُڑ گئے اور بڑھیا حیران و پریشان دِیوانی سی رہ گئی۔

دوستو یہ اُس کا حال ہے جو اپنے بیٹے سے جُدا ہوئی تھی پھر اُس کا حال کیا ہوگا جو اِیمان اور اِسلام سے جُدا ہوا۔ خُداوندا تو ہی ہمارے اِسلام اور اِیمان کی حفاظت کر، زِندگی میں بھی اور مَوت کے وقت بھی اپنی رَحمت سے اے اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْن۔

سُوال: خُداوَندتعَالیٰ کے اِس فرمان یَوْمَ تُبْلَی السَّرآئِرُ (پارہ ۳۰ رکوع ۱۱ سُورہ الطارق آیت نمبر ۹) میں کیا حِکمت ہے اور جب یہ بات ہے تو پھر اُس کے نام سَتَّار کے کیا مَعنی اور پَردَہ پوشی کیونکر ہوسکتی ہے جبکہ وہ اَعمالنامہ ہاتھ میں دیکر حُکم کرے گا کہ اِس کو پڑھ اور خُود ہی اپنے اَعمال کا حساب کرلے اور وہی فرماتا ہے کہ میں سَتَّار وغَفَّار ہوں تو اِس صُورت میں کیسے سَتَّار ہوسکتا ہے۔

جواب: خُداوَندتعَالیٰ ہرگز اپنے ایک بندہ کا عَیب دُوسرے بندوں کے سامنے ظاہر نہ کرے گا اور جو یہ گُمان کرے آیہ یَوْمَ تُبْلَی السَّرَآئِرُ (پ ۳۰ سُورہ الطارق آیت نمبر ۹) سے تو یہ اُس کی خطا ہے اور اِس آیت کی تَفسیر میں ایک راز ہے جِس کو میں بیان کرتا ہوں۔ مَعلُوم ہو کہ پتھر اور لوہے میں خُدا کا ایک راز ہے یعنی اُن سے آگ ظاہر ہوتی ہے، اور عقل جانتی ہے کہ پتھر میں آگ ہے مگر آنکھ اس کو

Marfat.com

نہیں دیکھتی اور اگر پتھر میں یہ راز نہ ہوتا تو مسافر اس سے نفع حاصل نہ کر سکتے تھے، دیکھو مسافر چقماق کو اپنے کپڑوں میں رکھتے ہیں مگر اِس سے اُن کے کپڑے نہیں جلتے جب تک کہ آگ ظاہر نہیں ہوتی اور صرف پتھر ہی ہے، یہ آتشیں راز ظاہر نہیں ہوتا ہے جب تک کہ لوہا بھی اُس کے ساتھ شریک نہ ہو اور جب غیر اُس کے ساتھ شریک ہوتا ہے تب راز کُھلتا ہے۔ اور اگر یہ پتھر ہزار برس پانی میں پڑا رہے تب بھی یہ راز اُس میں سے دُور نہیں ہوتا اور اگر ہزار برس تنہا رہے تو یہ راز اُس کا ظاہر نہ ہو اور جب غیر یعنی لوہے کے ساتھ شرکت کرتا ہے ہے بھید کُھل جاتا ہے۔ اِسی طرح خُدا کا ایک راز رُوئی کے تخم میں ہے اور رُوئی وہ چیز ہے جس سے تمام کپڑے بنتے ہیں مگر یہ سارا بھید اُسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب تخم کو زمین میں بوتے ہیں اور پھر رُوئی پیدا ہو کر اُس کے واسطے جُولاہے اور پھر درزی کی ضرورت ہوتی ہے تب کُرتا تیار ہوتا ہے، اور خُدا میں یہ قُدرت ہے کہ بغیر محنت مشقّت کے اپنے بندوں کو لباس پہنا دیئے مگر اِس میں ایک راز ہے، اور ایسے ہی خُدا کا ایک بھید دُودھ میں ہے جس میں سے مسکہ، مکھن اور گھی بنتا ہے اور یہ راز اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جب دُودھ کو چھپا کر مشک میں بھرتے اور خُوب زور سے ہلاتے ہیں، اگر کُھلے برتن میں ہلائیں تو کبھی یہ بھید ظاہر نہ ہو، یہی حال مؤمنوں کا ہے کہ اُن کے دلوں میں خُدا پوشیدہ ہے اور اِسی واسطے اُن کو دُودھ والی مشک کی طرح سے اپنے جسموں کو ہلانے اور رکوع و سجود اور قیام و قعود کرنے کا حُکم دیا ہے تا کہ یہ راز اُن میں ظاہر ہو۔ جب صُور پُھونکا جائے گا اور لوگ قبروں سے اُٹھیں گے تو مُسلمانوں کے آگے اور دائیں طرف یہ راز یعنی نُور ظاہر ہوگا، فرماتا ہے یَسْعٰی نُوْرُھُمْ الخ (پ ۲۷ سورہ الحدید آیت نمبر ۱۲)

Marfat.com

اور اُس وقت بندہ دُعا کرے گا کہ خُداوندا میرا نُور تھوڑا ہے اِس کو بڑھا دے ربنا اتمم لنا نورنا اور بندہ کی اِس دُعا سے یہ راز ظاہر ہوگا اور مومنوں کا نُور سُورج کی روشنی پر غالِب ہو جائیگا اور چاند سُورج وغیرہ کُل ستار گہن میں ہو جائیں گے اور مومن کو اُن کی کُچھ ضرورت نہ رہے گی، فرماتا ہے اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ (پ۳۰ سورہ التکویر آیت نمبر۱) اور اِقۡرَاۡ کِتٰبَکَ (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر۱۴) سے یہ نہ سمجھنا کہ وہ تُمہارا بھید کھولدے گا نہیں بلکہ وہ پَردہ پوشی کرے گا۔ ٹھہرو میں خُوشخبری بھی تُم کو سُناتا ہوں۔ دوستوں کی عادَت ہے کہ جب دوست کو خط لکھتے ہیں تو خُود ہی پڑھتے ہیں اور اگر خُود پڑھنا نہیں جانتے تو جب دوست خُود ہی آتا ہے تو اُس سے پڑھواتے ہیں کسی دُوسرے سے نہیں پڑھواتے تاکہ اپنے دوست کا راز نہ کھُلے اور خُدا نے اپنے کلام کے اندر مومنوں کی شان میں فرمایا ہے یُحِبُّھُمۡ وَیُحِبُّوۡنَہٗ پھر جب قِیامَت کا دِن ہوگا اور اعمال نامے اُڑ کر ہر ایک کے پاس آ جاویں گے تو سب کو نِدا ہوگی کہ اپنا اپنا اَعمال نامہ پڑھ لو اور اپنی نیکیاں اور بُرائیاں اور چھوٹے بڑے گُناہ سب خُود دیکھ لو تا کہ اور کوئی تُمہارے گُناہوں کی کثرت سے آگاہ ہو کر تُم کو حقارَت کی نَظَر سے نہ دیکھے بلکہ تُم اپنا اَعمالنامہ پڑھ کر کسی کو نہ دِکھاؤ اور میں تُمہاری پَردہ داری نہ کروں گا کیونکہ میں عَلّامُ الغُیُوب اور سَتّارُ العُیُوب ہوں۔

حکایت : کہتے ہیں کہ بَغداد میں ایک بہت بڑے خطیب تھے، ایک روز وہ نماز میں قُرآن شریف پڑھ رہے تھے کہ اس آیت پر پہنچے فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَۃٍ (پارہ ۲۹ سورہ المعارج آیت نمبر۴) اور اِس کے معنوں میں فِکر کرنے لگے اور نماز سے فارِغ ہو کر بھی حیران اور مغموم رہے، آخر دُعا کی

Marfat.com

کہ خُداوندا تیرا اکرم اِس کا مُقتضی نہیں ہے کہ تو اپنے بندوں کو عرصاتِ قیامت میں پچاس ہزار برس کھڑا رکھے حالانکہ دُنیا میں اُن کی عُمریں ساٹھ اور سَتّر ہی کے درمیان میں تھیں، مجُھ پر یہ راز مُنکشِف کر اور آیت کے مَعنے سمجھادے تاکہ مَیں اِس رَنج وغُم سے خلاصی پاؤں، یہ دِن جُمعہ کا تھا۔ خطیب نے غُسل کا اِرادہ کیا۔ پھر خیال آیا کہ گھر میں گوشت دے آؤں تاکہ نماز سے فارِغ ہونے تک وہ تیار ہو جائے گا۔ زَنبیل لے کر گوشت خریدنے گئے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے اپنا سَودا لیا وہ تکبُّر سے بری ہوا۔ پھر یہ گوشت لے کر گھر میں آئے اور اُس کے بعد دریائے دِجلہ پر غُسل کرنے گئے اور جسم کو دھودُھلا کر غوطہ مارا پھر سَر جو باہر نِکالا تو دیکھا کہ نہ کپڑے ہیں، نہ وہ جگہ ہے، نہ شہر بغداد ہے، ایک اور ہی بڑا شہر سامنے نظر آرہا ہے، یہ حیرت کے ساتھ اُس شہر کی طرف چلے، دیکھا کہ بُہت سے لوگ وُضُو کر رہے ہیں، خطیب نے اُن سے پُوچھا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ شہر بَصرہ ہے۔ خطیب شہر میں آئے اور جامع مَسجد کے اندر گئے۔ لوگوں نے کہا تُمہارا لِباس کہاں ہے؟ کہا میں ایک فقیر شخص ہوں لِباس نہیں رکھتا۔ تب کسی نے اُن کو کُرتا دیا اور کسی نے پائجامہ اور کسی نے دَستار دی اور یہ مَسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔ جب نماز سے فارِغ ہوئے تو خطیب مُتفکِر تھے کہ اب کہاں جاؤں، اِرادہ اللہ کا یہ مَعلوم ہوتا ہے کہ میں یہیں رہوں اور آخری وقت تک اِسی جگہ کو اپنا وطن بناؤں، پھر یہ قرآن خوانی میں مَصرُوف ہوئے۔ لوگوں نے جوان کو دیکھا تو اپنے بچے تعلیم کے واسطے اِن کے پاس لائے اور یہ تمام شہر میں مشہور ہو گئے اور اِن کے عُلوم وفُنُون سے لوگوں نے فائدہ حاصِل کرنا شروع کیا چُنانچہ فِقہ،

Marfat.com

تفسیر، حدیث، طِب، نجوم، عربیّت وغیرہ کُل عُلوم میں یہ کامِل تھے، پھر لوگوں نے ایک عزّت دار آدمی کی بیٹی سے اُن کی شادی کرادی اور وہاں یہ پچاس برس مُقیم رہے اور اِن کی اَولاد بھی ہوئی پھر ایک روز جو یہ دریا پر غُسل کرنے آئے اور غوطہ لگایا تو پہلی دَفعہ کی طرح پانی سے سَر نکالتے ہی دیکھا کہ وہی کپڑے رکھے ہوئے ہیں، اُن کو پہن کر یہ بغداد شہر میں آئے اور اپنے گھر گئے تو دیکھا کہ بیوی نے گوشت چولہے پر چڑھایا ہے جو ابھی گلا بھی نہیں اور وہ کہنے لگی کہ اِس قدر جلدی کہاں سے غُسل کر آئے گوشت تو ابھی تیار نہیں ہوا، پھر خطیب جامع مسجد میں گئے اور نماز پڑھائی خُطبہ سُنایا۔ کسی نے اُن سے کچھ نہ پُوچھا کہ کہاں تھے، قُدرتِ اِلٰہی سے اُن کو سخت تعجُّب ہوا اور جان گئے کہ آیہ شریفہ کے معنٰی کُفّار کے حق میں ہیں۔

نُکتہ: جس قادِر نے خطیب پر ایک گھڑی میں پچاس برس گذار دیئے کیا وہ یہ قُدرت نہیں رکھتا کہ مؤمنوں کو پُل صراط اور اَحوالِ قیامت سے ایک طرفۃُ العین میں گذار کر جنّت میں داخل کردے اور کسی کو اِس کی خبر نہ ہو۔ پھر رضوان اُن سے پُوچھے کہ تم نے اَحوالِ قیامت کو کیسا دیکھا اور صراط پر سے کس طرح گذرے اور دوزخ سے کیونکر رہائی پائی۔ وہ کہیں گے کیسی قیامت اور کیسی دوزخ اور کیسی صراط، ہم نے پوشیدہ کی عبادت کی اور اُس نے چُپکے سے ہم کو جنّت میں داخل کیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسُولَ اللہ جب قیامت کا دِن ہوگا اور خلائق پچاس ہزار برس حیران ہوا، میں آنکھیں پھاڑے کھڑی رہے گی تو آپ کی اُمّت کا اُس دِن کیا حال ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ میری اُمّت کے واسطے نہیں ہے بلکہ میری اُمّت قبر سے

Marfat.com

اُٹھتے ہی سروں سے مٹی جھاڑ پہلے گروہ کے ساتھ جنّت میں داخل ہوگی۔

بساط: مجلسِ مومنو سُنو، اَب میں تمہارے سامنے اِس حکایت کے اَمکان کی تحقیق کرتا ہوں جو میں نے بیان کی ہے، کم عقل کے لوگ اکثر اِس کو محال سمجھتے ہیں اور تصدیق نہیں کرتے ہیں کہ مؤمن ایک پلک زدن میں پچاس ہزار برس کا راستہ طے کرے گا۔ مَیں اِس کا راز حضرت عُزیر کے قصّہ سے ظاہر کرتا ہوں جو قرآن میں خُدا نے بیان کیا ہے اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّھِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا (پارہ ۳ رکوع ۳ سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۵۹) یہ عزیر نبی تھے کہ اپنے گدھے پر سوار جارہے تھے اور اُن کے سات زنبیل میں تازہ اَنجیر اور پیالہ میں شیرۂ انگور تھا، ایک پُرانے شہر کے پاس اُن کا گذر ہوا جو اُجڑا ہوا پڑا تھا اور یہ آرام لینے ایک درخت کے نیچے اُترے اور شیرۂ انگور و اَنجیر کو اپنے پہلو میں کھانے کے واسطے رکھ لیا اور گدھے کو گھاس میں چرنے چھوڑ دیا اور انجیر وغیرہ کو کھانا چاہتے تھے کہ اِس شہر کے کھنڈر پر نظر پڑی اور وہاں کے مُردوں کی بوسیدہ اور پُرانی ہڈیاں جو ریزہ ریزہ ہوگئی تھیں دیکھ کر تعجب سے کہنے لگے کہ خُدا اِن مُردوں کو کیونکر زندہ کرے گا؟ اُسی وقت خُدا نے اُن کی رُوح قبض کرلی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نیند کو اُن پر مُسلّط کیا اور سو برس تک یہ سوتے رہے، پھر ان کو بیدار کیا اور پُوچھا کہ کتنی دیر سوئے؟ اُنھوں نے انجیر وغیرہ پر جو اُن کے پاس رکھے تھے اور بالکُل خراب نہ ہوئے تھے نظر کر کے کہا کہ ایک دِن یا ایک دِن سے بھی کم سویا ہوں کیونکہ انجیر ایک دِن میں خراب ہوجاتا ہے۔ خُدا نے فرمایا نہیں بلکہ تُم سو برس سوئے اپنے کھانے اور پینے کو دیکھو کہ وُہ تو خراب نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو دیکھو کہ مَرنے

Marfat.com

ے بعد اُس کی ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہوگئی ہیں، اور یہ اِس واسطے کیا گیا ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے واسطے علامت اور عبرت بنائیں تا کہ اہلِ عقل فکر کریں اور جان لیں کہ مُردہ کا زندہ کرنا اور اُمّتِ محمدیہ کو ایک پلک زدن میں صراط پر سے گذار دینا ہماری قُدرت سے دُور نہیں ہے، چُنانچہ عُزیر علیہ السّلام نے جو اُس جگہ نظر کی جہاں گدھے کو باندھا تھا تو دیکھا کہ اُس کی ہڈّیاں ریزہ ریزہ ہوئی پڑی ہیں اور ہوا نے ریزوں کو بھی اُڑا دیا ہے، اور جو گھاس گدھا کھا رہا تھا وُہ اُسی طرح سرسبز ہے۔ پھر ندا ہوئی کہ دیکھو ہم ہڈیوں کو کس طرح جوڑتے ہیں اور پھر اُن پر گوشت پہناتے ہیں۔ چُنانچہ عُزیر علیہ السّلام نے دائیں بائیں دیکھا کہ گدھے کے اَجزا ذرّوں کی طرح ہر جانب سے اکٹھے ہونے شروع ہوئے اور آنِ واحد میں گوشت ہڈّی رگ پٹھے سب تیار ہو کر گدھا کھڑا ہو گیا اور حکمِ الٰہی سے چلنے پھرنے اور کھانے پینے لگا۔ جب عُزیر علیہ السّلام پر مارنے جلانے اور دونوں کے گُذرنے کا یہ راز کُھل گیا تو کہنے لگے کہ میں جان گیا۔ بیشک خُدا ہر چیز پر قادِر ہے۔

اِشارہ: اے مؤمنو جس قادِر نے حضرت عُزیر علیہ السّلام کو سو برس، ایک دِن یا اِس سے بھی کم دِکھائے کیا وہ اِس بات پر قادِر نہیں ہے کہ اُمّتِ محمدیہ کو ایک پلک زدن میں پُل صراط پر سے گُذار دے اور جس قادِر نے انگور اور انجیر اور دُودھ کی حفاظت کی کہ سو برس تک خراب نہ ہوئے حالانکہ اُن تینوں سے زیادہ جلدی کوئی چیز خراب نہیں ہوتی ہے کیونکہ یہ بلا اور آفات کے گھر یعنی دُنیا میں ہیں تو کیا وُہ اِس بات پر قادِر نہیں ہے کہ اپنے حبیب کی اُمّت کی عرصاتِ قیامت میں حفاظت کرے اور اُن کو محنت کا غُبار نہ پہنچے کیونکہ وہ فرماتا ہے۔

Marfat.com

وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (پ ۳ سورہ آل عمران آیت نمبر ۲۹) اور نیز اصحابِ کہف کے قِصّہ میں نظر کرو اور اُن کے واقعہ پر غور کر کے اُس کی صَنعت کا اقرار کرو کہ وہ تین سو نو ۳۰۹ برس سوئے پھر بیدار ہوئے تو ایک نے دُوسرے سے پُوچھا کہ کتنی دیر سوئے کہا کہ ایک دِن یا کچھ کم، ایک دِن پھر خُدا نے اُن کے کُتّے کو گویا کیا اور اس نے کہا کہ تُم تین سو نو سال سوئے ہو اور میں اِس کو خُوب جانتا ہوں کیونکہ میں اِس عرصہ میں گھڑی بھر نہیں سویا اور ایک ایک دِن اور اور مہینہ اور سال میں نے گِنا ہے، اُنہوں نے کہا تو کیوں نہیں سویا اُس نے کہا اِس ڈر سے کہ کہیں تُم مُجھ کو سوتا چھوڑ کر نہ چلے جاؤ پس تُمہاری جُدائی کے اندیشہ سے میں اِتنے برس نہیں سویا کیونکہ ایک گھڑی بھر تُم سے جُدا ہونے کی مُجھ میں طاقت نہیں ہے۔

تنبیہ: اے بُوڑھے گُنہگار اور اے جوان جفا کار پچاس برس سے تُو خُدا کی محبّت کا مُدّعی ہے اور دَرحقیقت تُو اُس کُتّے سے بھی بَدتَر ہے کیونکہ وُہ کُتّا صرف تین روز اُن کے پاس رہا تھا اور پھر اُن کی جُدائی کے خَوف سے تین سو نو برس نہ سویا اور تُو خُدا کی محبّت کا مُدّعی ہے اور رات دن خوابِ غَفلت میں پڑا ہوا ہے۔ کُتّا تو مُولا کا طالِب تھا اور تُو دُنیا کا طالِب ہے۔ کُتّے نے غار کے دہن پر ہاتھ پھیلا کر سَر اُن پر رکھ دیا یعنی اِلٰہی میں نے اپنی جان تیری راہ میں قُربان کی ہے اور اپنا سر تیرے آگے رکھدیا ہے، اور اے ظالِم تُو خُدا کی محبّت کا دعویٰ کرتا ہے، اور پھر مُسلمانوں کو ستاتا، تکلیف دیتا اور اُن پر ظُلم کرتا ہے، اپنے ہاتھ سے یتیموں کے مالِ غصب کرتا اور مُسلمانوں کے حق تلف کرتا ہے، موت کے سَکرات اور قبر کے عذاب اور رقیامت کے احوال اور عذاب دوزخ کو بھول گیا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ

Marfat.com

جب قیامت کا روز ہوگا تو خدا حکم دے گا کہ وہ شخص مؤمن اُس کے سامنے حاضر کیئے جائیں جن میں ایک مطیع اور ایک عاصی ہوگا مگر دونوں باایمان مرے ہونگے پھر مطیع کے واسطے رضوان کو حکم دے گا کہ بزرگی کے ساتھ اُس کو جنّت میں لے جاؤ اور عاصی کے واسطے فرشتگان عذاب کو حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں پہنچاؤ چنانچہ اُس کو سخت عذاب ہوگا کیونکہ وہ شرابی تھا اور مطیع خوش و خرم جنّت کی طرف روانہ ہوگا اور جب جنّت کے قریب پہنچے گا تو پیچھے سے ایک آواز سُنے گا کہ اے میرے دوست اور میرے ساتھی مجھ پر رحم کر اور میری شفاعت کر۔ جب مطیع اس آواز اور آہ وبکا کو سُنے گا تو وہیں ٹھہر جائے گا۔ رضوان کہے گا جنّت میں چلو اور خدا کا شکر کرو کہ تم نے دوزخ سے نجات پائی۔ یہ کہے گا میں جنّت میں نہیں جاتا، مجھ کو دوزخ میں لے چلو۔ رضوان کہے گا میں دوزخ میں کیسے لے جاؤں مجھ کو تو خدا نے حکم دیا ہے کہ جنّت میں تم کو لے جا کر تمہاری خدمت کروں۔ اللہ فرمائے گا کہ اے رضوان میں اپنے بندے کے بھید سے واقف ہوں مگر تم اس سے دریافت کرو تا کہ اِس کے راز کی تم کو بھی خبر ہو۔ رضوان کہے گا میاں تم جنّت میں کیوں نہیں چلتے، دوزخ میں کیوں جاتے ہو؟ وہ کہے گا یہ گنہگار جو دوزخ میں گیا ہے دُنیا میں مجھ کو پہچانتا تھا اب اُس نے مجھ کو پُکار کر مجھ سے شفاعت طلب کی ہے اور مجھ میں یہ قدرت تو نہیں ہے کہ میں دوزخ میں سے اِس کو نکال لاؤں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ میں خود دوزخ میں چلا جاؤں اور اس کے ساتھ خود بھی عذاب میں رہوں۔ منادیِ خدا کی طرف سے ندا کرے گا کہ اے بندے تو باوجود اپنے ضعف کے اِس بات سے راضی نہ ہوا کہ یہ گنہگار دوزخ میں رہے کیونکہ اُس نے تجھ کو چند

Marfat.com

مرتبہ دُنیا میں دیکھا تھا اور چند روز تیرے ساتھ رہا تھا پھر میں کیوں نہ اُس کو معاف کردوں کہ وہ تمام عمر مجھ کو پہچانتا تھا اور میری توحید کا مُقِر تھا، ستّر ۷۰ برس سے، اُس کو جنّت میں لے جاؤ تیرے سبب سے میں نے اُس کو بخشا کیونکہ اُس نے ایک بار تجھ کو آواز دی اور رویا، پس تو اُس کے دوزخ میں جانے سے راضی نہ ہوا، میں مومنوں کو عذاب کرنے سے کیونکر راضی ہوں کہ تمام عمر یہ عُلَما کی مجلسوں میں حاضر ہو کر روتے اور استغفار پڑھتے تھے۔ میرے بندوں کو خبر دیدو کہ میں غفورُ الرّحیم ہوں۔

حکایت: ایک روز بایزید بسطامی بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا ایک مُرید کھڑا ہوا اور عرض کی کہ حضرت آپ میرے شیخ ہیں اور میں آپ کا مُرید ہوں مجھ کو بتلایئے کہ مُرید کا شیخ پر کیا حق ہے اور شیخ کا مُرید پر کیا حق ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ تو نے بہت بڑا سوال کیا ہے اور یہ بڑا راز ہے مگر میں اِس کا تجھ کو جواب دُونگا تو میرا ایک کام کر۔ مُرید نے کہا ''کیا کام ہے'' فرمایا: ''میں نے سلطان محمُود غزنوی کو ایک خطّ لکھا ہے تو جا کر دے آ اور جواب لے آ پھر میں تیرے سوال کا جواب دُوں گا''۔ سُلطان محمُود اُس وقت شہر نیشاپور میں تھے اور شیخ میں اور اُن میں ساٹھ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ مُرید خط لیتے ہی سیدھا روانہ ہوا، اپنے گھر بھی نہ گیا، نہ راہ خرچ کا کچھ فکر کیا، جب نیشاپور پہنچا سلطان کے محل پر گیا اور اپنا حال بیان کیا۔ لوگ اُس کو اندر لے گئے۔ سلطان نے شیخ کے خط کو چوما اور اُس مُرید کے واسطے حکم دیا کہ نہایت عزّت کے ساتھ ایک مکان میں اِس کو ٹھہراؤ اور عُمدہ عُمدہ کھانے کھلاؤ۔ پھر سلطان نے ایک لونڈی بھی اُن کے پاس بھیجی کہ جس کھانے کی یہ فرمائش کرے اُس کے واسطے پکا دے، چنانچہ لونڈی نے دریافت کیا کہ کون سا کھانا پکاؤں، اُس

Marfat.com

نے حَرِیرہ کی فرمائش کی کہ میں اس کو پی لُوں اور میرے سینہ سے راستہ کی تھکان دُور ہو جائے۔ لونڈی آگ جلانے کھڑی ہوئی اور شیطان نے مُرید کے دِل میں شہوت کی آگ بھڑکانی شروع کی، اُس کے حُسنِ دِلفریب کو دیکھ کر یہ کھڑا ہوا اور دَروازہ بند کر کے اِس نے اُس کی طرف دَست درازی کی کہ یکا یک دِیوار شق ہوئی اور شیخ بایزید نے اُس میں سے برآمد ہو کر فرمایا کہ غافِل نہ بن جیسا کہ حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کے ساتھ زُلیخا کے مَوقعہ پر ہوا تھا۔ مُرید نے جو یہ مُعامَلہ دیکھا ہیبتِ الٰہی سے کانپ گیا اور کہنے لگا "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنفُسَنَا" (پ ۸ سورہ الاعراف آیت نمبر ۲۳) پھر گھر میں سے نِکل سیدھا سُلطان کے پاس پہنچا اور خط کا جواب لے کر شیخ کی خِدمَت میں آ گیا۔ شیخ اُس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تیرے سُوال کا جواب مِل گیا؟ مُرید نے عرض کیا جی ہاں یعنی شیخ کا مُرید پر یہ حق ہے کہ جو شیخ فرمائیں اُس کو بجا لائے اور مُرید کا شیخ پر حق ہے کہ تمام اَحوال میں خطا سے اُس کی نِگہداشت رکھے۔

سُوال: اِس میں کیا حِکمت ہے کہ ایک جگہ تو خُدا فرماتا ہے فَوَ رَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (پارہ ۱۴ رکوع ۶ سورہ الحجر آیت نمبر ۹۲) اور دُوسری جگہ فرماتا ہے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ۔ (پارہ ۲۷ رکوع ۱۲ سورہ الرحمٰن آیت نمبر ۳۹)

جواب: مَعلُوم ہو کہ اِن دونوں آیتوں میں کُچھ تناقُض نہیں ہے اور جو یہ گُمان کرے وُہ جاہِل ہے کیونکہ خُدا نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ اے مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تُمہارے رب کی قسم ہے میں اِن سب جِنّ و اِنس سے سُوال کروں گا، اور دُوسری آیت میں جو فرمایا ہے لَا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ (پ ۲۷ سورہ الرحمٰن آیت نمبر ۳۹) یعنی قیامَت کے روز گُناہ سے اِنس و جِنّ کی بابَت سُوال نہ ہو

Marfat.com

گا یعنی اُن کے اِنسی اور جِنّی گناہ سے پُوچھا نہ جائے گا بلکہ اِنس و جِنّ سے گناہ کا سُوال ہوگا۔ اور نیز قیامت کے دِن میں بہت سے مقامات ہونگے، ایک وہ مقام ہوگا جہاں گُناہ نہ پُوچھے جائیں گے اور ایک وہ مقام ہوگا جہاں گناہوں کا سُوال کیا جائے گا پس آیہ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (پ۱۴ الحجر آیت نمبر۹۲) مقامِ سُوال کے مُتعلق ہے اور آیہ لَا یُسْئَلُ اُس مقام کے مُتعلّق ہے جہاں سُوال نہ ہوگا۔ پس دونوں آیتوں میں تناقُض نہ رہا اور آیہ لَا یُسْئَلُ گناہوں کے مُتعلّق ہے یعنی چونکہ خُدا ستّار ہے گناہوں کو نہ پُوچھے گا۔ اور آیہ فَوَرَبِّکَ (پ۱۴ سورہ الحجر آیت نمبر۹۲) نیکیوں کے مُتعلّق ہے جِن کو دریافت فرمائے گا اور نیز نیکی اور بدی کا اُس شخص سے سُوال ہوگا جِس کا بھروسہ اَعمال پر تھا اور جِس کا بھروسہ میری رَحمت پر تھا اُس سے سُوال نہ ہوگا۔

سوال اِس میں کیا حِکمت ہے کہ خُدا فرماتا ہے اور حضورﷺ نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (پارہ ۱۶ رکوع ۸ سورہ مریم آیت نمبر۷۱) اور حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا ہے مؤمن مِثلِ بجلی کے صِراط پر سے گُذر جائیں گے۔

جواب معلوم ہو کہ قُرآن اور حدیث میں تناقُض نہیں ہے کیونکہ وُرود بمعنی عُبور کے ہے بمعنی دُخُول کے، اور یہ آیت اِس پر دلیل ہے جو حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے قصّہ میں خُدا نے فرمائی ہے وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ (پارہ ۲۰ رکوع ۶ سورہ [illegible] آیت نمبر۲۳) یعنی جب مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام مَدیَن کے کُنوئیں پر سے [illegible] مطلب نہیں ہے کہ کنوئیں میں گِر پڑے، اِسی طرح اُمّتِ محمدیہ صراط [illegible] جائے گی نہ یہ کہ دوزخ ہوگی۔ اور نیز معلُوم ہو کہ جب تک دُلہن کو نہلا [illegible] کر پاک صاف نہیں کرتے ہیں، دُولہا کے ہاں نہیں بھیجتے ہیں۔ اِسی طرح

Marfat.com

مومن کے واسطے قبر اور دوزخ حمام کی مثل ہے اور منکر ونکیر مل مل کر نہلانے والے ہیں۔ جب تک یہ حمام میں نہ داخل ہوگا اور مل مل کر گناہوں کا میل اور دنیا کی گندگی دور نہ کی جائے گی جنت میں گھسنا ممکن نہ ہوگا۔ اور نیز معلوم ہو کہ آگ میں دو خصلتیں ہیں ایک جلانا اور ایک روشنی بخشنا پھر کافر و مومن دونوں آگ کے پاس گئے تو کافروں کو جلانا نصیب اور مومنوں کو روشنی ملی، فرماتا ہے پھر پرہیزگاروں کو ہم دوزخ سے نجات دیں گے اور کافروں کو پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ اور نیز حکایت ہے کہ پہلے زمانے میں ایک عطار کی یہ عادت تھی کہ فقراء و مساکین کو عطر بانٹا کرتا تھا، ایک روز ایک خاکروب نے بھی اپنا ہاتھ پھیلا کر اس سے عطر مانگا۔ اس نے کہا میں عطر دینے سے انکار نہیں کرتا مگر تیرے ہاتھ گندگی کے سبب سے عطر کے لائق نہیں ہے، تو ہاتھ دھو کر آجا، پھر میں جس قدر تو کہے گا عطر دے دوں گا۔ کیونکہ جب آدمی اہل ہوتا ہے تو کام بھی اس کا سہل ہوتا ہے۔ تو اب تم غفار کا کام عطار کے کام سے کم نہ سمجھو اگرچہ اس کی رحمت واسع اور اس کا دروازہ مفتوح اور اس کی جنت کا عطر مباح ہے مگر بندہ کا ہاتھ خاکروب کے ہاتھ کی طرح گندہ اور اس کا جسم گناہوں اور دنیا کی ناپاکیوں میں آلودہ ہے، اور اسی لیئے خدا نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (پ ۱۶ سورہ مریم آیت نمبر ۷۱) تاکہ تم گناہوں سے پاک ہو کر عطر جنت کے لائق ہو جاؤ اور جنت میں جا کر اس کی نعمتیں اڑاؤ کیونکہ میں نے اس کو تمہارے ہی واسطے پیدا کیا ہے۔ فرماتا ہے کہ جنت پرہیزگاروں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

سوال: یہ بات ظاہر ہے کہ قلب ایک جوہر شریف ہے کیونکہ قلب ہی سے تمام اعضا کو شرف حاصل ہے اور اسی کے ساتھ تمام بدن کی درستی ہے۔ حضور نبی

Marfat.com

کرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ابنِ آدم کے پیٹ میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ دُرست ہوتا ہے تمام بدن دُرُست ہوتا ہے۔ اور وہ قلب ہے۔ اور قلب مصدر ہے قلب کا جس کے معنی اِنقلاب اور تقلّب کے ہیں، ایک صفت پر ثابت نہ رہنا، پھر اِس جوہر شریف کا نام قلب رکھنے میں کیا حکمت ہے۔

اِعادہ: ہمارے بھائیوں کا سوال یہ ہے کہ خدا کی مخلوقات میں قلب سے بڑھ کر کوئی چیز شریف اور بڑے درجہ والی نہیں ہے۔ یہی وہ ربّانی صندوقچہ ہے جس کے اندر رحمانی موتی رہتے ہیں اور نظرِ سُبحانی اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور یہی منظرِ اعلیٰ ہے کیونکہ خدا اس کی طرف روزانہ تین سو ساٹھ مرتبہ نظر کرتا ہے، اور قلب ایک چیز نہیں ہے بلکہ یہ دو معنوں سے مرکّب ہے کبھی تو اِس کا نام علم اور بصارت ہوتا ہے اور کبھی یہ صور میں داخل ہو کر گوشت اور مٹی کے ساتھ موسُوم ہوتا ہے، اور کبھی اَغیار یعنی مَاسوٰی اللہ کو ترک کرتا ہے اور زہد کے ساتھ موسُوم ہوتا ہے، اور کبھی مُشتغِل ہو کر عشق بن جاتا ہے اور کبھی دونوں جہان کو چھوڑ کر حیران ہو جاتا ہے اور جنُوں اِس کا نام ہوتا ہے، اور کبھی یہ عرش کے اُوپر اور کبھی عرش کے نیچے اور کبھی قلم کے اندر اور کبھی تحت الثرٰی میں جا پہنچتا ہے، چُنانچہ عرش باوجود اپنی عظمت کے اور کُرسی باوجُود اپنی کُشادگی کے اور آسمان اپنی رِفعت اور زمین اپنی بَساطت کے ساتھ بھی قلب کے حال سے عاجز ہے پھر ایسی چیز کا نام قلب رکھنے میں کیا حکمت ہے۔

جواب: قلب کو قلب اِس کے تقلّب کے سبب سے کہتے ہیں، کبھی تو یہ بُلند ہوتا ہے اور کبھی پست ہوتا ہے، کبھی تو جنّت اِس کی زینت کو نہیں پہنچتی اور نہ رُوحانی اس کی لطافت کو پہنچتے ہیں، اور کبھی مِثل قاف کے مُحیط ہو جاتا ہے اور کبھی مِثل ذرّہ کے

Marfat.com

حقیر ہو جاتا ہے، کبھی یہ ہوا میں اُڑ کر ارواح کا شکار کرتا ہے اور کبھی مکھی بن کر مٹھاس پر چپکتا ہے اِس سبب سے اِس کا نام قلب رکھا گیا ہے، اور معلوم ہو کہ قلب کا تقلب خاص اُس کی ذات کی طرف سے نہیں ہے بلکہ مُقَلِّبُ الْقُلُوب کی طرف سے ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: اے مُقَلِّبُ الْقُلُوب میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ نیز معلوم ہو کہ بندہ کے دِل کی مثال پرکار کی سی ہے جس کے دو سَر ہوتے ہیں، ایک کا نام طبیعت ہے اور دوسرے کا نام حقیقت ہے۔ طبیعت کا سَر ہمیشہ چکر میں رہتا ہے اور حقیقت کا سَر ایک جگہ ثابت رہتا ہے مرکز پر، چنانچہ زندگانی طبیعت کے دَوران سے قائم ہے اور ایمان حقیقت کے ثبوت سے ثابت ہے۔ طبیعت کے سَر سے خطوطِ دوائر پیدا ہوتے ہیں اور حقیقت کا سَر مرکز کی حفاظت کرتا ہے، اور جب تک حقیقت کا سَر مرکز پر ثابت نہیں رہتا طبیعت کے سر سے خطوط دوائر حاصل نہیں ہوتے۔ لہٰذا تم کو یہ احتیاط لازم ہے کہ حقیقت کا سر مرکز سے باہر نہ ہو جاوے ورنہ کبھی دوائر حاصل نہ ہونگے۔ اور اسی طرح طبیعت کا سر اگر متحرک نہ ہوگا تب بھی دوائر کے خطوط ونقوش پیدا نہ ہونگے لہٰذا ان میں سے ایک کا ثابت اور دوسرے کا متحرک ہونا لازم ہے تاکہ حکم ظاہر ہو، اور جب تک حقیقت کا سر ثابت ہوگا طبیعت کا سر دائرہ سے نہ نکلے گا۔ پس مؤمن میں چونکہ حقیقت کا سر ثابت ہوتا ہے اس واسطے طبیعت کے سَر کا دَوران اُس کو دائرۂ اسلام سے باہر نہیں کرتا یعنی صغیرہ کبیرہ گناہوں سے وہ کافر نہیں ہوتا ہے جب تک کہ ایمان واسلام ثابت رہتے ہیں۔ اور نیز معلوم ہو کہ جب خدا نے اپنے بندوں پر اپنا فضل وکرم کرنا چاہا تو دِل کا نام قلب رکھا کیونکہ وہ کریم ہے اپنے

Marfat.com

بندوں کی تھوڑی چیز ہی قبول کرتا ہے۔ اسی کے متعلق ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ایک نیک بخت بنیا تھا اور اس کی یہ عادت تھی کہ دن کو دکان نہ کھولتا صرف رات کو کھولتا تھا۔ اور چراغ روشن کر کے ترازو لٹکاتا اور کسی کے کھوٹے دام واپس نہ کرتا، لوگ اس کی اس بات سے واقف ہو گئے تھے اور جس کے پاس جو پیسہ روپیہ کھوٹا ہوتا، اس کو دے کر سودا لیتے تھے اور وہ ان سب کھوٹے داموں کو جمع کرتا جاتا تھا پھر جب اس کا آخری وقت قریب پہنچا وہ سب کھوٹے دام اس نے اپنے پاس رکھے اور دعا کی کہ الٰہی میں نے یہ کھوٹے روپے قبول کئے ہیں اور تیرے کسی بندہ کی پردہ دری نہیں کی اس واسطے کہ تو بھی مجھ کو میرے عیبوں سمیت قبول کر لے باوجودیکہ میں فقیر اور تو غنی اور میں عاجز اور تو قادر ہے۔ ندا ہوئی کہ اے میرے بندہ تو غم نہ کر تو مقبول ہے۔

اشارہ: گویا وہ فرماتا ہے کہ اے مومنو میرے ایک بندہ نے کھوٹے روپے اس اُمید پر واپس نہ کئے کہ میں اس کے عیبوں سمیت اس کو قبول کر لوں اور میں نے تمہارے دل کا نام قلب رکھا ہے اس واسطے کہ تمہارے عیبوں سمیت تم کو قبول کروں کیونکہ کریم کی یہ عادت ہے کہ ادنیٰ اور ذلیل چیز کو بھی قبول کر لیتا ہے، پس تم کو بشارت ہو کہ میں نے تم کو قبول کر لیا کیونکہ میں غنی کریم ہوں۔ اور نیز دل کا نام قلب اس سبب سے بھی رکھا گیا ہے کہ تمام جوارح مثل لشکر کے ہیں اور لشکر دائیں بائیں طرف ہوتا ہے اور قلب درمیان میں، تو چونکہ دل لشکر اعضا کے درمیان میں ہے اس سبب سے قلب اس کا نام ہوا۔ اور بادشاہی کا نشان بھی قلب ہی میں ہوتا ہے، یعنی اگر میمنہ و میسرہ کو شکست ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ قلب تو ثابت

Marfat.com

ہے جو اصل ہے۔ یہی حال دِل کا ہے کہ شیاطین جب لشکر جوارِح پر حملہ کر کے اپنے اغوا سے اس کو شکست دیتے ہیں تو کچھ اندیشہ نہیں ہے جب تک کہ دِل ثابت اور علم و معرفت پر قائم ہے کیونکہ جوارِح کی شکست اور اعضا کی شکستگی دِل کو نقصان نہیں کرتی لہٰذا بندوں کو خدا کا شکرِ نعمت بجالانا ضروری ہے کہ اُس نے دِل کا نام قلب رکھا ہے۔

سوال: اگر کہیں کہ عشق کیا ہے اور عاشق کون ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ عشق مُجانَست کو چاہتا ہے اور پھر عشق کا اطلاق خُداوند تعالیٰ پر کیسے ہو سکتا ہے اور اِس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: عشق کا بھید کھولنا مُمکن نہیں ہے اور یہ ایک محفُوظ راز ہے جس کی تحقیق کوئی نہیں کر سکتا اور جو عشق کے اِظہار پر اپنی قُدرت بیان کرے تو وہ عشق کو کچھ بھی نہیں جانتا اور نہ وہ عشق کی حقیقت جانتا ہے۔ معلُوم ہو کہ عشق ایک بغیر دُھوئیں کی آگ ہے اور بغیر چراغ و بتّی کے شُعلہ ہے اور بغیر کُنجی کا قُفل اور بغیر دوا کی بیماری اور بغیر پیالہ کی شراب اور بغیر بوجھ کی گٹھری اور بغیر منزِل کا سفر ہے اور یہ شوق اور اِشراق اور اِحراق اور اِغراق اور حال اور قال ہے اور ہر چیز عشق سے مُتلوّن ہے اور عشق کا کوئی رنگ نہیں ہے، جو شخص مال اور حال و حیات کی قید میں ہے اُس کو عشق کی خبر نہیں۔ لفظ عشق کا اِشتقاق عشقہ سے ہے۔ اور عشق ایک گھاس ہوتی ہے جو درختوں اور پھلوں پر چمٹ جاتی ہے اور اُن کی لطافت اور رُطوبت کو چُوس لیتی ہے اور بغیر خُشک کیے اُس کو نہیں چھوڑتی، جانور اُس کو کھاتے ہیں تو پھر اُن کی لید سے تنُور کو روشن کرتے ہیں اور روٹیاں پکاتے ہیں اور پھر اِس راکھ کو کوڑے پر پھینک دیتے ہیں اور باغ والے اِس کی کھاد باغوں میں دیتے ہیں تو یہی گھاس پیدا ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

یعنی عشقہ اور درختوں پر لپٹتی ہے تو دیکھو کہ اِس قدر تغیّر و تبدّل اور کٹنے و جلنے کے بعد بھی اپنی اصل کی طرف رُجوع کرتی ہے اور اپنی جنس سے جُدا نہیں ہوتی۔ یہی حال عِشق کا ہے کہ جب جوانی میں کسی کو لگ جاتا ہے تو پھر اُس سے جُدا نہیں ہوتا، اُس کے چہرہ کی رونق جاتی رہتی ہے اور تمام خواہشوں اور لذّتوں کو اس کی کھو دیتا ہے، مزاج اُس کا متغیّر کرتا اور اس کی نسل کو خشک کر کے منقطع کر دیتا ہے۔ عِشق ایک پیالہ ہے جس کے اندر فنا اور ہلاکت کی آگ بھری ہوئی ہے اور آدمی کو حیران پریشان بنا دیتا ہے اس کے وجود کو معدوم کرتا ہے اور عشقہ گھاس کی طرح اُس سے جُدا نہیں ہوتا یہاں تک کہ معشوق سے وصل نہ ہو۔ یہی حال مؤمن کے عِشقِ الٰہی کا ہے کہ جب تک وہ اپنے مطلوب کو نہ پہنچے اُس سے جُدا نہیں ہوتا ہے۔ فرماتا ہے وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ (پارہ ۲۹ رکوع ۱۷ سورہ القیمۃ آیت نمبر ۲۲، ۲۳)

سُوال: حضور نبی کریم ﷺ کے اِس فرمان میں کیا حِکمت ہے کہ جیسی ایذا مُجھ کو دی گئی ہے کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ گویا یہ شکایت ہے اور اَنبیا سے شکایت کا ہونا جائز نہیں، پھر اِس میں کیا حِکمت ہے؟

جواب: معلُوم ہو کہ یہ حدیث شاید مشکُوک ہے کیونکہ یہ الفاظ صحیح طَور پر حضور رسُولِ اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں۔ اور نہ صحاح کی کتابوں میں ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ آدم عَلَیہِ السَّلام دو سو ۲۰۰ برس روئے اور ہمارے حضُور نبی کریم ﷺ کی عُمر چونسٹھ ۶۴ سال کی بھی نہیں ہوئی اور نہ عُمر بھر آپ روئے تو حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام کا دو سو برس رونا بہت زیادہ ہوا، اور نوح عَلَیہِ السَّلام کو کُفّار نے پچاس کم ایک ہزار برس تکلیفیں اور گالیاں دیں، اور حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کو آگ میں ڈالا اور حضرت

Marfat.com

ابراہیم عَلَیہِ السّلام کو آگ میں ڈالا اور حضرت زکریا کو آرہ سے چیرا اور حضرت جرجیس کو ستر ۷۰ مرتبہ قتل کیا اور ہمارے حضور ﷺ کو ایسی کوئی مصیبت نہیں پہنچی سوا اس کے کفار نے آپ کے دندان شہید کیئے اور منافقوں نے آپ کو برا بھلا کہا، پھر حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کیسے صحیح ہوا، اس فرمان کے صحیح ہونے کی صرف ایک یہ معنوی توجیہہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے تمام مؤمن مثل ایک نفس کے ہیں، یعنی ایک جسم کے جس کا ایک عضو سر ہے یا ایک ہاتھ ہے اور پیر ہے اور کان ہے اور ناک ہے اور آنکھ ہے اور سینہ ہے اور زبان ہے اور دل ہے، پس اس صورت سے حضور ﷺ کا یہ قول صحیح ہے بالمعنی نہ بالحقیقۃ یعنی جب کسی کے سر میں یا داڑھ میں درد ہوتا ہے تو اس کا تمام بدن اور کل اعضا درد اور تکلیف میں اس کی شرکت کرتے ہیں، اسی طرح تمام انبیا کو جو جو تکلیفیں پہنچیں تو گویا وہ سب حضور ﷺ ہی کو پہنچیں کیونکہ تمام انبیا مثل ایک نفس کے ہیں اور حضور سرور کونین ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ تمام مؤمن مثل ایک نفس کے ہیں یہ نصیحت کے واسطے فرمایا ہے تاکہ ان سب کے دل ایک صفت پر رہیں۔

سوال: معلوم ہو کہ قرآن شریف میں ایک جگہ تو رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (پ۲۹ سورہ المزمل آیت نمبر ۹) آیا ہے اور دوسری جگہ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (پ۲۷ سورہ الرحمٰن آیت نمبر ۱۷) اور تیسری جگہ رَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ (پ۲۹ رکوع ۸ سورہ المعارج آیت نمبر ۴۰) تو اس میں کیا حکمت ہے۔؟

جواب: رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ تو معلوم ہے اور رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ کا یہ مطلب ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السّلام نے نمرود سے

Marfat.com

مُناظرہ کیا تو فرمایا میرا پروردگار وُہ ہے جو زِندہ کرتا اور مارتا ہے۔ نمرُود نے کہا میں بھی زِندہ کرتا اور مارتا ہوں اور پھر اُس نے قید خانہ میں سے دو واجِبُ القتل آدمی منگا کر اُن میں سے ایک کو قتل کیا اور دُوسرے کو چھوڑ دیا۔ تب حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ میرا خُدا سُورج کو مَشرِق سے طُلُوع کرتا ہے تو اُس کو مَغرِب سے طُلُوع کر۔ نمرُود نے کہا ہم دیکھیں کہ تُمہارا خُدا مَغرِب سے کیونکر طُلُوع کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السلام نے دُعا کی اور خُدا نے مَغرِب سے طُلُوع کیا اور مَشرِق میں وہ غُرُوب ہوا۔ اور نیز صحیح حدیث میں وارِد ہے کہ قِیامَت کے قریب سُورج مَغرِب سے طُلُوع کرے گا جو قِیامَت کی اشراط میں سے ہے تو اِس سے دو مَشرِق اور دو مَغرِب ثابت ہو گئے۔ اب رہا اَلْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ یَعنی رَبّ ہے مَشرِقوں اور مَغرِبوں کا، اُس کی تَفسِیر یہ ہے کہ خُدا نے مَشرِق میں تین سو ساٹھ چَشمہ پیدا کئے ہیں چُنانچہ سال بھر میں سُورج ہر روز ایک چَشمہ سے طُلُوع ہوتا ہے اور اسی طرح ایک چَشمہ میں غُرُوب ہوتا ہے، اور اِسی سبب سے فرمایا ہے رَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ۔ پس اِن تینوں آیات میں کچھ تُناقُض نہیں ہے۔

سُوال: ایک دفعہ حضُور نبی کریم ﷺ تشریف رکھتے تھے کہ آپ نے فرمایا جو مُجھ کو دوست رکھتا ہو وہ کل کے واسطے کُچھ نہ رکھے۔ تمام اَصحاب نے ایسا ہی کیا سِوا حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے کہ اُنہوں نے ہر ایک قِسم کی نعمتوں سے اپنے گھر کو بھر لیا تو اِس میں کیا حِکمت تھی۔؟

جواب: مَعلُوم ہو کہ اِس میں یہ راز ہے کہ حضُور ﷺ نے فرمایا اے عُمر تُم نے مال کیوں جمع کیا ہے؟ عرض کیا یا رسُولَ اللہ (ﷺ) میں نے اِس کو شیطان کے

Marfat.com

ذلیل کرنے کے واسطے جمع کیا ہے کیونکہ وہ مؤمنوں کے دِل میں وَسوَسہ ڈالتا ہے کہ یہ کام کرواور وہ کام کروتا کہ تُمہارا مال زیادہ ہواور مؤمن مال جمع کرنے میں لگ جاتے ہیں تو خُدا کی نافرمانی ہونے لگتی ہے، سو میں نے شیطانی وسوسہ سے بچنے کے لئے یہ مال جمع کیا کہ بےفکر ہو جاؤں۔

سوال: خُدا کے اِس فرمان میں کیا حِکمت ہے وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (پ۲۹ سورہ الدھر آیت نمبر۲۱) کیونکہ اہلِ جُنّت جب تک چشمۂ حیات میں غُسل کر کے پاک نہ ہولیں گے جُنّت میں نہ داخل ہونگے پھراِس میں کیا بھید ہے۔؟

جواب: معلُوم ہو کہ شرابِ طَہُور کا فائدہ یہ ہے کہ اہلِ جُنّت کے دِل میں جو حُور وقصُور وغِلمان و ولدان اور نعمتوں کی محبّت اور خواہش بھری ہوئی ہو گی وہ اِس شرابِ طَہُور کے پینے سے دور ہو جائے گی اور سِوا دِیدار کی محبّت کے اور کچھ اُن کے دِل میں باقی نہ رہے گا اور جُنّت اور اُس کی نعمتیں بندہ کی مُشتاق ہونگی اور بندہ خُدا کا مُشتاق ہو گا۔

اِبلیس کی مَوت کا قِصّہ

جب قِیامت قرِیب ہو گی تو خُدائے تعَالیٰ اِسرافیل عَلَیہِ السَّلام کوحُکم دے گا کہ مَوت کا صُور پھُونکو جس کی نِسبت خُدا فرماتا ہے وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ الاخ (پ۲۴ سورہ الزُمَر آیت نمبر ۶۸) یہ یعنی صُور کے پھُونکے جانے سے آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب فنا ہو گا مگر جِس کو خُدا چاہے گا اور وہ مَلَکُ الْمَوت اور اِسرافیل اور میکائیل اور جبرائیل اور حامِلانِ عرش اور اِبلیس ہیں، پھر خُدا مَلَکُ

Marfat.com

الموت کو ابلیس کی رُوح قبض کرنے کا حُکم دے گا، مَلکُ الموت اُس کی رُوح قبض کرنے دَوڑیں گے اور یہ بھاگے گا اور زمین کے اندر گھُس جائے گا جیسے کہ غوطہ خور پانی میں گھُس جاتا ہے۔ پہلے تو یہ آدم عَلَیہِ السَّلام کی مٹّی سے گھبراتا تھا اور آخر کو پھر مٹّی ہی میں گھُسے گا، اور یہی حال نافرمان گُنہگاروں کا ہوگا جو دُنیا میں نماز اور سجدہ سے بھاگتے تھے آخر قیامت کے دِن خُدا کے سامنے سجدہ میں گریں گے اور رووِیں گے۔ اور مالدار لوگ دُنیا سے کیسی محبّت کرتے ہیں اور آخرت میں اُس سے بھاگیں گے کیونکہ مال سانپ اور بچھو بن جائے گا اور جو لوگ آج کل عُلَماء سے بھاگتے ہیں قیامت کے روز اُن سے سِفارش کے طالب ہونگے۔ اَلغرض پھر شیطان زمین میں گھُسے گا اور مَلکُ الموت بھی اُس کے پیچھے پہونچیں گے وہ نِکل کر ہوا میں اُڑے گا، یہ بھی اُس کے پیچھے ہونگے پھر یہ دریا میں غوطہ لگائے گا مَلکُ الموت بھی پیچھے ہونگے غرضکہ یہ کوہ قاف میں، ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ستّر ۷۰ مرتبہ زمین میں غوطہ لگائے گا یہاں تک کہ مَلکُ الموت اِس سے عاجز ہوں گے اور خُدا کے سامنے سجدہ کر کے عرض کرینگے کہ الٰہی میں اِبلیس سے عاجز ہوں اور اِس پر قادِر نہیں ہوں۔ خُدا کی طرف سے ایک مُنادی نِدا کرے گا کہ اے مَلکُ الموت دوزخ میں جا کر مالک سے کہو وہ تُم کو ستّر ہزار کُتّے دوزخ کے دے گا تُم اُن سے اِبلیس کا شِکار کرنا۔ مَلکُ الموت جہنّم میں جا کر ستّر ہزار کُتّے اِبلیس پر پہونچیں گے اور شِکاریوں کی طرح اُس پر کُتّوں کو چھوڑ دیں گے آخر کُتّے بھی اِبلیس سے عاجز رہیں گے۔ اور مَلکُ الموت دوبارہ خُدا سے عرض کریں گے۔ حکم ہوگا اور ستّر ہزار کُتّے لے جاؤ۔ پھر بھی اِبلیس ہاتھ نہ آئے گا۔ پھر تیسری

Marfat.com

مَرتبہ اور سَتّر ہزار کُتّے لے جائیں گے۔ اُس وقت اِبلیس عاجز ہوگا اور آسمان و زمین اور سمندر میں کہیں پناہ نہ پائے گا اور اپنے آپ کو زمین پر گرادے گا، سب کُتّے اس کو چمٹ جائیں گے اور یہ وہ جگہ ہوگی جہاں آدم عَلَیہِ السَّلام کی قبر ہے۔ پھر مَلک الموت اُس کے پاس آن کر اُس کو سَجدہ میں دیکھیں گے اور کہیں گے اے مَلعُون جب تُجھ کو آدم عَلَیہِ السَّلام کے سَجدہ کرنے کا حُکم ہوا تھا جب تُو نے سَجدہ نہ کیا اور اب کیوں سَجدہ میں پڑا ہے؟ اِبلیس کہے گا میں نے آدم عَلَیہِ السَّلام کو سَجدہ نہیں کیا اور نہ مُجھ کو مَعلُوم ہے۔ کہ آدم عَلَیہِ السَّلام کی قبر کہاں ہے۔ مَلک الموت کہیں گے اگر تُجھ کو خبر نہیں ہے تو میں بتاتا ہوں کہ یہی آدم عَلَیہِ السَّلام کی قبر ہے۔ اس وقت شیطان اپنا سَر اُٹھائے گا اور کہے گا مُجھ کو دوزخ میں لے جاؤ میں آدم عَلَیہِ السَّلام کو سَجدہ نہیں کرتا اور پھر یہ بھاگنا چاہے گا مَلک الموت قہر و غضب کے ساتھ اُس کو پکڑلیں گے اور سَتّر ہزار جگہ اُس کے بدن پر ایک ضَربہ ماریں گے اور کُتّے اُس کو نوچیں گے اور تمام دُنیا کے جانداروں سے کئی حِصّہ بڑھ کر اُس کو سَکراتِ مَوت کی تکلیف ہوگی، اور یہ ایک ایسی چیخ مارے گا کہ اُس کو تمام خَلائق سُنے تو سب مَر جائیں۔ پھر مَلک الموت اُس کی رُوح مالکِ جَہنّم کے سُپرد کریں گے۔

اِشارہ : گویا خُدا فرماتا ہے کہ سَلطنَت اُسی ذاتِ پاک کو شایاں ہے جو مؤمنوں کے دُشمن کو کُتّوں سے ہلاک کراتا ہے اور اصحابِ کہف کے کُتّے کو اپنی رَحمت سے جَنّتی اور اُن کو اپنے اَولیاء بناتا ہے۔ بسبَب ایک چوہیا اور بِلّی کے جس کا قِصّہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ دقیانُوس سوتا تھا کہ ایک چُوہیا اپنے بِل سے نکلی، بِلّی نے اُس کو پکڑنا چاہا، چُوہیا بھاگی اور دقیانُوس پر گر پڑی، دقیانُوس مارے خَوف اور گھبراہٹ کے

Marfat.com

جاگ اُٹھا یملیخا کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ اگر یہ دقیانوس خُدا ہوتا تو بلّی اور چوہیا سے اِس قدر مرعُوب نہ ہو جاتا، یہ خُدائی کے لائق نہیں ہے۔

لَطِیفَہ: بیان کرتے ہیں کہ ایک جاہِل عورت مکّہ میں پہنچی اور خانہ کعبہ کو دیکھ کر کہنے لگی کہ یہ تو میرے ہی گھر جیسا ہے، صِرف اِتنا فرق ہے کہ میرے گھر میں ایسے نِشان باعظمت نہیں ہیں مگر ہاں میرا گھر وُسعت میں اِس سے کم نہیں ہے۔ ایسی ہی حالت اُس مجلس کے لوگوں کی ہے جو اِس جاہِل عورت کی تھی کہ اپنے گھر اور کعبہ میں کچھ فرق نہ جانتی تھی۔ اِسی طرح یہ لوگ بھی عالِم اور جاہِل میں فرق نہیں جانتے ہیں۔ کیونکہ نیم مُلّا زہر کا حکم رکھتا ہے اور عالِم کامِل تریاق ہے جب تریاق آتا ہے تو زہر کا اثر نہیں رہتا۔

حکایت: حضرت ذُوالقرنین کا ایک وزیر خاقانی نام عالِم کامِل اور حکیم شخص تھا اور آپ کے واسطے تریاق ہر سال بنا کر آپ کو پلاتا تھا اور پھر زہر بھی پلاتا تھا جس سے آپ کے بال اور کھال جُدا ہو کر دُوسرے نِکل آتے تھے، اور بارہا ایسا ہی ہوا تھا، ایک روز حضرت ذُوالقرنین نے فرمایا کہ اے خاقانی تُو میرا دوست ہے یا دُشمن؟ اُس نے عرض کیا کہ دوست ہوں۔ فرمایا کہ پھر تُو نے مجھ کو زہر کیوں پلا دیا؟ عرض کیا اس واسطے کہ تریاق کا تجربہ کر لوں جو میں نے آپ کے واسطے بنایا ہے کہ آیا یہ آپ کو زہر سے نجات دیتا ہے یا نہیں تاکہ پھر میں دُشمنوں کے زہر سے مُطمئن ہو جاؤں، اور اِس تریاق کا یہ اثر تھا کہ ذُوالقرنین ہر مہینہ ایک پیالہ زہر کا پیتے اور اُن کو نقصان نہ کرتا۔ یہی حال اُس واعظ کے وعظ سُننے والوں کا ہے جو مُسلمان کو خُدا اور رسُول کے کلام کا تریاق پلاتا ہے تاکہ اگر نیم مُلّا اُن کو جہالت

Marfat.com

کا زہر پلائے تو اُن کو ضرر نہ پہنچے کیونکہ پہلے یہ تریاق نوش کر چکے ہیں اور زہر پینے کو مُستعِد ہیں اِس لئے اِن کا ایمان کُفر کے زہر سے زائل نہ ہوگا اور نہ جہل کی گُمراہی ان کو ضرر کرے گی۔ خُدا فرمایا ہے۔ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۲۷ سورہ الذاریات آیت نمبر ۵۵)

حکایت: ایک روز امام اَبُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک بِچھو نے آپ کے ڈنگ مارا اور زمین پر گر پڑا۔ شاگردوں نے اُس کو مارنا چاہا، آپ نے فرمایا کہ اگر تُم مُجھ کو دوست رکھتے ہو تو اس کو نہ مارو۔ عرض کیا کیوں؟ فرمایا اِس واسطے کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا میں بھی اُن عُلماء میں سے ہوں یا نہیں جِن کی شان میں حضور ﷺ علیہِ السّلام نے فرمایا ہے کہ عُلماء کے گوشت زہردار ہوتے ہیں۔ چُنانچہ پھر اس بچھو کو جو دیکھا تو کمزور ہو گیا تھا بھاگ نہ سکا اور کمزوری اُس کی بڑھتی گئی آخر تھوڑی دیر میں مَر گیا۔ مؤمنو تُم عُلماء کی غیبَت اور اُن کے گوشت کھانے سے پرہیز کرو، ایسا نہ ہو کہ تُم دِین کے زہر سے ہلاک ہو جاؤ۔ نبی کریم عَلیہِ السّلام نے فرمایا ہے۔ عُلَمَا کے عِلم کی مِثال مِینہ کے قطروں کی سی ہے ۔ مِینہ کی یہ خاصیت ہے کہ پوشِیدَہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے مَثلاً زمین سے نباتات کو اور درختوں سے پھول پھل اور سِیپ سے موتی کو اور افعی سے زہر کو ظاہر کرتا ہے اور یہ سب چیزیں ایک ہی مُنہ سے ظاہر ہوتی ہیں، اسی طرح عُلَمَا جب اپنا علم ظاہر کرتے ہیں تو سُننے والوں میں سے کسی سے اطاعت کا اِنکار اور کسی سے صَدقات کا پھل اور کسی سے اطاعت اور مُوافَقت اور کسی سے نِفاق اور مَعصِیَت ظاہر ہوتی ہے، کسی کے حَق میں یہ عِلم تریاق اور کسی کے حَق میں زہر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ سب باتیں

Marfat.com

لوگوں کے نفوس میں پوشیدہ ہیں علم کا قطرہ پڑنے سے ظاہر ہو جاتی ہیں کیونکہ علم کی خاصیت مینہ کی سی ہے جو دلوں کے اندر کی پوشیدہ بات ظاہر کر دیتا ہے، فرمایا ہے۔
وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ۔ (پارہ ۲۳ رکوع ۱۴ سورہ ص آیت نمبر ۴۳)

سوال: خدا فرماتا ہے قیامت کے روز نہ مال نفع دے گا نہ اولاد مگر جو خدا کے حضور ﷺ میں قلب سلیم لے کر آیا تو قلب سلیم کیا ہے اور اس کی نشانی کونسی ہے۔؟

جواب: معلوم ہو کہ اہل عرب اُس شخص کو سلیم کہتے ہیں جس کے سانپ نے کاٹا پھر تریاق وغیرہ ادویہ سے اُس کا علاج کیا اور وہ نہ مرا اور تندرست ہو گیا وہ سلیم کہلاتا ہے۔ ایسے ہی جس قلب کو ابلیس ملعون نے کاٹا اور گناہ کے زہر سے وہ مسموم ہو گیا پھر علماء سے اُس کا معالجہ کیا اور توبہ کا تریاق پی کر خدا کی طرف توبہ اور ندامت اور گریہ و زاری کے ساتھ التجا کی اور اطاعت و انکسار و تواضع پر قائم ہو گیا تو درحقیقت یہی قلب سلیم ہے، یعنی جس کے سانپ نے کاٹا ہو اور وہ بچ گیا ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ ابلق چیز کو دیکھ کر بھاگتا اور ڈرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ سانپ ہے، اسی طرح قلب سلیم یعنی جس نے گناہ سے توبہ کی اور ابلیس کے زہر سے بچ گیا، گناہ اور گنہگاروں کو دیکھ کر بھاگتا ہے اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے اُس کا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ اور ٹوٹا ہوا دل خدا کا خزانہ ہے اور وہ فرماتا ہے میں شکستہ دلوں کو جوڑنے والا ہوں۔

حکایت: کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ خداوندا ہر ایک بادشاہ کا خزانہ ہوتا ہے پس تیرا خزانہ کہاں ہے؟ خدا نے اُن کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد میرا خزانہ عرش سے اعلیٰ اور کرسی سے وسیع تر اور پہاڑوں سے عظیم تر اور آسمان سے زیادہ مزین اور بہ نسبت جنت کے پر نعمت

Marfat.com

ہے اور وہ شکستہ دِل ہیں جو سلیم ہیں اور میں تمہارے سامنے قلب سلیم کی علامت بیان کرتا ہوں۔ جب آدم عَلَیہِ السَّلام نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی اور ابلیس کا ڈنک اور لغزش کا زہر اُن کو پہنچا اور جنّت سے نکل کر مجروحُ القلب ہو گئے تو سراندیپ کے پہاڑ اور بقول بعض اصفہان کے پہاڑ پر نازل ہوئے اور دو سو برس تک روتے رہے، کہتے تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا (پ ۸ سورہ الاعراف آیت نمبر ۲۳) اور زمین پر سجدہ میں پڑے رہتے تھے اور اتنا روئے کہ گھاس اُگ آئی تھی اور اُن کے بدن اور سر کو ڈھانک لیا تھا اور پھر جب اپنی لغزش کو یاد کرتے اور آہ کرتے تو اُن کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل کر گھاس کو جلا دیتا مگر اُن کو کچھ ضرر نہ پہنچاتا اور اسی طرح ہوتا رہتا تھا یہاں تک کہ خدا نے اُن کی توبہ قبول کی اور اُن کو بلا واسطہ ندا ہوئی کہ اے آدم عَلَیہِ السَّلام تو میرا صفی ہے۔ آدم عَلَیہِ السَّلام نے جواب نہ دیا۔ دوبارہ ندا ہوئی پھر بھی آدم عَلَیہِ السَّلام نے جواب نہ دیا۔ فرشتے خوف سے کانپ اُٹھے اور کہنے لگے اس میں کچھ شک نہیں کہ آدم (علیہ السلام) ہلاک ہوا۔ تیسری دفعہ ندا ہوئی پھر بھی آدم عَلَیہِ السَّلام نے جواب نہ دیا۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نازل ہوئے اور کہا اے آدم عَلَیہِ السَّلام کیا تم نے اپنے ربّ کی ندا نہیں سنی۔ آدم عَلَیہِ السَّلام نے کہا ہاں سنی۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے کہا پھر جواب کیوں نہیں دیا؟ آدم عَلَیہِ السَّلام نے کہا وہ ندا کر رہا ہے تو میرا صفی ہے اور میں کیسے صفی ہو سکتا ہوں، میں نے تو اُس کی نافرمانی کی ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ اُس نے کوئی اور آدم (عَلَیہِ السَّلام) مٹی سے پیدا کیا ہے اور اُس کو ندا کر رہا ہے اور اگر مجھ کو ندا کر رہا ہے تو میں حاضر ہوں۔ اُسی وقت ندا ہوئی کہ جبرئیل (عَلَیہِ

Marfat.com

السّلام) آدم (عَلَیہِ السّلام) سے پُوچھو کہ میری نِدا کے وقت اُس کا کیا حال تھا۔ جبرئیل عَلَیہِ السّلام نے پُوچھا آدم عَلَیہِ السّلام نے کہا میں اپنے دِل میں کہہ رہا تھا کہ خُدا ہی گُناہوں کو بخشتا ہے مگر جب مُجھ کو اپنے گناہوں کا خیال ہوتا تو میرا دِل ٹُوٹ جاتا تھا۔ خُدا نے فرمایا اے جبرئیل (عَلَیہِ السّلام) میں تُجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں شِکستہ دِلوں کے پاس ہوں۔ پس مَعلُوم ہوا کہ جو دِل گُناہوں کے سبَب سے شِکستہ ہے مگر رحمت سے نااُمّید نہیں ہے اور نہ گُناہ کے خَوف کو بھُولا ہے بلکہ خَوف و رجا کے درمیان حیران رَنج وغَم سے گریاں و نالاں ہے وہی قلبِ سلیم ہے، خُداوَند تعالیٰ علم وحکمت والا ہے گُناہ بندے کے کِتنے ہی زیادہ نہ ہوں مگر وہ حَلِیمُ الرَّشِید ہے۔

حکایت: شہر نیشاپُور میں ایک بزُرگ ابُوحفص صاحبِ حال وطریقت تھے اور اُن کے ایک صاحبزادی تھی جب یہ جوان ہوئی اور شیخ نے جو بظاہر فقیر اور باطن میں دولتِ دِین سے امیر تھے اُس کی شادی کرنی چاہی، اور لڑکی کو یہ خبر ہوئی تو وہ اُن کے پاس روتی ہوئی آئی اور یہ بوسیدہ وشِکستہ کپڑے پہنے تھی۔ شیخ نے فرمایا بیٹی میں بحکمِ خُدا کے مُوافِق تیری شادی کرتا ہوں، تُو کیوں روتی ہے؟ اُس نے کہا میں شادی کے سبَب سے نہیں روتی ہوں بلکہ میں یُوں روتی ہوں کہ تُم ایک فقیر آدمی ہو، تُمہارے پاس میرے جہیز کے واسطے کُچھ نہیں ہے، لہٰذا مُجھ کو اندیشہ ہے کہ لوگ میری تحقیر کریں گے اور میں اُن میں شرمندہ ہونگی اِس واسطے میں روتی ہوں۔ اے گُنہگار غافل ایک لڑکی جہیز نہ ہونے سے روتی تھی مخلُوق کے سامنے حقارت اور شرمندگی کے خَوف سے تو اب خیال کر کہ خُدا کے سامنے تیرا کیا حال ہوگا جبکہ تیرے پاس اعمالِ صالح کا جہیز نہ ہوگا جو قبر اور قیامت میں تیرے ساتھ جاتا پس

Marfat.com

تو عرصاتِ قیامت میں خُدا کے سامنے مُخَجِل اور حقیر ہو جائے گا کیونکہ خُدا فرماتا ہے جزاء بما کانوا یعلمون پھر شیخ نے بیٹی سے فرمایا کہ تُو جانتی ہے جو ہمارے پاس مال واَسبابِ دُنیا کُچھ نہیں ہے ہمارا حِصّہ آخرت میں ہے پھر اب کیا کرنا چاہیئے۔ بیٹی نے عرض کیا کہ اگرچہ تُم فقیر ہو کہ تُمہارے پاس کُچھ نہیں ہے، اللہ تو غنی ہے، آسمان وزمین کی سب چیزیں اُسی کی ہیں، اُسی سے آپ مال طلب کیجئے تاکہ میں خاوند کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ شیخ نے کہا اچھا اور بیٹی کے ساتھ خُدا سے مال طلب کرنے کی شرط کی، پھر جب رات ہوئی اور لوگ سو گئے شیخ مَسجد میں گئے جو اُن کے پڑوس ہی میں تھی، دو رکعت نماز پڑھ کر خُدا سے دُعا کی کہ الٰہی مُجھ کو اپنے غیر فانی خزانے سے مال عنایت کرتا کہ میری بیٹی اپنے خاوند کے سامنے شرمندہ نہ ہو، خُدا کی طرف سے کُچھ جواب نہ سُنا تو شیخ کو غصّہ آیا اور کہا خُداوندا اگر مُجھ کو مال نہ دے گا تو میں لکڑی لے کر تمام تیرے گھر کی جھاڑ فانوسین توڑ ڈالوں گا اور آگ لگا کر خراب کر دُوں گا اور اپنے کپڑے بھی پھاڑ دُوں گا اُسی وقت مَسجد کی چھت شَق ہو گئی اور اشرفیاں برسنے لگیں، شیخ نے اپنا دامن پھیلا دیا، دامن بھر گیا اور اشرفیاں مَوقُوف نہ ہوئیں تو شیخ نے فرمایا بس بس، تب اشرفیاں مَوقُوف ہو گئیں۔ مَسجد کے گوشہ میں ایک فقیر بیٹھا ہوا۔ شیخ کے تمام حال کا تماشا دیکھ رہا تھا اور شیخ کو خبر نہ تھی۔ جب شیخ نے مَسجد سے باہر جانا چاہا تو فقیر سامنے آیا اور کہا اے شیخ تم نے کھیتی تو کاٹ لی اُس کا عُشر تو دیتے جاؤ۔ خُدا فرماتا ہے وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ (پ۸ سورہ الانعام آیت نمبر ۱۴۱) یعنی کھیتی کاٹنے کے دِن اُس کا حق دیدو۔ اگرچہ دُعا کا تُخم تُمہارا تھا تو آمین مَیں نے بھی کہی تھی۔ شیخ نے

Marfat.com

فقیر کو بھی اُس میں سے بانٹ دیا۔ پھر فقیر نے شیخ سے کہا کہ تم نے اَدَب کے ساتھ کیوں نہ مانگا، یہ کیوں کہا کہ میں تیرے گھر میں آگ لگا دُونگا اور قندیلیں توڑ ڈالوں گا۔ شیخ نے کہا میں نے خُدا سے عہد کیا تھا کہ اُس کے غیر کے سامنے سُوال کرنے کھڑا نہ ہونگا اور وہ جانتا ہے کہ میں ضعیف ہوں پھر بھی میں نے اُس کے حُکم کو رَدّ نہیں کیا اور نہ اُس کی نافرمانی کی، اور وہ قوِی اور غنی ہے جو میں نے اُس سے مانگا اگر وُہ مُجھ کو نہ دیتا تو میں وہی کرتا جو میں نے کہا تھا۔ فقیر نے کہا تُم کو خوف نہ آیا۔ شیخ نے کہا تو نہیں جانتا کہ اُس نے پہلے ہی میری رُوح میں عشق کی آگ بھڑکا دی اور ہیبت کے پتھروں سے میرے گھر کی قندیلیں توڑ دی ہیں اور آیۂ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (پ ۲۸ سورہ تحریم آیت نمبر ۶) کے منجنیق سے میرے صَوْمَعہ کو اُجاڑ دیا ہے اور میرا دِل مجھ سے مانگ لیا ہے اور باوجُود میرے عِجز کے میں نے جو کچھ اُس نے مانگا اُس کے دینے میں عُذر نہیں کیا پھر کیا تُم خیال کر سکتے ہو کہ میں اس سے باوجود اُس کی قُدرَت اور تمام عَالَم سے غنی ہونے کے بغیر اشرفیاں لیے مان جاتا۔ قسم ہے خُدا کی اگر وُہ شکستہ دلوں کے حق میں میری شفاعت نہ مانے گا اور تمام گُنہگاروں کو مجھے نہ بخشے گا، قیامت کے روز تو میں بھی اُس کی جَنّت میں نہ داخِل ہوں گا اور نہ اُس کے حُور و قصُور کو قبُول کروں گا اور گُنہگاروں کو اُس سے طلب کرتا رہوں گا یہاں تک کہ سب کو خلاصی دِلوا لُونگا کیونکہ اُس نے اِس بات کو قبُول کر لیا ہے کہ نیک لوگ کوشش کے ساتھ اُس سے طلب کریں۔ فقیر نے کہا شیخ صاحب یہ کرامت آپ کو کس بات سے حاصِل ہوئی۔ فرمایا اُس کے بندوں کے واسطے دُعاءِ خیر کرنے سے اور تو اپنے نفس کو مار اور دِل کر توڑ

Marfat.com

اور خواہش کو چھوڑ اور مَولیٰ کی عبادت کر پھر جو چاہے اُس کے خزانے سے مانگ۔

حکایت: بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ذُوالنون مِصری رحمۃ اللہ علیہ حج کے واسطے تشریف لے گئے اور سال بھر مکّہ میں رہے، ایک روز جو کعبہ کے طواف کو آئے دیکھا کہ بیتُ اللہ کے قریب ایک بیمار پڑا ہوا ہے اور اُس نے جوان کی آہٹ سُنی، سَر اٹھایا اور کہا اے ذُوالنون تُم کو اپنے رب سے شرم نہیں آتی کہ سَتّر برس سے اُس کے بندہ ہونے کا دعویٰ کر رہے ہو اور اب کعبہ سے جو کہ جمادات کی قسم سے ہے شفاعت طلب کرنے آئے ہو۔ شیخ ذُوالنون فرماتے ہیں یہ کلام سُن کر میرے دِل نے گواہی دی کہ یہ اَولیاء میں سے ہیں۔ میں نے عرض کیا بھائی صاحب آپ کہاں سے تشریف لاتے ہیں۔ فرمایا مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۵۵) سے میں نے کہا آپ تشریف لے جائیں گے۔ فرمایا فِيهَا نُعِيدُكُمْ (پارہ ۱۶ رکوع ۱۱ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۵۵) میں نے کہا آپ عابِد ہیں یا زاہِد ہیں یا عالِم ہیں، کون ہیں، اور آپ کا کیا نام ہے فرمایا یہ بات مجھ سے نہ پُوچھو کیونکہ مَولیٰ اپنے بندوں کو جس نام سے چاہتا ہے پُکارتا ہے۔ اس مکان کے مالِک سے میرا نام پُوچھ لو کیونکہ وُہ سب بندوں کا مَولا ہے اور میں بھی اُسی کا بندہ ہوں، مجھ کو خبر نہیں کہ اُس کے نزدیک میرا کیا نام ہے۔ میں نے کہا کہ میرا تو خُدا کے یہاں یہ مرتبہ نہیں ہے کہ وُہ مجھ سے خطاب کرے۔ فقیر نے کہا یُوں کہو کہ اِلٰہی اِس پیاسے فقیر کے ہونٹوں کے طفیل جو بیمار پڑا ہے مجھ کو بتا دے کہ یہ کون ہے؟ ذُوالنون کہتے ہیں میں نے جو یہ دُعا کی تو کعبہ میں سے آواز آئی کہ یہ میرا حَبیب ہے ۔میرا حبیب ہے۔ پھر ذُوالنون فقیر کے پیروں پر گرے اور اُس کے ہاتھ پیروں کو

Marfat.com

بوسہ دیا۔ فقیر نے کہا اے ذُوالنون کیا بات ہے، کہا تم مقبول ہو کیونکہ میں نے خانہ کعبہ میں سے تین بار یہ ندا سُنی ہے کہ یہ میرا حبیب ہے۔ فقیر نے کہا اے ذُوالنون میں چالیس برس سے یہ ندا سُنتا ہوں اور جب سے میں نے پانی کا ایک گھونٹ نہیں پیا، پس تم اِس بات کے گواہ ہو جاؤ کہ اُس نے مجھ کو اپنا حبیب کہا ہے، اور حبیب کے کلام حبیب رَد نہیں کرتا۔ ذُوالنون کہتے ہیں پھر فقیر نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور مکھیاں اُن کے چہرہ پر بکثرت جمع تھیں، میں نے چاہا کہ مکھیوں کو ہٹاؤں۔ اُنہوں نے کہا اے ذُوالنون خبردار ہر مکھی کے بدلے مجھ کو ہزار گنہگاروں کی شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی اور میری شفاعت سے جنّت میں داخل ہوں گے کیونکہ خدا وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ ذُوالنون فرماتے ہیں پھر فقیر کو نزاع کی حالت شروع ہوئی۔ میں نے کہا تم کو کچھ خواہش ہے تا کہ میں حاضر کروں۔ کہا تھوڑا پانی لے آؤ کہ میں نے چالیس سال سے ایک گھونٹ نہیں پیا ہے۔ اِس آیت کے خوف سے بِئسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا (پارہ ۱۵ رکوع ۱۶ سورہ الکہف آیت نمبر ۲۹) شیخ کہتے ہیں میں پانی لے کر آیا تو دیکھا کہ اُنکا انتقال ہو گیا۔ میں کچھ دیر اُن کی جُدائی پر اور پھر تین درم جو میرے پاس تھے اُن کو لے کر بازار گیا اور اُن کے واسطے کفن لے کر آیا تو دیکھا کہ فقیر کا جنازہ غُسل اور کفن دیا ہوا نماز کے واسطے رکھا ہے، چار درویشوں کے ساتھ میں نے بھی اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی اور پھر ہم نے اُن کے واسطے قبر کھودی اور جب اُن کے دفن کرنے کو جنازہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ جنازہ نہیں ہے اور اُس جگہ سے مُشک وعنبر اور طرح طرح کی خُوشبُو آ رہی ہے اور اُن کا عصا و سجادہ وہیں رکھا ہے،

Marfat.com

پھر میں نے میزاب کے نیچے دو رکعتیں ادا کیں اور خدا سے دُعا کی کہ تیرا حبیب کہاں گیا میں اُس کے ہجر میں حیران ہوں اور اُس کے آتشِ فراق سے جلتا ہوں۔ ہاتِف نے آواز دی کہ تُو اکیلا ہی اُس کے حَسرت میں نہیں ہے، اُس کے والدین بھی اُس کی آتشِ حَسرت میں مَر گئے ہیں، یہ سات برس کو اُن سے جُدا ہوا تھا اور کراماً کاتبین نے بھی اُس کو نہیں پایا اور سات مرتبہ اس کا دُنیا نے طواف کیا اور نزع کے وقت یہ مَلکُ الموت کو مع سَتّر فرشتوں کے نہیں مِلا اور نہ مُنکر ونکیر نے سُوال کے وقت اُن کو پایا۔ یہ سب اُس کے حَسرت اور عشق اور شوقِ فراق میں رہے اور جب قِیامت کا روز ہوگا تو فرِشتگانِ عذاب اس کی ہیبت سے بھاگیں گے اور نارِ جُہنّم اِس کی سانس سے بُجھ جائے گی۔ میں نے کہا اِلٰہی اب وہ کہاں ہے۔ فرمایا مقعدِ صدق میں بادشاہ قُدرت والے کے پاس۔ میں نے پُوچھا اُس کی شفاعت قِیامت کے روز کس کو نصیب ہوگی۔ فرمایا جس کا دِل مُنکسِر اور حال مُنتشِر اور زُبان ذاکِر اور آنکھ عبرت والی اور در بن مقتصر اور رات بیدار اور روزہ افطار والا ہوگا یعنی وہ اپنی زُبان لوگوں کی غیبت سے محفُوظ رکھتا ہے تو وہ روزہ دار ہے۔

حکایت: ایک شخص ولی اللہ محمد بن اسماعیل نام قائم اللیل اور صائم النہار تھے ہمیشہ مُتفکّر عبرَت پذیر قانع خاشع تھے۔ ریاضت اور سیاحت اور زیارت اُن کا طریقہ تھا۔ سیاحت کرتے کرتے جب یہ کوفہ میں پہنچے تو مُسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنے گئے اور تسبیح ودُعا میں مشغول ہوئے کسی کی قبر پر روتے اور کسی پر ہنستے اور سب کا طواف کرتے اور مقبرہ کے پہلو میں ایک جُلاہا اپنا تانا بانا بُن رہا تھا، اُس نے جو شیخ کو اِس حالت سے دیکھا کہ ننگے پیر جھٹ جھٹ قبروں کا طواف کر رہے

Marfat.com

ہیں، اُس نے خیال کیا کہ یہ کوئی غُلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے۔ جُلاہے نے کہا تُم غُلام مُملوک ہو۔ شیخ نے کہا ہاں۔ جُلاہے نے کہا بس تو تُم میرے غُلام ہو، تُم بھاگ گئے تھے اب مَیں نے تُم کو پکڑ لیا۔ شیخ نے کہا غُلام کا کیا نام جو آقا رکھ دے۔ جُلاہے نے کہا بس تُمہارا خیر ہے۔ شیخ نے کہا یہی سہی پھر جُلاہا شیخ کو اپنے گھر لے گیا جُلاہے کے ایک بُزرگ صاحبِ کرامت دوست تھے جو سال بھر میں تین روز اُس کے ہاں آ کر رہتے اور وعظ و نصیحت فرما کر چلے جاتے تھے۔ اَلغرض جب جُلاہا شیخ کو اپنے گھر لے گیا تو اُن سے کہنے لگا کہ تُم کیا کام کرو گے۔ اُنہوں نے کہا جو کُچھ تُم کہو۔ اُس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کپڑا بُنا کرو۔ شیخ نے فرمایا کہ تُم سِکھا دو گے تو بُن لیا کروں گا۔ چُنانچہ دو مہینے کے عرصہ میں شیخ نہایت کامِل اور بے مِثل ہو گئے اور خیر سناج اُن کا نام مشہور ہوا اور جب سال بھر پُورا ہوا تو جُلاہے کے دوست بزرگ تشریف لائے اور شیخ کو بھی اُنہوں نے تانا بانا تنتے دیکھا۔ جُلاہے سے پُوچھا کہ یہ کون شخص تیرے پاس کام کر رہا ہے۔ اُس نے کہا یہ میرا غُلام ہے۔ کہا نام ہے۔ کہا خیر سناج۔ اُن بُزرگ نے پھر جو غور سے شیخ کی طرف نگاہ کی تو پہچان لیا کہ شیخ محمد بن اسماعیل ہیں اور جُلاہے سے کہا اے کمبخت غافِل تو ڈرتا نہیں جَل جائے گا ایسے بُزرگ کو اپنا غُلام بتاتا ہے۔ یہ تو ولی اللہ ہیں۔ محمد بن اسماعیل اِن کا نام ہے، اگر خُدا سے یہ کہیں کہ اِس شہر کو خراب کر دے یا خَسف کر دے تو خُدا ایسا ہی کرے۔ تُو کہتا ہے کہ یہ برس دِن سے میرے پاس ہیں اور میں اِن کو ہر رات جُدا جُدا مقام میں دیکھتا ہوں۔ ایک رات خانہ کعبہ میں، ایک رات دمشق میں، ایک رات رُوم میں اَصحابِ کہف کے پاس اور ایک رات یمن میں

Marfat.com

حضرت اویس قرنی کے پاس، اور ایک شب مشرق میں عین حمئہ کے پاس اور ایک شب مغرب میں شہر میں جابلسا میں اور ایک شب آسمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے پاس اور ایک شب عرش کے نیچے میں اِن کے ساتھ رہا ہوں اور تُو کہتا ہے کہ ہر رات میرے پاس رہتے ہیں، اگر یہ تجھ سے ناراض ہو گئے تو تیری خرابی آجائے گی اور تجھ کو سخت نقصان پہنچے گا، اُٹھ کھڑا ہو اور اِن سے معذرت کر کے اِن کے ہاتھ پیر چوم تاکہ تجھ کو معاف کریں۔ جولاہے نے کہا مجازی اور رسمی طور پر تم میرے غلام تھے اور اگر تم گھڑی بھر آسمان میں ہوتے تو میں بھی تمہارے ساتھ کام کرتا تھا اور اب بھی تم اِس وقت مجازی طور پر میرے غلام ہو، تم کو چاہیے کہ اپنے عہد پر قائم رہو اور اپنے دعوے کو ثابت اور اِس کے معنی ظاہر کرو۔ خیر نساج نے کہا کہ اِس شرط سے کہ جو کچھ تیرے پاس مال و اسباب ہے سب مجھ کو دیدے کہ میں اُس کو جس کو چاہوں بخش دُوں۔ جولاہے نے کہا بہت اچھا اور اپنا تمام مال خیر نساج کی نذر کیا اور انہوں نے یتیموں اور بیواؤں کو تقسیم کیا اور خود انہوں نے ٹاٹ پہن لیا اور اُن کی برکت سے جُلاہا بھی اولیاء اللہ اور اہلِ حقیقت میں شامل ہوا۔

لطیفہ :اے مومنو! تم کو خوش خبری ہو کہ ایک مولیٰ مجازی اپنے مجازی غلام کو اُس کے مطلوب سے محروم رکھنے پر راضی نہ ہوا یہاں تک کہ اُس نے اپنا تمام مال باوجود اپنے ضعف وفقر کے اُس کو بخش دیا اور اُس کے سوال کو رد نہ کر کے اُس کے طریق میں داخل ہوا پھر مولیٰ حقیقی کی نسبت تو کیا خیال کرتا ہے جس نے تجھ کو پیدا کر کے رزق دیا اور غنی وفقیر بنایا باوجودیکہ وہ تمام عالم سے غنی ہے۔ تو کیا اُس کی رحمت ورافت تیرے مطلوب سے تجھ کو محروم رکھے گی، نہیں بلکہ وہ تجھ پر نعمت

Marfat.com

کرے گا۔اور جو تُو چاہتا ہے تجھ کو بخش دے گا اور اِس آیت کا تجھ کو اہل بنائے گا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (پارہ ۲۷ رکوع ۱۷ سورہ الحدید آیت نمبر ۴) پھر اِس کے بعد خیر نساج تیس برس زِندہ رہے اور یہ مجازی نام اُن سے دُور نہ ہوا، تو اے مؤمنو! تُم کو خُوش خبری ہو کہ خُدا نے تُمہارا نام مُسلمان رکھا ہے فرماتا ہے هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ (پارہ ۱۷ رکوع ۱۷ سورہ الحج آیت نمبر ۷۸) پھر یہ حقیقی نام تُم سے کیسے دُور ہو سکتا ہے، نہیں بلکہ یہ دُنیا و آخرت اور قبر و حشر میں تُمہارے ساتھ رہے گا۔ فرماتا ہے سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲ سورہ الفتح آیت نمبر ۲۹) حضور ﷺ نے فرمایا ہے جس نے میرا نام مُحمّد سُن کر اپنے ہاتھوں کو چُوما اور آنکھوں سے لگایا وُہ اپنے ربّ کو اِس طرح دیکھے گا جیسے کہ نیک لوگ دیکھیں گے اور میری شفاعت اُس کو نصیب ہو گی اگرچہ وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔ معلُوم ہو کہ خُدا نے اپنے نبی سے فرمایا ہے۔ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ. (پارہ ۲۳ رکوع ۱۷ سورہ الزمر آیت نمبر ۳۰) تو حضور رسُولِ اکرم ﷺ کو میّت فرمانے میں کیا حکمت ہے۔ معلُوم ہو کہ خُدا اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے نام رکھتا ہے۔ اور جس طرح چاہتا ہے اُن کو پکارتا ہے زِندہ یا مُردہ کہہ کر۔ مگر ہم کو یہ جائز نہیں کہ اِس طرح پکاریں اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ حضور رسُولِ اکرم ﷺ میّت یعنی مُردہ ہیں کیونکہ آپ نہیں مرے اور اگر آپ مَرتے تو اِس طرح نہ کہتا وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ (پ ۴ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۴۴) بلکہ یہ فرماتا كان رسولؐ کیونکہ آپ قیامت تک رسُول ہیں اور مُردہ کے حُکم میں نہیں ہیں کیونکہ آپ نے ایک مُدّت تک زمین

Marfat.com

پروحی کو سُنا ہے اور اب بھی جو کچھ کہا جاتا ہے آپ سُنتے ہیں اور اپنی اُمّت کے کام دُرُست کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے میرے اَصحاب اور میرے بھائیو مجھ پر ہر پیر اور جُمعہ کے روز درُود پڑھا کرو، میری وفات کے بعد میں بِلا واسطہ سُنتا ہوں تو جب آپ بِلا واسطہ سُنتے ہیں تو پھر میت کیسے ہو سکتے ہیں، اور جب میت ہوں تو آپ کے اَحکام اور نُبوّت کیسے قائم رہ سکتی ہے، ضرور دُوسرے کی طرف مُنتقِل ہو جائیں گی کیونکہ جب کوئی بادشاہ مَرتا ہے اُس کے اَحکام اور اُس کی سَلطنَت دُوسرے کی طرف مُنتقِل ہو جاتی ہیں اور دُوسرے کا نقارہ بجتا ہے مگر آپ کی سلطنت اور آپ کے اَحکام قِیامَت تک باقی ہیں اور روزانہ پانچ مرتبہ آپ کی نُبوّت کا نقارہ مؤذن مَسجِدوں میں بجاتے ہیں (یعنی اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدَا رَّسُوْلُ اللہ کہتے ہیں) اگر میت ہوتے تو کبھی کا آپ کی نُبوّت کا نقارہ مُنقَطع ہو گیا ہوتا۔ حضُورﷺ کی وفات کے بعد حضرت عُمر رضی اللہ عنہ سے سُوال کیا گیا کہ اے امیر المومنین حضُورﷺ زِندہ ہیں یا مُردہ۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ قبر میں زِندہ ہے۔ پھر سائل حضرت اَبُوبکر کے پاس آیا اور یہی سُوال کیا۔ آپ نے فرمایا مُردہ ہیں۔ سائل نے کہا یہ آپ کیسے کہتے ہیں حضرت عُمر تو کہتے ہیں کہ زِندہ ہیں۔ حضرت اَبُوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ بھی سچ کہتے ہیں اور یہ اُنھوں نے اِس لیئے کہا ہے کہ مُسلمان خُوش رہیں اور ہمیشہ آپ کی سُنَّت قائم رہے اور آپ قبر میں سُنتے اور دیکھتے ہیں۔ اور میں بھی سچ کہتا ہوں اس لیئے کہ کُفّار مع مُنقَطع ہو اور حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام سے حضُورﷺ کو تشبیہ نہ دی۔ کیونکہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کو خُدا کا بیٹا کہکر گُمراہ ہو گئے اور میں نے بھی اسی

Marfat.com

خَوف سے نہیں کہا کہ نبی زِندہ ہیں تا کہ لوگ اُن کو اُلوہیّت کی طرف نِسبت نہ کر بیٹھیں ۔اے مومنو! میں حضورﷺ کی کچھ صفات تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں تا کہ تُم حضور نبی کریمﷺ کی اُمّت میں ہونے کا شُکر کرو۔ جب خُدا نے رُوحِ مُحمدی کو پیدا کیا تو اُس وقت نہ زمان تھا نہ مکان، نہ عرش نہ فرش، نہ آسمان نہ زمین، نہ حرکت نہ سکون، غرضکہ کچھ بھی نہ تھا اور رُوحِ مُحمدی کو اُس نے نہایت کمال کے ساتھ جِس طرح چاہا پیدا کیا۔ پھر اُسی سے سَوال کیا کہ تو کون ہے؟۔ رُوح نے کہا میں بندہ ہوں اور تُو وَہّاب ہے ۔خُدا نے فرمایا بندہ کیا اور وہاب کیا ۔رُوح نے کہا بندہ وہ مملُوک ہے جِس پر اپنے مَولا کی طاعت واجِب ہے سو وہ میں ہوں اور وہاب وُہ ہے جو اپنے بندہ کو جو چاہے عنایت کرے اور وہ تُو ہے خُدا نے فرمایا جو کچھ تُو چاہے مُجھ سے مانگ ۔رُوح نے عرض کیا کہ میرا یہ مطلب ہے کہ تُو مجھ کو بتا کہ میں کِس نام کے ساتھ تُجھ کو یاد کروں اور کِس طرح تیری عِبادت کروں ۔خُدا نے بِلا واسطہ جو کُچھ چاہا اُس کو تعلیم فرمایا۔ فرماتا ہے وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پارہ ۵ رکوع ۱۴ سورہ النساء آیت نمبر ۱۱۳) اِس خلوَت میں جِس قدر عرصہ تک خُدا کو منظُور تھا رُوحِ مُحمدی رہی کیونکہ وہاں نہ دِن تھا نہ رات تھی نہ چاند وسُورج تھے نہ فلک وملک تھے اور ایک کروڑ سال اِسی حال میں رہی، پھر عرض کیا اِلٰہی مُجھ کو عبُودِیّت کی کیفیّت بتا اور ایک مکان میرے واسطے تیار کرا دے تا کہ میں تیرے نام لوں اور تیری عِبادت کروں ۔خُداوند تعالیٰ نے اپنی قُدرت سے ایک آئینہ خانہ بنایا اور مِصباح العِزّۃ اُس کا نام رکھ کر نُورِ مُحمدی کو اُس میں جگہ دی، پھر اُس آئینہ خانہ کے اُوپر عرش کو پیدا کیا اور عرشِ عَظمت اُس کا نام رکھا اور

Marfat.com

اِس قارورہ کو عرش میں لٹکا دیا۔ اور عرش کے بننے سے پہلے رُوح اس قندِیل میں داخل ہوگئی اور شیخِ مُعتکِف کی طرح رہنے لگی اور دو ہزار برس تک اللہ اللہ کہتی رہی، پھر دو ہزار برس تک اِسمِ رحمٰن اور اِسی قدر عرصہ تک اِسمِ رحیم پڑھتی رہی اور کچھ اُوپر ایک ہزار نام ہر نام دو دو ہزار برس تک پڑھے، اب تم حساب کرلو کہ کتنے سالہا سال اُس رُوحِ پاک نے اپنے ربّ کی عبادت کی ہے اور اِسی اثنا میں جب یہ ذِکر کرتی ہوئی اِسمِ قہّار پر پہونچی اور اُس کے اندر فکر کیا تو کہنے لگی کہ اِس اِسم کے مَعنی تمام اشیا کی ہلاکت کو چاہتے ہیں، پھر یہ اِسمِ قہّار کی ہیبت سے عرق عرق ہوگئی اور قطراتِ نُور اِس قندِیل سے ٹپکے تو اِن قطرات سے خُدا نے تمام اَرواحِ اَنبیا کو پیدا کیا اور اِن تمام اَرواح میں سے ہر ایک رُوح کو ایک ایک قندِیل میں رکھ کر قندیل کو رُوحِ مُحمّدی کے گِرد لٹکا یا، یہ سب رُوحیں رُوحِ مُحمّدی سے تسبیح و تہلیل کو سن کر شاگردوں کی طرح تسبیح میں مَشغُول ہوئیں اور رُوحِ مُحمّدی اِسمِ عدل پر پہنچی اور اُس کے مَعنی میں غور کیا تو کہا کہ یہ اِسم فضلِ عظیم اور نعمِ جزیل کو چاہتا ہے۔ رُوح فکر کرنے لگی اور اِسمِ عدل کے مَعنی و اَسرار میں غَور کرکے خُدا سے نہایت شرمگیں ہوئی اور اُس کی شرم سے اُس کو پسینہ آیا اور عرق کے قطرہ ٹپکے جن سے خُدا نے مومنوں کی اَرواح پیدا کیں۔ تو جس ذاتِ بابرکات کی اِبتداءِ خَلقت ایسی صفات کے ساتھ ہو اُن کو مُردہ کہنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ خُدا سے درخواست ہے کہ وُہ آپ کی اُمّت کو آپ سے جُدا نہ کرے کیونکہ پیدائش کے وقت قندِیل میں آپ کے ساتھ تھی اور اُمّید ہے کہ جنّت میں بھی آپ کے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ خُدا فرمایا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (پارہ ۱۱ رکوع ۵ سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۲۸) اَلغَرض تمام

Marfat.com

اَرواحیں رُوحِ محمّدی کے ساتھ اِس قدر تسبیح و تہلیل اور اَسماءِ اِلٰہی کے ذِکر میں مَصرُوف ہیں کہ ہر ایک اِسم رُوح کا ایک جُز ہو گیا اور رُوحِ مُحمّدی کو نِدا ہوئی کہ اے اَحمدؐ تُم نے میرا کچھ اُوپر ایک ہزار نام کے ساتھ ذِکر کیا ہے تو اب میں بھی تُمہارا کچھ اُوپر ایک ہزار نام کے ساتھ ذِکر کرتا ہوں۔ پھر خُدا نے تمام اَرواح کو حُکم فرمایا کہ مُحمّد کا اُن کے اسماء کے ساتھ ذِکر کرو۔ چُنانچہ جس طرح خُدا نے اُن کو تعلیم کیا تھا وہ ذِکرِ مُحمّدی میں مَصرُوف ہوئے اور حکمِ اِلٰہی کے مُوافِق لاکھوں کروڑوں برس اَسماءِ مُحمّدی کا ذِکر کرتے رہے، کہتے تھے یا مُحمّد یا اَحمد یا مَحمُود یا حامد یا حامی یا بشیر یا نذیر یا اوّل یا آخر یا ظاہر یا باطِن یا قاسم یا مُنیر وغیرہ ذٰلِک۔ خُدا نے فرمایا ہے اے مُحمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) تُم میرے لیئے ہو اور میں تمہارے لیئے ہوں تُم میری رضامَندی کا کام کرو اور مَیں تُمہاری رضامَندی کا کام کروں، اگرچہ میں جسم اور اعضا سے مُنزّہ ہوں مگر تُمہاری زُبان مُجھ سے بولتی ہے اور تُمہارا ہاتھ مُجھ سے کام کرتا ہے اور تُمہارے دِل میں میرا ذِکر ہے۔ اِس کی تفصیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بدر کی لڑائی میں کُفّار پر مُشتِ خاک ڈالی تو اُس سے ایک طُوفانِ عظیم برپا ہوا اور تمام کُفّار ہلاک ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ یہ میرا کام ہے، خُدا نے فرمایا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پارہ ۹ رکوع ۱۶ سورہ الانفال آیت نمبر ۱۷) یعنی جو خاک تُم نے ڈالی وہ دراصل خُدا نے ڈالی تھی۔ پھر خُدا نے اپنے نبی کی اُمّت کو بھی کرامات سے مَحرُوم نہیں رکھا ہے اور اُن کو عنایت کی ہیں۔ چُنانچہ فرمایا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ (پارہ ۲۷ رکوع ۱۸ سورہ الحدید آیت نمبر ۱۱) اور پھر دینے والے کے ہاتھ کو اُپنے نفس کی طرف اضافت کیا ہے۔ اور فرمایا ہے

Marfat.com

دینے والے کا ہاتھ میرا ہے اور سائل کے ہاتھ کو بھی اپنی طرف اضافت کیا ہے۔ فرماتا ہے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ خُدا اپنے بندوں کی توبہ قبُول فرماتا اور صَدقات کو لیتا ہے تو جبکہ جزاء مؤمنین کو اُس نے اپنی طرف اضافت کیا تو اپنی رَحمت سے وہ اُن کو کیوں محرُوم رکھے گا حالانکہ اُس نے فرمایا ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ. (پارہ ۸ رکوع ۱۴ سورہ الاعراف آیت نمبر ۵۶)

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ یہ ہے کہ ابُوجہل کا ایک نیک بخت فرزند عکرمہ نام تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگا پھرتا تھا کہ کہیں مُسلمان نہ ہونا پڑے۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اُسے دیکھا تو فراست سے مَعلُوم کیا کہ یہی عکرمہ ہے اور فرمایا اے عکرمہ اگر تو اپنے حُسن و جَمالِ ظاہری کے ساتھ اِسلام بھی قبُول کرلے تو جنّتی ہو جائے۔ عکرمہ بھاگا اور مکّہ سے بھی باہر چلا گیا اور کہا کاش میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ نہ دیکھوں، پھر بُت خانہ میں جا کر بڑے بُت کے آگے سَجدہ میں گِر پڑا اور کہنے لگا میری رُوح قبض کرلو کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ نہ دیکھوں، بُت کے شکم سے آواز آئی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی پُوری ہمّت تیرے اِسلام کی طرف مصرُوف کی ہے اور تجھ کو اِس سے خلاصی ممکن نہیں۔ عکرمہ اِس آواز کو سُن کر اپنے اِسلام قبُول کرنے سے بہت خوف زدہ ہوا اور اپنے حال کے مُتعلّق فکر کرنے لگا۔ آخر ساحِلِ سمندر پر آیا اور کہا میں ڈُوب مروں تو بہتر ہے مگر اِسلام قبُول نہ کروں گا۔ پھر سمند میں کُود پڑا تو پانی میں نہ ڈُوبا اُوپر تیرنے لگا اور حکمِ اِلٰہی سے پانی نے اُس کو کچھ ضرر نہ پہنچایا۔ مومنو! خُوش ہو جاؤ کہ خُدا اپنے نبی کے سبَب سے ایک کافر کی حفاظت کرتا ہے اور باوجود اُس کے کفر و اِنکار کے

Marfat.com

ڈوبنے نہیں دیتا، پھر کیوں نہ وہ اُن کی اُمّت کے حق میں اُن کی شفاعت قبُول کرے گا، جو اپنی پیدائش سے لے کر قیامت تک اِیمان کے ساتھ رہی۔ جب اُمّت مری اور مٹی کے دریا میں اِیمان اور اقرار کے ساتھ غرق ہوئی تو پھر وہ کیوں نہ اُس کے عذاب سے حفاظت کرے گا، ضرور کرے گا اور اچھی طرح اُن کے ساتھ پیش آئے گا۔ کیونکہ حضُور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے قبر جنّت کے باغچوں میں سے ایک باغچہ ہے۔ اَلغرض عکرمہ پانی پر تیرتا رہا یہاں تک کہ ایک کشتی کے مُلّاحوں نے اُس کو نکال کر کشتی میں بٹھا لیا اور پُوچھا تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں ابُوجہل کا بیٹا عکرمہ ہوں۔ اُنہوں نے اُس کو پہچان کر اُس کے حالت پر بہت افسوس کیا اور کہا تُو کہاں جا تا تھا جو سمندر میں گر پڑا۔ کہا میں محمد (ﷺ) سے بھاگا ہوں کیونکہ وُہ مُجھ کو مُسلمان کرنا چاہتے ہیں اور ہر روز نیا جادُو میرے اُوپر چلانا چاہتے ہیں اور ہمارے بزُرگوں کا دِین باطل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دِین پر مَر جاؤں اور اِسی خیال سے سمندر میں آن کر آ گرا۔ آخر عکرمہ کشتی کے ایک گوشہ میں مُتفکّر بیٹھ رہا۔ اُس کشتی میں ایک مُسلمان سوداگر بھی سوار تھے اور اُن کا ایک بچّہ بھی ساتھ تھا اور قُرآن شریف پڑھا کرتا تھا اور یہ آیت یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (پارہ ۱۰ رکوع ۴ سورہ الانفال آیت نمبر ۶۴) ایک کاغذ پر لکھی ہوئی تھی جو اُس کے پاس تھی اور اُس کو یہ بُلند آواز سے یاد کر رہا تھا۔ عکرمہ نے جو اُس کو سُنا، پُوچھا کہ بچّہ تُو کیا پڑھ رہا ہے؟ اُس نے کہا یہ قُرآن ہے جو حضرت محمد ﷺ پر نازِل کیا گیا ہے عکرمہ کا دِل اُس کی طرف مائل ہوا اور کہا اگر قُرآن ایسا ہی ہے تو

Marfat.com

محمدﷺ سے بھاگنا جائز نہیں کیونکہ اِس کے سُنتے ہی میرا دِل نرم ہو گیا اور میری رُوح اِس پر مائل ہوئی ہے۔ پھر عکرمہ نے مُلّاح سے کہا کہ تُم کشتی واپس لے چلو تا کہ میں مُحمدﷺ کے پاس چلا جاؤں اور میں تُم کو دس اشرفیاں دُونگا۔ مُلّاح نے کہا دس اشرفی کے واسطے ہم کشتی واپس نہیں کرتے اُس نے کہا بیس لے لو۔ مُلّاح نے اِنکار کیا آخر یہاں تک کہ ایک ہزار اشرفی پر مُلّاح راضی ہوا اور عکرمہ کے پاس ایک ہزار ہی اشرفیاں تھیں وہ سب اُس نے عِشقِ مُحمدیﷺ میں مُلّاح کو دے دیں اور ساحل پر اُتر آیا، اب اُس کے اور حضور نبی کریمﷺ کے درمیان میں دس روز کی مسافت تھی جِس کو اُس نے حضُورﷺ کے معجزہ سے آدھے دِن میں طے کیا اور عصر کے وقت حضُورﷺ کی خِدمت میں جا پہنچا۔ حضرت جبریل یہ آیت لے کر حضُورﷺ کے پاس آئے وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (پارہ ۴ رکوع ۵ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۴۳) یعنی اے مُحمد (ﷺ) ابُوجہل وغیرہ سے کہہ دو کہ یہ دِین میں داخِل ہونے کے اندیشہ سے مَوت کی تَمنّا کرتے تھے تا کہ تُم کو نہ دیکھیں، اور مُراد اِس خطاب سے عکرمہ ہے یعنی مُحمد (ﷺ) کے دیکھنے سے پہلے مَوت کی تَمنّا کرتا تھا اور اب تُم نے مُحمدﷺ کو دیکھ لیا اور تُم نظر کر رہے ہو اور تُم کُفّار سے کہدو کہ اگر تُم سے ہو سکے تو عکرمہ کو ہم سے روک لو چُنانچہ حضُور نبی کریمﷺ نے حضرت علی کو بھیج کر تمام کُفّار کو جمع کیا اور ابُوجہل بھی اُن کے ساتھ آیا پھر آپ یہ آیت پڑھی اور اس کے معنی اُن کو سمجھائے اور حضرت جبرئیل عَلَیہِ السّلام نے عرض کیا کہ عکرمہ اب قریب آ پہنچا ہے اور دو آدمی اور اُس کے ساتھ اِیمان لانے پر مُتفق ہیں حضُورﷺ صحابہ

Marfat.com

کے ساتھ اُن کے اِستقبال کو تشریف لے گئے۔ ابُوجہل اُن سے پہلے ہی اپنا لشکر لے کر آگے چلا گیا تھا۔ جب عکرمہ نے ابُوجہل کو دیکھا تو ابُوجہل نے کہا اے فرزند تُو کہاں جاتا ہے؟ اُس نے کہا محمد (علیہ ﷺ) کے پاس ابُوجہل نے کہا اُس جادُوگر کے پاس جاتا ہے۔ عکرمہ نے کہا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (پارہ ۴ رکوع ۵ سورہ آل عمران آیت ۱۴۴) اُن کو جادُوگر نہ کہہ اور پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے آگے گر پڑا اور اُس کے دونوں ساتھی بھی اور کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور حضور ﷺ کے اَصحاب میں داخِل ہوا چنانچہ اُن کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے اور اُن کے باپ ابُوجہل کو لعنۃُ اللہ کہتے ہیں۔ مَعلُوم ہو کہ عکرمہ قُرآن پاک کی ایک آیت سُن کر اَصحابِ نبی میں داخِل ہوئے تو اگر اُمَّتِ مُحمدیہ قُرآن حِفظ کرنے اور علم و حِکمت کو سُننے کے سبَب سے اَولیاءاللہ بن جائیں تو کچھ تعجُّب نہیں ہے۔ مَعلُوم ہو کہ ہمارے حضُور ﷺ نے عکرمہ کی طرف ایک نظر ڈالی تھی جس کی برکت سے وہ سمندر میں غرق نہ ہوا اور نِصف روز میں دس دِن کی مسافت اُس نے طے کی اور ابُوجہل مع چار سو آدمیوں کے اُس کو نہ روک سکا تو خُداوند تعَالیٰ جو اپنے مؤمن بندہ کے دِل پر ہر روز تین سو ساٹھ بار نَظَر کرتا ہے اور حضُور ﷺ نے اپنی اُمَّت پر عنایت و شفقت کی نظر کی ہے پھر فرِشتگانِ عذاب اُن پر کیسے قادِر ہوں گے اور آگ اُن کو کیونکر جلائے گی حالانکہ خُدا تعَالیٰ نے فرما دیا ہے اے میرے بندو تم پر آج کچھ خوف نہیں ہے اور نہ تُم غمگین ہو گے۔

سوال: کیا اِس زمانے میں بھی کوئی ایسا شخص ہے جس سے خُدا کلام کرتا ہو اور یہ جائز بھی ہے یا نہیں۔

Marfat.com

جواب: معلُوم ہو کہ خُدا اہلِ ایمان سے خطاب کرتا ہے کیونکہ اگر وہ اپنے بندوں کے دلوں سے خطاب نہ کرتا اور اُن کی طرف نظر نہ فرماتا تو اُن سے توبہ اور صدقہ اور نماز و زکوٰۃ کچھ بھی ظاہر نہ ہوتی اور خُدا جو اپنے بندوں سے خطاب فرماتا ہے۔ اُن کے دِل بغیر کان اور آواز اور حرف کے سُنتے ہیں اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو واعظ کے وعظ اور عُلماء کے عِلم کو سُن کر تمہارے دِل نرم نہ ہوتے اور اِس پر دلیل یہ ہے کہ دیکھو ابُوطالب کے دِل سے خُدا نے خطاب نہیں کیا اِس سبب سے حضُور نبی کریم ﷺ کی نصیحت نے اُن کو نفع نہ بخشا اور خُدا نے فرمادیا کہ اے رسُول تم جس کو چاہو ہدایت نہیں کر سکتے ہو بلکہ خُدا جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور عکرمہ کے دِل سے جو خُدا نے خطاب کیا تو اُنہوں نے کہا نہیں ہے مُحمّد (ﷺ) مگر رسُول۔

حکایت: جب شیخ ابُوسعید ابُوالخیر اِس قدر بوڑھے ہو گئے کہ بچھونے پر بھی نہ بیٹھ سکتے تھے تو اُن کے مُریدوں نے جو چار سو کے قریب تھے اُن کے واسطے ایک مُحافہ (پالکی) بنایا اور اِس میں اُن کو لیے پھرتے تھے اور ایک مُرید اُن کا نہایت قوّی ہیکل اور زبردست تھا وہ اکیلا شیخ کو کندھے پر بٹھا کر شہر نیشاپُور سے طُوس پہنچا اور چونکہ اُس کے کپڑے تابُوت میں تھے، اُس کا شانہ کھُلا ہوا تھا، اور ایک دُوسرے مُرید کے پاس ایک چادر تھی اُس کے دِل میں خیال آیا کہ یہ چادر اس مُرید کو دے دُوں جو شیخ کو اُٹھائے ہوئے ہے تاکہ مُحافہ کے بوجھ اور اُس کی حرارت سے اِس کا شانہ محفُوظ ہو جائے۔ پھر شیطان نے اُن کے دل میں وَسوسہ ڈالا کہ چادر نہ دو پھر کسی وقت تمہارے ہی کام آئے گی، پھر خُدا کی طرف سے دوبارہ القا ہوا کہ چادر اُس کو دے دینی چاہیئے۔ پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ نہیں تیرے ہی کام آئیگی

Marfat.com

تجھ کو اِس کی ضرورت ہے۔ اور خُدا نے پھر تیسری بار اُس کے دِل میں اِلقا کیا کہ دے دے تو بزُرگی کا مُستحق ہوگا مگر شیطان نے پھر اُس کو منع کر دیا کہ جب تو فقیر ہو جائے گا تو یہ تجھ کو نفع دے گی۔ غرض یہ کہ اُس نے چادر نہ دی۔ پھر ایک روز اُس چادر والے نے شیخ سے پُوچھا کہ کیا خُدا اِس زمانہ میں بھی کسی سے خطاب کرتا ہے اور کوئی ایسا شخص ہے؟ شیخ صاحبِ کرامت بزُرگ تھے فرمانے لگے اے فلاں تجھ سے خُدا نے چادر کے واسطے تین بار خطاب کیا مگر تُو نے شیطان کے وَسوسہ پر عمل کیا؟ پس معلُوم ہو کہ خُدا کریم و رحیم اور حلیم ہے اپنے فرمانبردار اور نافرمان بندوں سے خطاب کرتا ہے اور جو باتیں نیکی اور بھلائی کی مؤمنوں کے دلوں میں آتی ہیں وُہ خُدا کا خطاب ہے اور جو باتیں فِسق وفساد کی دِل میں آتی ہیں وہ شیطانی وَسوسے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ خُدا بعض مؤمنوں سے خواب میں خطاب کرتا ہے اور بیداری میں ویسا ہی ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔

انیس انصاری حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں قِیامت کے روز جِس قدر زمین پر پتھر اور ڈھیلے ہیں اُن سے بھی زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ اور فرمایا مجھ کو خُدا نے بشارت دی ہے کہ میری اُمّت میں سے جِس نے ایک بار لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہا میں میزان میں اُس کا ثواب قِیامت کے روز آسمان و زمین اور جو کچھ کہ اُن کے اندر ہے سب سے وَزنی کروں گا۔ سُنو میں مسائِلِ فِقیہ میں سے اِس کی نظیر پیش کر کے اِس کو بیان کرتا ہوں جبکہ کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز دوسو روپیہ کو رہن رکھے تو اگر مُرتہن (رہن رکھنے والا) نے شئے مرہُونہ (رہن رکھی ہوئی چیز) پر قبضہ کر لیا اور رہن کے

Marfat.com

روپے اُس وقت نہ دیئے بلکہ تین روز بعد دینے کا وعدہ کیا تھا پھر یہ چیز اس کے پاس سے ہلاک ہوگئی تو اُس کو روپے دینے لازم ہوں گے اور اُس سے کہا جائے گا کہ تو نے عہد کیا تھا اور رہن کے باب میں عہد شرط ہے پس تو ضامن ہے کیونکہ وعدہ بھی قرض ہے۔ اے مؤمنو خوش ہو جاؤ کہ شریعت خلافِ عہد کا حکم نہیں فرماتی ہے اگرچہ مُرتہن محتاج ہی کیوں نہ ہو تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت سے وعدہ اور عہد کیا ہے کہ اُن کی شفاعت فرمائیں گے اور خُدا نے بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہارے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے کا مشکور ہوگا کہ تمہارا ثواب میزان میں آسمان وزمین اور اُن کے درمیانی چیزوں سے بڑھا دے گا۔ شریعت میں یہ قانون ہے کہ مخلوق وعدہ کی پابندی کرے اور وعدہ اُن پر لازم ہو جاتا ہے تو پھر خُدائے کریم کیسے وعدہ کا خلاف کرسکتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا اپنی اُمت سے وعدہ خلافی کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ جو شخص ایمان اور کلمۂ شہادت کے ساتھ قیامت کے روز آوے گا بیشک خُدا اپنے نبی کی شفاعت سے بخش دے گا اور کلمۂ شہادت کی برکت سے اُس کو جنّت میں داخل کرے گا کیونکہ اُس نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ (پارہ ۱۳ رکوع ۱۰ سورہ الرعد آیت نمبر ۳۱)

حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت کے روز گنہگاروں کی ایک جماعت اپنے ناخنوں سے مُنہ نوچے گی اور ہاتھوں سَر پیٹے گی، تب مُنادی ندا کرے گا کہ وہ یہ لوگ ہیں جو طاعتوں کے بجالانے سے تکبر کرتے اور نماز نہ پڑھتے تھے، اے فرشتگان اِن لوگوں کو پکڑلو اور اِن کی پیشانی کے بالوں سے اِن کے ہاتھ پیر باندھ کر اِن کو دوزخ ڈال دو۔ فرمان ہے فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ

Marfat.com

وَالْاَقْدَامِ (پارہ ۲۷ رکوع ۱۲ سورہ الرحمٰن آیت نمبر ۴۱) فرشتے اسی طرح گیند بنا کر اُن کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ پھر جب ایک وقت کا تارکِ نماز یہ حال دیکھے گا اپنے مُنہ کو نوچے گا اور سر ہاتھوں سے پیٹے گا اور کہے گا اب میرے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا، ہائے میری کمبختی۔ بعض کُفّار کو منجنیق میں بٹھا کر دوزخ میں ڈالیں گے اور ظالموں کے سر فرشتگانِ عذاب اِس طرح کُچلیں گے کہ سَتّر جگہ سے اُن کا بھیجا نکل پڑے گا۔ فرماتا ہے اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ (پارہ ۳۰ رکوع ۲۶ سورہ القارعۃ آیت نمبر ۱، ۲) تُم نے نہیں دیکھا کہ جب نمرود مردود نے خُدا کی نافرمانی کی اور اپنی جان پر ظُلم کیا تو خُدا نے ایک مچھر کو اُس پر مُسلّط کیا جو ہر روز اُس کے دماغ میں اپنی سُونڈ مارتا تھا یہاں تک کہ خُدا نے اُس کو ہلاک کیا۔ معلُوم ہو کہ نمازی پہلے قیام پھر رکُوع اور پھر سجدہ میں پیروں کے برابر سر رکھتا ہے تو یہ فعل اُس کا قیامت کے دِن راحت پانے اور دوزخ سے نجات حاصِل کرنے کے واسطے ہے۔ اہلِ عرب کی یہ عادت ہے کہ جب کسی جنگل میں پہنچتے ہیں اور تھک جاتے ہیں اور وہاں کوئی چیز درخت وغیرہ ایسی نہیں ہوتی جس سے لگ کر بیٹھیں تو ایک دُوسرے سے کہتے ہیں کہ گوٹ مار کر بیٹھ جاؤ اور کمر اور ٹانگوں کو رسّی یا کپڑے سے باندھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اِس ترکیب سے اُن کی تھکان دُور ہو جاتی ہے۔ اِنہیں دونوں مصلحتوں کے واسطے مؤمن کی نماز ہے۔ ایک مصلحت یہ کہ قیامت کے دِن راحت پائیں اور دُوسری یہ کہ ہاتھ پیروں اور سَر کے بندھوانے سے محفُوظ رہیں۔ خُدا فرماتا ہے فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ (پ ۲۷ سورہ رحمٰن آیت نمبر ۴۱) اور فرماتا ہے کَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰی رَبِّکَ

Marfat.com

يَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ (پ۲۹ سورہ القیٰمۃ آیت نمبر۱۱،۱۲) مومن سجدہ میں کہتا ہے کہ خداوندا میں نے اپنا سر پیروں کے پاس رکھ لیا ہے اور تیری تعریف کی ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہہ کر، پس تو مجھ کو قیامت کے روز ہاتھ پیروں کے باندھے جانے سے نجات دینا۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام میں خبر دی ہے کہ جو آج اپنی نماز و عبادت میں خشوع کرے گا وہ قیامت کے روز فلاحیت پائے گا۔ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (پارہ ۱۸ رکوع ۱ سورہ المومنون آیت نمبر ۱،۲) پھر قیامت کے روز بندوں کے اعضا بھی گواہی دیں گے۔ زبان کہے گی کہ میرے ساتھ اس نے تسبیح پڑھی ہے، چہرہ کہے گا میرے ساتھ اس نے سجدہ کیا ہے، پیر کہے گا میرے ساتھ قیام کیا ہے، غرضکہ اسی طرح تمام اعضا اور جوارح بندہ کی سعادت یا شقاوت کی شہادت دیں گے۔ خداوند تعالیٰ اس وقت کی حکایت فرماتا ہے يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (پارہ ۱۸ رکوع ۹ سورہ النور آیت نمبر ۲۴) اور فرماتا ہے جو لوگ نیک بخت ہیں وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ معلوم ہو کہ جس شخص کو مصیبت پہنچی اور اس پر اس نے صبر نہ کیا اور صبر کے ثواب کو یاد نہ کیا اور قضائے الٰہی کے ساتھ راضی نہ ہوا، خدا اس پر غضب ناک ہوتا ہے اور غضب الٰہی کی یہ نشانی ہے کہ وہ اپنے سر کو ہاتھوں سے پیٹتا ہے اور اپنی جان کو ہلاک کرتا ہے اور منہ کو ناخنوں سے نوچتا ہے اور یہ سب غضب الٰہی کی نشانیاں ہیں مگر یہ شخص نہیں سمجھتا اور خیال کرتا ہے کہ یہ مُردہ پر رنج کر رہا ہے۔ اگر تم پوچھو کہ تو اپنے سر اور چہرہ کو کیوں پیٹ رہا ہے تو یہ ٹھیک جواب نہ دے گا۔ اگر یہ کہے کہ میں مُردہ کے

Marfat.com

واسطے کرتا ہوں یا باپ کے یا ماں کے واسطے تو میت کو اُن میں سے کسی بات کی خبر نہیں۔ غرض یہ کہ اِن تمام اَسرار کو اہلِ عقل ہی سمجھتے ہیں، اور ہر چیز میں خُدا کا راز ہے۔ اِسی طرح اذان میں بھی اُس کا ایک راز ہے جِس کا مطلب یہ ہے کہ جب حاجیوں کے قافلے میں کمزور اُونٹوں پر بوجھ بہت ہو جاتا ہے تو ساربان ایک حِیلہ کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ قَوِی اُونٹوں کو قطار میں آگے رکھ کر کمزور اُونٹوں کی مہار اُنکی دُم میں باندھ دیتے ہیں، پھر یہ قَوِی اُونٹ جو منزل کا رُخ کرتے ہیں اور کمزور بھی اُن کی طبیعت میں دیکھا دیکھی اپنے پُشت کے زخموں اور تھکان کو بھُول کر اُنہیں کی رفتار سے چلتے ہیں اور مَنزل پر سب ساتھ جا پہنچتے ہیں، یہی مِثال مؤذنوں کی ہے۔ قریب تھا کہ گنہگار اپنی عُمروں کے صحرا میں گُناہوں کے بوجھ سے گِر پڑیں تو گویا خُدا فرماتا ہے کہ "اے عالمو۔ تم قَوِی اُونٹ ہو۔ منبروں پر چڑھ جاؤ اور اِن کمزوروں کو اپنے ساتھ لگا لو اور حِکمت و نَصِیحتِ حَسَنَہ کے ساتھ اپنے ربّ کی طرف بُلاؤ تاکہ نااُمّید لوگ حی علی الفلاح کی آواز سُن کر قَوِی بن جائیں اور نافرمان و گُنہگار لوگ تمہاری مُوافقت سے جَنّت میں جا پہنچیں، فرماتا ہے وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ. (پارہ ۲۶ رکوع ۱۷ سورہ قٓ آیت نمبر ۳۱)

وفات شریف کا واقعہ

جب حضُور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کیا اور مَقام عرفات میں اپنی سانڈنی پر سوار کھڑے تھے کہ حضرت جبریل یہ آیت لے کر نازِل ہوئے اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (پارہ ۶ رکوع ۵ سورہ المائدہ آیت نمبر ۳) حضُور نبی کریم ﷺ آیت کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکے۔

Marfat.com

سہارا لگایا۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج تمہارے دِین کے اُمُور پُورے ہو گئے اور اَمرِ وحی کے اَحکام مُکمّل ہو چکے، آپ کُل اَصحاب کو جمع کر کے اُن سے کہہ دیجئے کہ اب میں پھر وحی لے کر آپ کے پاس نہ آؤں گا۔ حضُور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اَصحاب کو جمع کیا اور یہ آیت پڑھ کر سُنائی۔ تمام اَصحاب خُوش ہوئے کہ ہمارا دِین پُورا ہو گیا مگر حضرت اَبُوبکر رضی اللہ عنہ کو اَز حد رَنج و غَم ہوا اور اپنے مکان میں جا کر دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے اور رونا شروع کیا۔ دیگر اصحاب نے جو یہ بات سُنی، سب حضرت اُبوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے اور پُوچھا کہ کیوں روتے ہو یہ مَقام تو خُوشی کا ہے کہ خُدا نے ہمارا دِین پُورا کیا۔ حضرت اُبوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اَصحابِ رسُول تم نہیں جانتے ہو کہ تم کو کیا مصائب پیش آنے والے ہیں، کیا تم نے نہیں سُنا ہے کہ جو کام پُورا ہوتا ہے پھر اُس کا نَقص شروع ہو جاتا ہے۔ یہ وہ آیت ہے جو ہم کو حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جُدائی کی خبر دیتی ہے کہ حسَن و حُسین رضی اللہ عنہما یتیم ہونگے اور اَزدواج مُطہّرات بیوہ ہوں گی اور ہمارے اور حضُور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں پَردہ پڑ جائے گا۔ صحابہ کے اندر آہ و بکا اور گریہ وزاری سے ایک شور و غُل بَرپا ہوا اور حضرت اُبوبکر رضی اللہ عنہ کے حُجرہ سے اُس آواز کو سُن کر حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی اور لوگوں نے عرض کیا کہ حضُور ہم نہیں جانتے کہ آپ کے اصحاب کو کیا ہوا ہے، ہم نے تو صرف اُن کے رونے کی آواز سُنی ہے۔ یہ سُن کر حضُور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کا رنگ مُتغیّر ہو گیا اور فوراً ہی آپ اصحاب کے پاس تشریف لائے اور اُن کو اُسی حال میں دیکھا۔ فرمایا کہ کیوں روتے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رَسُولَ اللہ

Marfat.com

حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مُجھ کو اِس آیت سے حضورﷺ کی وفات کی خوشبو آتی ہے اور اِسی آیت کو دلیل لاتے ہیں۔ حضور رسُولِ اکرمﷺ نے فرمایا حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔ میری رُخصت اور تُم سے جُدائی کا وقت قریب ہے۔ حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ نے جو یہ سُنا تو غش کھا کر گر پڑے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کانپنے لگے اور تمام اصحاب رونے لگے اور اُونٹوں اور آسمان وزمین کے فرشتوں اور جانورانِ صحرا و دریا نے رونے میں اُن کی مُوافقت کی۔ پھر حضُور نبی کریمﷺ نے سب سے مُصافحہ کیا اور اُمّت کے حق میں وصیت و نصیحت فرمائی اور اسّی ۸۰ روز زندہ رہ کر پیر کے روز اِنتقال فرمایا۔

اے اُمّتِ محمدیہ جب کہ تمہارے نبی مَوت سے نہیں بچے تو پھر تم کیسے بچ سکتے ہو۔ تُمہارا کیا خیال ہے اور تُم مَوت کے واسطے تیاری کیوں نہیں کرتے ہو۔ اے گنہگار و خُدا سے توبہ کرو اور جس کی امانت تُمہارے پاس ہو اُس کو واپس کر دو تا کہ تُمہارے گناہوں کا بوجھ ہلکا ہو اور جس پر تُم نے زیادتی کی ہو اُس کو اپنے سے راضی بناؤ کیونکہ جب تک تُمہارا مَظلُوم تُم سے راضی نہ ہوگا تُم کو عذاب سے خلاصی نہ ہوگی تُم نے حضرت یُوسُف عَلَیہِ السّلام کا قِصّہ نہیں سُنا کہ جب تک اُن کے بھائیوں نے اُن کو راضی نہ کیا اُن کو نبوّت نہ مِلی۔ حدیث میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام اور حضرت یحییٰ عَلَیہِ السّلام کو بچپن ہی میں نبوّت مِل گئی تھی اور باقی تمام اَنبیاء کو چالیس برس کی عُمر میں مِلی ہے۔ سوا حضرت یُوسُف عَلَیہِ السّلام کے بھائیوں کے کہ اُن میں سے کسی کو نوے ۹۰ سال کی عُمر میں نبوّت مِلی تھی کیونکہ اُنہوں نے حضرت یُوسُف عَلَیہِ السّلام اور اپنے والِد حضرت یعقُوب عَلَیہِ السّلام پر

Marfat.com

ظُلم کیا تھا۔ پس اے مؤمن بھائیو مظلوموں کو راضی کرو اور اپنے گُناہ لکھنے کی کراماً کاتبین کو تکلیف نہ دو تا کہ پھر تم عذابِ الیم کے مُستحق نہ ہو جاؤ۔ پھر جب حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کے بھائی اُن کے پاس آئے تو حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام نے اُن کو پہچان لیا اور اُنہوں نے حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کو نہ پہچانا کیونکہ حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھے، اور اُنہوں نے کہا اے عزیز ہم اور ہمارے گھر کے لوگ فقر و فاقہ میں مُبتلا ہیں۔ اور پہلے یہ حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کو کاذِب اور بھگوڑا اور چور کہا کرتے تھے اور اب اُنہوں نے عزیز کہا تا کہ مَعلُوم ہو کہ عِزّت اور ذِلّت خُدا ہی کے ہاتھ میں ہے، لوگوں کے کہنے سے بندہ کو عِزّت و ذِلّت حاصِل نہیں ہوتی بلکہ عزیز وہی ہے جِس کو خُدا عِزّت دے اور ذلیل وہی ہے جِس کو خُدا ذِلّت دے۔ حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام نے اُن سے کہا کہ میں نے سُنا ہے تُمہارا ایک بھائی (حضرت) یُوسف نام بھی تھا جِس کے ساتھ تُم نے ایسا ایسا کیا اور چند پیسوں کے بدلے اُس کو فروخت کیا۔ اُنہوں نے کہا اے عزیز (حضرت) یُوسُف تو ہمارا بڑا پیارا تھا ہم اُس کی خِدمَت سے کبھی جُدا نہ ہوتے تھے اُس کو بھیڑیا کھا گیا، افسوس ہے کہ ہم کو اُس کے بدلے بھیڑیئے نے نہ کھایا وہ مر گیا اور ہم جیتے ہیں اور باقی جو کُچھ لوگ ہماری نِسبَت بیان کرتے ہیں یہ سب بُہتان ہے۔ حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام نے جو یہ بے سر و پا باتیں سُنیں آپ کے خزانے میں وہ قبالہ مَوجُود تھا جو مالِک بن زعران نے اُن سے لکھوایا تھا اور اُس کا مَضمُون یہ تھا کہ ہم نے اپنے زر خَرِید غلام حضرت (یُوسُف) کو اس کے عُیُوب اور اَخلاقِ مَذمُومَہ کے ساتھ مالِک بن زعران کے ہاتھ فروخت کیا۔

Marfat.com

حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام نے اِس قبالہ کو نِکلوا کر اُن کے ہاتھ میں دیدیا اور کہا یہ کاغذ عبرانی زُبان میں لِکھا ہوا ہے ذرا ہم کو پڑھ کر سُناؤ تا کہ اِسکا کیا مطلب ہے۔ اُن لوگوں نے جو اِس کاغذ کو دیکھا رنگ فَق ہو گیا اور شَرمِندگی کے مارے سرنگوں ہو کر یہ کہتے تھے کاش زمین پھٹ جائے اور ہم اُس میں سما جائیں۔ دیکھو مخلُوق کے سامنے شرمندہ ہونے کا یہ حال ہے تو گُنہگاروں اور نافرمانوں کا خُدا کے سامنے کیا حال ہو گا جب اعمالنامہ اُن کے ہاتھ میں دیکر کہا جائے گا کہ اِس کو پڑھو اور اپنا حساب آپ کرلو، اُس وقت نافرمان شرمندگی سے پسینہ میں غرق ہو جائیں گے اور کہیں گے ہائے ہماری خرابی ہم کہاں بھاگ جائیں خُدا کی طرف سے مُنادی نِدا کرے گا سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۔ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (پارہ ۲۷ رکوع ۱۲) یعنی اگر تُم بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ۔ پھر حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کے بھائیوں نے اُن سے کہا کہ کیا تُم ہی (حضرت) یُوسُف ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ ہاں میں (حضرت) یُوسُف ہوں خُدا نے ہم پر اِحسان کیا۔ پھر اُن کے بھائی کہنے لگے کہ اے بھائی ہمارے واسطے دُعاءِ مَغفِرت کرو کیونکہ ہم خطا کار ہیں۔ حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام نے کہا کہ تُم پر کُچھ ملامت نہیں ہے خُدا تُم کو بخش دے وُہ بڑی رَحمت والا ہے۔ پھر یہ سب حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام کے آگے سَجدہ میں گر پڑے اور حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام نے کہا اے باپ یہ میرے خواب کی تَعبیر ہے جو پہلے میں نے دیکھا تھا۔ پھر اُن سب نے خُدا سے دُعائے مَغفِرت کی اور کہا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (پ ۴ رکوع ۱۱ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۹۳) پھر جب

Marfat.com

حضرت یُوسُف عَلیہِ السَّلام اور اُن کے والد نے بھائیوں کا گُناہ مُعاف کیا تو خُدا نے بھی مُعاف فرمایا اور اُن کو نبی بنایا ورنہ جب تک حضرت یُوسُف عَلیہِ السَّلام نے اُن کو مُعاف نہ کیا تھا۔ خُدا نے بھی مُعاف نہ کیا تھا اِسی طرح اے مؤمنو۔ تم بھی اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو اور اپنے مَظلُوموں کو راضی کرلو اور والدین سے اپنے واسطے دُعاءِ خیر کراؤ اور خُدا سے توبہ کرو یہاں تک کہ خُدا تُم کو بخش دے، بیشک وُہ غفُورُالرَّحیم ہے کسی کو مَحرُوم نہیں رکھتا۔ فرماتا ہے عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ (پارہ ۱۴ رکوع ۴ سورہ الحجر آیت نمبر ۴۹)

حکایت: ایک اندھا کسی امیر کے گھر میں گُھسا، ہاتھ میں اُس کے لکڑی تھی اور نابینائی کے سبَب سے یہ نہ مَعلُوم ہوتا تھا کہ کِس جگہ پیر رکھے۔ جب پیر رکھنے کا اِرادہ کرتا تو پہلے لکڑی سے دیکھتا اور ایک نہ ایک چیز مِثل گلاس و پیالہ وغیرہ کے توڑ دیتا اور کہتا کہ اِن چیزوں کو لوگوں نے کیسی بے جگہ رکھا ہے حالانکہ ہر ایک چیز اپنے قرینہ سے رکھی تھی مگر اُس اَندھے نے اپنے عَیب پر نَظَر نہ کی اور دُوسروں کو الزام دینے لگا۔ یہی مِثال دُنیا میں عَوامُ النَّاس کی ہے کیونکہ اللہ نے ہر ایک چیز کو حِکمت کے مُوافِق پیدا کیا ہے اور ہر چیز کو اُس کی جگہ میں رکھا ہے مگر عوام لوگ جِن کے دِل اندھے ہیں کہتے ہیں کہ کاش یُوں ہوتا اور یُوں کیوں نہ ہوا اُس اَندھے کی طرح سے۔ اگر اندھے کی جگہ میں ہنڈیا کو رکھ دیں تو لوگوں کو کالا کردے اور اگر شریعت لوگوں کو خواہشوں کے مُوافِق حُکم کرے تو سب کے چہرے سیاہ ہوجائیں۔

Marfat.com

امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقِب

مَعلُوم ہو کہ خُداوندتعالیٰ نے حضرت امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شرِیعت اور کرامت کے ساتھ مخصُوص کیا تھا۔ چُنانچہ آپ کی کرامت ہی کی یہ بات ہے کہ حضرت خِضر عَلَیہِ السَّلام ہر روز صبح کو پچاس برس تک آپ سے سبق لینے اور احکامِ شرِیعت سیکھنے آئے۔ پھر جب امام صاحب کی وفات ہوگئی تو حضرت خِضر عَلَیہِ السَّلام نے مُناجات کی کہ خُداوندا اگر تیرے ہاں کچھ مَنزلت ہے تو امام صاحب کو حُکم دے کہ وہ اپنی عادَت کے مُوافِق قبر میں سے مُجھ کو سبق دیں تا کہ میں شرِیعتِ محمدؐیہ کا عالمِ کامِل ہو جاؤں اور طرِیقت و حقیقت بھی مُجھ کو حاصِل ہوں۔ ندا ہوئی کہ جاؤ اُن کی قبر سے جس قدر چاہو سیکھ لو۔ چُنانچہ حضرت خِضر عَلَیہِ السَّلام نے پچیس برس اور علم حاصِل کیا اور دلائل و اقاویل میں کامِل ہو گئے۔ پھر حضرت خِضر عَلَیہِ السَّلام نے دُعا کی کہ خُداوندا اب میں کیا کروں۔ حُکم ہوا کہ اپنے مَقام پر جا کر عبادَت میں مَشغُول ہو، پھر جب میں حُکم دُوں کہ فُلاں شہر میں جا کر فُلاں شخص کو تعلیم کرو، تب تُم ایسا ہی کرنا۔ چُنانچہ ایک زمانہ کے بعد شہر ماوراء النہر میں ایک نوجوان پیدا ہوئے جن کا نام حضرت ابُوالقاسم قشیری تھا، اُن کی والِدہ تھیں جن کی خدمت میں مَشغُول رہتے تھے، ایک روز اُنہوں نے اپنی والِدہ سے کہا کہ مُجھ کو طلبِ علم کا شَوق ہوا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو علم کی طلب میں ہوتا ہے جنّت اُس کی طالِب ہوتی ہے لِہٰذا آپ مُجھ کو اجازت دیں کہ میں بُخارا میں جا کر علم حاصِل کروں۔ وَالِدہ کو فکر ہوا کہ اگر میں اجازت نہیں دیتی تو

Marfat.com

نیک کام سے روکتی ہوں اور اگر اجازت دیتی ہوں تو اس کی جُدائی پر صبر نہیں کر سکتی، آخر ان کو بن نہ آیا اور اُن کو اجازت دیدی اور یہ ایک اور نوجوان طالب علم کے ساتھ سفر کو روانہ ہوئے اُن کی والِدَہ اپنے گھر کے دروازہ میں بیٹھ کر رورو کے دُعا کرنے لگیں کہ خُداوندا میں نے یہ عہد کیا ہے کہ جب تک مَیں اپنے بیٹے کو نہ دیکھوں گی کھانا پینا اور اِس جگہ سے اُٹھنا سب میرے اُوپر حرام ہے۔ مومنو سُنو کہ ماں کی ہمّت کیا کام کرتی ہے کہ ابُو القاسم قشیری اپنے ساتھی کے ساتھ جاتے جاتے ایک جگہ کھانا کھانے ٹھہرے اور قشیری قضاءِ حاجت کو گئے وہاں اُن کا کپڑا پیشاب میں بھر گیا، یہ اپنے ساتھی کے پاس آئے اور کہا تُم جاؤ میں تو واپس جاتا ہوں۔ ساتھی نے پُوچھا کیوں؟ کہا اِس سبب سے کہ یہ سفر مُبارک نہیں ہے پہلی ہی منزل میں میرا کپڑا ناپاک ہو گیا، مُجھ کو اندیشہ ہے کہ دُوسری مَنزل میں میرا جِسم اور تیسری میں میری رُوح ناپاک نہ ہو جائے میرا والِدَہ کے پاس بیٹھا رہنا ہی سفر سے بہتر ہے۔ چُنانچہ جب یہ واپس آئے تو دیکھا کہ والدہ دروازہ میں بیٹھی ہوئی ہیں جہاں سے اُن کو رُخصت کیا تھا اُن سے مِلیں اور کہا الحمدللہ۔ پھر حضرت خِضر عَلَیہِ السَّلام کو خُدا کا حُکم پہنچا کہ جو کُچھ تُم نے ابُوحَنِیفَہ رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا ہے وہ سب ابُوالقاسم کو سِکھا دو۔ کیونکہ اُنھوں نے اپنی ماں کو خُوش کیا ہے۔ سحر کے وقت حضرت خِضر عَلَیہِ السَّلام ابُوالقاسم کے پاس آئے اور کہا تُم تحصیلِ علم کے واسطے سفر کرنا چاہتے تھے اور پھر تُم والِدَہ کی خُوشنُودی کے واسطے واپس چلے آئے اب خُدا نے مجھ کو حُکم دیا ہے کہ روز اِسی وقت آن کر تُم کو سبق دے جایا کروں چُنانچہ روز ابُوالقاسم اُن سے سبق پڑھنے لگے اور اُن کو خبر نہ ہوئی کہ یہ حضرت خِضر عَلَیہِ السَّلام ہیں یہاں

Marfat.com

تک کہ تین سال میں انہوں نے اِس قدر علم حاصل کیا کہ جو حضرت خضر علیہ السلام نے تیس سال میں حاصل کیا تھا اور کل حقائق و دقائق اور دلائل سے واقف اور مشہورِ زمانہ یکتائے روزگار ہو گئے اور ماوراء النہر ہی میں ایک ہزار کتابیں تصنیف کیں اور صاحبِ کرامات بزرگ ہوئے۔ ہزاروں لاکھوں مرید شاگرد آپ کے تھے اور ایک مرید خادمِ خاص تھا جو کسی وقت آپ سے جدا نہ ہوتا تھا آپ نے اپنی کل تصانیف یعنی ایک ہزار کتابیں صندوق میں بھریں اور مرید کو حکم دیا کہ مجھ کو تو ایک ضرورت درپیش ہے تم اِس صندوق کو لے جا کر دریائے جیحون میں ڈال آؤ۔ مرید صندوق کو لے کر شیخ کی خدمت سے باہر آیا اور کہا کہ شیخ کی تصانیف دریا میں ڈالنے سے کیا فائدہ ان کو تو گھر میں رکھو اور شیخ سے جا کر کہدو کہ ڈال آیا۔ چنانچہ جب یہ شیخ کی خدمت میں آئے تو شیخ نے پوچھا کہ کتابیں ڈال دیں؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا پھر اُس وقت کیا دیکھا؟ عرض کیا کچھ بھی نہیں۔ شیخ نے فرمایا جا اور کتابوں کو دریا میں ڈال کر آ تو نے اُن کو نہیں ڈالا ہے۔ مرید گیا اور چاہا کہ کتابوں کو ڈالے مگر دِل راضی نہ ہوا پھر اُلٹا چلا آیا اور پہلی گفتگو ہوئی۔ اور شیخ نے فرمایا کہ جا اور اُن کو ڈال کر آ۔ میرا اِس میں خدا کے ساتھ ایک راز ہے اور میرے حکم کو تو رد نہ کر۔ تب مرید صندوق لے کر دریا پر پہنچے اور پانی میں صندوق کو ڈال دیا۔ پانی میں سے ایک ہاتھ نِکلا اور صندوق کو اُس نے لے لیا۔ مرید نے پوچھا تم کون ہو؟ آواز آئی کہ میں شیخ کی امانت کی حفاظت پر مؤکل ہوں۔ پھر مرید شیخ کی خدمت میں واپس آئے شیخ نے پوچھا کہ کیا دیکھا؟ عرض کیا کہ پانی شق ہو کر اُس میں سے ایک ہاتھ نِکلا اور صندوق کو اُس نے لے لیا۔ میں حیران ہوں کہ اِس میں کیا

Marfat.com

بھید ہے کہ جب قیامت قریب ہو گی اور دجّال خروج کرے گا تو حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام بیتُ المقدس میں نازِل ہوں گے اور بیتُ المقدس کے ایک نیک بخت امام ہوں گے وہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ آپ نماز پڑھائیے۔ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام دجّال کے مُقابلہ کا حکم دیں گے چُنانچہ دجّال بھاگے گا اور حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام اُس کا تعاقُب کر کے اُس کو قتل کریں گے اور اُس کا تمام لشکر بھی مُسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل و غارت ہو گا۔ پھر اِس معرکہ سے فارِغ ہو کر حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام انجیل اپنے پاس رکھ کر پُوچھیں گے کہ شریعتِ محمدیہ کی کتابیں کہاں ہیں کیونکہ خُدا نے حکم دیا ہے کہ میں تُمہارے نبی کی شریعت کے مُوافِق فیصلہ کروں اور انجیل کے مُوافِق نہ کروں ۔لوگ تمام دُنیا میں تلاش کریں گے مگر ایک کتاب بھی نہ ملے گی نہ قُرآن شریف کا کوئی ورق دستیاب ہو گا۔ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام حیران ہو کر عرض کریں گے کہ اِلٰہی اب میں تیرے بندوں کو کس چیز کے ساتھ فیصلہ کروں ،انجیل کے سِوا کوئی کتاب موجود نہیں ۔ حضرت جبرئیل عَلَیہِ السّلام نازِل ہونگے اور کہیں گے حکم اِلٰہی یہ ہے کہ آپ نہر جیحوں پر جا کر دو رکعت نماز پڑھیں اور آواز دیں کہ اے امین کُتب شیخ ابُو القاسم قشیری مُجھ کو اُن کی کتابوں کا صَندُوق سپُرد کر دے کہ میں حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام بن مریم ہوں اور دجّال کو میں نے قتل کر دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام نہر جیحوں پر جا کر اِس طرح عمل کر کے وہ صَندُوق حاصِل کریں گے۔ پانی شَق ہو کر قُدرتِ اِلٰہی سے صَندُوق لئے ہوئے برآمد ہو گا۔ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام سب کتابیں جو ایک ہزار ہیں نِکال لیں گے اور قوانینِ شریعت جاری کریں

Marfat.com

گے۔ پھر جبرائیل عَلَیہِ السَّلام سے کہیں گے کہ ابُو القاسم کو یہ بزرگی کس سبب سے نصیب ہوئی؟ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام جواب دیں گے کہ والِدَہ کی رِضامَندی سے۔

حکایت: ہے کہ حضرت شیخ جُنید بغدادی کے ایک مُرید نہایت نیک اور دیندار تھے اور اُن کا بیٹا بڑا بہادر تھا، ملکِ رُوم پر کُفاروں سے جہاد کرنے گیا اور قید ہو گیا۔ اُس کی ماں روز شیخ کی خِدمت میں حاضِر ہو کر روتی اور عرض کرتی کہ حضرت خُدا سے دُعا کیجئے کہ میرے بیٹے کو کُفاروں کی قید سے خلاصی نصیب ہو۔ شیخ فرماتے کہ تو غم نہ کر میں نے تیرے بیٹے کے واسطے خُدا سے دُعا کی ہے، وُہ عنقریب رہائی پائے گا۔ یہ بُڑھیا روز آتی اور شیخ یہی جواب اُس کو دے دیتے۔ آخر ایک روز یہ نہایت رَنجیدَہ روتی ہوئی آئی، بیٹے کی جُدائی کا اُس کو بہت ہی غم تھا اور کہا اے حضرت برائے خُدا دُعا کیجئے کہ میرا فرزند رہائی پائے ورنہ میں اپنی جان ہلاک کرونگی یا آپ ہی دُعا کیجئے کہ خُدا میری رُوح قبض کرلے۔ شیخ نے فرمایا تو جا میں تیرے فَرزَند کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ اُس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ اِسی وقت دُعا کریں۔ شیخ نے تھوڑی دیر مُراقبہ کیا اور دِل سے اُس کی خلاصی کے واسطے دُعا کی۔ یہ ظہر کی نماز کا وقت تھا خُدا نے اُن کی دُعا قبُول فرمائی۔ پھر شیخ نے بُڑھیا سے فرمایا کہ جا غم نہ کر تیرے بیٹے کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں دُور ہو گئیں۔ عورت خُوش ہو کر چلی گئی اور تیسرے روز اُس کا بیٹا آ گیا۔ عورت بیٹے سے مِلتے ہی مارے خُوشی کے بے ہوش ہو گئی اور ہوش میں آتے ہی اُس کا ہاتھ پکڑ کے شیخ کی خِدمت میں لائی۔ شیخ نے فرمایا تیرا بیٹا آ گیا۔ عرض کیا ہاں۔ شیخ بھی خُوش ہوئے اور لڑکے کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ عورت نے کہا اِس سے دریافت کیجئے

Marfat.com

کہ کیونکر اِس نے خلاصی پائی۔ شیخ نے پُوچھا۔ لڑکے نے کہا حضرت ظہر کی نماز کا وقت تھا کہ فلاں روز ہم تین سو مسلمان قیدیوں کو کفار شہر سے باہر کام کرانے لے گئے کہ یکا یک میری تمام زنجیریں گر گئیں، جو سپاہی ہمارے محافظ تھے وُہ مجھ کو مارنے لگے کہ تُو نے اِن کو کیوں توڑ ڈالا۔ میں نے کہا میرا یہ کام نہیں ہے۔ اُنہوں نے دوبارہ مجھ کو زنجیروں سے جکڑ دیا وہ بھی خُود بخُود گر گئیں۔ تب اُنہوں نے بادشاہ کو میرے حال کی خبر کی اور مُجھ کو اُس کے سامنے حاضر کر کے زنجیروں سے جکڑا، میں نے جو حرکت کی تو یہ زنجیریں بھی جھڑ گئیں اور زمین پر گر پڑیں۔ بادشاہ کو یہ بات دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور کہا یہ بات کس سبب سے ہوتی ہے؟ اُس کے ہم نشینوں میں سے ایک بُوڑھا کھڑا ہوا اور مُجھ سے کہنے لگا کہ اے لڑکے تیرے ماں ہے؟ میں نے کہا ہاں ہے اور وُہ مُجھ سے راضی بھی ہے۔ اُس بُوڑھے نے بادشاہ سے کہا کہ اِس جوان کو جلدی رہائی دو کہ یہ اپنی ماں کے پاس چلا جائے ورنہ ہم کو اَندیشہ ہے کہ اِس کی ماں کی بَددُعا سے ہمارا مُلک برباد نہ ہو جائے۔ بادشاہ نے مُجھ کو رُخصت کیا اور میری خلاصی کا یہی سبب ہے۔ شیخ نے فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔

لَطیفہ: مؤمنو۔ غور کرو کہ اُس لڑکے کو خُدا نے والِدہ کی رِضا مندی کے سبب سے کِس طرح رہائی نصیب فرمائی، پھر تُم اُس کی نسبت کیا خیال فرماتے ہو جس کے والدین دونوں اُس سے راضی ہوں، خُدا اُس کو ضرور نجات دے گا وُہ غفورُ الرّحیم عادل ہے، دونوں جہان کی سَعادت اُس کو نصیب کرے گا کیونکہ حضور عَلَیہِ السّلام نے فرمایا ہے احسان الوالدین سعادۃ الدارین۔

Marfat.com

سُوال: اِس میں کیا حِکمت ہے کہ خدُا نے فرمایا ہے پھر وارِث کیا ہم نے کتاب کا اُن لوگوں کو جِن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا اور میراث میت ہی کی ہوتی ہے اور خدُا موت سے مُنزّہ ہے تو پھر اِس میں کیا حِکمت ہے۔؟

جواب: مَعلُوم ہو کہ اِس میں یہ بھید ہے کہ میراث کا مال وارِث کو بغیر محنت کے نہایت سُہولت کے ساتھ ہاتھ لگتا ہے، اسی طرح قرآن خوانی کا ثواب مؤمنوں کو سہولت سے حاصِل ہوتا ہے اِس واسطے لفظ میراث کے ساتھ اِس کو ذِکر کیا ہے۔ اور نیز مال میراث میں بُہت سے حِصّے ہوتے ہیں، کسی وارِث کو نِصف اور کسی کو ثُلث اور کسی کو رُبع پہنچتا ہے۔ اِسی طرح قُرآن بَعض لوگوں کو سارا اور بَعضوں کو آدھا اور بعض کو تہائی اور بعض کو چوتھائی یاد ہے اور کوئی دس سورتیں اور کوئی دو تین ہی اور کوئی صرف الحمد ہی جانتا ہے، اِس واسطے لفظ میراث کے ساتھ اِس کو بیان کیا ہے۔ اور نیز قُرآن میں حضرت ابراہیم کو لَفظ اَب یعنی باپ کے ساتھ یاد کیا ہے فرمایا ہے۔ مِلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيْمَ (پارہ ۱۷ رکوع ۱۷ سورہ الحج آیت نمبر ۷۸) اور خُدا نے نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اَحکام فرض کیئے تھے اور آخِری وقت اُنہوں نے فرمایا کہ جنّت میں کافِروں کا کُچھ حِصّہ نہیں ہے اور خدُا نے فرمایا کہ ابراہیم یہودی اور نصرانی نہ تھے بلکہ وہ تو یکسُو ہونے والے مُسلمان تھے اور کُل مومن اُن کی اَولاد ہیں۔ کیونکہ فرمایا مِلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيْمَ (پارہ ۱۷ رکوع ۱۷ سورہ الحج آیت نمبر ۷۸) پھر جب اُن کی وفات ہوگئی تو خُدا نے جو اُن پر فرض کیا تھا وہ اُن کی اَولاد مؤمنین کے واسطے میراث ہوا اور اِن فرائض کا عِلم بغیر قُرآن کے مُمکن ہی نہیں لِہٰذا خُدا نے اِس کو لفظ میراث کے ساتھ ذِکر کیا۔

Marfat.com

سوال: معلوم ہے کہ دین ایک ہے پھر چاروں آئمہ کے اختلاف میں کیا حکمت ہے؟ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ نماز کا آخری وقت اوّل وقت سے افضل ہے اور شافعی کہتے ہیں اوّل وقت آخری وقت سے افضل ہے تو اس میں کیا حکمت ہے۔

جواب: معلوم ہو کہ گویا امام اعظم امام شافعی سے فرماتے ہیں کہ تم نے کس سبب سے اوّل وقت میں نماز کو افضل کہا ہے؟ امام شافعیؒ جواب دیتے ہیں اس سبب سے کہ مجھ کو آخر وقت سے پہلے نمازی کے مر جانے کا اندیشہ ہے کہ پھر نماز اُس کے ذمہ باقی رہے گی مگر تم کس لیئے کہتے ہو کہ آخر وقت میں نماز افضل ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں اس لیئے کہ آخر وقت میں ہی بندہ سے مطالبہ ہوتا ہے لہٰذا وہ افضل ہے، اور دوسرے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے الامور بالخواتیم لہٰذا میں کہتا ہوں کہ آخر وقت میں نماز افضل ہے اور نیز امام شافعی فرماتے ہیں کہ اوّل وقت میں نماز کے افضل ہونے کا یہ بھی سبب ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہلے روز حضور نبی کریم ﷺ کو اوّل ہی وقت میں نماز پڑھائی تھی۔ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آخر وقت میں اس سبب سے افضل ہے کہ دوسرے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو آخر وقت میں نماز پڑھائی تھی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ اے جبرئیل اوّل وقت میں نماز افضل ہے یا آخر وقت میں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا آخر وقت میں۔ حضور نبی کریم ﷺ سے کسی نے کہا کہ کس سبب سے آخر وقت میں نماز افضل ہے؟ فرمایا اس لئے کہ یہ پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے اور جب بندہ اس کو آخر وقت میں پڑھتا ہے تو گناہوں سے جو پہلے کر چکا ہے پاک ہو جاتا ہے۔ اور نیز معلوم ہو کہ ان آئمہ کا

Marfat.com

اختلاف بندوں پر خُدا کی رحمت اور عنایت ہے اور یہ اختلاف اُن کا اس سبب سے ہے کہ حق پوشیدہ تر ہے جیسے کہ یہود و نصاریٰ میں پوشیدہ رہ گیا۔ کیونکہ یہ سب ایک رائے پر متفق رہے اور اظہار حق میں ایک نے دُوسرے سے خلاف نہ کیا تو ضرور خُدا اُن سے قیامت کے روز اُن حقُوق کی نسبت مُطالبہ کرے گا جن کو یہ پوشیدہ کرتے تھے اور اُن کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور جواب اُن کو نہ آئے گا سر جُھکا لیں گے۔

خافضة: پھر جب اُمّتِ مُحمدیہ کے حساب کی نوبت آئے گی اور حقُوق کا اُن سے مُطالبہ ہو گا تو چاروں آئمہ اس بات کو ثابت کر دیں گے کہ انہوں نے اظہارِ حق میں پُوری کوشش کی ہے اور کسی بات کو نہیں چھپایا۔ ہر ایک کلمہ میں کُل وجُوہ سے بحث کی ہے۔ پس حق اُن کے واسطے ظاہر ہو گا اور خُدا کے سامنے اُن کے چہرے سفید ہونگے فرماتا ہے۔

رافعته: اور نیز معلُوم ہو کہ امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہتے ہیں کہ آخر وقت میں نماز افضل ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اوّل وقت میں افضل ہے تو ان اماموں کا اختلاف اس سبب سے ہے کہ سوداگروں کی عادت ہے کہ جب وہ مال فروخت کر کے بہت سا نفع حاصل کرتے ہیں اور واپس ہوتے ہیں اور راستہ میں اُن کو چوروں اور قزاقوں کا اندیشہ ہوتا ہے تو سردار قافلہ بعض جوان اور بہادر لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ ہتھیار لے کر قافلے کے آگے آگے رہیں اور بعض کو حکم دیتا ہے کہ ہتھیار لے کر پیچھے رہیں اور خزانہ کی حفاظت کریں تا کہ سب چوروں اور قزاقوں سے محفُوظ پہنچ جائیں اور مال و جواہر اُن کے قبضہ سے نہ نکلیں۔ یہی مثال اس اُمّت کی ہے کہ یہ آخرت کے تجّار ہیں، دُنیا میں بڑی مشقّت اُٹھا کر طاعات

Marfat.com

اور عبادات کا نفع اُنہوں نے حاصل کیا ہے اور یہ دُنیا کے مسافر آخرت کے راستہ پر چل رہے ہیں، اُنہوں نے سُنا کہ اِس راستہ میں شیاطین قزّاق ہیں پس اِس اُمّت کے بہادُر یعنی چاروں آئمہ میں سے بعض نے خزانہ کے آگے اور بعض نے پیچھے ہو کر خزانہ کی حفاظت کی اور اِس سبب سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اوّل وقت میں نماز افضل ہے اور امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آخر وقت میں نماز افضل ہے تا کہ اِن آئمہ کے درمیان اُمّت حفاظت اور سلامتی کے ساتھ جنّت میں پہنچ جائیں۔ اور نیز اِن دونوں اماموں یعنی امام ابُوحنیفہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم کی مِثال ترازُو کے دونوں پلّوں کی سی ہے کہ عدل واستوا میں اُن کے اندر فرق نہیں ہوتا، جب کسی کو اپنا مال و جواہر تولنا ہوتا ہے تو ایک پلّہ میں مال اور دُوسرے میں بَٹ رکھ کر تول لیتا ہے اور اُس کی مقدار معلُوم کرتا ہے۔ اِسی طرح یہ دونوں امام میزانِ الٰہی کے دو پلّہ ہیں زمین میں۔ اور اِسی میزان سے اَحکامِ شریعت کا اندازہ ہوتا ہے اور اِس اُمّت کی مِثال جواہر اور سونے کی سی ہے کیونکہ خُدا فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ الخ (پارہ ۴ رکوع ۳ سورہ آلِ عمران آیت نمبر ۱۱۰) خُدا نے یہ میزان اِس اُمّت میں اِس واسطے مُقرّر کی ہے کہ کھوٹے اور کھرے میں تمیز ہو جائے۔ جب قیامت کا روز ہو گا اور خُدا کھرے کھروں کو چھانٹ کر جنّت میں داخل کرے گا کیونکہ یہی اُس کے خزانے کے لائق ہونگے اور یہ وہ لوگ ہیں جو بجلی کی طرح صراط سے گُذر کر دوزخ سے محفُوظ رکھ کر جنّت میں داخل ہوں گے۔

سوال: اِس میں کیا حکمت ہے کہ حضرت محمد ﷺ سب اَنبیاء اور رسُولوں سے افضل ہیں پھر حضرت موسیٰ عَلَیہِ السّلام تو کوہِ طُور پر مُناجات کرتے اور خُدا اُن سے

Marfat.com

بِلا واسطہ کلام کرتا تھا اور ہمارے حضور رسولِ اکرم ﷺ سے بواسطہ حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام کلام کیا۔ معلوم ہو کہ جب حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام ہمارے حضور ﷺ کے پاس یہ آیت لے کر آئے یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (پ۲۹ رکوع ۱۵) تو آپ نے اُن سے یہی سُوال کیا کہ اے جبرئیل (عَلَیہِ السَّلام) تم مجھ کو یہ حکم کرتے ہو یا خُدا نے حکم فرمایا ہے؟ حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے عرض کیا کہ آپ کیوں رنجیدہ ہوتے ہیں؟ فرمایا اِس لئے کہ میں ہنوز موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے درجہ کو بھی نہیں پہنچا کہ اُن سے تو خُدا نے بِلا واسطہ کلام کیا اور مجھ سے تمہارے واسطہ سے خطاب کیا ہے جبرئیل عَلَیہِ السَّلام بھی یہ سُن کر حیران ہوئے اور اِس کا کچھ جواب اُن کو بن نہ آیا، آخر اُنہوں نے دُعا کی اور خُدا نے اُن کو جواب بتایا تو اُنہوں نے عرض کیا کہ اے محمد (ﷺ) میں افضل ہوں یا درخت، جو قسم جمادات سے ہے یعنی بے جان ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تُم افضل ہو۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے کہا پھر آپ کیوں غمگین ہوتے ہے، جب موسیٰ عَلَیہِ السَّلام سے خُدا نے کلام کیا تو درخت دونوں میں واسطہ تھا کیونکہ خُدا نے فرمایا ہے کہ جب مُوسیٰ وہاں آئے تو وادیِ ایمن کی جانب سے مُبارک مَقام میں درخت سے نِدا ہوئی کہ اے مُوسیٰ میں خُدا ہوں پروردگار تمام عالَم کا اور اے محمد (ﷺ) وہ درخت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی اُمّت میں سے کسی کی شفاعت نہ کرے گا اور میں قِیامت کے روز تمہاری اُمّت کی قُرآن کی سُورتوں اور آیتوں اور کلمات وحُرُوف کے برابر لوگوں کی شفاعت کروں گا اور قُرآن کے ہر حرف کے بدلے دوزخ سے ایک گُنہگار کو نکالوں گا کیونکہ میں جبرئیل امین عَلَیہِ السَّلام شفیع رَبّ العالمین ہوں۔ معلوم ہو کہ خُدا نے اِس اُمّت کو ایسی

Marfat.com

بُزرگیاں عنایت کی ہیں جو اور کسی اُمّت کو عنایت نہیں کیں چُنانچہ مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی اُمّت جانوروں کے مِثل تھی اِسی واسطے اُن کو رسّی سے باندھنے کی ضرورت ہوئی اور حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کو حُکم ہوا کہ اپنی قوم کے ہر شخص کے بازُو پر ایک کپڑا آسمانی رنگ کا باندھ دو تا کہ وہ آسمانی اَحکام پر عمل کریں اور اَعمالِ آخرت اور مَوت وحساب سے غافِل نہ ہوں۔ پھر جب اِس اُمّت کو نوبت آئی تو فرمایا کہ تُم میرے دوست اور اَولیا ہو۔ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (پ ٦ سورہ المائدہ آیت نمبر ۵۴) اس واسطے لازِم ہے کہ ایک دُوسرے کو نصیحت کریں اور عُلَماء منبروں پر بیٹھ کر عوام کو وعظ سُنائیں اور اُن میں اور حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی اُمّت میں فرق ظاہر ہو اور اُمّت حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام یعنی یہودیوں کی نیلی دھجی اُن کے حق میں قِیامت کے روز گندھک ہو جائے گی اور اُمّتِ محمّدیہ کے مِنبرِ عُلماءَ کے ساتھ اُن کے شفیع ہونگے کیونکہ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. (پ ۲۸ سورہ المجادلۃ آیت نمبر ۱۱)

نُکتہ : کہتے ہیں کہ ایک حجام ہمارے حضُور نبی کریم ﷺ کی خِدمت میں پچھنے لگانے آیا اور خُون کو جمع کرنا شروع کیا پھر اپنے دِل میں کہا کہ اِس خُونِ مُطَہّر کو میں کیا کروں، آسمان کی طرف پھینکوں یا زمین کی طرف۔ اگر زمین کی طرف ڈالتا ہوں تو مُجھ کو اندیشہ ہے کہ اہلِ زمین ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ حضرت یحیٰی عَلَیہِ السَّلام کے خُون نے بیتُ المقدس میں قرار نہ لیا جب تک کہ ایک ہزار جانیں ہلاک نہ کرالیں اور حضُور ﷺ کا خُون تو حضرت یحیٰی عَلَیہِ السَّلام کے خُون سے کہیں زیادہ باعزّت ہے، اور اگر میں اِس کو آسمان کی طرف پھینکتا ہوں تو مُجھ کو اندیشہ ہے کہ ہم پر کہیں پتھر نہ برسنے لگیں، تو اب اِس سے بہتر حیلہ کُچھ نہیں ہے کہ میں

Marfat.com

اِس خُونِ پاک کو پی جاؤں۔ چُنانچہ حجام حضور رسُولِ اکرم ﷺ کا خُون پی گیا اور شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ سرد اور گھی سے زیادہ نرم اُس کو پایا اور حضُور ﷺ نے پُوچھا کہ اے حجام تُم نے خُون کیا کیا؟ عرض کیا یا رسُولَ اللہ ﷺ میں اس کو پی گیا۔ حضُور ﷺ نے فرمایا تم کو کبھی دردِ شکم نہ ہوگا۔ حجام یہ سُن کر اِس قدر خُوش ہوا کہ خُوشی کے مارے رقص کرنے لگا۔ حضُور ﷺ نے فرمایا اے حجام تجھ کو کیا ہوا؟ عرض کیا یا رسُولَ اللہ ﷺ مُجھ کو آپ کی اُمّت کے حق میں بشارت ہوئی ہے فرمایا کیا؟ عرض کی جبکہ حضُور نبی کریم ﷺ کا خُون پینے سے حضُور نے مُجھ کو بشارت دی ہے کہ کبھی تیرے پیٹ میں دَرد نہ ہوگا تو اِبلیس کیسے مؤمنوں کے دلوں کو خراب کرسکتا ہے حالانکہ خُدا نے اُن کے دلوں کو نُورِ ایمان سے مُزیّن کیا ہے اور فرشتگانِ عذاب کیسے اُن کے قریب جائیں گے۔ قیامت کے روز ندا ہوگی کہ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی فلاحیت پانے والے ہیں۔

لَطِیفَہ : جب حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے تین شب متواتر خواب میں اپنے فرزند حضرت اسماعیل عَلَیہِ السَّلام کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا کہ الٰہی تو جبرئیل عَلَیہِ السَّلام کو بھیج کر کیوں نہیں مُجھ کو سکھا دیتا ہے۔ خُدا نے فرمایا اِس لیئے کہ تم میرے خلیل ہو اور خلت واسطہ کو نہیں چاہتی۔ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے عرض کیا خُداوندا میں اپنے بیٹے کو کیوں ذبح کروں؟ فرمایا اِس لیے کہ تُم میری محبّت کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنے بیٹے سے بھی محبت رکھتے ہو اور دو محبّتیں ایک دِل میں جمع ہونی نہ چاہئیں۔ تب حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے حضرت ہاجرہ کو حکم دیا کہ اسماعیل عَلَیہِ السَّلام کا سَر اور مُنہ دُھلا کر اچھے کپڑے اِن کو پہناؤ اور پھر ایک رسّی

Marfat.com

اور چھری اُن سے پوشیدہ لے لی، جب حضرت ہاجرہ سب کام کر چکی تو پوچھا کہ اِس کو کہاں لے جاتے ہو؟ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے کہا کہ دعوت میں۔ حضرت ہاجرہ نے کہا کہ اگر تُم اِس کو دعوت میں لے جاتے ہو تو اِس کو ایسا نہ کرتے، خیر میں اِس کو خُدا کے سپُرد کرتی ہوں۔ پھر حضرت خلیل عَلَیہِ السَّلام حضرت اسماعیل عَلَیہِ السَّلام کا ہاتھ پکڑ کر چلے اور مُقامِ منیٰ میں پہنچے۔ آگے اُن کا واقعہ مشہور ہے۔ مُنقول ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے چالیس بار حضرت اسماعیل کے حلق پر چُھری پھیری مگر چھری نہ چلی تب آپ نے چُھری کو زمین پر پھینک دیا۔ چُھری کو خُدا نے گویا کیا اور وہ بولی کہ میں کیا کروں، خلیل عَلَیہِ السَّلام کہتا ہے کاٹ اور جلیل (جَلَّ جَلَالُہٗ) فرماتا ہے نہ کاٹ اور جلیل (جَلَّ جَلَالُہٗ) کا حکم خلیل (عَلَیہِ السَّلام) کے حکم سے زبردست ہے۔ تب حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے عرض کیا کہ اِلٰہی چُھری میرا حکم نہیں مانتی اور کاٹتی نہیں ہے۔ ندا ہوئی کہ اے ابراہیم چُھری اُس کے حلق کو کیونکر کاٹے اُس کی ماں نے تو اُس کو ہمارے سپُرد کر دیا ہے پھر چُھری اُسکے حلق کو کیونکر کاٹ سکتی ہے۔ اے مومنو وفات کے وقت اُس نے تم کو تمہارے نبی حضرت مُحمد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے سپُرد کیا ہے اور پیدائش کے وقت تُم اپنی اَولاد کو اُس کے سپُرد کرتے ہو اور تُمہارے مُسلمان بھائی دفن کرنے کے وقت یہ کہہ کر تُم کو سپُرد کرتے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلُ اللّٰہ تو دیکھو صرف ایک سپُردگی سے حضرت اسماعیل عَلَیہِ السَّلام نے ذبح ہونے سے نجات پائی اور دُنبہ اُن کے بدلہ میں ذبح ہوا۔ فرماتا ہے قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ (پارہ ۲۳ رکوع ۷ سورہ الصّٰفّٰت آیت نمبر ۱۰۵) پھر وہ تُم کو اَنبیاء اور باپوں اور ماؤں اور بھائیوں کی سپُردگی کے سبب دوزخ سے

Marfat.com

کیوں نہ نجات دے گا اور تم میں سے ہر ایک کے فدیہ میں ستّر کافروں کو دوزخ میں ڈالے گا کیونکہ فرماتا ہے کہ ہر مؤمن کا فدیہ ستّر مشرک ہوں گے۔

حکایت: ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے چنانچہ ایک یہ کرامت بھی اُن کی تھی کہ مُردوں سے باتیں کرتے اور اُن کا حال دریافت کر کے زندوں سے بیان کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ بزرگی اور کرامت کس سبب سے آپ کو نصیب ہوئی؟ فرمایا تین باتوں سے ایک یہ کہ میں نے کُل کام اپنے خدا کے سپرد کیئے، دوسرے دن کو روزہ۔ تیسری شب بیداری۔

شرابی کے واسطے تنبیہ

حدیث میں وارد ہے کہ جب شرابی بغیر توبہ کئے مر جاتا ہے تو ایک پیالہ دوزخیوں کی پیپ اور خون سے بھرا ہوا جس کے اندر سانپ اور بچھو تیرتے ہوتے ہیں اُس کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ اس کو پی اور جب وہ مجبوراً اس کو پیتا ہے تو اُس کے پیٹ میں پہنچتے ہی تمام بدن کی کھال اور بال جھڑ جاتے ہیں اور گوشت اُس کا گرنے لگتا ہے غرضکہ تمام چہرہ اور اعضا اُس کے جھڑ جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب شرابی شراب پیتا ہے یا زانی زنا کرتا ہے تو ایمان ان دونوں کے دلوں سے نکل کر اُن کے سروں پر اَبر کی طرح ہو جاتا ہے پھر جب یہ اپنے فعل سے فارغ ہو جاتے ہیں ایمان اپنی جگہ واپس آ جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اگر شراب کا ایک پیالہ سمندر میں ڈالیں اور پھر وہ پانی زمین پر پہنچے اور اُس سے گھاس پیدا ہو اور اُس گھاس کو بکری

Marfat.com

کھائے تو مَیں اُس بکری کا گوشت نہ کھاؤں گا۔ بلکہ اُس کو حرام سمجھوں گا اور کُتّوں کے آگے ڈال دُوں گا۔ تو جبکہ ایک پیالہ شراب کا سمندر میں ایسا اثر کرتا ہے کہ جو بکری اس کی گھاس کھائے اُس کا گوشت کُتّوں کے آگے جائے تو کچھ بَعید نہیں ہے کہ جو شرابی بغیر توبہ کیئے مَر جائے گا وہ ضرور جہنّم کے کُتّوں اور سانپوں کے آگے ڈالا جائے گا۔ حدیث میں وارِد ہے کہ کُفّار کا سا عذاب بجُز شرابی کے اور کسی کو نہ ہوگا جو بغیر توبہ کیے مرا ہے۔ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رُسولَ اللہ ﷺ ہم نے آپ سے سُنا ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السّلام دُنیا میں اپنی قوم سے بھاگے اور اُن سے خلاصی طلب کی چُنانچہ خُدا نے اُن کو آسمان پر بُلند کر لیا تو یا رُسولَ اللہ کیا آپ بھی قِیامَت کے روز اپنے کسی اُمّتی سے فرار کریں گے۔ فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جِس کے ہاتھ میں مُحمد (ﷺ) کی جان ہے میں شفاعت کے وقت شرابی سے بھاگوں گا جو بغیر توبہ کیے مرا ہوگا جیسے کہ عیسیٰ (عَلَیہِ السّلام) اپنی قوم سے بھاگے اور جیسے کہ بکری بھیڑیئے سے بھاگتی ہے۔

خُداوند تعَالیٰ نے پانچ چیزوں کا نام کبیرہ رکھا ہے

اپنے کلامِ قدیم میں ایک تو اپنی ذات کو کَبیر فرمایا ہے فرمایا ہے، اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ (پ۲۱ سورہ لقمان آیت نمبر ۳۰) دُوسرے اُس عالِم کے گُناہ کو کَبیر فرمایا ہے جو خُود عمل نہیں کرتا اور دُوسروں کو نَصیحت کرتا ہے۔ فرمایا کَبُرَ مَقتاً عِندَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفعَلُوْنَ (پارہ ۲۸ رکوع ۹ سورۃ الصَّف آیت نمبر ۳) تیسرے بندوں پر اپنے فضل کو کَبیر فرمایا ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ

Marfat.com

لَهُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا كَبِيْرًا (پارہ ۲۲ رکوع ۳ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۴۷) اور چوتھے آخرت کو کبیر فرمایا ہے وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا (پارہ ۲۹ رکوع ۱۹ سورہ الدھر آیت نمبر ۲۰) اور پانچویں شراب اور جوئے کے گناہ کو کبیر فرمایا ہے قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ (پارہ ۲ رکوع ۱۱ سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۱۹)

جب حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام کی وفات قریب ہوئی تو انہوں نے اپنے بڑے بیٹے بہشو قا کو اپنا جانشین کرنا چاہا، حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام کی والدہ ناراض ہوئیں اور اُنہوں نے حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام کی جانشینی چاہی۔ بنی اسرائیل کے بھی دو فریق ہو گئے، ایک حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام کی خلافت چاہتا تھا اور دُوسرا بہشو قا کی۔ آخر حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نازل ہوئے اور کہا اے حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام خُدا سلام فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے خلافت اُس کے واسطے مناسب ہے جو علم کے ساتھ مَوصُوف ہو۔ چُنانچہ حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام نے عُلَمَاء بنی اسرائیل کو جمع کیا اور حکم دیا کہ تم چند مَسائل چھانٹ کر حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام اور بہشو قا سے دریافت کرو جو اُن کا جواب دے وہی خلافت کا مُستحق ہے۔ عُلَمَاء نے پانچ مسائل چھانٹے اور پانچ آدمیوں کو سکھا کر بہشو قا کے پاس بھیجا۔ پہلا مسئلہ یہ تھا کہ مُسلمان زیادہ ہیں یا کُفّار اور دُوسرا مسئلہ یہ تھا کہ مَرد زیادہ ہیں یا عَورتیں تیسرا یہ کہ سب سے اچھی چیز کون سی ہے اور چوتھا یہ کہ سب سے بُری کونسی ہے پانچواں یہ کہ وہ دونوں چیزیں کون سے ہیں کہ جن میں سے ایک کے ساتھ بغیر دُوسری کے فائدہ نہیں ہے جب تک کہ اُن کے ساتھ تیسرا نہ ہو، اُن کا عدم وجود برابر ہے اور اُن سے کچھ فائدہ ظاہر نہیں ہوتا۔ بہشو قا سے یہ مسائل دریافت کیئے اور وُہ اُن

Marfat.com

میں سے ایک کا بھی جواب نہ دے سکا۔ حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام نے اُن کو حضرت سُلَیمان عَلَیہِ السَّلام کے پاس بھیجا۔ حضرت سُلَیمان عَلَیہِ السَّلام اُن کو دیکھتے ہی ہنسے۔ اُن لوگوں نے سلام کیا اور کہا کہ یہ ابھی لڑکے ہیں اِس سبب سے ہنسے ہیں۔ پھر حضرت سُلَیمان عَلَیہِ السَّلام کھڑے ہوئے اور تعظیم و تکریم سے اُن کو بٹھایا، یہ مسائل کے بیان کرنے میں مشغول ہوئے اور حضرت سُلَیمان عَلَیہِ السَّلام نے اُن کی بات کاٹ کر فرمایا وعلیکم السَّلام ورحمتہ اللہ۔ پھر جب یہ سوال بیان کر چکے تو حضرت سُلَیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کُفّار زیادہ ہیں مُسلمانوں سے۔ اُنہوں نے کہا تم کس دلیل سے کہتے ہو کہا اِس سبب سے کہ حضرت مُسلمان تو مُسلمان ہیں اور کُفّار کُفّار ہیں مگر مُنافِق بھی کُفّار ہی ہیں اور شرابی بھی کُفّار ہیں۔ اِس دلیل سے کُفّار زیادہ ہیں اُنہوں نے کہا تُم نے سچ کہا۔ پھر بیان کیا کہ دُوسرے سُوال کو جواب یہ ہے کہ عَورتیں مَردوں سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ مَرد مَرد ہیں اور عَورتیں عَورتیں ہیں اور جو لوگ عورتوں کی رائے پر عَمل کرتے ہیں وہ بھی عورت ہی ہیں، اور جن لوگوں کی عادَت جھُوٹ بولنا ہے وُہ بھی عورت ہی کے حُکم میں ہیں۔ اُنہوں نے کہا تُم نے سچ کہا۔ اور تیسرے مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ سب سے اچھی چیز نیک بخت عَورت ہے اور سب سے بُری چیز بَدذات عورت ہے۔ اُنہوں نے کہا تُم نے سچ کہا۔ اور چوتھے مسئلہ کا یہ جواب ہے کہ سب سے بُری چیز خُدا کے ساتھ شِرک کرنا ہے اور سب سے افضل چیز وحدانیتِ اِلٰہی کا اِقرار کرنا ہے کیونکہ ایک شہر میں دو بادشاہوں کا ہونا مُمکن نہیں پھر خُدا کے مُلک میں اُس کا شریک کیسے ہوسکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا تُم سچ کہتے ہو۔ اور پانچویں مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ جو شخص

Marfat.com

خُوبصُورت ہو اور عقل نہ رکھتا ہو اُس کا حُسن بیکار ہے اور عقل نہ ہونے کے سبب سے عدم کا حُکم رکھتا ہے اور جس کے پاس مال ہے اور سخاوت نہیں رکھتا وہ فقیر کے حکم میں ہے بسبب سخاوت نہ ہونے کے کیونکہ بخیل کا مال اُس خزانے کی مثل ہے جو زمین کے اندر مدفون ہو کہ اُس سے کوئی مُنتفع نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سچ کہا پھر یہ لوگ حضرت داوٗد عَلَیہِ السَّلام کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت سُلَیمان عَلَیہِ السَّلام نے ہمارے تمام سُوالوں کا جواب دیدیا مگر ہم کو دیکھتے ہی وہ ہنسے اور ہماری بات کاٹ کر انہوں نے کہا وعلیکم السَّلام اور یہ ہماری بے حُرمتی کی بات تھی۔ حضرت داوٗد عَلَیہِ السَّلام نے جو یہ سُنا حضرت سُلَیمان عَلَیہِ السَّلام کو بُلا کر کہا کہ تُم نے اِن لوگوں کو دیکھ کر تبسّم کیوں کیا۔ اور سُوال و جواب کے درمیان کیوں کہا وعلیکم السَّلام حالانکہ وہاں تم کو کوئی سلام کرنے والا نہ تھا۔ حضرت سُلَیمان عَلَیہِ السَّلام نے کہا جناب میرے ہنسنے کی یہ وجہ تھی کہ میں نے زمین پر دو چیونٹیاں پھرتی ہوئی دیکھیں اُن میں سے ایک نے دُوسرے سے کہا کہ ٹھہر جاؤ ہم حضرت سُلَیمان عَلَیہِ السلام کو خلافت کی بشارت دے دیں اِن کے پاس پانچ شخص آنے والے ہیں جو اِن سے پانچ سُوال کریں گے اگر انہوں نے اِن کا جواب دیدیا تو یہی زمین کے بادشاہ ہونگے پس میں اس کی خُوشخبری دینے سے ہنسا تھا اور سلام کا جو میں نے جواب دیا تو اُس کی یہ وجہ تھی کہ جب یہ لوگ سُوال کر رہے ہیں میں حیران تھا کہ کیا جواب دُوں اُسی وقت میرے بازو پر ایک چیونٹی نمودار ہوئی اور اُس نے کہا اَلسَّلام علیک، اے بادشاہِ مَغرِب و مَشرِق۔ مَیں نے کہا وَعلیک السَّلام۔ اُس نے کہا تُم اِن مسائل میں کیوں حیران ہو، اگر پانچ ہزار مسئلہ

Marfat.com

ہوں تو میں اُن کا جواب دیدوں، تُم جانتے ہو کہ میں کونسی چیونٹی ہوں؟ مَیں نے کہا مَیں نہیں جانتا۔ اُس نے کہا کہ اے حضرت سُلَیْمان عَلَیہِ السَّلام میں وہ چیونٹی ہوں؟ کہ تُم ایک دفعہ فوج ولشکر کے ساتھ جا رہے تھے اور میری طرف تم نے حقارت سے دیکھ کر کہا تھا کہ اِس ضعیف چیونٹی کے پیدا کرنے میں خُدا کی کیا حِکمت ہے؟ اب میں اِس واسطے آئی ہوں کہ تُم کو اِن مسائل کا جواب بتاؤں جِن میں تُم حیران ہو سُنو اِن کے یہ یہ جواب ہیں۔ جب حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام نے حضرت سُلَیْمان عَلَیہِ السَّلام سے یہ گُفتگو سُنی حکم دیا کہ تختِ خلافت پر مُتمکّن ہوں۔ دیکھو کہ حضرت سُلَیْمان عَلَیہِ السَّلام چیونٹی سے پانچ مسئلے سیکھ کر رُوئے زمین کے بادشاہ ہو گئے اور اِس بندۂ ضعیف نے تو عُلَمَاء سے بُہت سے عُلُوم حاصل کیے ہیں اور ان لوگوں کے سامنے عجیب وغریب مَعانی اور حِکمتیں بیان کی ہیں اور بُہت سے مسائل ان کو سِکھائے ہیں اگر ان لوگوں کے ساتھ یہ بھی آخرت کے بادشاہوں میں سے ہو جائے تو خُدا کے کرم سے کُچھ تعجُّب نہیں ہے۔ پھر جب حضرت سُلَیْمان عَلَیہِ السَّلام کی خلافت پر سب کا اِتّفاق ہو گیا تو بہشوقا کو بُہت رَنج ہوا اور کہنے لگا کہ اگر اِن مسائل کے علاوہ اور سُوالات مُجھ سے کریں تو میں اُن کا جواب دُوں گا۔ حضرت سُلَیْمان علیہ السلام کا خَلیفہ ہونا بہت بُری بات ہے کیونکہ حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام کا بڑا بیٹا میں ہوں اور اُس نے یہ سمجھا کہ بڑا ہونا عُمر کے اِعتبار سے ہے یہ نہ سمجھا کہ حُکم خُدا سے ہے۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام ایک صَندُوقچہ لے کر حاضر ہوئے اور حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام کو دے کر کہا کہ بہشوقا سے دریافت کرو اِس کے اندر کیا چیز ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اگر مجھ سے اِن مسائل کے سِوا اور کوئی سُوال

Marfat.com

کریں تو میں اُس کا جواب دوں گا۔ حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام نے بہشوقا سے کہا کہ یہ صَندُوقچہ جبرئیل (عَلَیہِ السَّلام) لائے ہیں اگر تو بتا دے کہ اِس کے اندر کیا ہے تب تُو ہی ولی عہد ہو جائے۔ اُس نے کہا جو چیز میں نے نہیں رکھی مجھ کو اُس کا کیا عِلم ہے۔ پھر حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام نے حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام سے پوچھا۔ اُنہوں نے کہا اِس کے اندر ایک رُقعہ میں چند مَسائل لِکھے ہوئے ہیں۔ اور خُدا نے اِن کو اِس واسطے بھیجا ہے کہ جو کوئی اِن کا جواب دے وہی خَلیفہ ہو اور مَشرِق سے مَغرِب تک اُس کے اِختیار میں آئے۔ حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام نے اُس کو کھولا تو جیسا کہ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام نے کہا تھا ایک رُقعہ اُس کے اندر سے نِکلا جس پر یہ مسائل لِکھے تھے۔ شئے کیا ہے اور لا شئے کیا ہے اور نِصف شئے کیا ہے اور کُل شئے کیا ہے اور وُہ شئی کیا ہے جو کسی شئے کے مِثل نہیں ہے۔ حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام نے بہشوقا سے ان کا جواب پوچھا وہ حیران ہوا اور جواب نہ دے سکا۔ پھر حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام کو یہ رُقعہ دیا آپ نے فرمایا شئے تو مؤمن ہے اور لا شئے کافِر ہے اور نِصف شئے مُنافِق ہے اور کل شئے مُخلص ہے اور وہ شئے جو کسی شئے کے مِثل نہیں ہے خُدائے تَعالیٰ ہے فرماتا ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (پ ۲۵ سورہ الشوریٰ آیت نمبر ۱۱) تب اُس وقت حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام خَلیفہ ہوئے۔

جب ہارون رشید خلیفہ ہوا اور خلافت اُس کی کمال کو پہنچی، خزانہ اور لشکر سب اُس کے پاس بکثرت جمع ہوا تو ایک روز یہ قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب اِس آیت پر پہنچا اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ الخ (پارہ ۲۵ رکوع ۱۱ سورہ الزخرف آیت نمبر ۵۱) تو اُس کے دِل میں تکبّر اور غرور پیدا

Marfat.com

ہوا کہ فرعون نے اِس آیت میں کیا دعویٰ کیا ہے اور کہا کہ میری سُلطنت کے مُقابلہ میں فرعون اور اُس کی سَلطنت کی کیا حقیقت ہے۔ اگر فرعون نے مصر کی سلطنت کا دعوی کیا تو میں مصر کی سلطنت اپنے ایک حبشی غلام کو دیتا ہوں تا کہ لوگ جانیں کہ فرعون کی سلطنت کا میرا ایک حبشی غُلام مالک ہے۔ پھر اُس نے ایک بہت ہی بَدصُورت حبشی غُلام تلاش کرایا تو حمام میں ایک غلام مِلا جو گنجا موٹے ہونٹ والا اور حبشی تھا ہارون نے حکم دیا کہ اِس کو عُمدہ کپڑے پہنا کر حکومتِ مصر کا اِس کو مَنشُور لِکھ دیں۔ چُنانچہ جب یہ حبشی مصر میں جا کر تختِ حکومت پر بیٹھا تو نہایت عدل وانصاف اور سخاوت کرنے لگا کہ تمام مُلک میں اُس کا نام مَشہُور ہوا اور عُلمَاء وشُعراء اور مَدّاح وفُقَراء اور مَساکین ہر طرف سے اُس کے پاس آتے اور یہ ہر ایک کو ایک ہزار دینار دیتا۔ ایک دفعہ ایک شاعر اُس کے پاس آیا اور اُس کی بہت تعَرِیف کی اُس نے خُوش ہو کر اُس کو دس ہزار اشرفیاں دیں۔ پھر اُس شاعر نے دِل میں خیال کیا کہ میں نے ہارون رشید کے ایک غلام کی مدح کی تو اُس نے مُجھ کو دس ہزار اشرفیاں دیں اگر خُود ہارون کی مدح کر کے اُس کے پاس جاؤں تو یقین ہے کہ ایک لاکھ اَشرفی سے کم نہ دے گا پھر اُس نے ہارون کی مدح میں ایک قِصیدَہ کہا اور رات ہی سے اُٹھ کر روانہ ہوا یہاں تک کہ بغداد میں پہنچا اور خَلیفہ کو قِصیدَہ سُنایا خلیفہ نے دو سو درہم کا اُس کے واسطے حکم دیا۔ اُس نے کہا اے امیر المؤمنین والی مصر آپ کا کون ہے؟ بھائی ہے یا چچا ہے؟ ہارون نے کہا اے شخص اَدَب سے رہ وہ میرا زرخرید غلام ہے۔ شاعر نے کہا پھر یہ بات آپ کیسے جائز رکھتے ہیں کہ آپ کا غلام تو مُجھ کو دس ہزار اشرفیاں دے اور آپ دو سو درہم دیں،

Marfat.com

آپ کی بخشش اور مُروّت کو یہ بات نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ سُن کر ہر طرف سے لوگ اُس کی تعریف کرنے لگے اور اُس غلام والئے مصر کا بڑا شکریہ ادا کیا۔ خلیفہ کو یہ مُعاملہ دیکھ کر غلام کی طرف سے اپنا اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ اِس جُود وسخا اور اَخلاق کے سبَب سے میری سَلطنَت نہ چھین لے، پھر اُس نے اُس غلام والئے مصر کو مَعزول کر کے اُس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور اندھا کر دیا یہ بے چارہ چورا ہے میں بیٹھ کر راہ گیروں سے مانگتا اور گذارہ کرتا تھا ایک روز وہ ہی شاعِر جس کو اُس نے دس ہزار اشرفیاں دیں تھیں اُس کی طرف سے گذرا اور سُنا کہ یہ کہتا ہے کون ہے جو خُدا کے واسطے مُجھ کو کچُھ دے، پس اُس نے اُس کو پہچان کر سو اشرفیاں دیں اُس نے اِس کا دامن پکڑ لیا اور کہا میں تجُھ کو خُدا کا واسطہ دیتا ہوں سچ بتا کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں وہی شاعِر ہوں جس کو تُو نے دس ہزار اشرفیاں دی تھیں اور اُنہیں میں سے یہ سو اشرفیاں میں نے اَب تجُھ کو دی ہیں۔ حبشی نے کہا میں ہارون رشید کی مِثل نہیں ہوں کہ دی ہوئی چیز واپس لے لُوں اگر چہ اُس نے مُجھ کو حبشی بنایا ہے مگر میری سیرت قَرشی ہے، جا قَسم ہے خُدا کی قسم میں تجُھ سے واپس نہ لُوں گا۔

لطیفہ: اے مؤمنو تم کو خوشخبری ہو کہ ایک حبشی غُلام دی ہوئی چیز لینے پر راضی نہ ہوا تو خُدا جو رحیم و کریم اور لطیف و حلیم ہے اور اُس نے تُم کو مَعرفَت عنایت کی ہے اور جنّت کا وعدہ کیا ہے وہ اُن کو کِس طرح واپس لے گا یہ اُس کے لُطف سے بہت بعید ہے فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ عَنۡھَا مُبۡعَدُوۡنَ۔ (پ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۱)

Marfat.com

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے اِسلام قبُول کرنے کا واقعہ

جب ہمارے حضور ﷺ کی نُبوّت ظاہر ہوئی اور اسلام کا اُمر ثابت ہوا تو اُبوجہل نے دارالندوہ میں قُریش کے تمام بہادُروں کو جمع کر کے حضُور نبی کریم ﷺ کے مُتعلق مشورہ کیا اور کہا تُم میں کون ایسا ہے جو مُحمد (ﷺ) کا سر اُتار لائے ہم اُس کو اِس قدر مال دیں گے اور اپنا سردار بنائیں گے۔ کوئی کھڑا نہ ہوا تو عُمر کھڑے ہوئے اور کہا کیا کوئی تُم میں سے مُحمد (ﷺ) کا قتل نہیں کر سکتا ہے میں جاتا ہوں اور اُن کا سر کاٹ کر لاتا ہوں، پھر اُسی وقت عُمر کے سامنے دو علامتیں ظاہر ہوئیں ایک تو یہ کہ آسمان سے مُنادی کی نِدا سُنی کہ اے عُمر تو کیسے مُحمد (ﷺ) کو قتل کر سکتا ہے قسم ہے خُدا کی اگر تمام رُوئے زمین کی مخلُوق بھی جمع ہو کر حضرت مُحمد ﷺ کو قتل کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی اور دُوسری یہ علامت دیکھی کہ جب یہ چلے تو راستہ میں ایک بیل کو دیکھا کہ لوگوں نے اُس کے ہاتھ پیر باندھ کر ذبح کرنے کے واسطے ڈالا تھا جب عُمر اُس کے قریب پہنچے تو فصیح زُبان کے ساتھ اُس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ عُمر دِینِ خُدا کے مددگار ہیں۔ عُمر نے جو یہ سُنا اُس کی رسّی کھول کر اُس کو چھوڑ دیا۔

نُکتہ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کی برکت سے بیل نے دُنیا میں کُفّار کے ہاتھ سے رہائی پائی، اور ذبح ہونے سے بچ گیا تو اگر مومن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کی بدولت عذاب دوزخ سے نجات پائے تو خُدا کے لُطف و کرم سے کُچھ بعید نہیں ہے۔

اَلغرض حضرت عُمر رضی اللہ عنہ دِل میں فِکر کرتے ہوئے آگے چلے اور کہتے تھے کہ

Marfat.com

جو قدم میں چلتا ہوں ایک نشانی میرے اُوپر ظاہر ہوئی ہے مجھ کو گن گن کر قدم رکھنے چاہئیں چنانچہ جب یہ ایک سو چودہ قدم چلے تو اپنی بہن کے گھر پر پہنچے جو پوشیدہ مسلمان تھیں اُن کے دروازہ پر کھڑے ہوئے تو سنا کہ وہ سورہ طٰہٰ مَآ اَنزَلنَا عَلَیکَ القُراٰنَ لِتَشقٰٓی (پارہ ۱۶ رکوع ۱۰ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱ ۲) پڑھ رہی ہیں انہوں نے آواز دی کہ اے بہن تم کیا پڑھ رہی ہو؟ بہن نے کہا میں وہی پڑھ رہی ہو جو تمہارے مونڈھے میں لٹکا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا میرے مونڈھے میں تو میرے تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ بہن نے کہا اے عمر تم غلط کہتے ہو۔ اب جو عمر نے دیکھا تو اُن کی تلوار قرآن شریف ہوگئی تھی اور میان اُس کا غلاف بن گیا تھا۔

نکتہ : عمر حضور کی طرف عداوت کے ساتھ ایک سو چودہ قدم چلے تو اُن کی تلوار مصحف اور میان غلاف بن گیا اور یہ جماعت حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف ہزاروں قدم چلی ہے، محبت اا ور رضامندی کے ساتھ اور اتباع سنّت و جماعت اور علم و حکمت کے سننے کے واسطے بلا تعداد قدم چل کر آئی ہے تو اگر اُنکی برائیاں خدا بھلائیوں سے بدل دے تو کچھ عجب نہیں ہے، وہ فرماتا ہے فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِم حَسَنٰتٍ (پ ۱۹ سورہ الفرقان آیت نمبر ۷۰) پھر عمر نے کہا اے بہن دروازہ کھول تو میں اندر آکر تجھے دیکھوں۔ بہن نے دروازہ کھولا اور عمر اندر جاکر بہن سے ملے اور بات کرنے کو منہ کھولا تو ایک کالا سانپ اُن کے منہ سے زمین پر گرا، انہوں نے کہا اے بہن یہ سانپ کیسا ہے، کہا یہ کفر ہے جس کو خدا نے تمہارے اندر سے نکال دیا۔ پوچھا کہ یہ کہاں گیا؟ کہا جہنم میں۔ عمر نے کہا اے بہن جو کچھ تم پڑھ رہی تھیں پھر مجھ کو سناؤ انہوں نے سورہ طٰہٰ پڑھنی شروع کی اور

Marfat.com

جب اِس آیت پر پہنچی لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰی (پارہ۱۶رکوع۱۰سورہ طٰہٰ آیت نمبر۶) تو عمر نے پُوچھا کہ تم یہ کیا پڑھ رہی ہو؟ کیا یہ کلامِ الٰہی ہے؟ عُمر نے کہا اگرچہ زمین و آسمان کی سب چیزیں خُدا ہی کی ہیں مگر میں بغیر مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر کاٹے نہ بیٹھوں گا کیونکہ مَیں بھی خُدا ہی کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔ جب عُمر نے یہ کہا تو پھر قرآن تلوار بن گیا جیسی کہ وہ تھی۔ اے مومنو اس بادشاہ سے ڈرو جو تلوار کو مُصحف اور مُصحف کو تلوار بنا و بتا دیتا ہے اور کافِر کو مومن اور مومن کو کافِر بناتا ہے۔ پھر عُمر نے کہا اے بہن یہ جو تُم نے پڑھا اگرچہ یہ کلامِ قدیم ہے مگر یہ ایک جال پھندا ہے۔ بہن نے کہا یہ تُم کِس لئے کہتے ہو۔ کہا کہ جب صیاد کسی پَرَندہ کو شکار کرنا چاہتا ہی تو ایک میخ گاڑ کر اُس کے گِرد دانہ ڈالتا اور جال کو بچھا دیتا ہے، جب پَرَندہ دانہ چُگنے آتا ہے تو جال میں پھنس جاتا ہے اور جال و پھندے اُس کے پیروں اور گردن پر لپٹ جاتے ہیں، اے بہن میں گویا حضرتِ اُلُوہیّت میں ایک چڑیا ہوں اور اُس نے ایک میخ گاڑ کر اس کے گِرد جال کے حلقے بچھائے ہیں چُنانچہ اُن میں سے ایک حلقہ طا کا ہے اور ایک ہا کا ہے فرماتا ہے طٰہٰ اور پھر ان حلقوں میں وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (پارہ۲رکوع۳ سورہ آل عمران آیت نمبر۱۴۴) کا دانہ ڈالا ہے اور وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (پارہ ۴ رکوع ۶) کی محبّت اُن میں پوشیدہ کردی ہے اور اب یہ حلقے میری گردن میں پڑ گئے ہیں اور میں نے دِینِ اِسلام قُبُول کرلیا ہے مگر میں بغیر مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر کاٹے چین نہ لُوں گا۔ بہن نے کہا اگر تُم ایسا کر سکتے ہو تو کرو۔ عُمر کھڑے ہوئے اور تلوار لے کر چلے یہاں تک کہ حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہنچے۔ حضرت جبرئیل.

Marfat.com

عَلَیہِ السَّلام حضُور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا عُمر آپ کا سر کاٹنے آئے ہیں اور ہم نے اُن کے کُفر کا سَر کاٹ دیا ہے اور وُہ دَروازہ پر کھڑے ہیں، آپ جائیے۔ حضُور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر دَروازہ کے باہر تشریف لائے۔ عُمر نے جو آپ کو دیکھا تلوار اُن کے ہاتھ سے گِر گئی اور ہاتھ اُن کے قابُو میں نہ رہے۔ حضُور نبی کریم ﷺ نے اُن کو پکڑ کر اپنے سینہ سے لگایا اور مُصافحہ کیا۔ حضُور نبی کریم ﷺ کے سینہ سے لگتے ہی نُور سے اُن کا دِل معمُور اور سینہ رَوشن ہو گیا۔ خُدا فرماتا ہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (پارہ ۲۳ رکوع ۱۷ سورہ الزُمر آیت نمبر ۲۲) اور اُسی وقت حضرت عُمر مُسلمان ہوئے۔

سُوال: مومن گُناہِ کبیرہ کرنے سے کافِر ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: معلُوم ہو کہ اہلِ حق کا مذہب یہ ہے کہ مومن کافِر نہیں ہوتا ہے اور نہ گُناہ کبیرہ کرنے سے اِسلام سے خارِج ہوتا ہے اور دلیل اِس پر یہ آیت ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (پارہ ۲۸ رکوع ۲۰ سورہ التحریم آیت نمبر ۸) کیونکہ اگر مومن گُناہوں سے کافِر ہو جاتا تو خُداوَند تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نہ فرماتا اور مُعتزِلہ کہتے ہیں کہ مومن گُناہِ کبیرہ کے اِرتکاب سے اِیمان سے خارِج ہو جاتا ہے اور کُفر میں داخِل نہیں ہوتا۔ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ (پ ۵ سورہ النساء آیت نمبر ۱۴۳) نہ اِدھر نہ اُدھر اور مُعتزِلہ کا یہ بھی مذہب ہے کہ خُدا ایسی چیز نہیں ہے جو دِکھائی دے پس اس کا دِیدار نہ ہو گا فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ (پ ۷ رکوع ۱۹ سورہ الانعام آیت نمبر ۱۰۳) اور یہی آیت اُن کی دلیل ہے۔ سُنو میں تُم کو مذہب مُعتزِلہ کی اَصلیت سُناتا ہوں کہ یہ مذہب کہاں

Marfat.com

سے نِکلا ہے اور مُعتزِلی کیوں اِس کا نام رکھا گیا ہے۔ ایک شخص واصل نام حضرت خواجہ حسَن بصری کا مُرید اور مُدّت دراز سے اُن کی خِدمت میں رہتا تھا، اور آپ کا بہت بڑا شاگرد تھا، ایک روز حضرت خواجہ تشریف رکھتے تھے کہ ایک عورت بُڑھیا آپ کے پاس آئی اور کہا اے امامُ المُسلمین مُسلمان گُناہِ کبیرہ کرنے سے اسلام سے خارِج ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں کیونکہ خُدا فرماتا ہے: تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ جَمِیعاً اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ ۱۸ سُورۂ نُور آیت نمبر ۳۱) واصل مُرید یہ سُن کر کھڑا ہوا اور کہا نہیں بلکہ وہ اِسلام سے خارِج ہو جاتا ہے اور کُفر میں داخِل نہیں ہوتا، کُفر و اِیمان کے درمیان میں رہتا ہے یہاں تک کہ توبہ کرے اور خُدا اُس کی توبہ قبُول فرمائے۔ حضرت خواجہ نے یہ سُن کر فرمایا کہ تو میرا مُرید نہیں ہے اور اِسی وجہ سے مُعتزِلی نام رکھا گیا۔ معلُوم ہو کہ جب لَونڈی کا مالِک یہ چاہتا ہے کہ لَونڈی حامِلہ نہ ہو تو وہ جماع کی حالت میں اپنی حفاظت کرتا ہے اور اپنے عُضوِ مخصُوص کو باہر نکال کر اِنزال کرتا ہے، رحم کے اندر اِنزال ہونے نہیں دیتا اور اِس فعل کا نام عزل ہے جس کے معنی باہر ڈالنا ہیں اِسی طرح حضرت خواجہ حسَن نے واصل کو اپنے مُریدوں سے خارج کر دیا اور وہ اِعتزال کے ساتھ مَوسُوم ہوا پھر حضرت خواجہ کی خِدمت سے نِکل کر اُس نے شہر سے باہر اپنا ایک صَومَعہ بنایا اور سب سے الگ اُس کے اندر رہنے لگا اِس سبب سے بھی مُعتزِلی اُس کا نام ہوا اور لوگ اُس کے پاس آنے جانے لگے اور اُس نے اِن کو اپنے مذہب کی ترغیب دینی شروع کی اور یہ اِعتقاد سِکھائے کہ گُناہِ کبیرہ سے مُسلمان نہ مُسلمان رہتا ہے نہ کافِر بنتا ہے اور نیز خُدائے تعالیٰ کا دِیدار ہونا جائز نہیں ہے کیونکہ وُہ فرماتا ہے

Marfat.com

لَاتُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ (سورہ الانعام آیت نمبر۱۰۳) اور اہلِ حق کا جواب یہ ہے کہ آیۃ لَاتُدۡرِکُہُ سے روئیت کی نفی نہیں ہے بلکہ آیت کے معنے یہ ہیں کہ کل ابصار اِس کا ادراک نہ کریں گے اور یہ حق ہے بلکہ بعض ابصار دِیدار سے مُشرّف ہوں گے اور ایک دُوسری جگہ کفّار کے حق میں فرماتا ہے کَلَّاۤ اِنَّھُمۡ عَنۡ رَّبِّھِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ (پارہ ۳۰ رکوع ۸ سورہ المطففین آیت نمبر ۱۵) اور نیز مُعتزِلہ بھی دِیدار سے محرُوم ہوں گے صرف مومنون مُصدِّقون ہی کو دیدار ہوگا۔ فرماتا ہے وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ (پارہ ۲۹ رکوع ۱۷ سورہ القیٰمۃ آیت نمبر ۲۲، ۲۳) اور نیز معلوم ہو کہ اگر خُدا مرئی نہ ہوتا تو مَعیُوب ہوتا اور مَعیُوب مَعبُود نہیں ہوتا ہے۔ فرعون کی یہ عادت تھی کہ چہرہ پر نقاب ڈال کر بیٹھا کرتا تھا کیونکہ وہ مَعیُوب تھا یعنی اُس کے چہرے پر برص کے داغ تھے اِس لئے کسی کو اپنا چہرہ نہ دِکھاتا تھا، پس اگر خُدا بھی مرئی نہ ہوتا تو اُس میں اور فرعون میں کُچھ فرق نہ رہتا اور یہ محال ہے اور حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام سے جو خُدا نے لَنۡ تَرٰنِیۡ (پ۹ رکوع ۷) کہا اُس کے مَعنی نفی رُوئیت کے نہیں ہیں بلکہ گویا اُس نے یُوں کہا کہ اے مُوسیٰ تم اِن دونوں آنکھوں سے جن سے تم نے فرعون کو دیکھا ہے مُجھ کو نہیں دیکھ سکتے اور نیز گویا اُس نے فرمایا کہ اے مُوسیٰ تُمہاری آنکھ پانی اور خُون اور گوشت ورگوں سے مُرکّب ہے اور یہ سب نقائص اور عیُوب ہیں اور میں اِن سے مُنزّہ ہوں تم آج مجھ کو نہیں دیکھ سکتے بلکہ جب میں تم کو عیُوب وعِلَل سے پاک کردُوں گا اُس وقت مُجھ کو دیکھو گے فرماتا ہے لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَ زِیَادَۃٌ (پ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۲۶) اور نیز عُلماء نے اِس بات پر اتّفاق کیا ہے

Marfat.com

کہ انبیا نے کبھی خدا سے کسی محال اور مُمتنع چیز کا سُوال نہیں کیا ہے۔ پس اگر روئیت بھی محال اور مُمتنع ہوتی تو حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام کبھی اِس کا سُوال نہ کرتے اور اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (پ۹ رکوع ۷) نہ کہتے۔ پس مَعلُوم ہوا کہ روئیت جائزات میں سے ہے اور نیز اگر آیۃ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ (سورہ الانعام آیت نمبر ۱۰۳) نفی روئیت پر حل کی جائے جیسا کہ مُعتزِلہ کہتے ہیں تو اس سے قُدرَت کی بھی نفی ہو گی کہ وہ اپنی ذات کو نہیں دِکھا سکتا اور قُدرَت کی دلیل ظاہر ہے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ (پارہ ۷ رکوع ۱۹ سورہ الانعام آیت نمبر ۱۰۳) پس اگر وہ عاجِز ہے تو اُلُوہیّت کے لائِق نہیں۔ عِجز اور نقائص سے وہ بَرتر اور ہر چیز پر قادِر ہے اور نیز مُعتزِلہ کا لَنْ تَرَانِی (پ۹ رکوع ۷) کو نفی رُوئیت کی دلیل سمجھنا غلطی ہے کیونکہ اگر کسی شخص کے پاس ایک بیش قیمت جوہر ہو اور کوئی شخص اُس کی خبر سُن کر مالِکِ جوہر کے پاس جائے اور کہے اپنا جوہر دِکھائے اور وہ کہے کہ تُم اُس کو نہیں دیکھ سکتے تو اِس کہنے سے روئیتِ جوہر کی نفی لازم ہیں آتی کیونکہ اگر اُس شخص نے جوہر نہیں دیکھا تو اور بہت سے لوگ اس کو دیکھ چکے ہیں۔ اور مُمکن ہے کہ اور کسی وقت یہ بھی اُس کو دیکھ لے اور نیز لَن تَرَانِی روئیت کے واسطے نہیں ہے کیونکہ خُدا نے اہلِ عقل کو ہر ایک چیز اُس کے نظائر اور اَضداد سے مَعلُوم کرا دی ہے۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے طلاق مانگے اور کہے میں چاہتی ہوں کہ تو مُجھ کو طلاق دے دے اور خاوند کہے میں تجھ کو کبھی طلاق نہ دُوں گا تو اِس سے یہ کبھی لازِم نہیں آتا کہ اُس کو طلاق دینا مُمتنع ہے یا خاوند یہ بات کہکر اُس کو طلاق دینے سے عاجز ہے بلکہ وُہ اِس بات پر قادِر ہے کہ اُسی وقت اُس کو طلاق

Marfat.com

دیدے۔اِسی طرح اگر مقری واعظ سے کوئی چیز مانگے اور وہ کہے میں تجھ کو نہیں دُوں گا، تو اِس سے دینے کی نفی نہیں ہوتی ہے کیونکہ اگرچہ اُس وقت اُس نے نہیں دیا ہے تو دُوسرے وقت دے سکتا ہے۔اِسی طرح جس نے یہ خیال کیا کہ لَنْ تَرَانِی نفیٔ رویٔت کے واسطے ہے وہ خُدا کو واعظ اور اُس عورت کے خاوند سے بھی زیادہ عاجز سمجھتا ہے اور یہ بڑی گُمراہی ہے اور نیز لَنْ تَرَانِی نفیٔ رویٔت کے واسطے نہیں ہے کیونکہ اگر یہ نفیٔ رویٔت کے واسطے ہوتا، تو اُس کے کلام کے بھی منافی ہوتا پھر رویٔت کے منافی کیونکر ہوسکتا ہے اور نیز لَنْ تَرَانِی دوام کا تقاضا نہیں کرتا ہے۔اس آیت کی دلیل سے جو خُدا جنّوں کے قول کی حکایت میں فرماتا ہے وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا (پارہ ۲۹ رکوع ۱۱ سورہ الجن آیت نمبر ۲) حالانکہ بَعض جنّوں نے اُس وقت بھی شِرک کیا اور اب بھی شِرک کرتے ہیں۔اور نیز لَنْ تابید کے واسطے نہیں ہے، اور مُعتزِلہ کا یہ کہنا کہ خُدا مرئی ہے خطا ہے کیونکہ اگر وہ مرئی نہ ہوتا تو مَعدُوم ہوتا اور مَعدُوم واجِبُ الوُجُود نہیں ہے، پھر گر اس کا وجُود واجب نہ ہوتا تو عَالَم میں سے کوئی چیز مَوجُود نہ ہوتی۔اور نیز قَدریہ کا یہ قَول کہ خَیر و شَر سب ہماری طرف سے ہے یہ بھی خطا ہے کیونکہ اگر یہ بات ہوتی تو خُدا معزُول اور بطال ہوتا اور اُس کا وجُود عدم سے مُشابہ ہوتا اور یہ کُفر ہے اور خُدا اِن باتوں سے مُنزّہ ہے۔فرماتا ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (پارہ ۲۳ رکوع ۷ سورہ الصّٰفّٰت آیت نمبر ۹۶) اور قدریہ کہتے ہیں کہ اگر خَیر وشَر اور امر و نہی خُدا کی طرف سے ہوتا تو ایک حالت میں اُس کا تعدُّد لازِم آتا کیونکہ جو ایک وقت میں امر اور دُوسرے وقت میں ناہی ہو تو وہ مُتغیّر ہے اور ایک حالت اور ایک ہی وقت میں

Marfat.com

امر ونہی کا حاصل ہونا جائز نہیں ہے اور پھر خُدا ایک ہے پھر کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اُس کی صنعت کثیر ہو۔ قدریہ کو یہ جواب دیا جائے کہ ایسی بات کا اِنسان کے واسطے حاصل ہونا ممکن ہے جس سے ایک ہی حالت میں اُس کو ایک ہی وقت میں امر ونہی لازم ہوں ایک ہی جگہ میں ایک فعل صادر ہونے کے سبب سے مثلاً ایک شخص غیر کی مملوکہ زمین میں بغیر اُس کی رضا مندی کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو اَب نماز کا وقت آنے سے نماز کا پڑھنا اُس پر حکم اِلٰہی سے فرض تھا۔ اور غیر کی ملکیت میں نماز پڑھنے سے نہی اُس پر لازم ہوئی کیونکہ یہ غصب ہوا تو جب بندہ کو ایک ہی حالت میں ایک ہی جگہ امر ونہی لازم ہوتی ہے حالانکہ یہ مخلوق ہے تو پھر کیسے جائز نہیں ہو سکتا کہ خُدا سے ایک ہی امر کے ساتھ خیر وشر، نفع وضرر حاصل ہو حالانکہ وہ واجب الوجود ہے، زمان ومکان اُس کا احاطہ نہیں کر سکتے فرماتا ہے **یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید** ۔ معلوم ہو کہ مرد کا اپنی بیوی سے جماع کرنا حکمِ اِلٰہی سے ہوتا ہے پھر اگر وہ عورت جماع کے وقت حائضہ ہو جائے تو جماع سے نہی لازم آتی ہے ایک ہی حالت میں، پس اِسی طرح سمجھ لو کہ خُدا کے افعال اور امر ونہی میں تعدد واقع نہیں ہوتا ہے بلکہ بندوں کے افعال واُمور میں واقع ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ سورج ایک ہے اور مکان کے اندر بہت سے روشن دان ہوتے ہیں اور سب میں سے سورج کی روشنی آتی ہے تو ان کے سبب سے سورج کا تعدد لازم نہیں آتا، سورج تو ایک ہی ہے صرف محل اور مکان متعدد ہیں اور سورج متعدد ومتغیر نہیں ہوتا، اِسی طرح ذاتِ خُداوندی ایک ہے اور اُس کا امر ونہی بھی متعدد نہیں ہے بلکہ تعدد کی صورت بندہ کے ذہن میں، بندوں اور اُن کے

Marfat.com

اَفعال اور زمان و مکان کے تعدد کے مُوافِق حاصِل ہوتی ہے۔ اور نیز مَعلُوم ہو کہ اگر تمام مخلُوقات ایک دُوسرے کے برعکس مطلب کا خُدا سے سُوال کریں تو خُدا ایک پلک زدن میں اُن سب کی حاجات پُوری کرنے پر قادِر ہے بلا تعدُّد زمان و مکان کے، اور جب یہ بات ہے تو کچھ بعید نہیں کہ اس کے ایک اِرادہ سے امر و نہی اور نفع و ضرر اور تر و خشک حاصِل ہو، پس اُس کے اِرادہ اور حکم میں تعدُّد نہیں ہے اور دہریہ کہتے ہیں کہ عَالَم قدیم ہے اور اُس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے اور عَالَم ہمیشہ سے اِسی طرح سے ہے جیسا کہ ہم اُن کو دیکھ رہے ہیں اِس میں کچھ تغیُّر نہیں ہوا اور ایسا ہی ہمارے بُزرگوں کا مشاہدہ ہے یہ قَول سراسر کُفر ہے اور میں اِس کے جواب میں ایک حکایت بیان کرتا ہوں۔ ایک دہریہ ہارون رشید کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین آپ کے زمانہ میں کُل عُلَماءِ مثل ابُو حَنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و ابی یُوسف و مُحمد و ابی لیلیٰ و حسَن بصری وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ عَالَم کا پَیدا کرنے والا ہے تو اِن سب میں جو بڑا فاضِل ہو اُس کو آپ اپنے سامنے بُلوائیں میں اُس سے مُباحثہ کروں گا اور ثابت کر دُوں گا کہ عَالَم کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے۔

ہارون نے چوبدار بھیج کر امام ابُو حَنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا جو سب عُلَماء میں افضل تھے اور یہ کہلا بھیجا کہ اے امیر المسلمین ہمارے پاس ایک دہریہ آیا ہے اور وہ نفئ صانِع کا مدّعی ہے اور آپ کو مُناظرہ کے واسطے بُلاتا ہے امام ابُو حَنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو جا میں ظُہر کے بعد آؤں گا۔ چوبدار نے یہی آن کر خَلیفہ سے کہدیا۔ خلیفہ نے دوبارہ اُن کو بھیجا تب امام ابُو حَنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہارون کے پاس آئے۔ خلیفہ نے اُن کا اِستقبال کر کے صدر مَقام پر اُن کو بٹھایا اور تمام

Marfat.com

اکابر واعیان کو جمع کیا پھر دہریہ نے کہا اے ابُوحُنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ نے آنے میں اِتنی دیر کیوں کی، آپ نے فرمایا اس وقت ایک عجیب بات دَرپیش ہوئی اور اسی کے سبَب سے مُجھ کو دیر ہوئی۔ میرا گھر دِجلہ کے پار ہے جب میں گھر سے چلا اور دِجلہ پر آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک پُرانی شکستہ کشتی دریا میں پڑی ہوئی تھی اور تمام تختے اُس کے الگ الگ ہو گئے تھے میری جو اُس پر نِگاہ پڑی تو مَیں نے دیکھا کہ ایک دَم تمام تختوں نے حرکت کی اور سب کے سب آپس میں وصل ہو کر (مِل کر) کشتی تیار ہو گئی بغیر نجّار اور کسی بنانے والے کے، میں اُس پر سوار ہو کر یہاں اُترا اور یہاں آیا۔ دہریہ نے کہا اے لوگو سُنو تُمہارے امام جو سب سے افضل ہیں کیسا صریح جُھوٹ بول رہے ہیں، آج تک ٹُوٹی ہوئی کشتی بغیر نجّار کے بنی ہے۔ امام ابُوحَنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے کافرِ مُطلق جب کشتی بغیر بنانے والے کے نہیں بن سکتی تو پھر یہ اتنا بڑا عالَم بغیر صانع کے کیونکر تیار ہو سکتا ہے اور تُو اُس کا کیسے اِنکار کرتا ہے۔ پھر اُسی وقت اُس کی گردن مارنے کا حُکم کیا اور وہ قتل کیا گیا۔ اے حاضِرین میں کیا کروں میں تو باریک بینی میں بال کی کھال کھینچتا ہوں مگر بہت سے لوگ حمام اور چاول میں فرق نہیں جانتے ہیں۔ اور نہ کلام کے مَعانی سمجھتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ میں بے ہُودہ بَک رہا ہوں۔

حکایت ہے کہ ہارون رشید کا ایک وزیر بڑا فاضل تھا جو اپنے وقت میں اپنے نظیر نہ رکھتا تھا مگر ہارون رشید کے ہاں اُس کی کُچھ خاص وُقعت نہ تھی سب کے ساتھ مساوی دَرجہ میں تھا اِسی سبَب سے ایک روز اُس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ کے اکثر وُزراء اور خُدّام جاہِل ہیں، چاول اور جوار میں تمیز نہیں

Marfat.com

رکھتے، پھر میرے ساتھ برابری کرتے ہیں اور آپ بھی فاضل اور جاہل میں کچھ فرق نہیں کرتے ہیں، جو شخص حمام اور چاول میں فرق نہ جانتا ہو وہ فاضلوں کی برابری کیسے کرسکتا ہے۔ ہارون رشید نے کہا کیا خلقِ الٰہی میں ایسے لوگ بھی ہیں جو چاول اور حمام میں فرق نہیں جانتے۔ تو یہ بات لغو کہتا ہے۔ وزیر نے کہا میں ایسے لوگ آپ کی خدمت میں پیش کرسکتا ہوں۔ ہارون نے کہا اگر تم اِس دعویٰ کو ثابت کر کے دِکھا دو گے تو میں تمہارا مرتبہ بلند کر کے تم کو خاص اعزاز عنایت کروں گا کہ تمہارے ہاتھ کے اوپر اور کوئی نہ ہوگا۔ وزیر نے چند لوگ صحراءِ عرب میں روانہ کئے تا کہ وہ ایسے لوگوں کو تلاش کر کے لائیں جو چاول اور حمام کو نہ جانتے ہوں، چنانچہ یہ لوگ لائے گئے وزیر نے اُن کو مکلّف کپڑے پہنا کر ہارون کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے اُن کی صورت پر نظر کی اور معقول صورت دیکھی مگر اُن کی سیرت سے وہ ناواقف تھا۔ پھر وزیر نے حکم دیا کہ ایک طباق چاولوں کا لایا جائے۔ چنانچہ طباق لا کر اُن اعرابیوں کے سامنے رکھا گیا۔ اعرابی نے کھایا اور اُس کو نہایت لطیف چیز جانا جو عمر بھر میں کبھی نہ دیکھی تھی، بڑے مزے لیکر اُس کو کھانا شروع کیا اور خوب چباتا تھا۔ خلیفہ نے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں خیال کرتا ہوں شاید یہ حمامِ لطیف ہے۔ خلیفہ نے کہا تم نے یہ کیونکر جانا کہ حمام ہے؟ اُس نے کہا میں صحرا میں رہتا ہوں ایک دفعہ میرے پاس سے حاجیوں کا ایک قافلہ گذرا، میں اُس وقت سرد پانی سے غسل کر رہا تھا انہوں نے کہا اے شخص تو شہر میں جا کر حمام میں کیوں نہیں جاتا ہے کہ تیرے بدن میں پسینہ آ کر تجھ کو راحت پہنچے۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ یہ اُن

Marfat.com

کی بات میں نے یاد رکھی اور ہر روز میں کہتا تھا کہ کاش میں حمام کو دیکھ لُوں تو میرا تمام جسم آرام سے ہو جائے اور اب اِس کھانے کو کھا کر میرے جسم میں بڑا آرام اور لُطف آیا ہے اور اِسی سبب سے میں سمجھا کہ یہی حمام ہے۔ ہارون ہنسا اور اُس کی بات سے بڑا مُتعجّب ہوا اور وزیر کو خِلعت عنایت کر کے تمام وُزراء پر فضیلت دی۔ یہی حال جاہلوں کے ساتھ عُلماء کا ہے کیونکہ جاہل، فاضل اور جاہل میں تمیز نہیں جانتے ہیں اور نہ طالب و واصل میں فرق کرتے ہیں، نہ کلام کے وقائق سمجھتے ہیں۔

میں یہاں ایک اور نکتہ اپنے تجربہ کے مُوافِق لوگوں کی ذکاوت اور فضیلت کے واسطے بیان کرتا ہوں۔ حدیث میں وارِد ہے کہ جب ہمارے حضور سیّدُ المُرسلین ﷺ نے مکّہ فتح کیا اور خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اُس کے اندر تین سو ساٹھ بُت ایک بُلند جگہ دیوار پر نصب دیکھے۔ حضور رسُولِ اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی تُم لکڑیاں جمع کر کے اِن بُتوں میں آگ دیدو تا کہ یہ تمام بُت جل جائیں۔ حضرت علی آگ دینے کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے علی تُم میرے شانہ پر پیر رکھ کر کھڑے ہو اور بُتوں کو اُکھیڑ کر آگ میں ڈالو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور بُتوں کو آگ میں ڈالنے لگے یہاں تک کہ جب بڑے بُت کے پاس پہنچے اور اُس کو آگ میں ڈالنا چاہا جبرئیل عَلَیہِ السَّلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور عرض کیا اے محمّد (ﷺ) خُدا آپ کو سلام فرماتا ہے؟ اور کہتا ہے کہ بڑے بُت کو آگ میں نہ ڈالنا۔ حضور نے فرمایا اِس کا کیا سبب ہے؟ جبریل عَلَیہِ السَّلام نے عرض کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون سا بُت ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا یہ وہ بُت ہے

Marfat.com

جس نے حضرت خلیلُ اللہ کی نُبوّت اور رِسالت کی گواہی دی تھی۔ خُدا فرماتا ہے جس بت نے میرے خلیل کی نُبوّت کی گواہی دی ہے اُس کو آگ میں جلانا نہ چاہیئے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی سے یہ بیان کیا اور انہوں نے اُس بُت کو چھوڑ دیا اور ہنس کر بہت خُوش ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے علی تُم کیوں خُوش ہوتے ہو؟ عرض کیا مُجھ کو آپ کی اُمّت کے حق میں ایک بشارت حاصِل ہوئی ہے اور وہ یہ کہ جس بُت نے ایک دفعہ حضرت خلیل کی گواہی دی تھی اُس کو خُدا نے آگ میں نہ جلایا پھر آپ کی گُنہگار اُمّت جو عُمر بھر خُدا کی وحدانیّت اور آپ کی رِسالت کی گواہ رہی اُن کو کیونکر دوزخ میں جلائے گا، ضرور اُن کو مُعاف فرما کر بخش دے گا اور جنّت میں داخِل کرے گا فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا الخ (پارہ ۲۴ رکوع ۳ سورہ الزمر آیت نمبر ۵۳)

سُوال: بہت سے لوگ پڑھنا نہیں جانتے، نہ حُرف اور خط کو پہچانتے ہیں، پھر خُدا کے اِس فرمان میں کیا حِکمت ہے۔ اِقْرَاْ کِتَابَکَ (پارہ ۱۵ رکوع ۲ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۴) یعنی قِیامت کے روز فرمائے گا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ۔

جواب: معلُوم ہو کہ ایک روز حضور ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ حضرت جبرئیل عَلَیہِ السّلام نازِل ہوئے اور کہا اے اُمّی خُدا آپ کو سلام فرماتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا کیا گناہ ہے جو تُم مُجھ کو اُمّی کہتے ہو؟ جبریل عَلَیہِ السّلام نے کہا میں ہی آپ کو اُمّی نہیں کہتا ہوں یہ تو خُدا نے آپ کا نام رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خُدا نے میرا نام اُمّی کیوں رکھا ہے؟ کہا دو مُعنوں سے ایک تو اُس کا آپ پر اور آپ کی اُمّت پر فضل وعنایت ہونے سے کہ جب قِیامت کا روز

Marfat.com

ہو گا مُنادی نِدا کرے گا کہ اے مُجرِمو، تُم الگ ہو جاؤ گے، پس مومن اور مجرم جُدا جُدا ہو جائیں گے۔ اِسی طرح پڑھنے والے اور اَن پڑھ الگ ہوں گے اور پڑھنے والے جنّت کو جائیں گے اور حضور سیّدالمرسلین ﷺ بھی جانے کا قصد کریں گے تو مُنادی نِدا کرے گا کہ اے محمد ﷺ تُم کہاں جاتے ہو، میں نے تُمہارا نام اُمّی رکھا ہے، تُم ٹھہر جاؤ اُمّیوں کے ساتھ جنّت میں جانا حضور ٹھہر جائیں گے یہاں تک کہ گنہگار اور اُمّی لوگ آپ کی اُمّت کے آنے شروع ہوں گے آپ حیران ہو کر عرض کریں گے کہ خُداوندا میں کب تک یہاں کھڑا رہوں۔ خُدا فرمائے گا جب تک تُمہارے اُمّت کے سب گُنہگار جمع نہ ہوں اور تُم اُن کی شفاعت نہ کرلو یہیں کھڑے رہو چُنانچہ جب سب گنہگار اور اُمّی اکٹھے ہو جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ سجدہ کر کے عرض کریں گے کہ خُداوندا تمام گنہگاروں اور اُمّیوں کو میرے تئیں بخش دے۔ خُدا فرمائے گا اے محمد اپنا سَر اُٹھاؤ جو تُم نے مانگا میں نے تُم کو دیا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پارہ ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۵) پس آپ تمام گُنہگاروں کو اپنے ساتھ لے کر جنّت میں تشریف لے جائیں گے اور دُوسرا سبب آپ کا نام اُمّی رکھنے کا یہ ہے کہ اُمّی لغت میں اُس کو کہتے ہیں جو اُمّ یعنی ماں سے پیدا ہوا ہو، پس آپ کی اُمّت پر عنایت کے سبب سے خُدا نے آپ کا نام اُمّی رکھا ہے تاکہ آپ کے بعد آپ کی اُمّت گمراہ نہ ہو جیسے حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی اُمّت گمراہ ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کو خدا کہنے لگی تو آپ کا نام خُدا نے اُمّی رکھا ہے تاکہ آپ کے معجزہ کو دیکھ کر لوگ آپ کو خُدا نہ کہیں اور جان لیں کہ آپ اُمّی یعنی ماں سے پیدا ہوئے ہیں نیز معلوم ہو کہ

Marfat.com

تعلیم کی دو قسمیں ہیں ایک ظاہری جس کو علماء جانتے ہیں اور دوسری تعلیم باطنی جو تعلیم ربانی ہے پس تعلیم انسانی یعنی لکھنا پڑھنا دنیا میں ظاہر ہے اور تعلیم ربانی قیامت کے روز ظاہر ہو گی فرماتا ہے یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (پارہ ۳۰ رکوع ۱۱ سورہ الطارق آیت نمبر ۹) تعلیم انسانی کتابت کے ساتھ ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص ایک ورق پر کچھ لکھ کر دوسرا ورق سادہ اس کے اوپر رکھے تو کوئی یہ نہیں جان سکتا ہے کہ نیچے کے ورق میں کیا لکھا ہوا ہے جب تک کہ اوپر کا ورق نہ اٹھائے۔ تعلیم ربانی بھی ایسی ہی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے قلم قدرت سے اپنے مؤمن بندہ کے دل پر اپنی وحدانیت کا اقرار لکھ دیا ہے۔ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ (پارہ ۲۸ رکوع ۳ سورہ المجادلہ آیت نمبر ۲۲) پس غفلت اور مرض اور اَمَل اور غیبت اور شہوت یہ سب دل پر حجاب ہیں اس ورق کی طرح سے جب قیامت کا روز ہو گا تو ان حجابوں کو خدا دل سے دور کر دے گا اور تمام پردے ہٹ جائیں گے۔ فرماتا ہے یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (پارہ ۳۰ رکوع ۱۱) اور ہر شخص اس کی قدرت سے پڑھا ہوا بن جائے گا اور خدا کی طرف سے ندا ہو گی کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ۔ پس اس آیت میں یہ راز ہے اور نیز معلوم ہو کہ خدا بڑا قادر حکیم حلیم غفور رحیم ہے جو چاہتا ہے اپنی حکمت سے کرتا ہے اونٹنی کو اس نے پتھر سے اور آگ کو درخت سے اور نطق کو بچھڑے سے اور شہادت کو کنکریوں اور عصا سے نکالا ہے اور اسی نے دنبہ کو حضرت اسماعیل کا فدیہ اور آتش کو حضرت خلیل کے لئے گلزار بنایا تو اگر اس کی قدرت سے اُمّی قیامت کے روز قاری ہو جائے اور بدیاں نیکیوں سے بدل جائیں تو کچھ تعجب

Marfat.com

نہیں ہے۔ فرماتا ہے اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (پ۲۴ رکوع ۳) اور فرماتا ہے واللہ علی کل شئی قدیر۔

سوال: شرابی کی نماز جائز ہے یا نہیں۔

جواب: معلُوم ہو کہ جائز ہونا اور بات ہے اور قبُول ہونا اور بات ہے۔ جواز کا حُکم یہ ہے کہ نماز ذمے سے ساقط ہو جاتی ہے اور تمام گُناہ بھی دُور ہو جاتے ہیں اور تکبُر دماغ سے نکل کر دِل میں تواضُع پیدا ہو جاتی ہے۔ معلُوم ہو کہ جب آقا اپنے غُلام سے مکاتبہ کرتا ہے یعنی اُس کو لِکھ دیتا ہے کہ اگر تُو مُجھ کو ایک ہزار روپیہ دیدے تو آزاد ہے۔ پھر غُلام آقا ہی کے مال سے چُرا کر اُس کو ایک ہزار روپیہ دیدے تو بظاہر یہ غُلام آزاد ہو جائے گا اگرچہ درحقیقت یہ مال آقا ہی کا ہے اور غُلام ایک ہزار کا ضامن ہوگا اور ان ایک ہزار کے بدلہ قید کر دیا جائے گا یا آقا کی خدمت میں اِتنی کوشش کرے گا کہ ایک ہزار پُورے ہو جائیں، غرض کہ دونوں حالتوں میں غُلام محنت ومُشقّت سے نہ بچ سکے گا، یہی حال شرابی کا ہے کہ جب وہ نماز پڑھے گا تو اُس کی نماز جائز ہوگی مگر اُس گُناہ کے سبب سے دوزخ میں ضرور قید کیا جائے گا اور اُس کے جُرم کے مُوافِق اُس کو سزا بُھگتنی پڑے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس میں اِسلام کی غیرت ہوگی اُس سے دو باتیں صادر نہ ہوں گی، ایک یہ کہ جو اپنی ماں اور بہن اور جورو، بیٹی پر اجنبی سے غیرت رکھتا ہوگا وہ دُوسرے کی بیوی سے زِنا نہ کرے گا اور نہ اُس کو جائز سمجھے گا اور دُوسری بات یہ ہے کہ وہ شراب نہ پیوے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ شراب ہے اور اِس لئے کہ آخری وقت کوئی شخص یہ نہیں کہتا ہے کہ میرے پاس شراب اور رنڈیاں لاؤ اور گانا

Marfat.com

باجا کرو، یہی کہتا ہے کہ مسجد کے امام کو بلاؤ اور لوگوں کو اکٹھا کرو کہ میں توبہ کرتا ہوں، کلمہ شہادت مجھ کو تلقین کرو اور قرآن شریف کی خاص خاص سورتیں میرے پاس پڑھو اور قرآن شریف میرے سرہانے رکھ دو اور میری طرف سے صدقہ دو۔ اور میرے واسطے سورہ فاتحہ پڑھو۔ پس غافل آدمی وہی ہے جو اپنی صحت و سلامتی کی حالت میں تمام خرافات شراب خوری ورنڈی بازی کو ترک کر کے اپنا نفس مہذب بنانے اور دین کی باتیں حاصل کرنے کے واسطے علماء حکماء کی صحبت اختیار کرے تاکہ آخری وقت میں سلامت رہے اور پانچوں نمازوں پر محافظت اور امر آخرت میں غور و فکر کرتا رہے تاکہ قبر میں انس اور حشر میں شفاعت اور اہوال صراط میں قیامت سے نجات پا کر جنت میں داخل ہو اور دیدار پروردگار کے لائق بنے۔ فرماتا ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (پارہ ۲۹ رکوع ۱۷ سورہ القیٰمۃ آیت نمبر ۲۲، ۲۳) معلوم ہو کہ لوگوں کو اہل سنت و جماعت کی فضیلت نہیں معلوم ہے، اور نہ متکبر کو تکبیر اولیٰ کی قربت اور انابت معلوم ہے، اور نہ غافل صف اول میں کھڑے ہونے کی فضیلت جانتا ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ صف اول کا ثواب جانیں تو اس میں کھڑے ہونے پر جھگڑا کریں۔ اور فرمایا ہے کہ تکبیر افتتاح دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تونگر (امیر) صحابہ میں سے تھے، ایک روز ان کو صبح کی نماز میں حاضر ہونے سے دیر ہو گئی اور صف اول میں کھڑے نہ ہو سکے، آخر کی صف میں کھڑے ہوئے پھر جب نماز پڑھ کے اپنے گھر گئے تو چار سو اشرفیاں اور دو سو ۲۰۰ اونٹ فقراء و مساکین کو تقسیم کئے اور سو ۱۰۰ گھوڑے مجاہدین کو دیئے اس نعمت

Marfat.com

کے شکر پر جو خُدا نے ان کو دی تھی۔ پھر حضورﷺ سے عرض کیا کہ یا رسُولَ اللہ کیا چار سو ۴۰۰ اشرفیاں اور دو سو اُونٹ اور سو گھوڑے دینے سے مجھ کو پہلی صَف کا ثواب مِلا؟ حضُور نبی کریمﷺ نے فرمایا نہیں، کُچھ تھوڑا سا ثواب تُم کو مِلا ہے۔ مَعلوم ہو کہ جب تُم جماعت میں شریک ہونے کے واسطے جاتے ہو اور پیروں سے راستہ چلتے ہو تو اُس وقت ہاتھ بھی تُمھارے ہِلتے ہیں تو گویا ہاتھ زُبان حال سے یہ کہتے ہیں کہ کاش ہم بھی پیر ہوتے کہ ہم سے جماعت کی طرف چلا جاتا یا ہم زُبان ہوتے کہ قرُآن پڑھتے اور پانچوں نمازوں میں خُدا کی توَحید و تسبیح کرتے۔ پھر جب بندہ پہلی تکبیر کہکر نماز میں کھڑا ہوتا اور سَجدَہ کی جگہ پر نظر کرتا ہے تو کُل جوارح اور اَعضا تمنّا کرتے ہیں کہ کاش ہم آنکھ ہوتے اور سَجدَہ کی جگہ کو دیکھتے بسبَب اِس کے ثواب کے۔ مَعلُوم ہو کہ جب امام کھڑے ہو کر کانوں تک ہاتھ بُلند کر کے اللہ اکبر پُکار کر کہتا ہے تو یہ اِس واسطے نہیں ہے کہ خُدا کو سُنائے یا دِکھائے کیونکہ خُدا سمیع علیم اور بصیر ہے، اُس کو آواز و حُرُف کی ضرورت نہیں، بلکہ اِس میں یہ حِکمَت ہے کہ جماعت میں اندھے اور بہرے بھی ہوتے ہیں، تو گویا خُدا فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تُم تکبیر کے وقت اپنے ہاتھ اُٹھا لیا کرو تا کہ جو نہیں جانتا ہے وہ بھی جان لے اور بہرا قیامِ نماز کو دیکھ لے اور اندھا تُمھاری آوازِ تکبیر کو سُن لے اور خبردار ہو جائے اور تُم سیدھی صف باندھو اور مُتّصِل کھڑے ہوتا کہ شَیطان تُمھارے درمیان میں نہ کھڑا ہو۔ پس لبیک کے ساتھ حاجیوں کے آواز بُلند کرنے اور مؤذن کے اذان اور اقامت بُلند آواز سے کہنے میں یہی حِکمَت ہے کہ جاہِل اور عالِم اور خاص و عام اور بِینا اور نابِینا سب جان لیں کہ اِسلام حَق ہے اور حَق

Marfat.com

ظاہر ہے کسی طرح اُس کو پوشیدہ کرنا جائز نہیں اور اِس کی دلیل اذان ہے۔

سُوال :معلوم ہو کہ آواز والا ربوبیت کے لائق نہیں ہے اور قرآن خُدا کا کلام ہے پھر جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے اِس کو کیونکر سُنا اور یا نبی کریم ﷺ نے کیونکر سُنا اور شبِ معراج میں بغیر حرف و آغاز کے خُدا کا کلام آپ نے کیونکر سُنا کیونکہ حرف و آواز دونوں مخلوق اور خُدا پر محال ہیں۔

جواب: معلوم ہو کہ خُدا بڑا قادِر ہے اور جس چیز سے بھی بندے عاجز ہیں خُدا اُس پر قادِر ہے تو ہمارے حضور ﷺ اور جبریل عَلَیہِ السَّلام کا کلام اِلٰہی کو بغیر حرف و آواز کے سُننا محال نہیں ہے۔ اِس دلیل سے کہ جب تُم کسی بڑے پتھر یا پہاڑ کے پہلو میں اللہ اکبر پکار کر کہو تو پہاڑ میں سے بھی تُم یہی آواز سُنو گے بغیر حرف و آواز کے کیونکہ پہاڑ میں گویائی نہیں ہے بلکہ اُس کی آواز تُمہاری آواز کے واسطے سے پیدا ہوئی ہے اور جبکہ پتھر و جماد سے یہ بات جائز ہوئی تو پھر یہ کیسے جائز نہ ہو گا کہ جبریل عَلَیہِ السَّلام نے خُدا قادِر سے کلام بغیر آواز و حرف کے سُنا اور اِسی طرح ہمارے حضور ﷺ کا سُننا بھی جائز ہے فرماتا ہے فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی. (پارہ ۲۷ رکوع ۵ سورہ النجم آیت نمبر ۱۰)

سُوال: جب عُلماء منبر پر بیٹھیں تو کس قسم کا بیان زیادہ کریں خوف کا یا رجا کا؟

جواب :۔ معلوم ہو کہ اُن کو رجا کا بیان زیادہ کرنا چاہیئے کیونکہ خُدا فرماتا ہے وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً اور حضرت اَنس بن مالِک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے تین بار فرمایا خُدا نفرت دلانے والوں کو لعنت کرے اور تین بار فرمایا خُدا اُمید بڑھانے والوں پر رحمت کرے یعنی جو

Marfat.com

میری اُمّت کو خدا کی رَحمت سے نفرت دِلاتے ہیں اُن پر خدا لعنت کرے یعنی جو لوگ خوفِ خدا کا بیان اِس قدر مُبالغہ سے کرتے ہیں کہ بندہ خدا کی رَحمت سے نا اُمّید ہو جائے اور اُن لوگوں پر خدا رحم کرے جو بندوں کی اِس قدر اُمّید بڑھاتے ہیں کہ ایک دُوسرے کی شفاعت کا کفیل ہوتا ہے۔ اِسی کے مُتعلّق ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مُمالکِ نیشاپُور میں قحط پڑا اور لوگ بُھوک کے مارے مَرنے لگے یہاں تک کہ کُتّوں اور کوؤں کو بھی کھا گئے اور چند لوگ شہر سے باہر نِکلے کہ کھانے کے واسطے چوہے وغیرہ کی قِسم سے کُچھ تلاش کریں اور ایک گاؤں کے قریب پہنچے۔ دیکھا کہ ایک لڑکا خُوب صُورت گیند بَلّے سے کھیل رہا ہے۔ تجھ کو خبر نہیں کہ آجکل بُھوک کے مارے سَر گیند بن رہے ہیں اور آنسوؤں کے نالے بہ رہے ہیں اور سانسوں کے شُعلے بُلند ہیں اور تُو کھیل رہا ہے۔ لڑکے نے کہا مُجھ کو قحط اور بُھوک کا کُچھ خَوف اور اندیشہ نہیں ہے، میرے آقا کے پاس ہزار کوٹھے گیہوں کے بھرے ہوئے ہیں اور وہ صاحبِ ملک و مال و تَخت و بَخت ہے اور آج ہی اُس نے ایک خُوب صُورَت لڑکی سے میری شادی کی ہے اور نِکاح کا کاغذ لکھا ہے پھر میں کیوں نہ خُوش ہوں اور کیوں نہ کھیلوں۔

لَطِیفہ: اے مومنو پھر واعظ کیوں نہ تُم کو خُوش خبری دے کیونکہ جب لڑکا اِس دُنیاءِ ناپائیدار میں اپنے آقا کی زِندگی اور اُس کی غناءِ فانی اور ذخیرۂ حادث سے خُوش اور بے فکر تھا اور بُھوک اور قحط کا کُچھ اندیشہ نہ کرتا تھا تو پھر بندۂ مومن کیوں اندیشہ کرے حالانکہ اُس کا مَولا بھی اَبَدی ہے، فرماتا ہے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ (پارہ ۳ رکوع ا سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۵۵) اور وُہ تمام مَولاؤں کا

Marfat.com

مولیٰ ہے، ربُّ العالمین اور سب تونگروں سے بڑا تونگر ہے وَاللہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (پارہ ۲۶ رکوع ۸ سورہ محمد آیت نمبر ۳۸) تو اے مومنو۔ تم کو بھی کھیلنے کودنا اور خوش ہونا چاہیئے اور گناہوں کا کچھ رنج وغم نہ کرنا چاہیئے۔ خدا فرماتا ہے بے شک خدا تمام گناہوں کو بخش دے گا یقیناً وہ غفور الرّحیم ہے۔ لیکن جب بندہ علم و حکمت اور وعظ و نصیحت کو سُننا چاہے تو لازم ہے کہ اپنے دِل کو مال و دُنیا کی خواہش اور کُل عالَم وَسَاوس سے اور خاطر سے خالی کر کے عُلَماء کی مجلس میں حضورِ قلب کے ساتھ حاضر ہو اور جو کچھ سُنے اُس کو سمجھ کر یاد رکھے اور جان لے کہ اُس کے تمام اَعمال خالص خُدا اور رسُول ہی کے واسطے ہیں۔

حکایت: کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے زمانے کے ایک بڑے عالم کے پاس جا کر عرض کیا کہ یا امامُ المُسلمین مجھ کو نصیحت فرمایئے اور کوئی ایسی بات بتایئے جس پر میں عمل کروں شاید کہ خدا مجھ پر اِس کے سبب سے رحمت فرمائے۔ عالم نے کہا میں پہلے تم سے دو باتوں کا سُوال کرتا ہوں اگر تم نے اُن کا سچ سچ جواب دیدیا تو پھر جو کچھ تم چاہتے ہو میں تم کو تعلیم کروں گا۔ اُس نے کہا آپ دریافت کیجئے۔ عالم نے کہا یہ بتاؤ کہ خُدا نے آخرت کو دُنیا پسند کیا ہے یا دُنیا پر آخرت کو پسند کیا؟ عالم نے کہا اور تم آخرت کو پسند کرتے ہو یا دُنیا کو۔ اُس نے کہا میں تو بہ نسبت آخرت کے دُنیا کو زیادہ چاہتا ہوں۔ پھر عالم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقر کو زیادہ دوست رکھتے تھے یا تونگری کو؟ اُس نے کہا فقر کو زیادہ دوست رکھتے تھے۔ عالم نے کہا اور تم فقر کو زیادہ دوست رکھتے ہو یا تونگری کو؟ اُس نے کہا میں تو تونگری کو زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ عالم نے کہا تم نے سچ کہا۔ خدا تم پر رحم کرے۔ پھر اب

Marfat.com

تم یہ خیال کرو کہ تم نے خدا اور رسول کے خلاف چیزوں کو پسند کیا ہے میری تعلیم تم کو کیا خاک فائدہ دے گی۔ جاؤ پہلے اپنی ان دونوں باتوں کو درست کرو اور اپنی عادت بدل کر آخرت کو دنیا پر اور فقر کو غنا پر پسند کرو اور شیطان کو اپنا دشمن سمجھو تا کہ تم خدا کے دوستوں اور جنت کے مستحقوں میں شامل ہو جن کی شان میں وہ فرماتا ہے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ (پارہ ۲۵ رکوع ۱۳ سورۂ زخرف آیت نمبر ۷۰)

حکایت : ہے کہ جب نوشیرواں اپنے باپ کے بعد تختِ سلطنت پر بیٹھا تو ایک روز تمام حکماء اور عقلاء اور علماء کو جمع کر کے ان سے یہ سوال کیا کہ دنیا میں سب چیزوں سے بہتر کونسی چیز ہے۔ ہر شخص نے ایک ایک چیز بیان کی۔ مگر ان کے اس کو جواب پسند نہ آئے۔ ایک شخص جو عالم و حکیم اور یکتاءِ روزگار تھا کہنے لگا کہ اے بادشاہ دنیا میں تین چیزوں سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے بادشاہ نے کہا وہ کونسی ہیں؟ عرض کیا ایک موت، دوسرے عورت، تیسرے محتاجگی۔ بادشاہ نے کہا ان سے تو بدتر کوئی چیز نہیں ہے تم کس دلیل سے ان کو بہتر بتاتے ہو؟ عرض کیا کہ موت اس سبب سے افضل ہے کہ اگر موت نہ ہوتی تو آپ کو یہ سلطنت آپ کے باپ کے بعد کیسے حاصل ہوتی۔ بادشاہ نے کہا تم نے سچ کہا، حکیم نے کہا اور عورت اس سبب سے افضل ہے کہ اگر عورت نہ ہوتی تو آپ کا وجود بھی نہ ہوتا۔ بادشاہ نے کہا تم نے سچ کہا۔ اور حکیم نے کہا اور احتیاج کو میں اس سبب سے افضل کہتا ہوں کہ اگر احتیاج نہ ہوتی تو ایسے بڑے بڑے علماء اور فضلاءِ وقت آپ کی خدمت میں کیوں حاضر ہوتے اور لشکر آپ کی نوکری کیوں کرتے۔ بادشاہ نے کہا تم نے سچ کہا اور پھر اس حکیم کو ایک لاکھ اشرفی اور خلعت ہائے فاخرہ سے سرفراز کیا۔

Marfat.com

معلوم ہو کہ ایک فاضل شخص نے جب اپنا حال ایک کافر بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو ایک لاکھ اشرفیاں اور خلعتِ فاخرہ پایا، اگر مؤمن بندہ بادشاہ جبّارِ عزیز غفّار کے سامنے جس کے مُلک کی اِنتہا نہیں ہے اپنی حاجت پیش کرے تو ضرور آخری وقت میں بشارت پائے گا۔ فرماتا ہے یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ (۱۰ پارہ رکوع ۹ سورہ التوبہ آیت نمبر ۲۱) اور قبر میں سلامتی پائے گا، فرماتا ہے سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ (سورہ یٰسین آیت نمبر ۵۸) اور قیامت میں امن پائے گا۔ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الخ (پارہ ۲۵ رکوع ۱۳ سورہ الزخرف آیت ۶۸) اور جنّت میں سلطنت پائے گا۔ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ الخ (پارہ ۲۹ رکوع ۱۹ سورہ الدھر آیت نمبر ۲۰) جب کوئی شخص اپنی لڑکی کسی سے بیاہتا ہے اور پھر کچھ دنوں کے بعد اُن دولہا دلہن میں جھگڑا ہوتا اور دُلہن کی ماں اِس قضیہ کو سنتی ہے تو کہتی ہے کہ میں ضرور اپنے داماد پر قاضی کے ہاں مقدمہ دائر کر کے اپنی لڑکی کا مہر لوں گی اور اُس کو قید کراؤں گی۔ پھر اُس کا خاوند اگر عاقل شخص ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ ہم کو داماد کے ساتھ کوئی بُری کارروائی نہ کرنی چاہیے اپنی بیٹی کی مصلحت سے۔ اگرچہ وہ ہم سے مُوافِق نہیں ہے پھر بھی ہم کو اُس سے درگذر ہی لازم ہے کہ اُس کی خطا اور اُس کے جُرم کو مُعاف کر دیں۔ یہی قاعدہ تمام اہلِ عقل و فضل کا ہوتا ہے اور یہی اے مومن تمہاری مثال ہے یعنی کراماً کاتبین تمہارے اعمال خُدا کے حضور میں پیش کرتے اور کہتے ہیں کہ خُداوندا اِن کے اعمال میں نہ ہم خضوع پاتے ہیں، نہ اِن کی نماز میں خشوع ہے اور نہ اِن کے کسی کام کی دُرستی ہے، اِن کے تمام اعمال و افعال ریا اور بے حیائی سے پُر

Marfat.com

ہیں۔ خُدا فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے بندے اپنے دامادوں سے دَرگزر کرتے اور اُن کی اذیّت اور بداخلاقی کو برداشت کرتے ہیں اپنی بیٹیوں کے سبب سے تو مَیں اِس بات کا زیادہ مُستحق ہوں کہ اپنے بندوں کو مُعاف فرماؤں، فرماتا ہے۔
اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا الخ (پارہ ۲۴ رکوع ۳ سورہ الزمر آیت نمبر ۵۳)

سوال: جب عُلَمَاءِ وفُضَلَاء منبر پر کھڑے ہو کر خُدا اور رسُول کا فرمان بیان کرتے ہیں تو اُس وقت اگر کوئی شاعر اُن کے سامنے کھڑے ہو کر ان عالم کی تعریف میں اَشعار پڑھے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ شاعروں کے حق میں خُدا فرماتا ہے کہ شاعروں کے گُمراہ لوگ پیرو ہوتے ہیں۔

جواب: مَعلُوم ہو کہ یہ آیت اُن شُعَرَا کے حَق میں ہے جو مطربوں اور مغنیوں کے واسطے گاتے اور اَلحان کرتے ہیں اور کوئی شاعر منبر کے آگے کھڑے ہو کر عُلَمَاء فُضَلَاء، اور فُقَہَاءِ دِین کی تعریف کرے یا عِلم اور اِسلام و شَرِیعت کی فضِیلت بیان کرے تو اِس میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ وہ اَرکانِ اِسلام کی عزّت اور عُلَمَاء کی بزرگی بیان کرتا ہے۔ اور حضور عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا ہے جس نے عُلَمَاء کا اکرام کیا اُس نے میرا اکرام کیا۔ اور مَعلُوم ہو کہ خُدا نے اپنی کتاب میں عُلَمَاء کی تعریف بیان کی ہے فرماتا ہے کیا عُلَمَاء اور غیر عُلَمَاء برابر ہیں۔ تو جب مَعلُوم ہو گیا کہ عُلَمَاء عوام کی مِثل نہیں ہیں تو اُن کی مدح بھی جائز ہے اور جس نے عُلَمَاء کی مدح کی وہ آیت کے مَعنوں پر عامِل ہوا اور اُس کے واسطے کچھ جرح نہیں ہے، خُدا فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پارہ ۲۸ رکوع ۲ سورہ المجادلہ آیت نمبر ۱۱) چنانچہ عُلَمَاء کے درجہ ہی کی یہ بات ہے کہ دُنیا اور آخرت میں وُہ مَمدُوح ہیں۔ اور جب یہ بات ہے تو عوام پر عُلَمَاء کی

Marfat.com

مدح اور اُن کا اِحترام واجب ہے۔ مَعلُوم ہو کہ ایک روز حضور عَلَیہِ السَّلَام نے وعظ فرمایا اور کُفّار و مُنافِقین کو اِسلام کی تَرغیب دی، اِس مَجلِس میں کُفّاروں میں سے ایک شاعر وہب نام تھا اُس کو حضُور کے الفاظ بہت پسند آئے اور اُس وقت اُس نے آپ کی تَعریف میں ایک قَصِیدَہ کہا اور کھڑے ہو کر سُنایا حضُور اُس وقت بردِ یمانی اوڑھے ہوئے تھے وہ آپ نے اُتار کر وہب کو عنایت کی۔ وہب نے جو اُس کو اوڑھا خُدا نے اُس کا دِل نُورِ اِیمان سے بھر دیا اور اُسی وقت وہ اِسلام لے آئے۔

لَطِیفَہ: ایک کافر جس کے دِل میں کُفر اور کمر میں زُنّار تھی حضور نبی کریم ﷺ کی تَعریف کی بدولت اِسلام اور خلعَت سے سرفراز ہوئے تو پھر اُن لوگوں کی نِسبَت تُمہارا کیا خیال جن کے دِلوں میں اِیمان اور سینوں میں نُور اور زُبانوں پر اقرار ہے، اور پھر باوُجود اس کے حضُور عَلَیہِ السَّلَام نے اپنے آپ کو اور اپنے والِدین کو اور اپنی اہلِ بیت کو اُن پر قربان کیا ہے۔ تو کیا وہ رِضا مَندی نہ پائیں گے حالانکہ اُنہیں کے واسطے جَنّتیں پیدا ہوئی ہیں اور خُدا نے اپنے دِیدار کا وعدہ فرمایا ہے۔ وُجُوہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ (پارہ ۲۹ رکوع ۱۷ سورہ القِیٰمۃ آیت نمبر ۲۲، ۲۳)

سُوال: عُلَمَاء جو منبر پر حرکت اور اِضطِراب کرتے ہیں اُس کی کیا وجہ ہے؟ مَعلُوم ہو کہ عُلَمَاء کا اِضطِراب کرنا اور مِنبر پر آستینیں چڑھانی کئی وجہ سے ہیں جو ان کی حاصِل ہوتی ہیں جن کو میں بیان کرتا ہوں، اُن کو تُم اچھی طرح سے سُنو، میں اِس کی ایک مِثال بیان کرتا ہوں۔ جب کوئی شخص اپنے دوستوں کی دعوت کرنا چاہتا ہے تو پہلے دیگ میں پانی بھر کر چُولھے پر رکھتا ہے پھر اُس میں گوشت ڈال کر لہسن پیاز اور نمک و پودینہ وغیرہ مصالحہ ڈالتا ہے، پھر لکڑیاں چولھے میں رکھ کر آگ

Marfat.com

سُلگاتا ہے اور آگ کے شعلے اِس قدر بُلند اور مُتحرّک ہوتے رہتے ہیں کہ دیگ میں جوش آن کر گوشت پک جاتا ہے۔ اگر دیگ کے نیچے آگ مُشتعِل نہ ہو اور شعلے حرکت نہ کریں تو دیگ نہ پکے اور مہمانوں کو کھانا نہ مِلے۔ جب آگ جلی اُس کے شعلے بُلند ہوئے تو دیگ پکی اور مہمانوں نے مزے مزے کھایا۔ پھر اَب یہ سمجھو کہ مخلُوق کی دیگ مٹّی کی ہے اور خالِق کی دیگ گوشت کی ہے اور مخلُوق کی دیگ رکھنے کا چولہ تین پیروں کا ہے اور خالِق کی دیگ کے چولہ کے دو پیر ہیں اور خالِق کی دیگ عُلماءَ اور واعظین ہیں جو مِنبر پر اپنے دو پیروں سے کھڑے ہوتے ہیں اور پھر یہ مصالحہ اُس میں ڈالتے ہیں۔ تنبیہہ کی پیاز اور شریعت کی چربی اور لطائف کا گوشت اور اَمثال کا لہسن اور روایات کے چاول اور حقائق کے چنے اور مسائل کا نمک اور تفاسیر کا ترمس پھر اُس کے چُولھے کے اندر جو منبر ہے آگ سُلگاتے ہیں جِس میں خُدا نے نُورِ مَعرفَت کی آگ رُوشن کر رکھی ہے، پس اُس آگ سے شرائع اور حقائق و دقائق کے شعلے بُلند ہوتے ہیں اور قُدرت کی ہنڈیا جوش میں آتی ہے اور مَعانی کا پانی جوش کھاتا ہے اور اِسی جوش وخروش کے سبب سے عُلماءَ حرکت اور اِضطراب میں رہتے ہیں سیدھے کھڑے نہیں ہوتے اور اہلِ اِیمان کی دعوت کے واسطے رحمان کے مَطبَخ میں عرفان کا طعام تیار ہوتا ہے جِس کی خُوشبُو سے شَیطان نفرت کرتا ہے اور اہلِ اِیمان خُوش ہوتے ہیں کیونکہ مخلُوق کی ضیافت میں جِسم و رُوح کو لذّت مِلتی ہے اور خالِق کی ضیافت میں رُوحوں اور جِسموں کی مُراد حاصِل ہوتی ہے اور دینی و دُنیاوی نفع مِلتا ہے اور ذاتِ ربّانیہ اور اَنوارِ رحمانی کے مُلاحَظہ سے رُوح کو خُوشی نصیب ہوتی ہے، خُدا فرماتا ہے، نصیحت کرو،

Marfat.com

نصیحت مومنوں کو نفع کرتی ہے۔ پس منبر پر عُلَمَا کے اِضطراب میں یہ حکمت ہے۔

سوال: یہ بات مَعلوم ہے کہ اَولیاء اور مومنین، فرِشتوں سے افضل ہیں، پھر کیا وجہ کہ فرِشتوں کا مُسکَن بشر کے مسکن سے اعلیٰ ہے اور اِس میں کیا بھید ہے۔؟

جواب: مَعلوم ہو کہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ شرف بُلندی کے ساتھ ہے وہ غَلَطی پر ہے، اِس دلیل سے کہ چمگادڑ اِنسان کے اُوپر اُڑ کر اِنسان سے اَشرف نہیں ہو سکتی۔ تو مَعلوم ہوا کہ شرف بُلندی کے ساتھ نہیں ہے اور اِسی طرح اگر شرف بُلندی کے ساتھ ہوتا تو صَندُوقچہ جواہرات سے افضل ہوتا اور یہ محال ہے کیونکہ جب تُم صَندُوقچہ میں جواہرات رکھو گے تو صَندُوقچہ جواہرات کے اُوپر کُل جانب سے اُس کو مُحیط ہوگا۔ اِسی طرح اِنسان ایک جوہر ہے اور آسمان اور جو کُچھ کہ اُس کے اندر ہے اس کے گرد صَندُوقچہ ہے۔ اور نیز مَعلوم ہو کہ مومن اپنے عمامہ سے افضل ہے اور تُم ہمیشہ عمامہ کو سر کے اُوپر دیکھتے ہو۔ اور نیز مَعلوم ہو کہ پانی تِنکے سے افضل ہے اور پھر تنکا پانی کے اُوپر رہتا ہے۔ اور نیز مَعلوم ہو کہ ہمارے حضور ﷺ تمام اَنبیاء سے افضل ہیں اور پھر ہمارے حضور ﷺ زمین میں ہیں اور حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام چوتھے آسمان میں ہیں۔ اور نیز مَعلوم ہو کہ خُداوند تعالیٰ نے اپنے نبی پر سُورۂ اخلاص نازِل فرمائی جس میں بجُز صفاتِ خُداوَندی، اور وَحدانیّت کے اور کُچھ بیان نہیں ہے، اور ہمارے حضور عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کا ایک دُشمن ابُولہب نام تھا اُس کی شان میں خُدا نے سُورۂ تبت نازِل فرمائی اور اُس کا خبث اُس میں بیان فرمایا، اور اُس کی نحُوست اور اُس عذاب کو جو اُس کے واسطے تیار کیا ہے اُس میں ذِکر کیا، اور یہ بات ظاہر ہے کہ سُورۂ اخلاص سُورۂ تبت سے

Marfat.com

افضل ہے اِس لئے کہ سُورۂ اخلاص میں خاص صفاتِ اِلٰہی کا بیان ہے مگر باوجود اِس کے کہ سُورۂ تبت مُصحف میں سُورۂ اخلاص کے اُوپر لکھی جاتی ہے تو معلوم ہو کہ بُلندی اور فوقیت شرف پر دلالت نہیں کرتی ہے اور نہ شرف بُلندی کا محتاج ہے۔ معلُوم ہو کہ آسمان میں بنفسِہا کوئی شرف نہیں ہے اِسی طرح زمین کو بھی آسمان کو شرف ہمارے حضُور علیہ صلی اللہ کے اِس پر تشریف لے جانے اور حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام اور ادریس عَلَیہِ السَّلام کے اُس پر جانے سے ہوا ہے۔ اِسی طرح زمین کو مومنوں سے شرف حاصِل ہے اور دلیل اِس کی حضرت یہ ہے کہ زمین کے ممالک اُن کے رہنے والوں کے نام سے مشہُور ہیں، چُنانچہ کہا جاتا ہے کہ فُلاں کا شہر اور فُلاں کا گاؤں اور فلاں کی ملک اور فلاں کا گھر، تو اِس سے مَعلُوم ہوا کہ زمین کا شرف اُس کے مکان سے ہے نہ اُس کی ذات سے۔ اور جب حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام کے دوسو برس رونے کے بعد خُدا نے اُن کی دُعا قبُول کی اور اُنہوں نے حضرت حوا کی تلاش میں عَالَم کا چکّر لگایا تو جب یہ صفا پہاڑ پر چڑھے تو حضرت حوا کو مَروہ پہاڑ پر دیکھا اور ان دونوں پہاڑوں کا نام نہیں تھا۔ صفا کا نام آدم صفی اللہ سے صفا ہوا اور مراۃ سے مَروہ کا نام ہوا کیونکہ مراۃ عورت کو کہتے ہیں۔ اور یہ دِن جس میں حضرت آدم نے حضرت حوا کو دیکھا اُس کا نام روئیت سے یَوم التَرویہ ہو۔ اور نیز تفکّر کو بھی عرب کی زبان میں ترویہ کہتے ہیں کیونکہ آدم نے جب حوا کو دیکھا تو تفکّر کیا کہ میں اِن کے پاس جاؤں یا نہیں، اِس واسطے یَومُ التَرویہ اُس دِن کا نام ہوا۔ پھر حضرت آدمؑ حضرت حوا کے پاس پہنچے اور جبلِ عرفات پر اُن کی مُلاقات ہوئی اِسی سبب سے اِس کا نام عرفات ہوا اور بغیر اِس پہاڑ پر کھڑے

Marfat.com

ہوئے حج پورا نہیں ہوتا ہے۔ جب حاجی اِس پر کھڑا ہو گیا تو بس حج اُس کا پورا ہوا۔ اِن تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ اِنسان کے ساتھ تمام مقامات کا شرف ہے کسی مقام میں ذاتی شرف نہیں ہے۔ یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ جو شخص آخری وقت اپنے مال میں سے تہائی یا چوتھائی یا پانچویں حصّے کی وصیّت نہ کرے تو موت کے بعد اُس کی کچھ قیمت نہیں ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جانا چاہیئے کہ زندوں کی طاعت اور صدقہ کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے اور وہ اِس کے سبب سے اہوال اور عذاب سے نجات پاتے ہیں کیونکہ روایت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک بڑے بہادر شخص حضرت قیس بن شماس تھے جو سترہ جہادوں میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور قرآن شریف کی دو آیتیں بھی اُن کی شان میں نازل ہوتی ہیں چونکہ یہ بہرے تھے حضور ﷺ کی خدمت میں زور سے بات کرتے تھے تب یہ آیت نازِل ہوئی یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْآ الخ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۳ سورہ الحجرات آیت نمبر ۲) یعنی اے مومنو اپنی آواز نبی کی آواز پر بُلند نہ کرو، اور دُوسری آیت کے نزول کا یہ سبب ہوا کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شادی میں ولیمہ کیا تھا، لوگ بہت سے جمع ہوئے اور مکان میں گنجائش نہ تھی حضور نبی کریم ﷺ نے سمٹ کر بیٹھنے اور جگہ چھوڑنے کا اشارہ کیا، سب لوگ تو سمٹ کر بیٹھ گئے مگر بہرے ہونے کے سبب اُنہوں نے نہ سُنا، تب یہ آیت نازِل ہوئی۔ اے اِیمان والو جب تم سے یہ کہا جائے کہ مجلس میں گنجائش کرو تو گنجائش کیا کرو۔ حضرت ثابت بن قیس کی کرامت کی ایک ایسی بات ہے جس کی نظیر احکامِ شرعیہ میں حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر اِس وقت

Marfat.com

تک نہیں ملتی اور نہ آئندہ کسی کو حاصل ہوگی اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص مرتے وقت اپنے سر سے یا آنکھ سے یا ہاتھ سے اشارہ کر کے کچھ وصیّت کرے تو یہ جائز نہیں ہے جب تک زبان سے نہ کہے اور حضرت ثابت بن قیس نے مرنے کے بعد قبر میں سے وصیّت کی جس کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باجماعِ صحابہ کے جاری کیا اور اِس کا قصّہ یہ ہے کہ حضرت ثابت بن قیس کی ایک زِرّہ تھی جس کو یہ لڑائیوں میں پہنا کرتے تھے آخر جب یہ مسیلمہ کذّاب سے جنگ میں شہید ہوئے اور صحابہ کا لشکر فتح یاب ہو کر واپس قیامگاہ پر آیا تو ایک صحابی کو اُن کا حال دریافت کرنے بھیجا گیا۔ جب وہ صحابی میدانِ معرکہ میں پہنچے تو اُن کی لاش پڑی ہوئی تھی اور اُن کے خون میں سے مشک کی خوشبو پھیل رہی تھی۔ وہ صحابی اُن کی زِرّہ اُتار لائے اور ایک جگہ آگ کے قریب اُس کو دفن کر دیا اور ایک نشانی اُس پر رکھ دی تا کہ مکّہ کو واپس جانے کے وقت اِس کو نِکال لیں۔ پھر لشکرِ اسلام میں سے ایک شخص ادہان نام نے حضرت ثابت بن قیس کو خواب میں دیکھا اور ثابت نے اُن سے کہا کہ اے ادہان خُدا کے واسطے میری وصیّت کو سُن اور میری حاجت کو پُورا کر۔ فلاں شخص نے میری زِرّہ لیکر فلاں جگہ اُس کو دفن کر دیا ہے۔ شرف الدین سمر قندی کہتے ہیں کہ جِن صحابی نے ثابت کی زِرّہ لی تھی اُن کا نام لینا جائز نہیں ہے۔ پھر ثابت نے کہا کہ اے ادہان جب تم اپنی نیند سے بیدار ہو تو فلاں جگہ خیمے کے آگے جانا وہاں تم اُس جگہ ثابت کا گھوڑا بندھا ہوا دیکھو گے پھر وہاں اُس جگہ کو تلاش کرو جہاں آگ روشن ہونے کی نشانی راکھ پڑی ہوئی ہوگی تم اُس جگہ کو کھود میری زِرّہ نِکال لینا۔ اور اگر وہ صحابی جنہوں نے اِس کو دفن کیا ہے تم سے کہیں

Marfat.com

کہ تُم یہاں کیا کررہے ہو تو تُم اُن سے کہہ دینا کہ میں حضرت ثابت بن قیس کی زِرّہ نِکال رہا ہوں اُس کو حضرت اُبوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤں گا۔ پھر جب اوہان خواب سے بیدار ہوئے تو کہا کہ شاید میں نے یہ خواب خیالی دیکھا ہے پھر کہا کیا تعجُّب ہے کہ یہ رویا صادقہ ہی ہو۔ پھر اُس مُقام پر گئے اور اُس خیمہ کو دیکھا اور گھوڑا بھی اُسی علامت کے ساتھ وہاں بندھا ہوا پایا جو حضرت ثابت نے بیان کی تھی اور راکھ بھی پڑی ہوئی تھی، اُنہوں نے وہاں کھودنا شروع کیا۔ جِن صحابی نے اُس کو دفن کیا تھا کہا کہ تُم کیا کرتے ہو۔ اوہان نے کہا کہ میں حضرت ثابت کی زِرّہ نِکال کر حضرت اُبوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے پاس لیجاؤں گا مُجھ کو یہ حُکم ہوا ہے اور تُم بھی اِن کے ساتھ راضی ہو جاؤ۔ پھر اوہان زِرّہ لیکر حضرت اُبوبکر رضی اللہ عنہ کی خِدمت میں پہنچے اور حضرت ثابت کا سلام پہنچا کر عرض کیا کہ میں نے حضرت ثابت کو خواب میں دیکھا اور اُنہوں نے کہا کہ میری زِرّہ حضرت اُبوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لیجاؤ اور اُن کو میری طرف سے سلام کہہ کر یہ کہو کہ اے امیر المومنین میری یہ وصیّت ہے کہ آپ اس میری زِرّہ کو فروخت کر کے فُلاں بن فُلاں کا جو مُجھ پر قرض ہے اُس کو ادا کر دیجئے اور باقی جو بچے اُس کو فُقَراء اور مَساکِین پر تقسیم کر دیجئے۔ حضرت اُبوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سُنتے ہی چالیس صحابہ کو جمع کر کے اُس خواب کا حال بیان کیا اور سب کے اِتّفاق سے اُس وصیّت کو جاری کیا اور یہ خاص حضرت ثابت ہی کے واسطے تھا کہ اُن کی وصیّت جاری ہوئی۔ پھر حضرت اُبوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے چار سو درہم کو زِرّہ فروخت کی اور قرض ادا کر کے باقی فُقَراء و مَساکِین پر تقسیم کر دیا۔ پھر اوہان نے اُسی شب

Marfat.com

حضرت ثابت کو خواب میں دیکھا کہ جنّت کے ایک محل میں تشریف رکھتے ہیں اور اس کے مقابل ایک دوسرا محل ہے اور ہنس رہے ہیں۔ اوہان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے اوہان تم میری وصیّت کے جاری ہونے کا سبب ہوئے ہو خدا نے مجھ کو جنّت میں دو شہر عنایت کئے ہیں ایک تو شہادت کے سبب سے اور دوسرا صدقہ کے سبب سے جس کی میں نے وصیّت کی تھی۔ پس یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ صدقہ اور وصیّت کے ثواب سے مُردہ کو عذاب اور اہوال سے نجات ہوتی ہے اور وہ رحمت و کرامت کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ. (۱۲ پارہ رکوع ۱۰ سورہ ھود آیت ۱۱۴)

فرقہ دھریہ کی مذمّت

معلوم ہو کہ دھریہ کہتے ہیں کہ قبروں سے مُردوں کا زندہ کرنا اور قیامت کے روز تمام خلائق کا حشر ہونا محال ہے کیونکہ اجسام خاک مٹّی میں مل جائیں گے۔ جو شخص یہ خیال کرے وہ خدا کو انسان سے بھی زیادہ عاجز خیال کرتا ہے کیونکہ بعض آدمی بزّاز اور بعض تجّار اور بعض خیّاط ہیں، اور خیّاط کو خیّاط اس لئے کہتے ہیں کہ وہ کپڑے کو سیتا اور اس کی ٹھپّن وغیرہ کو دُرست کرتا ہے۔ اور اس کے دو اوزار ہیں۔ ایک سوئی اور ایک قینچی۔ جب یہ قینچی سے کپڑے کو کترتا ہے تو سوئی سے اس کو سیتا ہے۔ پھر جب ضعیف مخلوق میں یہ بات ہے کہ جس طرح چاہے قطع اور وصل کرے تو خالق و باری کے واسطے کیوں نہیں جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو جس طرح چاہے مارے اور جس طرح چاہے زندہ کرے، اس کا حکم کاف اور نون کے درمیان ہے، وہ فرماتا ہے قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ

Marfat.com

الخ (پارہ ۲۳ سورہ یسین آیت ۷۹) معلُوم ہو کہ اہلِ حق کا مذہب یہی ہے کہ بندوں کے تمام اَفعال خُدا کے پیدا اور مُقرّر کیے ہوئے ہیں تدبیر بندہ سے ہے اور تقدیر خُدا سے۔ نظر کرنا بندہ سے ہے اور دِکھانا خُدا سے، اور مارنا بندہ سے ہے اور دُکھ پیدا کرنا خُدا سے، اور تیر مارنا بندہ سے ہے اور اُس کو نشانہ پر پہنچانا خُدا سے ہے۔ طاعت بندہ سے ہے اور توفیق خُدا سے۔ اور گناہ بندہ سے ہے اور ارادہ خُدا سے نہ رِضامندی۔ اُس نے ایک ذلیل پانی سے عَورت کے رحم میں ایک صُورت پیدا کی اور نجس ہونے کے بعد اُس کو پاک کیا اور ذلیل ہونے کے بعد بُزرگ بنایا۔ فرماتا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (پارہ ۱۵ رکوع ۷ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۰) پھر بندہ نے گناہوں سے اپنے جسم کو ناپاک کر لیا اِس واسطے اُس پر واجب ہے کہ آنسوؤں سے پاک کرے کیونکہ حضور عَلَیہِ السّلام نے فرمایا ہے کہ آنکھوں کے آنسو گناہوں کو پاک کرتے ہیں۔

سُوال: اِس میں کیا حِکمت ہے کہ دِینِ اِسلام ایک ہے اور مذاہب چار ہیں۔

جواب: معلُوم ہو کہ اُن کی مِثال ایسی ہے جیسے ایک شہر کے بہت سے راستے ہوتے اُنہیں راستوں میں سے ایک راستہ امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اِختیار کیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دُوسرا راستہ دُوسری طرف سے، اور اِسی طرح امام مالِک اور امام احمد نے ایک ایک راستہ اِختیار کیا اور سب کا مقصد ایک ہی ہے اور شہر میں سب جمع ہو جاتے ہیں جو دینِ قیم ہے۔ معلُوم ہو کہ اِن چار مذاہب کے علاوہ اور بھی بہُت سے مذاہب ہیں جیسے امام زفر اور ابی یُوسف اور مُحمد (ﷺ) اور حسَن بن زیاد اور سُفیان ثَورِی اور زید اور شعبی وغیرہ ہم کے اور اُن کی مِثال ایسی ہے کہ مثلاً دِین ایک خیمہ ہے اور یہ تمام مذاہب اُس کی طنابیں ہیں اور جس قدر طنابیں

Marfat.com

زیادہ ہوتی ہیں خیمہ مُحکم و مَضبُوط ہوتا ہے اور نیز بَعض اَبدالوں نے امام اَبُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ ایک دُوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے کعبہ سے باہر آرہے ہیں اور اُن سے فرمانے لگے کہ اے شیخ دَرحَقیقت ہم ایک دُوسرے سے راضی ہیں تم جب بیدار ہو تو ہم نے جو کہا ہے لوگوں کو اُس کی خبر کر دینا تا کہ ہمارے اندر کوئی طعن نہ کرے ورنہ قیامت کے روز تم سے مُؤاخذہ ہوگا۔ اور نیز مَعلُوم ہو کہ دِین ایک بہت بڑا بادشاہ ہے اور بادشاہ کے واسطے اکابر و اعیان اور حجاب کی ضرورت ہوتی ہے جو ائمہ دِین ہیں اور اگر ایسا نہ ہو تو دین قائم نہ رہے اِس واسطے خُدا نے ائمہ اِسلام پیدا کیے تا کہ دِین کا نظام قائم رہے۔

حکایت :ایک کافِر مُفلس ننگے پاؤں بَرہنہ جسم پھر رہا تھا اور گرمی وسَردی کی تکلیف نے اُس کے جسم کو جلا دیا تھا۔ ایک روز خواجہ حَسَن بَصری رحمۃ اللہ علیہ کا اور اُس کا آمنا سامنا ہو گیا اور اُس کافِر نے دیکھا کہ حضرت خواجہ ایک عُمدہ گھوڑے پر سوار ہیں جس کا زین جڑاؤ اور لگام مُرَصّع کا رہے، نہایت فاخرہ لِباس پہنے ہوئے ہیں اور غُلام آپ کے آگے آگے چل رہے ہیں۔ کافِر نے کہا اے امامُ المُسلمین تُمہارے نبی نے یہ حدیث صحیح نہیں فرمائی ہے کہ دُنیا مومن کا قید خانہ اور کافِر کی جَنَّت ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا یہ کیونکر۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر یہ حدیث سچ ہوتی تو تُم میری طرح بوسیدہ کپڑے پہنے ہوتے اور میں تُمہاری طرح لِباسِ فاخرَہ پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوتا، اُس وقت تُمہارے نبی کی یہ حدیث دُرُست ہوتی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا اے مَلعُون اگر میرے اِس مَوجُودہ حال کو اِن نعمتوں کے مُقابَلہ میں قیاس کیا جائے جو خُدا نے مومنوں کے واسطے جنّت میں تیار کی ہیں تو یہ حال میرا قید خانہ ہی کی مِثل ہے اور اگر تیرا اور تمام کافِروں کا حال اُن

Marfat.com

تکالیف اور عذاب کے مُقابلہ میں قیاس کیا جائے جو خُدا نے دوزخ میں تُمہارے واسطے تیار کی ہیں تو یہ حال جنّت ہی کی مثل ہے۔ خُدا کے اِس فرمان کی دلیل یہ ہے رُبَمَا یَوَدُّ الخ۔ (پارہ ۱۴ رکوع ۱ سورہ الحجر آیت نمبر ۲)

حکایت : ہے کہ حضور عَلَیہِ السَّلام کے زمانہ میں ایک شخص فقیر نُعمان نام تھے اور اُن کی بیوی نہایت نیک بخت اور اپنے خاوند کی خِدمت گزار تھی اور جب تک اپنے خاوند سے یہ سُن نہ لیتی کہ وہ اُس سے راضی ہے نماز نہ پڑھتی اور یہ دونوں میاں بیوی اِس قدر مُفلس تھے کہ ایک چادر کے سوا اُن کے پاس اور کوئی کپڑا نہ تھا اور اُن میں سے ایک نماز پڑھ کے جب وہ کپڑا دُوسرے کو دیتا تو وہ نماز پڑھتا۔ چُنانچہ جُمعہ کے روز وُہ کُرتا پہن کر نُعمان نمازِ جُمعہ کو گئے اور بیوی نے اُن کی آگ سُلگائی تاکہ پڑوسی یہ نہ جانیں کہ اُن کے ہاں فاقہ ہے اور پھر وُضو کر کے قِبلہ رُو کھڑے ہو کر دُعا کی کہ خُداوندا اگر تیرے حضُور میں میری کچھ مَنزلت ہے تو میرے خاوند سے رِزق کا تردّد اور فکر دُور کر دے اور بہت سا مال اُس کو عنایت فرما۔ چُنانچہ اُسی وقت روشندان سے دو تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی آن پڑیں اور دو گٹھریاں کپڑوں کی بھی۔ عوَرت نے جو نِگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ ایک شخص روشندان کے پہلو میں کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ غم نہ کر اور اِس کو لے اور آخرت میں تُمہارے واسطے بہت سی نعمتیں ہیں اور خُدا کے ہاں بڑا ثواب ہے، پھر عورَت سے کہا کہ کھڑی ہو کر کھُونٹی کو ہلا چُنانچہ عوُرت نے کھُونٹی کو جو ہلایا تو اُس میں سے آٹا نِکلنے لگا اور اِس قدر جمع ہو گیا کہ مکان کا تمام کونہ بھر گیا۔ عوُرت نے آٹا گوندھا، اور بہت سی روٹیاں پکائیں پھر جب اُس کا خاوند نماز سے

Marfat.com

فارغ ہو کر آیا تو بیوی کو ایک عجیب حال میں دیکھا نہایت عُمدہ لباس پہنے ہوئے ہے۔ اُنہوں نے حال پُوچھا تو بیوی نے سارا قِصّہ بیان کیا۔ خاوند بہت خُوش ہوئے۔ اور جب اُن کو آٹے کی ضرورت ہوتی کھونٹی کو ہلاتے اور آٹا نکل آتا۔ پھر ایک مُدّت کے بعد عُورت نے جو کھونٹی کے نیچے سے پتھر نکالا اور دیکھا کہ اُس کے اندر کیا چیز ہے وہاں اُس کو کُچھ نظر نہ آیا اور پھر جو اُس نے کھونٹی کو ہلایا تو آٹا نہ نِکلا۔ اِن دونوں کو تعجُّب ہوا اور یہ شخص حضُور نبی کریم ﷺ کی خِدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قِصّہ بیان کیا حضُور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جِس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر یہ عَورت کھُونٹی کے نیچے سے پتھر نہ نِکالتی تو قِیامت تک اُس میں سے آٹا نِکلتا رہتا۔ پھر ایک مُدت کے بعد اُس عَورت کا اِنتِقال ہوا، اُس کے خاوند نہلانے والی کو تلاش کرنے باہر نکلے۔ پھر جو گھر میں گئے تو دیکھا تو جنازہ غُسل وکفن سے آراستہ رکھا ہوا ہے۔ اُنہوں نے دیکھنے کو چہرہ کھولا تو پیشانی پر یہ لِکھا ہوا تھا کہ میں نے غُسل میں خاوند کی خِدمت ترک نہ کی جو خُدا نے قبُول کی۔ مُعلُوم ہو کہ ایک عَورت نے جو اپنے خاوند کی خِدمت کی تو خُدا نے غسّال کے غُسل کا ضرورت مَند نہ کیا مَخلوق کی خدمت کے سبَب سے، پھر وہ مومن جو شب و روز خُدا کی خِدمت میں سرگرم رہتے ہیں اُن کو فرِشتگانِ عذاب کیوں عذاب کرنے لگے بلکہ خُدا اُن کو بخش دے گا اور جنّت میں داخِل فرمائے گا۔ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ۔ (پارہ ۱۸ رکوع ۱ سورہ المومنون آیت نمبر ۱)

حکایت: کہتے ہیں کہ مَنصُور عمار ایک روز شہر بَصرہ میں جا رہے تھے کہ یکایک ایک مَحَل عالیشان پر اُن کی نَظر پڑی جِس کے نیچے بڑے بڑے مکان تھے۔ ایک شخص

Marfat.com

سے انہوں نے پوچھا کہ یہ سُرا کس کی ہے؟ اُس نے کہا چپ رہو یہ بادشاہ بصرہ کا مَحَل ہے اگر وُہ سُن لے گا تو تمہارا سَر اُڑا دے گا۔ کہا کہ اگر میں نظرِ حقیقت سے دیکھوں تو کہوں کہ بادشاہ کا ہے وُہ شخص خفا ہوا اور اُسی وقت جا کر بادشاہ سے خبر کی۔ بادشاہ یہ سُن کر خفا ہوا اور مَنصُور کے حاضِر کرنے کا حُکم دیا۔ مَنصُور حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے کہا کہ تُم ہی میرے مَحَل کو سَرا کہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا ہاں، میں نے سچ کہا ہے جھُوٹ نہیں کہا۔ اور میں نے ایک دِن میں جان لیا کہ یہ سَرا ہے اور تُم عُمر بھر سے اِس کو مَحَل کہہ رہے ہو۔ بادشاہ نے جو اُس کلام کے مَعانی میں غور کیا اُس کا غُصّہ ساکن ہوا اور سمجھا کہ یہ شخص اہلِ تحقیق میں سے ہیں، پھر کہا کہ اے مَنصُور تُم نے کیونکر جانا کہ یہ سَرا ہے؟ مَنصُور نے کہا اے بادشاہ تُم نے یہ مَحَل کس سے لیا؟ کہا یہ میرے باپ سے مجھ کو ورثہ میں پہنچا ہے۔ مَنصُور نے کہا اور تُمہارے باپ کے پاس کہاں سے آیا؟ کہا میرے دادا سے ورثہ میں پہنچا ہے۔ کہا دادا کے پاس کہاں سے آیا؟ اُن کے باپ سے۔ مَنصُور نے کہا پس سَرا سے میری غرض یہی ہے کہ اِس میں بعض مُسافر آتے ہیں اور بعض جاتے ہیں۔ بادشاہ نے یہ سُن کر ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو کپڑے پھاڑ ڈالے اور ٹاٹ کا لِباس پہن کر دُنیا کو ترک کر کے پہاڑوں کے اندر تسبیح میں مشغول ہوا۔ مَنصُور کہتے ہیں پھر ایک مُدّت کے بعد میں نے اُس کو خانہ کعبہ میں نزع کی حالت میں دیکھا کہ رو رو کر دُعا کر رہا ہے کہ الٰہی میں تیری بارگاہ کا غریب ہوں، نہ میرا کوئی ساتھی ہے، نہ میرے پاس ملک ہے نہ مال ہے۔ پس اگرچہ تُو نے مجھ کو میرے ملک و مال سے خارج کیا ہے اور میرے ساتھیوں نے مجھ کو محرُوم رکھا ہے

Marfat.com

پس اپنی رحمت سے مجھ کو خارج نہ کر اور اپنے فضل سے محروم نہ رکھ۔ پھر اُسی وقت اُس کا انتقال ہو گیا۔ میں اُس پر بہت رویا اور لوگوں کو خبر کرنے گیا تاکہ تجہیز و تکفین کریں۔ پھر جو میں وہاں آیا تو اُس کو نہ پایا۔ حیران ہوا، ہاتف نے آواز دی کہ اے منصور تو حیران نہ ہو اگرچہ تو نے اُس کو ملک و مال سے خارج کیا؟ تو میں نے اب اِس کو اپنی رحمت میں داخل کر لیا، میں نے پوچھا کہ وہ اب کہاں ہے؟ ہاتف نے کہا کہ مقعد صدق میں قدرت والے بادشاہ کے پاس۔

عالم کی بزرگی کے متعلق معلوم ہو کہ جو شخص حقائق کلام برعکس سمجھتا ہے اُس کی مثال اِس بادشاہ کی سی ہے جس کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے سُنار کو ظرافت کی انگوٹھی بنانے کا حکم دیا۔ سُنار نے نہایت عمدہ انگوٹھی تیار کی اور بادشاہ کے مصاحبوں میں سے ایک شخص کو دی کہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ چنانچہ بادشاہ نے جو اُس کو پہنا اور پہننے کی ترکیب معلوم نہ تھی انگوٹھی کا نگینہ نیچے کی طرف ہو گیا۔ بادشاہ کو یہ بات دیکھ کر بہت غصّہ آیا اور حکم دیا کہ سُنار کو حاضر کرو۔ جب اُس کو حاضر کیا تو حکم دیا کہ اِس کو کوڑے مارو۔ وہ بیچارہ چلانے لگا کہ حضور میری کیا خطا ہے جو مجھے کوڑے مارے جاتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا تو نے اُلٹی انگوٹھی کیوں بنائی ہے؟ اُس نے کہا یہ میری خطا نہیں ہے بلکہ یہ تو بادشاہ کی خطا ہے۔ پھر سُنار نے جو ترکیب بتائی تو انگوٹھی کا نگینہ اُوپر کی طرف آ گیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور سُنار کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اے سُننے والو اگر تم مجھ کو کپڑوں کا خلعت نہیں دیتے ہو تو میرے کلام کی تحسین میں تو دریغ نہ کرو تاکہ میں سُنار کی طرح سے کلام کو اِدھر سے اُدھر پلٹ دوں۔ جب حضور علیہ السّلام صحابہ کرام کے ساتھ جنگِ بدر کے واسطے

Marfat.com

تشریف لے گئے اور دونوں لشکروں کا باہم مُقابلہ ہوا تو حضرت عبید اللہ حبشی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ میں بہت محبّت اور دوستی تھی اور ایک دُوسرے کے ساتھی اور مددگار تھے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مُسلمان مثل ایک ہاتھ کے ہیں غیر مُسلموں پر، پھر ان دونوں نے مُتفق ہو کر کُفّار پر حملہ کیا اور اِس قدر اُن کو قتل کیا کہ حضرت عبید اللہ کی تلوار بیکار ہو گئی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خِدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسُولَ اللہ میں نے نیّت کی تھی کہ آج میں اپنی اِنتہائی طاقت کے ساتھ دِل کھول کر مُشرکوں سے لڑوں گا مگر اب کیا کروں کہ میری تلوار کام نہیں دیتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں بجائے کوڑے کے ایک کھجور کی چھڑی تھی وہ آپ نے اُن کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ اِس چھڑی سے دُشمنانِ خُدا کو قتل کرو۔ مُجھ کو خُدا سے اُمّید ہے کہ یہ چھڑی اُن کو تلوار سے زیادہ کاٹے گی بہ حکمِ اِلٰہی۔ حضرت عبید اللہ مثل بجلی کے واپس آئے اور وہ چھڑی ذُوالفقار کی طرح چمکنے لگی۔ جس کے ایک ضرب میں حضرت عبید اللہ دو سو کافروں کے سر اُڑاتے تھے۔ خُدا فرماتا ہے کہ بے شک ہمارا ہی لشکر غالب ہے، کُفّاروں نے شِکست کھائی اور اُن کے سَر کٹ گئے اور اِس چھڑی کی برکت سے جو حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت عبید اللہ نے لی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اُس کو زمین سے اُٹھایا تھا مُسلمانوں کو خلاصی ہوئی۔ پھر شفاعت جو آپ نے خالقِ آسمان و زمین سے حاصل کی ہے اُس کے طفیل اگر آپ کی اُمّت کو قیامت کے روز گُناہوں سے خلاصی نصیب ہو تو خُدا کے لُطف و کرم سے کچھ بعید نہیں ہے۔ وہ فرماتا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پارہ ۳۰ رکوع ۱۸ سورہ الضحٰی آیت نمبر ۵) اور فرماتا ہے نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (پارہ ۱۴ رکوع ۴ سورہ الحجر آیت نمبر ۴۹) پھر حضرت عبید اللہ اور حضرت سعد نے کفّار کو اِس قدر قتل کیا کہ یہ دونوں تھک گئے اور حضرت سعد نے کہا کہ اے حضرت عبید اللہ میں خدا سے اِس وقت دُعا مانگنی اور ایک حاجب طلب کرنی چاہتا ہوں کیونکہ یہ گھڑی قبولیت کی ہے تم میری دُعا پر آمین کہنا پھر تم دُعا مانگنا میں آمین کہوں گا۔ اور پھر حضرت سعد نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی کہ خداوندا کافروں کے اِس لشکر میں سے ہر ایک بہادر اور شجاع پر مجھ کو مُسلّط کر اور اِن پر مجھ کو ایسی قوّت و نُصرت عطا فرما کہ میں اِن کے سر اڑاؤں۔ حضرت عبید اللہ نے آمین کہی اور پھر حضرت عبیدُ اللہ نے ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا کی کہ خُداوندا کسی زبردست اور بہادر کافر کو میرے اُوپر مُسلّط کر جو میرا سر کاٹ دے اور پھر تو اُس کے دِل میں یہ بات ڈال کہ وہ میرے ناک کان اور ہونٹ اور زبان اور ہاتھ اور پیر وغیرہ سات اعضا میرے کاٹ دے۔ تیری رِضا مندی اور تیرے دِین کی راہ میں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب قیامت کے روز تمام خلائق میدانِ عرفات میں جمع ہو گئی تو حضرت عبداللہ مثل ایک مُضغہ گوشت کے لائے جائیں گے، نہ کان ہوں گے، نہ ہاتھ ہوں گے، نہ پیر ہوں گے اور مُنادی حضرت عبید اللہ کو ندا کرے گا کہ اے عبیدُ اللہ تمہارے ہاتھ پیر ناک کان کیا ہوئے؟ عرض کریں گے خُدایا میں نے سب تیرے دُشمنوں کو دے دیئے تیری رِضا مندی کے واسطے۔ خُدا فرمائے گا کہ تم نے میری رِضا مندی کے واسطے اپنے اعضا میرے دُشمنوں کو دیئے ہیں تو میں آج تم کو گناہگاروں کی شفاعت دیتا ہوں، جسقدر نافرمان اور گنہگار تم چاہو بخشوالو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے ہر شہید کو قیامت کے روز جس کی وہ چاہے گا شفاعت مِلے گی۔ غرضیکہ خُدا نے حضرت سعد اور حضرت عبید اللہ

Marfat.com

کی دُعا قبول کی اور شہادت کا ثواب اُن کو مرحمت فرمایا۔ اِن حاضرینِ مجلس کے ساتھ میری بھی یہی مثال ہے حضرت عبیداللہ اور حضرت سعد کی سی کہ ہم لوگ تمام خلائق سے جُدا ہو کر مسجد میں جمع ہوئے ہیں اور خدا کے ساتھ ہم نے خلوت کی حضرت سعد اور حضرت عبیداللہ تو جنگ میں تھے اور ہم خدا کے گھر میں ہیں اور اُن کو تو جہاد کا ثواب مِلا اور ہم طرح طرح کی عبادت اور علم و حکمت کا ثواب لوٹ رہے ہیں۔ قرآن خوانی اور سوال و جواب اور نماز و صدقہ و زکوٰۃ کا بیان کر رہے ہیں۔ تم سب لوگ آمین کہو تا کہ میں خدا سے اِس وقت دُعا کروں کہ یہ قبولیت کا وقت ہے۔ اے اللہ ہم تجھ سے اہلِ ہدایت کی توفیق اور اہلِ یقین کے اعمال اور اہلِ توبہ کی مناصحت اور اہلِ عشق کا عزم اور اہلِ خشیت کی کوشش اور اہلِ رغبت کی طلب اور اہل ورع کی عبادت اور اہلِ علم کا عرفان تجھ سے مانگتے ہیں تا کہ تجھ سے خوف کریں۔ اے اللہ ہم تجھ سے ایسے خوف کا سوال کرتے ہی جو تیرے گناہ ہم سے چھڑا دے اور ہم تیری طاعت کا ایسا عمل کریں جس کے سبب تیری رضا مندی کے مستحق ہوں، اور تیرے خوف سے ہماری توبہ خلوص کے ساتھ ہو اور تجھ کو ہر چیز کو قادر سمجھ کر کُل کاموں میں تیرے اُوپر بھروسہ کریں، پھر خدا ہم کو اپنے گھر میں کیسے عذاب کرے گا حالانکہ اُس نے فرمادیا ہے کہ مسجدیں خدا ہی کے واسطے ہیں، بلکہ وہ ہم کو بخش دے گا اور ہماری دُعا قبول فرمائے گا کیونکہ اُس نے فرمایا ہے کہ میں دُعا کرنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دُعا کرتا ہے۔ الغرض حضرت عبیداللہ اور حضرت سعد دُعا کرنے کے بعد پھر میدانِ معرکہ میں آئے اور بڑے زور سے کفّار پر حملہ کر کے اُن کے بہادروں کو قتل کرنا شروع کر دیا، چنانچہ اِس جانب سے کفّاروں کو شکست ہوئی اور حضرت عبیداللہ نے

Marfat.com

اُس روز تین سو کُفّار قتل کئے اور پھر ایک بڑے بہادر کافر سے جس کا نام نَضر بن حارث تھا اُن کا مُقابلہ ہوا اور اُس نے ایک ضَربِ شمشیر میں اُن کو شہید کر دیا اور پھر اپنے دِل میں کہا کہ اِس شخص نے ہمارے تین سو بہادر قتل کئے ہیں مجھ کو اِس سے اِنتقام لینا چاہیئے اور پھر اُس نے حضرت عبیداللہ کے ناک کان زبان وغیرہ تمام اعضا کاٹ ڈالے اور اُن کا سَر لیکر اپنے سردار کے پاس گیا اور کہا اے سردار یہ اُس شخص کا سَر ہے جس کی برابر مُسلمانوں میں کوئی بہادُر نہ تھا۔ سردار بہت خُوش ہوا اور اُس کو خِلعت دیا۔ مَعلُوم ہوا کہ سردار نے نضر کو یہ خِلعت اُس بُزرگی کے سبب سے نہیں دیا تھا بلکہ یہ حضرت عبیداللہ کے سَر کی بُزرگی کے سبب سے دیا تھا۔ تو اب تُم یہ خیال کرلو کہ جب حضرت عبیداللہ حبشی کے سَر کی کُفّاروں میں یہ قیمت تھی کہ اُس کے سبب سے نضر کو خِلعت مِلا تو خُدا کے ہاں حضرت عبیداللہ کے سَر کی کیا قیمت ہوگی جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام عَالَم سے غنی ہے۔ اگر خُدا اُن کے سبب سے تمام گُنہگاروں کو قیامت کے روز بخش دے تو اُس کے لُطف و کرم سے کُچھ تعجُّب نہیں ہے کیونکہ حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شُہدَاء خُدا کے خواص ہیں۔ اَلغرض نضر بن حارث اُس خِلعت کو پہن کر بہت اترایا اور سردار سے کہا کہ اب آپ دیکھئے میں لشکرِ اِسلام کے ساتھ کیا کرتا ہوں اور اپنی اِس تلوار سے کس طرح اِن کے سَر اُڑاتا ہوں پھر اُس نے لشکرِ اِسلام پر حملہ کیا اور حضرت علی شیرِ خُدا کے مُقابِل ہوا اور ذُوالفِقار کے ایک ہی وار سے اُس کو براہِ راست جَہنّم میں بھیج دیا۔ مُشرِکوں نے جو یہ دیکھا تو اُن کے حواس باختہ ہوئے اور شکست کھا کر بھاگے۔ خُدا نے اپنے نبی کی فتح کی۔ فرماتا ہے وَّیَنصُرَکَ اللہُ نَصرًا عَزِیزًا۔ (پارہ ۲۶ رکوع ۹ سورہ الفتح آیت نمبر ۳)

Marfat.com

حکایت وِلادتِ مریم

اے مومنو۔ تم جانتے ہو کہ منبر اور واعظ اور جماعت کو وِلادتِ مریم سے کیوں تشبیہہ دیتے ہیں، اگر تم کو نہیں معلوم ہے تو صدقِ دِل سے میری بات سنو اور اس کی تعریف کرو کیونکہ میں لغو بیان نہیں کرتا ہوں بلکہ کلامِ الٰہی سے نقل کرتا ہوں۔ جب حضرت مریم کو دَردِزہ شروع ہوا تو آپ خلوت کی جگہ ڈھونڈنے لگیں کیونکہ اپنے لوگوں سے آپ کو اندیشہ تھا اور اِسی تلاش میں آپ ایک نہر کے پاس آئیں جس کا پانی خشک ہو گیا تھا اور کھجور کے خشک درخت کے نیچے بیٹھ گئیں۔ فرماتا ہے فَحَمَلَتۡهُ فَانۡتَبَذَتۡ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا (پارہ ۱۶ رکوع ۵ سورہ مریم آیت نمبر ۲۲) اور یہیں شدت کا دَرد آپ کے شروع ہوا۔ فرماتا ہے فَاَجَآءَهَا الۡمَخَاضُ اِلٰى جِذۡعِ النَّخۡلَةِ (پ ۱۶ رکوع ۵ سورہ مریم آیت نمبر ۲۳) اہلِ عرب ہر ایک درخت کو جو بالکل سوکھ گیا ہو جذع کہتے ہیں اور اُسی وقت جبریل علیہ السلام انسان بن کر اُن کے سامنے آئے تو اُنہوں نے کہا يٰلَيۡتَنِىۡ مِتُّ قَبۡلَ هٰذَا وَكُنۡتُ نَسۡيًا مَّنۡسِيًّا (پارہ ۱۶ رکوع ۵ سورہ مریم آیت نمبر ۲۳) یعنی میں اِس وِلادت سے پہلے ہی مَر جاتی تا کہ خلائق میرا ذِکر نہ کرتی۔ اور یہ اِس سبب سے کہا کہ یہ جبریل علیہ السلام کو اِنسان سمجھتی تھیں، پھر اُنہوں نے خُدا سے مُناجات کی اور اُسی وقت ندا سُنی۔ مُفسّروں نے مُنادی میں اِختلاف کیا ہے کہ وہ کون تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیٹ میں سے ندا کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کھجور میں سے ندا آئی اور بعض کہتے ہیں کہ نہر میں سے۔ اور

Marfat.com

بعض کہتے ہیں جبریل عَلَیہِ السَّلام نے نِدا کی تھی۔ اور بَعض کا قول ہے کہ جائے وِلادت میں سے نِدا آئی اور بقولِ بَعض نفاس کے خُون میں سے نِدا ہوئی مگر صحیح قَول یہی ہے کہ کھجور میں سے نِدا آئی تھی کیونکہ خُدا نے فرمایا فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَا الخ (پارہ ۱۶ رکوع ۵ سورہ مریم آیت نمبر ۲۴) یعنی مریم کو آواز دی کھجور نے کہ غم نہ کر تیرے پروردگار نے تیرے نیچے نہر جاری کی ہے اگر تو پانی پینا چاہے۔ اور اگر کھجوریں کھانا چاہتی ہے تو کھجور کو اپنی طرف ہلا کیونکہ وہ سرسبز اور بار آور ہوگئی تھی۔ اور بَعض کہتے ہیں صحیح قَول یہ ہے کہ مُنادی جبرئیل عَلَیہِ السَّلام تھے اُنہوں نے کہا اے مریم اگر کھجوریں کھانا چاہتی ہے تو کھجور کو ہلا بغیر گُٹھلی کی کھجوریں تجھ پر جھڑیں گی۔ پس حاصل اِس حکایت کا یہ ہے کہ واعظ کا مِنبر تنا کھجور سے مُشابہ ہے جو خشک ہوگیا تھا اور اُس کے پتّے ٹہنیاں سب جھڑ گئے تھے اور یہ واعظ مِسکین اِس نہرِ خُشک سے مُشابہت رکھتا ہے اور خُدا اور رسُول کے فرمان کی مِثال اُس نِدا کی سی ہے جو حضرت مریم کو جبریل عَلَیہِ السَّلام نے دی اور یہ لوگ حضرت مریم کے مُشابہ ہیں کہ گُناہوں کا بوجھ رکھتے ہیں۔ اب اُن کے وَضع حَمل کا وقت قریب آ گیا ہے اور اپنے لوگوں سے الگ ہوکر ہر ایک مَسجد کی خَلوت میں آیا ہے اور اَمَر ونواہی کا جبرئیل اُن کے سامنے آیا اور اُن کو شرم دامنگیر ہوئی تو اُنہوں نے مِنبر سے نِدا سُنی اور حضرت مریم نے نِدا کے سُنتے ہی وَلادت کی تکلیف سے نجات پائی تھی۔ اور نہر کو جاری اور کھجوروں کو مَوجُود پایا تھا۔ اِسی طرح خُدا سے اُمّید ہے کہ اِس مجمع کے لوگ اپنی مُرادیں پائیں گے اِس لئے کہ جب یہ خُدا اور رسُول کا فرمان سُنتے ہیں، معاصی کا بوجھ اُن پر سے دُور ہوتا ہے اور اُن کا ثقل اُن کی نہر سے

Marfat.com

چلا جاتا ہے، طاعت اور خشیت کا پانی اُن کی آنکھوں سے جاری ہوتا ہے اور جنّت اُن کی مہمانی کا مقام بنتی ہے۔ خُدا فرماتا ہے کہ ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے واسطے جنّتُ الفردوس کی قیام گاہ ہے اور نیز جب نہر کا پانی جاری ہوا تو حضرت مریم نے اُس کو بند کر کے مثل حوض بنالیا اور اپنی حاجت روائی کی اور پھر پانی کو کھول دیا تو وہ بہنے لگا اور یہ تمام بزرگیاں حضرت مریم کو خُدا سے اِلتجا کرنے کی بدولت نصیب ہوئیں، اِسی طرح یہ لوگ جو خُدا کے گھر مسجد میں جمع ہو کر خُدا سے مُلتجی ہوئے ہیں اور منبر کے نیچے بیٹھ کر اِس مسکین سے کلام اِلٰہی کی تفسیر اور رسُولِ خُدا کی حدیثیں سُن رہے ہیں تو خُدا سے اُمّید ہے کہ قیامت کے روز جو کچھ یہ چاہیں گے وُہ اُن کو عنایت کریگا اور جس طرح یہ کہیں گے اُن کے ساتھ پیش آئے گا۔ فرماتا ہے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ الخ. (پارہ ۲۴ رکوع ۱۸ سورہ حٰمٓ السجدہ آیت نمبر ۳۱)

حکایت والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے بیان میں

ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک مُسلمان بیوہ عورت جمیلہ نام کی تھی اور اُس کے دو یتیم بچّے حارث اور محمد بن خاطب تھے اور اُس نے حضور نبی کریم ﷺ سے سُنا تھا کہ وہاں رہنا چاہیئے جہاں دِین دُرُست رہے۔ پس اسی دِینی مصلحت کے سبب سے جمیلہ نے اپنے بچّوں کو لے کر حبشہ کا سفر کیا۔ کیونکہ اُن دِنوں مکّہ میں کُفّار کا بہت زور تھا اور مُسلمان تھوڑے تھے اُسے یہ خوف ہوا کہ کُفّار کہیں دغا بازی نہ کریں۔ اُس زمانہ کی عورت کو دیکھو کہ نام کی عورت اور کام مَردوں کے سے تھے اور اِس ہمارے زمانہ کے مَردوں کو دیکھا جن کے کام

Marfat.com

عورتوں سے بدتر ہیں کیونکہ یہ دُنیا کی محبت اور اکل وشرب ولہولعب میں مشغول ہی۔ اور فاسقوں کی صحبت پسند کرتے ہیں۔ الغرض جمیلہ اپنے بچوں سمیت جن میں سے ایک شیر خوار تھا حبشہ میں پہنچیں اور وہاں پانچ برس رہیں پانچویں سال حبشہ میں سخت قحط واقع ہوا اور جمیلہ اپنے بچوں کو لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستہ میں ایک اعرابی اُن کو مِلا اُس سے انہوں نے کھانے کا سوال کیا۔ اُس نے تھوڑا سا گوشت اُونٹ کا اُن کو دے دیا۔ دِن بھر کی یہ بھوکی پیاسی راستہ چل کر جب منزل پر پہنچیں تو بچوں نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی گوشت کی ہنڈیا پکانے کو رکھی مگر گوشت گلنے سے پہلے ہی لکڑیاں ختم ہوگئیں تب جمیلہ نے اپنے بڑے لڑکے حارث سے کہا کہ چل میں اور تو لکڑیاں چُن لائیں تا کہ گوشت پک جائے۔ تیرا بھائی محمد بہت چھوٹا ہے اور پھر بھی وہ اپنی طاقت کے موافِق میری خِدمت کرتا ہے اور وضو کے واسطے پانی لے آتا ہے، اُس کو یہیں بیٹھا رہنے دو کہ آرام پالے اور ہنڈیا کو دیکھتا بھی رہے مگر محمد نے ماں سے یہ نہ کہا کہ تم بیٹھ جاؤ میں بھائی حارث کے ساتھ لکڑیاں لینے جاتا ہوں۔ پس چونکہ اُس نے ماں کی حُرمت ترک کی خُدا نے اُس کو ایک مُصیبت میں مبتلا کر دیا اور وہ یہ کہ جب اُس کی ماں اور بھائی لکڑیاں لینے چلے گئے تو اُس کے دل میں خیال آیا کہ میں تو پہلے گوشت کھا کر اپنا پیٹ بھرلوں۔ چُنانچہ یہ ہنڈیا کو جو اُتارنے لگا تو ہنڈیا اُس کے بائیں ہاتھ پر اوندھ گئی اور وہ جل گیا اُس نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اے مومنو والدین کی حُرمت کو نِگاہ میں رکھو کہ ایک طِفلِ صغیر کا اپنی والِدہ کی حُرمت ترک کرنے سے ہاتھ جل گیا تو جو عاقِل و بالغ ہے وہ والِدہ کی حُرمت ترک

Marfat.com

کرنے اور اُن کو چھپا کر کوئی چیز کھانے کے سبب آتش دوزخ میں کیوں نہ جلے گا۔
جمیلہ نے جو بیٹے کی چیخ کی آواز سنی کہ اس نے کہا ہائے اماں۔ اُس کا رنگ اُڑ گیا اور خون خشک ہو گیا۔ روتی ہوئی دوڑ کر آئی اور بیٹے کو بے ہوش اور ہنڈیا کو ٹوٹا ہوا دیکھ کر اُس نے بیٹے کے منہ پر اپنا منہ رکھا اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی۔ پھر حارث لکڑیاں لے کر آیا اور ماں اور بھائی کی اُس نے یہ حالت دیکھی۔ رو رو کر کہنے لگا ہائے میرا بھائی۔ ہائے میری ماں ہائے ہماری غربت۔ ہائے ہماری حسرت۔ ہائے ہماری وحشت و بیچارگی۔ اے لوگو کیا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے بھائیوں اور گھر والوں اور دوستوں سے جدا ہوا ہو اور کیا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو گناہ اور قصور کی سبب اپنے مولا کے دروازے سے دور ہوا ہو اور کیا کوئی ایسا نہیں ہے جس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی ہو۔ ہاں تم سب گنہگار اور خطاوار ہو۔ آؤ تاکہ ہم سفرِ قیامت میں اپنی غربت پر روئیں اور اپنے گناہوں سے خدا کے حضور [illegible] ﷺ میں توبہ اور استغفار کریں۔ تیرے لئے خرابی ہے اے بدکار، تیرے لئے خرابی ہے اے چور، تیرے لئے خرابی ہے اے ظالم چغلخور۔ اور اے کذاب اور اے ظالم اور منکر اور نشہ باز، تم سب کے لئے خرابیاں ہیں۔
الغرض حارث بہت رویا اور اُس کی ماں نے کہا اے حارث کھانا خراب ہوا اور [illegible] ہاتھ جل گیا۔ اب ہم کس حکیم کے پاس جا کر اس کا علاج کریں۔ [illegible] ﷺ کے سوا ہمارا کون طبیب ہے، انہیں سے ہم کو دین کی دوا [illegible] امید ہے کہ جسم کی دوا بھی وہیں ہم کو ملے گی۔ پھر وہ اپنے بیٹے محمد کو [illegible] اٹھا کر اور حارث کا ہاتھ پکڑ کے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوئی اور اپنا تمام حال عرض کر کے کہا یا رسُولَ اللہ ﷺ میرے بیٹے کے ہاتھ کی دوا کیجئے۔ آپ نے فرمایا ذرا صبر کر کہ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام خُدا کے پاس سے میرے پاس آ جائیں۔ اُسی وقت جبریل عَلَیہِ السَّلام نازِل ہوئے اور کہا خُدا آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اے محمدؐ تُم کیا چاہتے ہو؟ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے مُجھ سے دُعا کی اور میرے حُکم سے اندھے اور کوڑی کو اچھا کرنے لگے پھر تُم تو عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام سے افضل ہو اِس بچّہ کے ہاتھ پر ایک پھُونک مارو اچھا ہو جائی گا چُنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے پھُونک ماری وُہ تندرُست ہو گیا حُکم اِلٰہی سے۔ اے مومنو تُم خُوش ہو جاؤ کہ حضرت محمد ﷺ کی پھُونک دُنیا میں جلے ہوئے ہاتھ کو تندرُست کرتی ہے، اِس سبب سے ہم کو اُمید ہے کہ قیامت کے روز گُناہوں کے زخموں کو بھی اُن کی شفاعت سے آرام ہوگا۔ فرماتا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ الخ (پارہ ۳۰ رکوع ۱۸ سورہ الضحیٰ آیت نمبر ۵) مَعلُوم ہوا کہ امام مُحمد بن حسَن رحمۃ اللہ علیہ نے جب کتاب ''جامع کبیر'' تصنیف کی تو ایک روز بیٹھے ہوئے اُس کے مسائلِ فروعات میں غور کر رہے تھے کہ ایک کوّے نے دیوار پر آن کر غُل مچانا شروع کیا۔ امام مُحمد کو اُس کی آواز ناگوار گذری اور آپ نے فرمایا کہ خُدا تیرا سَر کاٹے۔ اُسی وقت کوّے کا سَر کٹ کر اُن کے آگے آن پڑا۔ اے مومنو عُلماء کی بددُعا سے ڈرو اور اُن کو تکلیف نہ پہنچاؤ اپنی جان و مال کا اُن سے اندیشہ رکھو کیونکہ عُلَماء کے گوشت زہر آلود ہیں۔

حکایت: پھر جب امام مُحمد رحمۃ اللہ علیہ اِس کتاب کو بِالکُل تیار کر چُکے تو عُلماء کی ایک بہت بڑی مجلس ترتیب دی، اُس مجلس میں ایک مُشرک بھی تھا جو علمِ لُغت اور مَنطق

Marfat.com

اور کلام وغیرہ میں بڑا دخل رکھتا تھا، اُس نے بھی یہ کتاب اُٹھا کر دیکھی اور نہایت غَور وفکر سے اُس کو پڑھ کر دریافت کرنے لگا کہ یہ کتاب مُحمد کبیر کی ہے یا مُحمد صغیر کی ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ محمد صغیر کی۔ اُس نے کہا کہ اللہ اکبر جب مُحمد صغیر کی یہ کرامت ہے تو مُحمد کبیر کی کیا کرامت ہوگیا۔ پھر اُس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور مُسلمان ہوگیا۔ تو اب دیکھو کہ مُحمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کو دیکھ کر ایک مُشرک مُسلمان ہو گیا تو اگر ہماری جماعت کے لوگ کلامِ الٰہی کی تفسیر سُن کر دوزخ سے خلاصی پائیں تو کیا تعجب ہے۔ خُدا فرماتا ہے نصیحت کرو کہ مومنو کو نفع کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ شریعت میں ایک مسئلہ ہے جب کوئی شخص مرا تو اُس کے وارثوں میں سے اگر کوئی مال متروکہ کے تقسیم ہونے سے پہلے اپنا حصّہ فروخت کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ امام مُحمد کہتے ہیں کہ اگر بیچنے والے اور خریدنے والے کو اپنے حصّہ کا تعیّن بھی معلوم نہ ہو جب بھی اُس کی بیع جائز ہے اور قاضی ابو یُوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر بائع کو بیع کا حال مَعلُوم نہیں ہے تو بیع جائز ہوگی اور اگر مُشتری کو معلوم نہیں ہے تو بیع جائز نہ ہوگی۔ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک بائع اور مُشتری دونوں کو مبیع کا حال مَعلُوم نہ ہو بیع جائز نہ ہوگی کیونکہ مبیع کی قیمت سونا اور چاندی ہو جب تک بائع اور مُشتری اُس کو نہ جان لیں بیع جائز نہ ہوگی۔ پھر نماز کی دو یا چار رکعت کی بیع کیسے ہوسکتی ہے، باوجودیکہ اُس کی قیمت جنّت اور مغفرت ہے اور جو نمازی یہ بھی نہیں جانتا کہ اُس نے پہلی رکعت میں کیا پڑھا اور دُوسری اور تیسری میں کیا پڑھا اور کل کیا عمل کیا تھا اور آج کیا کیا اور کس واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے تو ضرور

Marfat.com

آخرت میں اُس کو ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ فرماتا ہے مَا سَلَکَکُمْ فِی سَقَرَ قَالُو الَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ (پ ۲۹ سورہ المدثر رکوع ۱۶ آیت نمبر ۴۲، ۴۳) یعنی دوزخی کہیں گے ہم خشوع وخضوع کے ساتھ نماز نہ پڑھتے تھے۔

حکایت اِس بیان میں کہ جب تک عَالِم خود اپنے عِلم پر عامِل نہ ہو غیر کو نصیحت نہ کرے کیونکہ خود عمل کرنے سے کلام میں اثر پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بیان کرتے ہیں کہ خواجہ حسَن بَصری رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک امیر کی بیٹی کی آنکھیں دُکھتی تھیں اور وہ کھجوریں بہت کھاتی تھی، ہر چند اُس کو لوگ منع کرتے تھے مگر وہ نہ مانتی اور کہتی تھی کہ تمہارے منع کرنے سے میں نہ مانوں گی۔ ہاں اگر خواجہ حسن بصری منع کریں گے میں چھوڑ دوں گی۔ تو اُس کا باپ خواجہ حسن بصری کی خدمَت میں اُس کو لایا اور عرض کیا کہ حضرت برائے خُدا اِس لڑکی کو منع کیجئے کہ یہ کھجور نہ کھائے کیونکہ اُس کی آنکھوں کو نُقصان کرتی ہے۔ خواجہ نے فرمایا آج تو تُم اِس کو لے جاؤ کل لانا میں منع کر دُوں گا۔ چنانچہ دُوسرے روز وہ لیکر حاضِر ہوا آپ نے فرمایا اے لڑکی تجھ کو میری بات کا اِحترام کرنا اور اُس کو مان لینا لازِم ہے تو کھجور نہ کھا ایک مہینے تک اُس نے کہا بہت اچھا۔ اُس کے باپ نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اِس کو کل ہی کیوں نہ نصیحت فرمائی اور آج کیوں نصیحت کی۔ فرمایا اِس لئے کہ کل خُود میں نے کھجوریں کھائی تھیں۔ تو میں نے اچھا نہ سمجھا کہ میں خُود تو کھجوریں کھا چکا ہوں پھر تیری بیٹی کو منع کروں۔ اور آج میں نے نہیں کھائی ہیں لہٰذا اِس کو منع کیا۔ اسی واسطے عالِم کو لازِم ہے کہ جب تک خُود عمل نہ کرے دُوسرے کو نصیحت نہ کرے۔ دیکھو حضرت خواجہ حسَن بَصری کے زمانہ میں اثر کیا

Marfat.com

ں تک ائمہ کے کلام کا کیسا اِحترام کرتی تھیں کہ حلال چیز کھجور کو اُن کے منع کرنے سے نہ کھاتیں اور آج ہم ایسے زمانہ میں ہیں کہ مَردِ خُدا کے کلام کا اِحترام نہیں کرتے ہیں اور مال حرام کھانے اور گُناہ کرنے اور اپنی جانوں پر ظُلم کرنے سے باز نہیں آتے ہیں۔ ضرور ان کے اَفعال کے سبَب سے قِیامَت کے روز خُدا ان پر عذاب کریگا اور ان کے ظُلم سے ان کو دوزخ کا حُکم دے گا۔ چُنانچہ وُہ فرماتا ہے کہ جِس نے خُدا کی حُدُود سے تجاوُز کیا تو بے شک اُس نے اپنے جان پر ظُلم کیا۔ اور حدیث میں وارِد ہے کہ جب عالِم منبر پر بیٹھ کر حضور نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرتا ہے تو خُدا اُس عالِم کے مُنہ کی ہوا سے ایک فرِشتہ پیدا کرتا ہے اور یہ سب خُدا کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں جِس کا ثواب اُس عالِم کے واسطے لِکھا جاتا ہے۔ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کی فرمائی ہوئی حدیث بیان کی تھی۔ اور نیز روایت ہے کہ جب کوئی شخص کسی عالِم سے ایک حدیث سُنتا ہے اور اُس پر عمل کرتا اور اُس کو یاد رکھتا ہے یا کسی اور سے بیان کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ پہلے کلمہ سے جو اُس کے مُنہ سے نِکلا ہے تمام چیزوں کا ثواب اُس کے واسطے لِکھتا ہے اور ایک فرِشتہ کو پیدا کرتا ہے جو عرش کے نیچے جاتا ہے، وہاں ایک بڑا سمندر ہے اُس میں غوطہ مارتا ہے پھر نِکل کر اپنے پَر جھاڑتا ہے اور ہر پَر سے اُس کے ہزار بُوندیں گرتی ہیں اور ہر بُوند سے خُدا ایک فرِشتہ تیار کرتا ہے اور یہ سب فرشتے اُس کی تسبیح و تقدِیس میں مشغُول ہوتے ہیں اور اُن کا ثواب اُس شخص کے واسطے لِکھا جاتا ہے جس نے حدیث پر عمل کیا یا کسی کو بتلایا۔ روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ عَلَیہِ السّلام نے خُدا سے دیدار کا سُوال کیا اور جواب مِلا کہ تُم میرے دِیدار کی تاب نہیں لا سکتے تو حضرت

Marfat.com

مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے عرض کیا کہ پھر ایسا کون ہے جو تیرے دیدار کی سہار کر سکتا ہے اور تیری طرف دیکھ سکتا ہے۔ حکم ہوا کہ پہاڑ کو دیکھو تا کہ تُم کو مَعلُوم ہو کہ دُنیا میں کون میرے دیدار کی تاب رکھتا ہے حضرت موسیٰ نے پہاڑ کی طرف نظر کی تو نُورِ محُمدی کا جَلوہ نظر آیا حضرت موسیٰ تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے تو کہا پاکی ہے تُجھ کو میں دیدار کے سُوال سے توبہ کرتا ہوں کیونکہ جب میں دُنیا میں دیدارِ مُحمدی کی تاب نہ لا سکا تو پھر تیرے دِیدار کی تاب کیسے لاسکوں گا اور میں پہلا مومن ہوں یعنی پہلا اِس بات کا ماننے والا ہوں کہ دُنیا میں کوئی تُجھ کو دیکھ نہیں سکتا ہے۔ پھر جب حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام طُور سے واپس ہوئے اور نُورِ مُحمدی کا اثر اُن کے چہرہ پر ہو گیا تھا تو حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نازِل ہوئے اور کہا اے مُوسیٰ (عَلَیہِ السَّلام) نقاب سے اپنا چہرہ ڈھک لو وَرنہ جو تُمہاری طرف دیکھے گا اندھا ہو جائے گا۔ حضرت موسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے اپنے عمامہ کا کنارہ چہرہ پر ڈالا، فَوراً وہ جَل گیا، تَب آپ نے چمڑے کی نقاب ڈالی وہ بھی جَل گئی۔ پھر آپ نے ایک تختہ لٹکایا وہ بھی جَل گیا۔ پھر لوہے کی نقاب بنائی وہ بھی جَل گئی۔ تَب آپ نے عرض کیا کہ خُداوندا اِس میں کیا حکمت ہے میرے چہرہ کے نُور سے تمام بنی اسرائیل جَل جائیں گے تو اَب میں کیا کروں یا قاضی الحاجات یا دافع البلیات۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نازِل ہوئے اور کہا اے موسیٰ اگر تُم یہ چاہتے ہو کہ بنی اسرائیل نہ جلیں تو کسی فقیر یا عالِم کے کپڑے کی نقاب بناؤ چُنانچہ حضرت مُوسیٰ عَلَیہِ السَّلام نے ایسا ہی کیا اور بنی اسرائیل جلنے سے محفُوظ رہے ۔تو کیا عُلَما کا عِلم اور فُقرا کی دُعا گُنہگاروں کو قیامت کے روز آتشِ دوزخ میں جلنے

Marfat.com

سے محفوظ رکھے گی۔ خدا فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ ۲۸ سورہ المجادلۃ آیت نمبر ۱۱) اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ فقرا جنّت کے بادشاہ ہیں، جب تم شادی کرنا چاہو تو ایسی عورت سے شادی کرو جو زاہدوں عالموں کے اندر پرورش پائی ہو کیونکہ عورت اپنی جنس و نسبت کی طرف زیادہ مائل اور صحبت کا اثر بہت قبول کرتی ہے اور ایسی عورت ضرور نیک بخت ہو گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نیک بخت عورت کے ساتھ شادی کی اس نے آدھا دین محفوظ کر لیا اور پہلے لوگ اپنے دین کی حفاظت کے واسطے بڑی کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فکر کیا کہ میں ایسی کیا کارروائی کروں جس سے اسلام کی مدد ہو اور میں عدل و انصاف پر چلوں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ پھر کہا مجھ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے اُن کا حال دریافت کرنا چاہیئے وہ خوب واقف ہوں گی۔ پھر کہا اُن سے شادی ہی کر لوں تا کہ حضرت ابوبکر کی سیرت مجھ میں داخل ہو چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے شادی کر لی اور آپ کا عدل و انصاف تمام عالم میں مشہور ہوا اور مسلمانوں کی حکومت اور دین نہایت استحکام کے ساتھ قائم ہو گیا اور عدل ہی سبب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام سراج اہل الجنۃ رکھا گیا۔ پھر جب یہ بات ہے تو سب سے پہلے مردوں کو عورتوں کی طرف سے اپنا دین درست کرنا چاہیئے کیونکہ اُن کے سبب سے دین و دنیا دونوں کی درستی ہوتی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ نیک بخت عورت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ جب

Marfat.com

کسریٰ شیروان مرا تو حضرت عُمر نے اپنی خلافت کے زمانے میں اُس کا غم کیا۔ کسی نے پُوچھا کہ اے امیر المومنین کسریٰ تو مُشرک تھا اور آپ مُسلمانوں کے امام ہیں اور ضِدیں کبھی جمع نہ ہوتیں پھر آپ اُس کے لئے غمگین کیوں بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اُس کا غم نہیں کیا ہے بلکہ اُس کے بیٹے کے واسطے غم کیا ہے کیونکہ عدل کی کُچھ باتیں میں نے اُس سے سیکھی تھیں اور ہمیشہ اُن کو یاد رکھتا ہوں، چُنانچہ ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ میں نے اُس کے بیٹے اور بھائی کے ہاتھ ایک ایک چادر فروخت کی اور ان دونوں نے مُجھ کو قیمت نہ دی، میں نوشیرواں کے محل کے دروازہ پر گیا تاکہ اِن دونوں کی شکایت کروں اور میں نے عربی زُبان میں فریاد کی، نوشیرواں نے میری آواز سُن کر ترجُمان سے پُوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا اُس نے کہا حضُور کو بُرا کہہ رہا ہے۔ نوشیرواں نے حُکم دیا کہ اِس کو نکال دو۔ میں دُوسرے روز گیا۔ اُس دِن بھی یہی ہوا۔ پھر میں تیسرے روز گیا اور بُلند آواز سے میں نے کہا کہ میرا حق مُجھ کو دو۔ نوشیرواں نے ترجُمان سے پُوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اُس نے خَوف کے مارے کہا کہ حضُور کی تعریف کرتا ہے۔ پھر نوشیرواں کے پاس ایک عرب بھی کھڑا ہوا تھا اُس نے میری بات فارسی میں نوشیرواں کو سمجھائی کہ اے بادشاہ یہ کہتا ہے کہ اِس نے دو یمنی چادریں ایک تُمہارے بیٹے اور ایک تُمہارے بھائی کے ہاتھ فروخت کی تھیں اور اِن دونوں نے قیمت اِس کو نہیں دی ہے۔ نوشیرواں نے یہ سُن کر بہت افسوس کیا اور غُصّہ کے مارے تخت پر سے اُتر کر خاک پر ہو بیٹھا اور کہا میرا نام عادِل ہونے سے کیا فائدہ جب کہ اِس قسم کی شکایت میرے پاس آئی۔ پھر اُس عرب سے کہا کہ اِس سے کہو

Marfat.com

کہ یہ اپنے مُدّعیٰ عَلَیہ کو مجھے بتائے۔ میں نے اُس کے بیٹے اور بھائی کی طرف اشارہ کیا تو نوشیرواں نے اُن کو قیمت ادا کرنے کا حُکم دیا جو میں نے وصُول کرلی، پھر مُجھ کو تین اشرفیاں اِس بات کی عنایت کیں کہ تین روز سے اُس نے میرے مُعاملَہ میں عدل نہ کیا تھا اور مُجھ سے مَعذرَت اور مُعافی چاہی۔ مَیں نے کہا کہ مَیں جب مُعاف کروں گا کہ پہلے آپ یہ فرمائیں کہ آپ تخت پر سے اُتر کر زمین پر کیوں بیٹھے۔ کہا دو باتوں سے ایک تو یہ کہ مَظلُوم کے ساتھ ہمدردی میں شریک ہوں جو میرے دروازہ سے بِلاحَق اور اِنصاف کے چلا جاتا ہے اور دُوسری بات یہ کہ میں کہتا ہوں کہ ایسے بادشاہ کے سَر پر خاک جس نے تین دن میں ایک مَظلُوم کی حاجَت پُوری نہیں کی۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں اپنے مکان پر واپس آ گیا اور مَیں نے سُنا کہ نوشیروان نے تین آدمیوں کو سُولی دی ہے۔ مَیں اُس کے دَروازے پر گیا اور تینوں نَعشوں کو دیکھ کر لوگوں سے حال پُوچھا کہ یہ کون ہیں اُنہوں نے کہا کہ ایک بادشاہ کا بیٹا اور دُوسرا بھائی تیسرا تَرجُمان ہے۔ اُنہوں نے ایک اعرابی سے چادریں خرید کر اُس کو قیمت نہ دی تھی اِس واسطے اِن کو سُولی دی ہے تاکہ لوگوں کے لئے عِبرَت ہو۔ مَعلُوم ہو کہ جب نوشیروان اپنے حُکم میں اپنے بیٹے اور بھائی سے راضی نہ ہوا باوجودیکہ وُہ کافِر تھا تو خُدا نے بھی اُس کے عدل کو ضائع نہ کیا۔ اور نہ دوزخ میں اُس کو داخِل کیا بلکہ جنّت و دوزخ کے درمیان میں اَعراف ایک جگہ اُس کے واسطے بنائی ہے۔ فرماتا ہے۔ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ (پارہ ۸ رکوع ۱۳ سورہ الاعراف آیت نمبر ۴۶) تو جب کہ خُدا نے کافِر کا عدل ضائع نہ کیا تو مؤمن کا عدل کیوں ضائع کرے

Marfat.com

گا اُس کو بخش دے گا اور جنت میں داخل فرمائے گا۔ وُہ فرماتا ہے کہ عدل کرو بے شک خدا عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ اِسلام قبُول کر کے حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہوئے اور آپ کے پاس بیٹھے تو اُن کے سات شخص مُشرک دوست تھے وُہ اُن کے پاس آئے اور کہا اے عُمر تُم نے کیا کیا، اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا اور بُت پرستی ترک کی۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے کہا چلو بُت خانہ کی سیر کریں، پھر وہاں پہنچ کر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے بُتوں کی طرف اِشارہ کر کے فرمایا کہ اے بُتو اگر مُحمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں اور دِینِ اِسلام حق اور کُفر باطل ہے تو تُم سب سجدہ کرو تا کہ یہ لوگ دیکھ لیں۔ بُت خانہ میں تین سو بُت تھے سب سجدہ میں گر پڑے اور باآوازِ بلند کہنے لگے کہ مُحمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دِین حق ہے اور وُہ سچے نبی ہیں اور کُفار کا دِین باطل ہے۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے جو یہ مُعاملہ دیکھا سب نے کہا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ اے مؤمنو حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے دوست جن کے دلوں میں کُفر اور سینوں میں اِنکار اور جسموں میں گُمراہی اور زبانوں پر جھُوٹ تھا وہ بُتوں کا سجدہ دیکھ کر خُدا کے ساتھ اِیمان لے آئے اور کُفر کو چھوڑ دیا تو اگر خُداوند تعالیٰ اپنے بندوں کا اپنے لئے سجدہ دیکھ کر اپنے لُطف و رحمت سے اور مغفرت سے اُن کو بخش دے اور اُن کی بُرائیاں نیکیوں سے بدل دے تو اُس کے کرم سے کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ وُہ غفُورُ الرّحیم ہے۔

مَعلُوم ہو کہ آیتہ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ (پارہ ۵ رکوع ۸ سورہ النساء آیت نمبر ۷۸) یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں

Marfat.com

سے ایک دَولت مَند شخص کے پاس مَلکُ المَوت اُس کی رُوح قبض کرنے گئے اُس نے کہا اے مَلکُ المَوت مجھ کو ستّر روز کی مُہلت دو، مَلکُ المَوت نے نہ سُنا اور رُوح قبض کرنی چاہی، نِدا ہوئی کہ اے مَلکُ المَوت اُس کو مُہلت دیدو تا کہ مخلوق میری قُدرَت کو مُلاحَظہ کرے۔ دیکھو وُہ ایسا رحیم ہے جس نے اپنی اَظہارِ قُدرَت کے واسطے ایک کافِر کو مُہلت دی پھر اگر تجاوُز اور مُغفرَت کے ساتھ مؤمنوں پر اپنی قُدرَت ظاہر کرے تو کُچھ تعجُّب نہیں ہے۔ اَلغرَض مَلکُ المَوت نے اُس کو مُہلت دی اور اُس نے ستّر مکان تہ بَرتہ بنائے یعنی ایک کے اندر ایک اور ایک کے اندر ایک اِس طرح کہ سب کے بیچ میں ایک بُرج سنگِ مَرمَر کا بنایا پھر اُس کے گِرد ایک بُرج لوہے کا پھر اُس کے اُوپر اور اِسی طرح ستّر ۷۰ بُرج تیار کیے اور اُن کے اندر کُرسی بچھا کر اُس کے اُوپر بیٹھا اور سب دروازے بند کر کے کہنے لگا کہ اب کہاں ہے مَلکُ المَوت، دیکھوں کہ کِس طرح میری رُوح قبض کرتا ہے۔ اُس وقتِ ملک الموت اُس کے سامنے نمُودار ہوئے اور کہا اے خَبیث کیا تُو نے یہ خیال کیا کہ تیرے یہ مُستحکم بُرج مجھ کو روک سکیں گے اور تو مُجھ سے بچ جائے گا اور پھر نہایت تکلیف کے ساتھ اُس کی رُوح قبض کی اور دوزخ میں بھیج دی۔ پھر خُدا نے اپنے نبی کو یہ خبر کی اور اُنہوں نے اپنے اَصحاب سے فرمایا پس جان لو کہ مَوت کو کوئی چیز روک نہیں سکتی ہے کیونکہ فرمایا ہے۔ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا الخ (پ ۵ سورہ النساء آیت نمبر ۷۸)

ایک دَفعہ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السّلام کے دربار میں ایک جوان مُسافر نہایت حسین و صاحبِ جَمال حاضِر ہوا کہ اُس کے حُسن و جَمال کو دیکھ کر حضرت بھی تعجُّب کرنے لگے کہ سُبحانَ اللہ کیا شان ہے، تیری ایک گندے پانی سے ایسی

Marfat.com

پاکیزہ صُورت بنائی اور آپ اِسی فکر میں تھے کہ مَلَکُ الْمَوت حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا نبی اللہ اِس جوان سے کہہ دیجئے کہ اِس کی عُمر کے صِرف تین روز باقی ہیں۔ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام یہ سُن کر رونے لگے۔ آپ کے لشکر نے پوچھا کہ یا نبی اللہ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا اِس جوان کو میرے پاس لاؤ تو میں اپنے رونے کا سبب بیان کروں۔ جوان سامنے آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے جوان مَوت کے واسطے تیار ہو جا کیونکہ مَلَکُ الْمَوت نے مُجھ سے ابھی بیان کیا ہے کہ تیری عُمر کے صِرف تین روز باقی ہیں۔ جوان یہ سُن کر رونے لگا اور کہا کہ ہائے میں تو غریب ہوں، مَوت کی مُجھ میں طاقت کہاں ہے، ہائے میں کہاں بھاگ جاؤں اور اپنی ماں کو کہاں پاؤں جو میرے سرہانے بیٹھے اور میرا باپ کہاں ہے جو میری تجہیز و تکفین کرے اور میرے بھائی کہاں ہیں جو میرے جنازے پر روئیں اور اے میرے دوستو اور قرابت دارو تُم کہاں ہو کہ میرے جنازہ کو اُٹھا کر چلو، اُس کے آگے پیچھے چلو۔ غرض کہ اُس کی حالت پر حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام اور آپ کا لشکر سب رونے لگے۔ اور اُسی وقت دو پَرندے آپ کے پاس روتے ہوئے آئے اور اُنہوں نے کہا کہ یا نبی اللہ ہم بھی مَجرُوحُ القَلب اور اس جوان کے شریکِ دَرد ہیں کیونکہ ہمارا ایک بچّہ گھونسلے سے نیچے گر پڑا اور اُس کا بازُو ٹوٹ گیا اور وہ مَر گیا۔ ہم کو اُس کی جُدائی کی طاقت نہیں اِس واسطے ہم روتے ہیں۔ غرضکہ جِن و اِنس اور چرند و پَرند سب اُس غریب پر رونے لگے۔ اے اہلِ مَجلس کیا تُم میں کوئی مَجرُوح القَلب اور غریب نہیں ہے، اور کیا تُم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے اہل و اَولاد اور بھائیوں سے جُدا ہوا ہو۔ اور قبر میں یکہ و تنہا جاتا ہو۔ اَلغرض

Marfat.com

پھر اُس جوان نے حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام سے درخواست کی کہ یا نبی اللہ میرے ماں باپ اور میرے گھر کے لوگ مجھ سے دو مہینے کی مسافت پر رہتے ہیں۔ آپ ہوا کو حکم دیجئے کہ وُہ مجھ کو اِسی وقت میرے گھر پہنچا دے تاکہ میں اُن کو دیکھ لوں کیونکہ صرف تین ہی روز میری عُمر کے باقی ہیں۔ حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام نے ہوا کو حکم کیا اور یہ جوان ہوا پر سوار ہوا اپنے گھر آن پہنچا۔ اور اپنے والدین کے قدموں پر سَر رکھ کر رونے لگا کہ میرا کہا سُنا مُعاف کیجئے کہ میری عُمر کے صِرف تین روز باقی ہیں اور پھر سارا قِصّہ جو حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام کے ساتھ گُذرا تھا بیان کیا اور تیسرے روز مَر گیا، اُس کی ماں کو بہت صَدمَہ ہوا اور وہ روتے روتے بے ہوش ہو کر گر پڑی اور اُس کے تمام دوستوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ مؤمنو اُس جوان نے تو حضرت سُلیمان عَلَیہِ السَّلام سے اِلتجا کی تھی اور ہوا پر سوار ہوا تھا اور ہمارا تو اِس غُربَت میں بجُز خُدا کے کوئی مَلجَا و ماوا نہیں ہے۔ اُمّید ہے کہ خُدا ہماری دِینی اور دُنیاوی حاجات پُوری کرے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر ایک آدمی پر چار فرِشتے مُوکل ہوتے ہیں۔ ایک اُس کے عمل پر، دُوسرا رِزق پر، تیسرا مَوت پر، چوتھا سانس پر۔ پھر جب کسی کی مَوت قریب آتی ہے تو مَلکُ الْمَوت پہلے اُس فرِشتے سے دریافت کرتے ہیں جو اُس کے عمل پر مُوکل ہے کہ کیا اِس کا کوئی عمل یا کام باقی ہے؟ وہ کہتا ہے ہاں ایک عمل باقی ہے اور وہ یہ کہہ کر کروٹ بدلے گا، پھر جب یہ کروٹ بدل لیتا ہے تو یہ فرِشتہ کہتا ہے کہ اے فُلاں خُدا تجھ کو وُحشت سے بچائے اور رُخصت ہو جاتا ہے۔ پھر مَلکُ الْمَوت رِزق کے فرِشتے سے دریافت کرتے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ ہاں ایک قطرہ پانی کا پینا باقی ہے اور جب یہ پانی لیتا ہے

Marfat.com

تو وہ فرشتہ بھی وہی بات کہکر رخصت ہو جاتا ہے۔ پھر ملکُ الموت سانس کے فرشتے سے دریافت کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ہاں دو چار سانس باقی ہیں اور جب اُن کو بھی یہ پُورا کر لیتا ہے تو وہی بات کہکر یہ فرشتہ بھی رُخصت ہوتا ہے۔ اور عُمر کا فرشتہ بھی رُوح مُلکُ الموت کے سپُرد کر کے رُخصت ہوتا ہے۔ پھر رُوح جسم کو رُخصت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اب جُدائی کا وقت آ گیا۔ اِسی طرح تمام اعضا ایک دُوسرے کو رُخصت کرتے ہیں۔ کان آنکھ کو اور آنکھ زبان کو رُخصت کرتی ہے اور زُبان عقل اور بڑی خرابی اُس وقت ہے کہ اگر دِل کو اِیمان نے رُخصت کر دیا یا رُوح نے اِسلام کو رُخصت کیا اور نفس نے اقرار کیا اور سینوں نے قرآن کو رخصت کیا تو بڑی شرمندگی ہوگی۔ اگر جنّت کہدے گی کہ میری طمع نہ کر۔ اے اللہ ہم کو غفلت سے ہُشیار کر اور مَرتے وقت ہمارے اِیمان کو محفُوظ رکھ اور ہم کو بخش دے اور اپنے وجُود و احسان کے ساتھ ہم سے دَرگُذر کر، بے شک تو ہر چیز پر قادِر ہے۔

جب قُریش کے بڑے بڑے لوگ دارُالندوہ میں ہمارے حضُور نبی کریم ﷺ کے مُتعلّق مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسی کیا ترکیب کریں کہ مُحمد (ﷺ) کے ہاتھ سے خلاصی پائیں جو ہمارے بُزرگوں کا دِین خراب کرنا چاہتا ہے۔ اُبُوجہل مَلعُون نے کہا کہ مُجھ کو ایک ہفتہ کی مُہلت دو میں کوئی نہ کوئی حِیلہ ضرور نِکالوں گا اور اِس ساحر کو ہلاک کر کے ہم سب اُس کے ہاتھ سے خلاصی پائیں گے۔ پھر جب ہفتہ پُورا ہوا تو کہنے لگا کہ میری رائے میں یہ بات قائم ہوئی ہے کہ مُحمد (ﷺ) کی مَسجد کے آگے ایک گہرا کنُواں کھُدوا کر اُس کا دَہن کھجور کی چھڑیوں سے پاٹ دیں اور مُحمد (ﷺ) کی یہ عادت ہے کہ

Marfat.com

رات کو مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں تو جب وہ اس گڑھے میں گر پڑیں گے میں تم کو بلاؤں گا اور تم اُن کو قتل کر دینا۔ سب کو یہ رائے پسند آئی اور ابوجہل ملعون نے کنواں تیار کیا رات کو حضور نبی کریم ﷺ جو مسجد میں تشریف لانے لگے تو جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اس تمام کاروائی سے خبردار کر کے کہا کہ مسجد کے دروازے میں اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ (پارہ ۲۴ رکوع ۱۰ سورہ المومن آیت نمبر ۴۴) پڑھ کر داخل ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا اور بے خوف و خطر مسجد میں چلے گئے اور اسی طرح ایک ہفتہ گزر گیا اور ابوجہل ملعون حضور نبی کریم ﷺ کے گرنے کا منتظر رہا۔ مگر جب اُس کی مراد پوری نہ ہوئی تو کنویں کی طرف سے مسجد کی طرف سے آیا اور خود کنویں میں گر پڑا۔ یہ خبر سارے شہر میں منتشر ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جو سنا تو فرمایا من حضر بیئر الاخیہ و قد وقع فیہ یعنی چاہ کندرا چاہ درپیش۔ پھر لوگوں نے ابوجہل کے نکالنے کو رسیاں ڈالیں مگر کوئی رسی ابوجہل تک نہ پہنچی یہاں تک کہ ایک ایک دو دو سے لے کر ستر تک رسیاں باہم ملا کر بھی لٹکائیں مگر اُس تک نہ پہنچیں اور جتنی یہ زیادہ رسی لٹکاتے تھے اُسی قدر ابوجہل زیادہ دھنستا چلا جاتا تھا۔ آخر اُس نے مجبور ہو کر پکارا کہ محمد (ﷺ) سے جا کر میرا حالِ زار بیان کرو، وہی مجھ کو نکال سکتے ہیں تم نہیں نکال سکتے۔ تب کفار حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابوجہل کے نکالنے کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اپنے دشمن کو نہیں نکالتا۔ کفار ناامید ہو گئے مگر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ خدا آپ کو سلام فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ ابوجہل کو کنوئیں سے

Marfat.com

نِکالو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل وہ تو میرا دُشمن ہے پھر اُس کے نِکالنے میں حِکمت کیا ہے؟۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے کہا اِس میں آپ کے واسطے ایک بشارت ہے اور وہ یہ کہ آپ کی گُنگار اُمّت اِس بات کو جان لے گی کہ جب آپ نے ابُوجہل کو باوجود اُس کے کُفر کے کنوئیں میں نہیں چھوڑا اور نِکال لیا تو قِیامت کے روز اُن کو دوزخ میں کب چھوڑیں گے بلکہ اُن کی شفاعت کر کے اُن کو آگ سے رہائی دِلوائیں گے اور جنّت میں لے جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے میری شفاعت میری اُمّت کے بڑے گُنہگاروں کے واسطے ہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ کنوئیں کے دَہن پر آئے اور ہاتھ ڈال کر ابُوجہل کو نِکال لیا، اُس کنوئیں میں جس میں سَتّر رسیاں نہ پہنچی تھیں۔ پھر آپ نے ابُوجہل سے فرمایا کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کہہ۔ اُس نے کہا یہ تو بڑا بھاری جادُو ہے۔ مَعلُوم ہو کہ جب تک خُدا بندہ کو اِیمان کی توفیق نہیں دیتا وہ قبُول نہیں کرتا ہے۔

حکایت سُلطان محمُود غزنوِی غازی کی یہ عادت تھی کہ کسی مُجرِم کو جب تک اُس کا نام نہ دریافت کر لیتے سزا نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک قزّاق گرفتار ہو کر اُن کی خِدمت میں پیش ہوا، اُنھوں نے اُس کے قتل کا حُکم دیا۔ جب جلّاد نے اُسے قتل کرنا چاہا تو اُنھوں نے پُوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا محمُود۔ فرمایا تیرے اِس نام نے تُجھ کو قتل سے بخشی اور حُکم دیا کہ اِس کو چھوڑ۔ دو لوگوں نے کہا کہ آپ کس واسطے اِس کو رہائی دیتے ہیں۔ فرمایا اِس لئے کہ یہ میرے نام میں شریک ہے۔

مومنو خُوش ہو جاؤ کہ سُلطان نے اپنے ہم نام کو سزا نہ دی بلکہ قتل سے آزاد کیا باوجودیکہ وہ سخت مُجرِم تھا پھر تُم کو قِیامت کے روز دوزخ میں کیسے عذاب

Marfat.com

دے گا۔ جس نے اپنے نام مؤمن پر تمہارا نام رکھا ہے، وہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں بلکہ وہ تم کو عذاب الیم سے نجات دے کر جنات نعیم میں داخل کرے گا۔ فرماتا ہے ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الخ (پارہ ۱۶ ارکوع ۸ سورہ مریم آیت نمبر ۷۲) اور کافروں کا اُس نے کچھ نام نہیں رکھا ہے۔

حکایت : ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام کے زمانہ میں ایک شخص بڑا سخی احمد جواد نام تھا۔ چھ سو ساٹھ ۶۶۰ برس کی اُس کی عُمر تھی اور سترہ بیٹیاں رکھتا تھا، مچھلیوں کا شکار کرتا اور ہر روز دو مچھلیاں بیٹیوں کی برکت سے اُس کے ہاتھ میں آتیں، ایک میں یہ اپنا گزارا کرتا اور ایک مچھلی خدا واسطے دیتا تھا۔ دیکھو اُس وقت میں نِصف مال فقیروں کو بانٹتے تھے اور اب ہزار میں سے ایک بھی نہیں بانٹتے اور اُس زمانہ میں سترہ بیٹیوں کا بوجھ نہ سمجھتے تھے، اور اب تین بیٹیوں کا بوجھ سمجھتے ہیں اور یہ سب خرابیاں جہالت کی بدولت ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں لڑکیاں ہوتی ہیں اُس میں برکت مُنقطع نہیں ہوتی اور نہ فرشتے اُس گھر کی زیارت مُوقُوف کرتے ہیں۔ چُنانچہ بیان کرتے ہیں کہ ایک درویش کے پانچ بیٹیاں تھیں، اُن میں سے ایک اُن درویش نے پرورش کے واسطے کسی امیر کو دیدی، پھر خواب میں دیکھا کہ اُن کے گھر میں پانچ چشمہ ہیں جن میں سے چار جاری اور ایک خشک پڑا ہے۔ درویش یہ خواب دیکھ کر مُعبر کے پاس گئے اور خواب بیان کیا۔ معبر نے اپنی کتاب میں دیکھ کر کہا کہ حضرت یُوسُف عَلَیہِ السَّلام سے اِس کتاب میں مَنقُول ہے کہ چشمہ سے مُراد برکت ہے اور تُمہارے گھر میں پانچ بیٹیاں ہوں گی جن میں سے ایک کہیں چلی گئی ہوگی۔ اِس سبب سے پانچواں چشمہ خشک ہو گیا اور اس کی

Marfat.com

برکت مَوقوف ہوئی۔ کہتے ہیں مُنافِق کی نِشانی یہ ہے کہ جب اُس کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اُس کو رَنج ہوتا ہے اور اُس کا مُنہ بن جاتا ہے۔ خُدا فرماتا ہے وَاِذَابُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنثٰی الخ (پارہ۱۴ رکوع ۱۳ سورہ النحل آیت نمبر ۵۸) اَحمَد جواد ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ خُدا نے ایک دفعہ حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام کو اُن کے پاس بھیجا، یہ سو رہے تھے۔ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے اُن کو ہلایا یہ اُٹھ بیٹھے اور حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام کو ایک خُوبصُورَت جوان کی شکل میں دیکھا کہ تمام گھر اُن کے نُور سے رَوشَن تھا۔ اَحمَد نے پوچھا کہ تُم کون ہو؟ حضرت جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے کہا میں خُدا کا بھیجا ہوا تُمہارے پاس وحی لایا ہوں تُم وُضُو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لو تو میں خُدا کی رِسالت پہنچاؤں' دیکھو جب تک اَحمَد نے وُضُو کر کے نماز نہ پڑھ لی جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے وحی نہ پہنچائی اور جو تارِکِ نماز ہے اور بے وُضُو رہتا ہے اُس کی طرف کیسے بشارت بھیج سکتا ہے اور مَغفِرَت کی بشارَت اُس کو دے سکتا ہے، حالانکہ اُس نے فرمایا ہے کہ تارِکِ نماز میری رَحمَت سے دُور اور میرے عذاب سے قریب ہے۔ پھر جب اَحمَد نماز پڑھ چُکے تو جبرئیل عَلَیہِ السَّلام نے کہا کہ اے اَحمَد تُجھ کو مَعلُوم ہو کہ خُدا تُجھ سے ناراض ہے اور فرماتا ہے جِس قدر اَعمال تُو نے عُمر بھر میں کیٔے ہیں میں نے قَبُول نہیں فرمائے اور سب کو بَرباد اور تُجھ کو اپنے دَروازے سے مَردُود کر دیا۔ یہ سُنتے ہی اَحمَد کے سَر سے نُبُوّت کا تاج اُڑ گیا اور محبّت کا لِباس جِسم سے اُتر گیا اور مَقبُول ہونے کے بعد یہ مَردُود بن گیا اور رو رو کر یہ کہتا تھا کہ ہائے میری مُصیبَت اور خرابی اور جُدائی میرے حبیب نے مُجھ کو اپنی رَحمَت اور مُلاقات سے مَردُود و محرُوم کر دیا اور یہ اِس قدر روتا تھا کہ حضرت جبرئیل واِنس

Marfat.com

اور چرند و پرند اور تمام فرشتے اُس کی حالت پر روتے تھے اور چہرہ اُس کا سیاہ ہو گیا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اے جبرئیل مجھ کو بڑا افسوس ہے کہ مَیں نے تو کبھی اُس کے سِوا کسی اور کی پرستش بھی نہیں کی ہے پھر کیوں اُس نے مجھ کو رُسوا کیا؟ مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے کہ جو مجھ کو مَردُود کیا۔ ہر چیز کے لئے ایک حِیلہ ہوتا ہے پھر اے جبرئیل میرا کیا حِیلہ ہے؟۔ جبرئیل بھی روئے اور کہا تھوڑی دیر صبر کر میں تیرے لئے خُدا سے عرض کرتا ہوں اور دُعا کی خُداوندا تُو نے اپنے بندہ اَحمد کو کیوں اپنے دروازہ سے مَردُود کر دیا، ساری عُمر اُس نے تیری عِبادت کی اور ہمیشہ روزے رکھے اور شَب بیداری کی پھر تُو نے اُس کی سَعادت کو شقاوت سے کیوں بدل دیا۔ اے الٰہ العالمین ہم کو اس کے سبَب سے آ. گاہ کر۔ نِدا ہوئی کہ اے جبرئیل میں نے اُس کو اپنی رَحمت سے دُور اور اپنے دَروازہ سے مَردُود اِس سبَب سے کیا ہے کہ یہ اپنی لڑکیوں سے کہتا تھا کہ تُمہارا گزارہ مجھ سے ہے اور میری مُشقّت سے تُم کو روزی مِلتی ہے، یہ نہیں جانتا تھا کہ میرے سِوا کوئی بندوں کو روزی دینے والا نہیں ہے۔ فرماتا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پارہ ۱۲ رکوع ا سورہ ھود آیت نمبر ۶) اور جو یہ خیال کرے کہ اُس کی کوشش سے اُس کو رِزق مِلتا ہے تو وہ میری رَحمت سے دُور ہے۔ اور دُوسری بات یہ ہے کہ میں نے جوانی میں اُس کو بہت سا مال اور اِستطاعت دی تھی مگر اُس نے میرے گھر کا حج نہیں کیا اور پھر خواب میں جو میں نے اُس کو حج کا حکم فرمایا تو اُس نے کہا کہ جب میں نے تَونگری کی حالت میں حج نہیں کیا تو پھر فقیری کی حالت میں کیا حج کروں۔ پھر میں نے خواب ہی میں اُس سے کہا کہ تُو فقیر ہو گیا ہے تو بلا سے حج تیرے اُوپر سے ساقط

Marfat.com

نہیں ہوا مگر چونکہ یہ میرا حکم نہیں بجا لایا لہٰذا میں نے اُس کو مَردُود کر دیا۔

بندہ کو چاہیئے کہ اپنی جان کا خَوف رکھے اور خُدا ہی کو رِزّاق سمجھے اور جب اُس پر حج واجب ہو تو اُس کو جلد ادا کرے اور اپنی حرکات وسکنات میں خدا سے ڈرتا ہے اور ظاہر و پوشیدہ اُس کو یاد کرے اور احمد کے قِصّہ پر اپنا حال قِیاس کرے کہ باوجُود زہد و اطاعت اور نُبوّت کے کیا مُصیبت اُس کو پہنچی اور ہم اگر اِس غَفلت اور شہوت اور کثرت ذُنوب و معاصی کے ساتھ بغیر توبہ کئے مَر گئے تو ضرور ہم کو اُس کی رَحمت اور اُس کے دروازہ سے دُور ہونے کا اندیشہ ہے۔ خُدا ایسی حالت سے ہم کو اپنی پناہ میں رکھے۔

پھر جبرئیل عَلَیہِ السّلام نے سَجدہ کر کے عرض کیا کہ خُداوندا اپنی عزّت اور جلال کے طفیل اِس کی توبہ قبُول فرما کیونکہ وہ اپنے گُناہوں سے توبہ کر رہا ہے۔ حُکم ہوا اے جبرئیل اس سے کہدو کہ اگر یہ اپنی توبہ کی قبُولیّت چاہتا ہے تو خانہ کعبہ میں جا کر توبہ کرے اور مجُھ کو سَجدہ کرے، میں اِس کی توبہ قبُول فرماؤں گا۔ دیکھو جبرئیل عَلَیہِ السّلام نے اَحمد کی سِفارش کی، ہماری سِفارش کرنے والا کون ہے۔ اور دُوسری طرف سے اِس اُمّت کو ہمیشہ خُدا کا شُکر بجا لانا چاہیئے کیونکہ خُدا نے تمام اُمّتوں پر اِس کو فَضِیلَت دی ہے۔ پہلی اُمّتوں کی توبہ تو خُدا بغیر خانہ کعبہ یا بیتُ المقدس میں جائے قبُول نہ فرماتا تھا اور اِس اُمّت کی دُعا ہر جگہ، آبادی اور جنگل اور مَسجد میں قبُول کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔ وھو الذی یقبل التوبۃ الخ پھر جبرئیل عَلَیہِ السّلام نے اَحمد کو اُس کی توبہ قبُول ہونے اور خُدا کے فرمان کی بشارت دی اور اَحمد اپنی لکڑی لے کر خانہ کعبہ کو روانہ ہوا۔

احمد نیک پیغام کرد عزم خانہ را ۔۔۔ شہامی طلبند ہر روز ہزار بہانہ را
ہر کہ بیدار شود او ست دانا را ۔۔۔ وگرنہ جاہل چہ داند قدر خانہ را

Marfat.com

اور احمد کے جانے کے وقت لڑکیوں نے کہا کہ تمہارے واپس آنے تک ہم کیا کھائیں اور کیا پئیں گے۔ اُس نے جواب دیا کہ خُدا اپنے بندوں پر مہربان ہے، اُس نے کسی کا رِزق مُوقُوف نہیں کیا۔ اور پھر یہ روانہ ہوا چونکہ کبھی عُمر بھر سفر نہیں کیا تھا، پیاس اور تکان کے مارنے پریشان ہو گیا۔ پیر روم کر آئے راستہ بھُول گیا۔ سات روز برابر بھُوکا پیاسا چلا گیا اور کسی آبادی میں نہ پہنچا۔ آخر تھک کر بہت رویا اور ساتویں دِن دُور سے شہر بغداد اُس کو دِکھائی دیا اور شہر کے باہر اُس نے دیکھا کہ دو لڑکے لڑ رہے ہیں اور چھوٹے لڑکے کو بڑے نے مارا اور اُس کے ہاتھ میں سے کوئی چیز چھین لی۔ چھوٹے نے کہا ذرا ٹھہر یہ اَحمد جواد فیصلہ کرنے کو آ رہے ہیں۔ اَحمد نے یہ سُن کر دِل میں تعجُّب کیا کہ اِس لڑکے کو میرا نام کیونکر معلُوم ہو گیا۔ پھر جب یہ اُن کے قریب پہنچے تو اُنہوں نے کہا اَلسَّلامُ عَلَیکُم۔ لڑکوں نے جواب دیا۔ وعلیکم السلام یا اَحمد جواد۔ اَحمد نے کہا تُم نے کیوں کر جانا کہ میں اَحمد جواد ہوں؟ اُنہوں نے کہا کہ جس خُدا نے تُم کو بتایا ہے کہ تُم اَحمد جواد ہو اُسی نے ہم کو بھی بتا دیا۔ اَلغَرض اَحمد اُن دونوں کا فیصلہ کر کے شہر میں داخِل ہوئے اور چاہا کہ لوگوں سے کچھ سُوال کریں مگر جو اُن کو دیکھتا وہ کہتا کہ یہ اَحمد جواد ہیں۔ آخر یہ ایک جماعت کے پاس پہنچے کہ اُنہوں نے اِن کو دیکھتے ہی کہا کہ شُکر ہے خُدا کا جس نے ہم کو اَحمد جواد کا دِیدار نصیب کیا۔ پھر اُنہوں نے اِن کے آگے کھڑے ہو کر طرح طرح کے کھانے حاضِر کئے مگر اِنہوں نے کچھ نہ کھایا۔ آخر دُعا کی کہ اے پروردگار اگر تُو نے میری توبہ قبُول فرمائی ہے تو اِس پتھر سے میرے لئے پانی جاری کر دو اور سُورج واپس کر تا کہ میں نماز ادا کروں۔ اُسی وقت سُورج واپس ہوا اور پتھر سے بقُدرتِ اِلٰہی پانی کا چشمہ

Marfat.com

بہہ نکلا اور احمد نے وضو کر کے نماز ادا کی اور کہا خدا کا شکر ہے جس نے میری توبہ قبول کی اور میرے گناہ کو بخش دیا اور میری حاجت روائی کی، وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اے مومنو تم کو احمد کے واقعہ سے عبرت پکڑنی چاہیئے کہ اُس نے جو سچے دل سے توبہ کی، خدا نے اُس کے واسطے پتھر سے پانی جاری کیا اور سورج کو پہلی جگہ پھر واپس کیا اور جو کچھ اُس نے خدا سے چاہا وہ پایا۔ اے مسکین تو بھی سچی توبہ کرتا کہ تیری قبر جنت کا ایک باغیچہ بن جائے اور سلسبیل و زنجبیل کے چشمے اُس میں جاری ہوں اور تیری بدیاں نیکیوں سے بدل جائیں اور جو کچھ تو خدا سے چاہے تجھ کو ملے۔

معلوم ہو کہ تین مرتبہ سورج تین خاصانِ خدا کی کرامت سے واپس پھرا ہے۔ ایک حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرامت سے واپس پھرا ہے اور ایک احمد جواد کی اور ایک بلال حبشی کی کرامت سے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے خدام کا درجہ انبیاء بنی اسرائیل کے برابر ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کا عالِم بنی اسرائیل کے نبی کے مثل ہے۔

الغرض جب احمد نماز و دعا سے فارغ ہوا تو دل میں کہا کہ مجھ کو جب تک اِس بات کا یقین نہ ہو جائے گا کہ خدا نے میری توبہ قبول کر لی میں کچھ نہ کھاؤں گا۔ دیکھو احمد نے جو صدق و اخلاص کے ساتھ توبہ کی تھی خدا نے اُس کو اپنے تمام بندوں میں مشہور کر دیا کہ جو اُن کو دیکھتا تھا محبت سے طرح طرح کے کھانے لا کر حاضر کرتا تھا۔ اے مومنو۔ تم بھی اپنے گناہوں کا اقرار کر کے گناہوں سے توبہ کرو تا کہ قبر میں تمہارے آگے جنت کے کھانے حاضر کئے جائیں اور تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرو اور ہمیشہ عبادت گزار ہو تا کہ قیامت کے روز انبیاء اور

Marfat.com

مُرسلین میں مشہور ہو۔ اَلغرض اَحمد شہر بغداد سے بھی بھوکے اور پیاسے روانہ ہوئے اور پھر اور سات روز تک کچھ نہ کھایا نہ پیا۔ محض اِس خوف سے کہیں توبہ رد نہ ہو جائے اور اِس زمانے میں ایسے لوگ ہیں جو مال حرام کھانے اور شراب پینے پر لڑتے ہیں اور گناہ وغرور سے باز نہیں آتے، قیامت کے روز ضرور اُن کو پینے کے واسطے پیپ اور لہو اور کھانے کو تھور ملے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ دوزخیوں کو ایسا پانی پلایا جائے گا کہ جو اُن کی اَنتڑیاں کاٹ دے گا۔ آخر اَحمد تھک کر ایک پتھر سے لگ کر راستہ کے کنارے ہو بیٹھے تاکہ تھوڑی دیر آرام کر لیں وہاں اُن کو نیند آ گئی اور یہ ظُہر کا وقت تھا اور جب آنکھ کھلی تو سورج قریب غروب کے پہنچ گیا تھا۔ ظُہر اور عصر کی نماز اُن سے فوت ہو گئی پانی تلاش کیا تو وہ بھی نہ ملا۔ فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک باز کبوتر کے پیچھے اُڑا چلا آتا ہے اور وہ کبوتر باز کے خوف سے اَحمد کے مونڈھے پر آن بیٹھا اور کہا مجھ کو امان دو۔ اَحمد نے اُس کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور اُس وقت اَحمد کو بیٹیاں یاد آئیں اور پھر بہت روئے۔ پھر چاہا کہ اُلٹا پھر جاؤں کہ وہ باز نیچے اُترا اور کہا اے اَحمد تمہارا نام تو جواد ہے پھر تم نے میرے حق کے دینے میں بخل اور قصور کیوں کیا؟ اَحمد نے کہا میں نے کبھی اپنی عمر میں کسی جان دار کو نہیں ستایا ہے پھر تو مجھ کو بخیل کیوں کہتا ہے؟ باز نے کہا اِس سے زیادہ کیا بخل ہو گا کہ میں نے تین روز سے کچھ کھایا نہیں ہے اور اب تم نے میرا رزق چھین لیا ہے۔ اَحمد نے کہا میں اِس کو کیوں نہ روک لوں کہ اِس نے مجھ سے پناہ طلب کی ہے اور امان چاہتا ہے اور جو مظلوم کی دادرسی نہ کرے خدا اُس کی طاعت قبول نہیں کرتا ہے اور نہ اُس کی مدد فرماتا ہے۔ اے گنہگار مفلس تیرا قیامت کے روز کیا

Marfat.com

حال ہوگا، تُو نے بہت سے مُسلمانوں پر ظُلم کیا ہے اور اُن کی مَعذرَت قبُول نہیں کی اور نہ اُن کے امان طلب کرنے کو سُنا۔ تجھ کو یہ ڈر نہیں ہے کہ خُدا تجھ کو مَردُودوں میں داخل کر دے گا۔ اور کیا تجھ کو یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تیرے ظُلم کے سبَب سے تجھ پر قیامت میں عذاب ہوگا۔ فرماتا ہے کہ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو دوزخ میں پڑا رہنے دیں گے۔ باز نے کہا پھر میں کیا کروں تُم کبُوتر کو مار کر میرا پیٹ بھرنے نہیں دیتے ہو تو اب تُمہاری خُوشی یہ ہے کہ بھُوکا مَر جاؤں اور تُمہارے ذِمّہ میرا حساب ہو۔ اَحمَد رونے لگے اور کہا اے باز کیا تو اس بات سے راضی ہے کہ میں تجھ کو اپنا گوشت دیدوں اور تو کھالے اور کبُوتر مجھے دیدے۔ باز نے کہا اس شرط سے کہ جس جگہ کا میں کہوں وہاں سے دو۔ اَحمَد نے کہا بتا۔ اُس نے کہا اپنی آنکھیں مجھے کِھلا دو۔ اَحمَد نے چھُری سے اپنی آنکھیں نِکالی کر باز کو دیدیں اور کبُوتر کو چھوڑ دیا اور کہا افسوس خانۂ خُدا میں جانے سے پہلے میری آنکھیں بھی جاتی ہیں۔

دیکھو اَحمد نے تو کبُوتر پر رحم کھا کر باز کو اپنی آنکھیں دیدیں اور تُو ایسے مَغرُور سائل کو اپنے دروازہ سے دھتکار دیتا ہے اور تیرے غریب پڑوسی بھُوکے پڑے رہتے ہیں اور تو عُمدہ عُمدہ کھانے خُوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے اور مُسکین بھُوکے مَرتے ہیں اور تو اناج کے کوٹھے بھرتا ہے۔ تجھ کو خُدا کا کُچھ خَوف نہیں اور نہ تُو مَوت کو یاد کرتا ہے اور نہ اِس آیت کو سُنتا ہے کہ تُم ہرگز نیکی کو نہ پاؤ گے جب تک کہ اپنی پسَندِیدہ چیز کو راہِ خُدا میں خرچ نہ کرو گے۔ پھر اَحمَد روئے اور کہا افسوس میں خانہ کعبہ کی زِیارَت سے بھی مَحرُوم ہو گیا۔ اور مُراد کو پہونچنے سے پہلے اندھا بن گیا۔ اِس مَجمَع میں بُہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی سو برس سے مُراد پُوری نہیں

Marfat.com

ہوئی اور بہت سے حج کے اِنتظار میں ہیں اور شہر سے جنگل میں بھی نہیں نِکلے اور بہت سے عید کے مُنتظِر ہیں اور کل تک بھی زِندہ نہ رہیں گے۔ اَلغَرض اَحمد بہت روئے تو باز نے کہا اے اَحمد رَنج نہ کریں جبرئیل ہوں اور یہ میرا بھائی میکائیل ہے ہم تُم کو آزمانے آئے تھے۔ اور جو لوگ عُمدہ عُمدہ کھانے تیرے واسطے لائے تھے وہ مُقرّب فرِشتے تھے تو خُوش ہو جا کہ خُدا نے تیری توبہ قبُول کی اور ہم کو تیرے پاس مکّہ کا راستہ بتانے کو بھیجا ہے اور پھر وہ دونوں راستہ بتا کر غائب ہو گئے۔ اَحمد حج سے فارِغ ہو کر اپنے گھر کو واپس چلے اور اُن کی سَترہ بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا تو خواب میں دیکھا کہ ایک درندہ نے پچھاڑ کر سِینہ میں سے اُن کا دِل نِکال کر کھا لیا۔ جب یہ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنے بیٹے کی طرف سے اُن کے دِل میں اندیشہ ہوا اور جس مَنزل پر پہنچے تھے اپنے بیٹے کی خیریت دریافت کرتے تھے۔ آخر جب یہ اپنے گھر کے قریب پہنچے اور اُن کے دوستوں اور پڑوسیوں نے اُن کی آمد کی سنی سب اِستقبال کو آئے۔ انہوں نے اُن سے اپنے بیٹے کا حال پُوچھا اور کہا کہ وہ میرے استقبال کو کیوں نہیں آیا اور یہ اپنے گھر کے دَروازے پر پہنچے تو ایک فرِشتہ نازِل ہوا اور کہا اے اَحمد خُدا تجھ کو ثواب دے تیرے بیٹے نے وفات پائی پھر جب یہ گھر کے اندر گھُسے تو بیٹیاں سَر کھولے ہوئے روتی چیختی ہوئی آئیں اور اُن کے قدموں میں گر پڑیں، کہتی تھی ہائے افسوس ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک جاتی رہی، پھر لڑکے کی ماں آئی جو بیٹے کے صَدمَہ سے کمان کی طرح خمیدہ ہو گئی تھی اور کہا مُجھ کو مُعافی دو میں چلی جاؤں مُجھ کو بیٹے کی جُدائی کی تاب نہیں ہے اور پھر یک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی۔ دیکھا تو جان بحق ہو چکی تھی۔ لڑکیاں رونے لگیں

Marfat.com

یہاں تک کہ جن وانس اور حیوانات سب اُن کی حالت پر روئے۔ مَعلُوم ہو کہ بیٹیوں کے واسطے ماں کے مَرنے سے زیادہ خرابی ہو جاتی ہے چُنانچہ کسی نے کہا ہے۔

چو مادر بمنزل دختر شود بیچارہ پدر کے شود چو مادر غم چارۂ آن مرد کہ مادر دختران کہ بجان افتد خوار اآ نا شور دآ وردہٗ۔

یہ باتؔ مَعلُوم ہے کہ خُدا نے اپنے بندوں کو سچ کہنے اور حَق بولنے کے واسطے پیدا کیا ہے پھر اِس میں کیا حِکمت ہے کہ چار سو عُلماؔ نے مَنصُور کے قتل کا انا الحَق کہنے سے فتویٰ دیا اور اُن کو قتل کر کے سُولی پر لٹکایا۔ اور پھر جلا دیا حالانکہ وہ تو پہلے ہی آتشِ عشق سے جلے ہوئے تھے پھر جلے ہوئے کو جلانے سے فائدہ۔

نُکتہ: مَعلُوم ہو کہ خُدا کی یا بادشاہوں کی حضُور ی کے طالِب جب تک جان بازی نہیں کرتے ہیں اُن کے دروازہ میں داخِل ہو کر اُن تک نہیں پہنچتے ہیں۔ اور جب اپنے سَر اور جان وتَن کو اُس پر فِدا کر دیتے جَھٹ پَٹ پہنچ جاتے ہیں اور جب پہنچ جاتے ہیں تو پھر اُس کا مُشاہدہ کرتے ہیں۔ تُم یہ نہ سمجھو کہ جو مَولا کے واسطے جلا وہ دَرحَقیقت جَل گیا۔ نہیں بلکہ جو مَولا کے واسطے جَلتا ہے وہ اُس کے نُور سے رَوشَن ہو جاتا ہے۔ دیکھو جب مُسافر سفر میں جاتے ہیں تو اپنے ساتھ ایک کپڑا رکھتے ہیں جس کا نام حراقہ ہے۔ اگر اُن سے پوچھو کہ تُم اِس کپڑے کو کیا کرو گے تو کہیں گے کہ اگرچہ بہ ظاہر یہ جلا ہوا ہے مگر اِس کے باطِن میں نُور ہے اور میں نے اِس کو اِس واسطے اپنے پاس رکھا ہے کہ اگر میں کسی اندھیری جگہ میں جاؤں تو اِس کے سبَب سے اس کو رَوشَن کرلُوں گا۔ اِسی طرح تُم یہ سمجھو کہ لوگوں نے مَنصُور کو جلا دیا۔ نہیں بلکہ نُور کے ساتھ رَوشَن کیا۔ چُنانچہ بریامت

Marfat.com

کے روز اُن کے نور سے میدانِ عرفات رُوشن ہو جائے گا اور ہر ایک گُنہگار مومن تھوڑے نُور والے کا نُور پُورا ہو جائے گا۔ یعنی مَنصُور اُن کے واسطے سِفارش کریں گے تو اب یہ دیکھو کہ جب حق کہنے والے جَل جاتا ہے تو پھر باطل کہنے والے کا کیا حال ہوگا۔ مَعلُوم ہو کہ مَنصُور حلاج کی حضرت ذُوالجلال میں ایسے مِثال ہے جیسے شمع کے آگے پروانہ۔ پروانہ شمع کی روشنی کو دیکھ کر اپنے دِل میں یہ کہتا ہے نُور کی قِسم سے ہے اور پھر اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیتا ہے تاکہ شمع کا نُور اپنے اندر جذب کرے اور اُسی وقت جَل جاتا ہے۔ تھوڑا نُور بھی نہیں لے سکتا بلکہ جَل کر شمع کے آگے گر پڑتا ہے اور اپنی عاجزی کو دیکھ کر کہتا ہے کہ میں تو نُور کے آگے اپنے آپ کو کچھ سمجھتا تھا۔ مگر اب مَعلُوم ہوا کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں اور پھر اپنی آنکھ کھول کر جو دیکھتا ہے تو شمع کا سَر بھی کٹا ہوا اپنے پہلو میں پاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب اُس نے ذِلّت اِختیار کی تو مَقصُود کو پہنچ گیا۔ اِسی طرح مَنصُور نے بھی حضرتِ اُلُوہیّت کے نُور کو دیکھ کر خیال کیا کہ میں بھی کچھ ہوں پھر جب جَل گئے تو اپنی ذِلّت مَعلُوم ہوئی اور اُسی وقت مَقصُود کو پہنچ گئے۔

حکایت : کہتے ہیں کہ سُلطان علاؤالدین لوگوں پر بہت ظُلم کرتا تھا اور ایک دفعہ ایک زاہد خُوش حال پر بھی اُس نے ایسا ظُلم کیا کہ وُہ بیچارہ فقیر ہو گیا۔ اور اُس نے خُدا سے بَددُعا کی کہ خُداوندا تو علاؤالدین پر بھی کسی ایسے کو مُسلّط کر جو اُس پر ظُلم کرے اور اِس کو ظُلم کی ماہیّت مَعلُوم ہو۔ خُدا نے زاہد کی دُعا قبُول کی اور سُلطان سنجرؒ کو مُسلّط کیا کہ اُس نے تمام مُلک علاؤالدینؒ کا چھین کر اِس کو نِکال دیا اور یہ فقیر ہو کر لوگوں سے بھیک مانگنے لگا اور جہاں جگہ مِلتی سو رہتا۔ دوستو دُنیا کا یہی حال ہے اِس میں وفا اور بقا نہیں ہے۔ اگر تُم تمام دُنیا کے مالِک ہو جاؤ تب بھی

Marfat.com

تمہارے لئے مشقت ہی ہے۔ القصہ ایک دن علاؤالدین جا رہا تھا کہ ایک شخص کو آگ جلاتے دیکھا کہ ایک ہنڈیا میں ساگ وغیرہ پکا رہا ہے اور اُس نے علاؤالدین سے کہا کہ اے وہ شخص جو میری بلا میں مبتلا ہے۔ علاؤالدین نے کہا تو نے یہ بات کس سبب سے کہی۔ اُس نے کہا اس سبب سے کہ میں تیرے ہاتھ کی بلا سے مبتلا ہوں اور تو میرے دل کی بلا میں گرفتار ہے کیونکہ میں خوش حال اور فارغ البال تھا تو نے مجھ پر ظلم کر کے مجھ کو اس حالت میں پہنچایا اور میں نے سچے دل سے خدا سے بددعا کر کے تجھ کو اس حال میں پہنچایا، پس تو میری بلا میں مبتلا ہے اور میں تیری بلا میں مبتلا ہوں۔ اب تجھ کو چاہیئے کہ مجھ سے جدا نہ ہو اور میرے پاس بیٹھ جا اور آگ روشن کر یہاں تک کہ ساگ پک جائے اور پھر میں اس کو فروخت کر آؤں اور اس کی قیمت میں میرا تیرا گذارہ ہوگا۔ سلطان علاؤالدین اس بات پر راضی ہوا۔ ظالم کی آنکھ سوتی ہے اور خدا کی آنکھ نہیں سوتی اور برائی کا بدلہ اُس کے مثل برائی ہے۔ الغرض فقیر نے سلطان سے یہ عہد کر لیا کہ مجھ سے جدا نہ ہونا اور پھر سلطان ساگ پکاتا اور فقیر اُس کو فروخت کرتا تھا اور ایک مدت اُن کو اسی طرح گذر گئی۔ آخر ایک دن یہ دونوں رات کو تہجد پڑھنے کھڑے ہوئے اور بہت رو کر انہوں نے خدا سے دعا کی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا (پارہ ۸ رکوع ۹ سورہ الاعراف آیت نمبر ۲۳) اور بہت گڑگڑائے۔ خدا نے ان کی دعا قبول کی۔ پھر اس کا ظہور اس طرح ہوا کہ ایک روز سلطان سنجر کا چوبدار اس طرف سے جا رہا تھا اور اُس نے علاؤالدین کو دیکھا کہ پھٹے ہوئے کپڑے پہنے آگ جلا رہا ہے۔ چہرہ اور ہاتھ پیر اُس کے سیاہ ہو گئے ہیں۔ چوبدار کو اُس پر بہت رحم آیا اور اُس کے واسطے خدا سے دعا کی۔ پھر روتا ہوا سلطان سنجر کے پاس پہنچا۔ سلطان نے پوچھا کیوں روتا ہے تیرا

Marfat.com

کوئی دُشمن ہے میں اُس کو سزا دُوں یا کوئی اور شکایت ہے تو اُس کو بیان کر۔ چوبدار نے کہا اے سُلطانی خُوب جان لو کہ دُنیا اور تُمہاری سلطنت بے بقا اور بے وفا ہیں، علاؤالدین تُمہارے ظُلم سے نہایت مُصیبت میں ہے اور مَیں نے اُس کو اِس حال میں دیکھا ہے اور میں اِس سبب سے روتا ہوں کہ آخر تُمہارا انجام بھی ایسا نہ ہو۔ سُلطان سنجر نے کہا جاؤ علاؤالدین کو میرے پاس بُلا لا۔ میں بھی اُس کے حال کو دیکھوں۔ چُنانچہ چوبدار علاؤالدین کو بُلا لایا۔ اور سنجر نے اُس کے چہرہ اور ہاتھ پیروں کی سیاہی کو اور پھٹے ہوئے کپڑوں کو دیکھ کر کہا کہ کیا تُو اپنے کپڑوں اور مُنہ کو بھی نہیں دھو سکتا۔ علاؤالدین نے زمینِ خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ اے بادشاہ میں اپنے سَر اور مُنہ کو اُس وقت دھوتا تھا جب کہ میرا سَر میرا تھا۔ میں اُس پر تاج پہنتا تھا اور لباسِ فاخرہ زیبِ بدن فرماتا تھا اور اب میرا سَر اور تمام جسم آپ کے حکم میں ہے تو پھر میں کیونکر دھو سکتا ہوں آپ کو اختیار ہے اگر آپ حکم فرمائیں تو میں دھوؤں۔ سُلطان سنجر کو علاؤالدین کی یہ بات اور اُس کی آہ وزاری بہت پسند آئی اور خلعت عنایت کر کے نیشاپور کی حکومت کا فرمان لکھ دیا۔

دیکھو سنجر اور علاؤالدین میں سخت عداوت تھی مگر سنجر نے علاؤالدین کی تواضع اور انکساری کو دیکھ اُس پر رحم کھایا اور خلعت و فرمان عنایت کیا مگر مومن جو بکثرت خُدا کا ذکر و سجود بجا لاتے اور اُس کے حضور میں تضرع وزاری کرتے ہیں۔ حالانکہ خُدا اُن سے محبّت کرتا ہے بغض نہیں رکھتا تو تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ ان کو اپنی رحمت سے محرُوم رکھے گا۔ نہیں ہرگز نہیں، وہ ان کو بخش دے گا۔ اور ان کے ایمان کا فرمان لکھ دے گا۔ وہ فرماتا ہے کہ خُدا ایمان والوں کو دُنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور خلہائے بہشتی کا خلعت

Marfat.com

مرحمت فرمائے گا۔ فرماتا ہے وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (پارہ ۱۷رکوع ۱۰سورہ الحج آیت نمبر۲۳) اور اُن کو بادشاہ بنادے گا فرماتا ہے وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيمًا وَّمُلْكًا كَبِيرًا۔ (پارہ ۲۹ رکوع ۱۹ سورہ الدھر آیت نمبر۲۰)

حکایت : آپ جانتے ہیں کہ سننے والوں میں اِس دُعا گو کی بات کیوں اثر کرتی ہے اور دیگر واعظوں کی کیوں اثر نہیں کرتی۔ سنو میں بیان کرتا ہوں۔ عُلماء اور واعظوں کے علم کی مثال پھل کی سی ہے اور پھل دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک باغی اور ایک جنگلی۔ باغی پھل کی تربیت کی جاتی ہے اور جنگلی بلا تربیت کے خودرو ہوتے ہیں۔ جنگلی خودرو پھل کا کھانا مشکل ہوتا ہے اور وہ کھانے والے کے حلق کو پکڑ لیتا ہے اور پھر بخار وغیرہ عارضہ اِس سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُس پھل کے واسطے کسی نے مُشقت نہیں اُٹھائی ہے، نہ کسی نے اُس کو پانی دیا ہے، نہ زمین میں ہل چلایا۔ اور پتھر چُنے۔ اِسی سبب سے اُس پھل کا چبانا اور نِگلنا مشکل ہے اور اُس کے کھانے سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جسم متغیر ہو جاتا ہے۔ اور جو درخت پرورش کئے جاتے ہیں اور ضرورت کے وقت اُن کو پانی دیتے ہیں اُن میں لطیف اور عُمدہ پھل مزیدار آتے ہیں۔ جن کو کھا کر دِل خوش اور بیماریاں دُور ہوتی ہیں۔ یہی مثال اُس واعظِ مسکین کے وعظ کی ہے۔ جس میں تحصیلِ علم کے وقت شریعت کا پانی دیا گیا اور مولانا شرف الدین سمرقندی کی تادیب سے بداخلاقی کے کانٹے دُور گئے اور مجدالدین فرغانی کے عُلوم کا پیوند لگا اور شمس الدین نخونی نے اُس کی پرورش کی اور امام صلاح الدین ترکستانی کے نصائح نے اُس کے سینہ کی زمین کو دُرست کر دیا جو دقائقِ عرفان سے منور ہو کر معانی قرآن کا پھل لایا اور ضروری بات تھی کہ پھر یہ دلوں کی دوا اور نفوس میں مؤثر ہوا۔ رُوحیں اِس کی لذّت سے خوش ہوئیں۔ کیونکہ

Marfat.com

پھلوں کی لذّت اجسام کا حصّہ ہے۔اور علم وحکمت کی لذّت ارواح کا حصّہ ہے۔ اور خدا فرماتا ہے میں اُس کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے۔اور فرماتا ہے نصیحت کرو کہ بیشک نصیحت مومنوں کو فائدہ کرتی ہے۔ یحیٰ بن معاذ رازی انواع واقسام علوم وحکمت کے ساتھ نصیحت فرماتے تھے اور گنہگار کفّار آپ کی مجلس میں بکثرت توبہ کرتے تھے اور اسلام لاتے تھے، جب اُن کا انتقال ہو گیا تو کسی ولی اللہ نے اُن کو خواب میں دیکھا کہ جنّت میں حُلہائے بہشتی تاج پہنے خوش وخرم بیٹھے ہیں، دریافت کیا کہ اے امام المسلمین یہ مرتبہ آپ کو کس سبب سے نصیب ہوا؟ کیا وعظ کہنے سے؟ فرمایا نہیں، خدا نے میرا کوئی وعظ ونصیحت قبول نہیں کیا جو میں مسلمانوں کو کرتا تھا اور جس سے کفّار اسلام قبول کرتے تھے اور جس کی بدولت ہزاروں گنہگاروں نے توبہ قبول کی، خدا نے اس میں سے کچھ بھی قبول نہیں کیا۔ خواب دیکھنے والے نے کہا تو پھر کیا جو نمازیں آپ رات کو پوشیدہ رکھتے تھے ان کی بدولت یہ منزلِ عالی آپ کو ملی؟ یحیٰ نے فرمایا یہ منزل مجھ کو نہ نماز سے ملی نہ حج سے نہ صدقہ سے نہ زیارت سے غرضیکہ خدا نے میرا کوئی عمل قبول نہیں کیا۔ ولی اللہ نے کہا کہ جب یہ بات ہے تو ضرور تھا کہ آپ دوزخ ہوتے۔ یحیٰ نے کہا سُنو میں بیان کرتا ہوں کہ یہ مرتبہ مجھ کو کیونکر ملا۔ میرے پروردگار نے مجھ کو خبر دی کہ اُس کا ایک ولی مستجابُ الدعوات تھا اور اُس نے خدا سے دُعا کی تھی جو قبول نہ ہوئی اور اُس ولی کو قولنج ہو گیا۔ دیکھو مردانِ خدا ایسے ہیں کہ جب اُن کی دُعا قبول نہیں ہوتی تو اُن کو قولنج ہو جاتا ہے اور اے مسکین ایک تو ہے کہ تیرے دِل کی آنکھ اندھی ہو گئی تو جانتا ہی نہیں کہ دُعا اور مقبولیت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ پھر یحیٰ کہتے ہیں کہ وہ ولی اللہ بتوفیقِ الٰہی میری مجلسِ وعظ میں آئے مجھ کو خبر نہ تھی۔ اور نہ خدا کے

Marfat.com

رسوا کوئی اُن کے حال سے واقف تھا تو میرے مواعظ کو سُن کر اُن کو اَز حد پسینہ آیا اور معانی قرآن و حقایق و دقائقِ عرفان کے سُننے سے اِس قدر حرارت نے اُن کے اندر جوش کیا کہ اُن کو قولنج دُور ہو گیا۔ اور اُنہوں نے مُناجات کی کہ خُداوندا! میرا قولنج کِس سبَب سے دُور ہوا۔ ندا ہوئی کہ یحیٰی بن معاذ رازی کے الفاظ کی حرارت سے۔ تب اُنہوں نے کہا خُداوندا یحیٰی بن معاذ میری بیماری دُور ہونے کا سبَب ہوا ہے پَس تو اُس کو بخش دے اور مُجھ کو اُس کے گناہوں کے دُور ہونے کا سبَب کر اور مُجھ کو اپنے تئیں بخش دے۔ ہاتِف نے آواز دی کہ میری رحمت وسیع اور مغفرت عظیم الشان ہے۔ میں صرف یحیٰی ہی کو نہ بخشوں گا بلکہ اُس کے تمام وعظ سُننے والوں چھوٹے بڑے مرد و عورت سب کو بخش دُوں گا جن میں گناہگار اور فرمان بردار سب قسم کے لوگ ہیں، تو اِس سبَب سے مجھے یہ منزل نصیب ہوئی۔ اے مومنو۔ خُوش ہو جاؤ کہ جب یحیٰی بن معاذ کے علم کی بدولت اولیاء اللہ کا قولنج دفع ہوا تو اللہ سے اُمید ہے کہ اِس مجلس کے حاضرین کے گناہ بھی دُور ہوں گے اور وُہ بخشے جائیں گے۔ علم و عُلماء کی برکت سے خُدا فرماتا ہے وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى۔ (پارہ ۲۷ رکوع ۲ سورہ الذّریٰت آیت نمبر ۵۵)

حکایت: ہے کہ حضرت ابُو سعید سرخسی اپنے گوشہ خلوت میں رات کو عبادت کیا کرتے تھے ایک شب کافر و فاسق لوگ شراب خانہ میں شراب خوری اور زِنا کاری کے واسطے جمع ہوئے اور ایک نے دُوسرے سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ ہمارے پاس جو مال تھا وہ ختم ہو گیا اب کچھ باقی نہیں ہے اور پھر اِسی رنج و فکر میں یہ مصروف ہوئے۔ تعجّب کا مقام ہے کہ فاجر و فاسق تو اپنے فِسق و فُجُور اور زِنا و شراب کے واسطے فکر و تردّد کرے اور تم زُہد کا دعویٰ کرتے ہو اور پھر دِین کے کام

Marfat.com

میں کچھ فکر نہیں کرتے اور نہ آخرت کا تردّد کرتے ہو۔ ساری عمر تمہاری گذر گئی اور تم نے ایک نیکی نہیں کی افسوس ہے۔ اَلغرض اِس مجمع میں سے ایک کافر گلے میں زنار ڈالے کھڑا ہوا اور کہا کہ تم کیوں فکر کرتے ہو، اگرچہ ہمارے پاس مال نہیں ہے مگر قوّت اور عقل تو ہے، ہم مال کو حاصِل کر سکتے ہیں، تُم بیٹھے رہو۔ میں کسی امیر کے مکان میں کونبھل کر کے مال لاتا ہوں۔ چنانچہ یہ روانہ ہوا اور ایک بڑے مکان میں اُس نے کونبھل کی۔ جب اندر گیا تو ایک بوریئے اور بدھنی اور لکڑی کے سِوا کچھ نہ پایا۔ اور یہ شیخ ابُوسعید کا خلوَت خانہ تھا۔ آپ بوریئے پر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کافر نے جو آپ کو دیکھا نہایت شرمندہ ہوا۔ اور قصد کیا کہ واپس چلا جائے۔ شیخ نے اُس کا دامن پکڑ لیا اور کہا تُو کیا تلاش کر رہا تھا اور کیوں اِس قدر جلد اُلٹا پھرا۔ کافر نے کہا میں مال چُرانے آیا تھا مگر یہاں کچھ بھی میرے ہاتھ نہ آیا۔ شیخ نے کہا ذرا ٹھہر جا اپنے آنے اور مُشقّت اُٹھانے کی مزدُوری لیتا جا۔ اُس نے کہا تمہارے خلوَت خانے میں رکھا ہی کیا ہے جو مجھ کو دو گے۔ شیخ نے کہا خلوَت خانے میں کچھ نہیں ہے تو تیرے دِل میں بھی صبر نہیں ہے ایک گھڑی بھر ٹھہر جا تا کہ جان لے کہ شیخ کے خلوَت خانہ میں جو کوئی بیٹھتا ہے وہ فائدے سے خالی نہیں رہتا۔ چور مُتفکّر بیٹھ گیا کہ اِتنے میں شیخ کے دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ شیخ نے اُس کو فرمایا کہ جا دروازہ کھول دے تیرے واسطے مال آیا ہے۔ چور نے جا کر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک حبشی غلام ہاتھ میں پانچ سو اشرفی کی تھیلی لئے ہوئے آیا ہے اور شیخ کے آگے اُس نے تھیلی رکھدی۔ شیخ نے پوچھا کہ اے غلام یہ کہاں سے لایا ہے؟ عرض کیا کہ سُلطان نے بھیجی ہیں اور اِس رات میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ شیخ نے فرمایا کیا؟ غلام نے عرض کیا کہ سُلطان

Marfat.com

اپنے تخت پر سوتے تھے اور میں چپی کر رہا تھا کہ یکا یک وہ خوفزدہ بیدار ہوئے اور مجھ کو حکم دیا کہ اے مبارک جلدی سے خزانہ میں جا اور فلاں تھیلی میرے پاس لے آ۔ میں نے تھیلی لا کر حاضر کی۔ حکم دیا کہ جلد اِس کو حضرت شیخ ابوسعید کی خدمت میں لے جا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ فرمایا میں نے ابھی خواب میں حضور نبی کریم ﷺ سرورِ عالم ﷺ کو دیکھا ہے کہ مع اصحاب کے رونق افروز ہیں اور مجھ کو حکم فرماتے ہیں اگر تو میری شفاعت چاہتا ہے تو ابھی اُٹھ کر شیخ ابوسعید کے پاس پانچ سو اشرفیاں بھیج دے کیونکہ ایک چور اُن سے اشرفیاں طلب کر رہا ہے اور وہ منتظر بیٹھے ہیں۔ بس میں یہ اشرفیاں سلطان کے پاس سے لے کر آیا ہوں۔ شیخ نے اُس کافر سے فرمایا کہ تو نے سنا غلام نے کیا کہا، اب تو یہ لے جا تیرا مطلب حاصل ہو گیا۔ کافر نے کہا میں دُنیا طلب نہیں کرتا میں تو مولیٰ کا طالب ہوں۔

اشهد ان لااله الا الله واشهدان محمد رسول الله .

اے مومنو میں تم سے خدا کے واسطے پوچھتا ہوں کہ مسجد بہتر ہے یا شیخ کا خلوت خانہ اور کافر بہتر ہے یا مسلمان اور کلامِ الٰہی باعزت ہے یا کلام شیخ ابو سعید۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مسجد زادیہ سے بہتر ہے اور مسلمان کافر سے بہتر ہے اور کلامِ الٰہی شیخ کے کلام سے اعلیٰ واعز ہے کیونکہ وہ غیر مخلوق ہے۔ پس ایک چور کافر جب شیخ کی خانقاہ سے محروم نہ گیا تو مسلمان مُوحّد جو مولیٰ کی رضا حاصل کرنے مسجد میں آیا ہے اور اُس کے کلامِ قدیم اور نبی کریم کی احادیث کو اُس نے سنا ہے تو خدا کیونکر اِس بات سے خوش ہو گا کہ اپنے بندوں کو اپنے گھر سے محروم جانے دے۔ نہیں، بلکہ اُن کو بخش دے گا اور اُن سے راضی ہو گا کیونکہ وہ فرماتا

Marfat.com

ہے کہ اے میرے بندے تُو کیا چاہتا ہے۔ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ پھر شیخ نے چور سے فرمایا کہ یہ اشرفیاں لے لے، اب تو مقبولیوں میں سے ہو گیا۔ اُس نے کہا میں اِن کو کیا کروں گا۔ میں تو اِن کو فسق و فجور کے واسطے تلاش کرتا تھا۔ اور اب تو میں مُسلمان ہو گیا ہوں، مجھ کو اشرفیوں کی ضرورت نہیں رہی۔ میں مولیٰ کا طالب ہوں اور پھر وہ دُنیا کو ترک کر کے پہاڑ میں جا کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوا۔

دیکھو ایک نومسلم نے اشرفیاں نہ لیں اور یہ بات جان گیا کہ خُدا کی حضور میں سونا حاصل کرنے سے نہیں پہنچ سکتا ہے بلکہ فقر سے پہنچتا ہے اور فقر بمقابلہ تونگری کے زیادہ قریب ہے، اور تو اے مسکین اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر جس طرح ہو سکتا ہے مال جمع کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کے دروازے سے دُور ہو جاتا ہے وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی. (پارہ ۳۰ سورہ العلق آیت نمبر ۶، ۷) تو اے مسکین فقر کو تلاش کرتا کہ انبیاء و مرسلین کی سیرت حاصل ہو اور مال جمع نہ کر کہ قارون کے مثل تونگروں کے ساتھ تیرا حشر ہو، کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو جس سے محبت کرتا ہے اُسی کے ساتھ اُس کا حشر ہو گا۔

اے مومنو! سنو میں تمہارے سامنے فقر کی تونگری پر فضیلت بیان کرتا ہوں۔ جب کوئی امیر شادی یا ولیمہ کی دعوت کرتا ہے تو روٹیوں کے ٹکڑے کرتا ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے روٹیوں کے ٹکڑے کر کے بڑھایا کرو اور اس میں حکمت یہ ہے کہ یعنی فرماتے ہیں کہ اے تونگرو۔ اور اے خوش حالو، جب تم کھانے بیٹھو اور دسترخوان بچھاؤ تو روٹیوں کے ٹکڑے کر کے اُن کو بہت سا بناؤ یعنی فقراء اور سائلوں کی روٹی کے اُس کو مشابہ کرو تا کہ فقرا اور مساکین کی

Marfat.com

برکت تم کو نصیب ہو اور خدا تمہاری بخشش کرے ان مشابہت سے، اور اس سے بھی بہتر یہ بات سنو کہ امیر لوگ جب حج کرنے جاتے ہیں اور احرام کے مقام پر پہنچتے ہیں تو اگر یہ لباس فاخرہ پہنتے رہیں اور احرام نہ باندھیں تو برسوں بھی خانۂ خدا کی اُن کو زیارت میسّر نہ ہو۔ مگر یہ سواری سے اتر کر ایک چادر کندھوں پر ڈالتے ہیں اور سر کھولتے ہیں اور برہنہ پا چلتے ہیں ہیں۔ جس میں یہ حکمت ہے کہ خدا اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ اے میرے بندو میں علیم و حکیم ہوں۔ تم کو یہ جتلاتا ہوں کہ میں اپنے گھر کی زیارت قبول نہیں کرتا جب تک کہ تم دنیا کی زیب و زینت اور آرائش کو ترک کر کے فقرا اور مساکین کا لباس نہیں پہنتے ہو۔ اور جب تک تم ایسا نہ کرو گے زیارت کا ثواب نہ پاؤ گے۔ پس اے مغرور جب کہ تو بغیر انہی زینت و آرائش کو چھوڑے اور فقراء و مساکین میں داخل ہوئے کعبہ میں نہیں پہنچ سکتا ہے جو کہ مخلوق ہے تو پھر خدا کی طرف پہنچنا کیسے تلاش کرتا ہے۔ مال و خزانہ وغیرہ کے ساتھ تو یہ نہیں جانتا کہ بادشاہ اور امیر جب مرتے ہیں تو جب تک ان کے لباس ہائے فاخرہ اتار کر ان کو فقراء کا لباس نہیں پہنایا جاتا وہ قبر میں داخل کرنے کے لائق نہیں بنتے ہیں۔ معلوم ہو کہ فقر تواضع کو کشش کرتا ہے اور تواضع رحمت کو کشش کرتی ہے اور تونگری تکبر کو کشش کرتی ہے اور تکبر قطعیت کو کشش کرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے اِنَّهُ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (پ۱۴ سورہ النحل آیت نمبر ۲۳) فقر صغیرہ گناہ سے بھی توبہ کراتا ہے اور غنا کبیرہ گناہ پر اصرار کرتی ہے۔ فقیر کا حساب تھوڑا ہے اور غنی کا عذاب بہت ہے۔ فرعون جب تک فقیر رہا مسلمان تھا اور جب غنی ہوا تو خدائی کا دعویٰ کرنے لگا اور کہا۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (پارہ ۳۰ رکوع ۳ سورہ النازعات آیت نمبر ۲۴) حضرت بلال رضی اللہ

Marfat.com

عنہ جب تک حبشہ میں رہے غنی تھے اور دس ہزار اُونٹ اپنی مَلکیت میں رکھتے تھے پھر جب قید ہو کر فقیر ہوئے تو مُسلمان ہو گئے اور مقبُول ہوئے۔ ایک روز حضرت بلال کُفّار کے سامنے اترا کر فخر کے ساتھ چل رہے تھے کہ جبرئیل عَلَیہِ السَّلام یہ آیت لیکر نازِل ہوئے وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا (پارہ ۱۵ رکوع ۴) یعنی زمین میں اترا کر نہ چل نہ تو زمین کو پھاڑے گا۔ اور نہ پہاڑوں کی بُلندی تک پہنچے گا۔ اور کہا اے مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خُدا آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے کہو کہ اے بلال، اترا کر فخر کے ساتھ نہ چلا کرو۔ حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے کہا، بلال نے عرض کیا کہ یارسُولَ اللہ کُفّار اپنے کُفر پر فخر کرتے ہیں پھر میں اِسلام پر کیوں نہ فخر کروں۔ اُسی دن جبرائیل عَلَیہِ السَّلام نازِل ہوئے اور کہا خُدا فرماتا ہے کہ میں نے بلال کے اِسلام پر خوشی روکنے کے واسطے یہ آیت نازِل نہیں کی ہے بلکہ اس کے فقر و تواضع کی کرامت اور مساکین کی مُباہات کے واسطے نازِل کی ہے کیونکہ غنی میرا شُکر کرتے ہیں اور میں فُقَراء اور مساکین کا شُکر کرتا ہوں، چُنانچہ حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فقر لوگوں کے نزدیک عیب اور خُدا کے نزدیک زِینت ہے۔ اور معلوم ہوا کہ تکبّر تونگری ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ خُدا فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ (پارہ ۲۸ رکوع ۱۶ سورہ التغابن آیت نمبر ۱۵) جاہِل اپنے مال و اولاد پر نظر کر کے تکبّر کرتا ہے اور خُدائے تعَالیٰ اور موت و قبر کو بھول کر اپنے اموال و حرکات میں اسراف کرنے لگتا ہے اور اسراف کرنے والے دوزخی ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مُتکبّروں کے حق میں فرماتے ہیں کہ کیا وہ تکبّر کرتا ہے جو دو دفعہ پیشاب کے مقام سے نِکلا ہے۔ یعنی ماں باپ کی شرمگاہوں سے۔ امام ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کُوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوا

Marfat.com

اُس کے کوئی تکبّر نہیں کرتا جوزِنا سے (پیدا) ہوا ہے۔ کبر میں تین حرف ہیں کاف کُفر کی طرف لے جاتا ہے۔ اور باتر قطع کی طرف لے جاتی ہے اور را رَدّ کی طرف لے جاتی ہے یعنی تکبّر کرنے والا خُدا کی رَحمت سے دُور ہے۔ اُس کے اَعمال مَردود ہیں اور قیامت کے روز تکبّر کرنے والے ذرّوں کی طرح حشر کئے جائیں گے اور تمام گنہگاروں سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔ اور شراب خوری بھی تکبّر سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ کُفّاروں نے جب تک تکبّر نہ کیا تھا بُت پرستی بھی نہ کی تھی۔ اور تکبّر نہ کرنے سے پہلے اَنبیاء کے ساتھ تمسخر کرتے تھے اور نہ بغیر تکبّر کے کسی نے نماز ترک کی۔ تم جانتے ہو کہ موم کا رنگ زرد کیوں ہے؟ اِس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ میں آگ سے جل جاؤں گا۔ پس آگ کے خوف سے اُس کا رنگ زرد ہو گیا۔ جب کوئی شخص پانی میں بتی کو ترک کر کے آگ میں جلاتا ہے تو جانتے ہو کہ وہ جُز بُز کہتی ہے۔ وہ یہ کہتی ہے کہ اگر تم اپنی سلامتی آتشِ دوزخ سے چاہتے ہو تو اپنے اَعضاءِ وُضو کے پانی سے تر کرو اور نماز پڑھو کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ اِس تھوڑے سے پانی کے سبب آگ مجھ کو نہیں جلا سکتی ہے اور جُز بُز کہتی ہے حالانکہ میرے پاس نماز بھی نہیں ہے، تو پھر جبکہ قیامت کے روز تمہارے وُضو کا پانی اور نماز باخشوع ہو گی تو آگ تم سے بھاگے گی اور کہے گی اے مومن مجھ سے پرے ہٹ کیونکہ تیرے وُضو کے پانی اور نُورِ ایمان اور تیری نماز نے میرے شعلہ کو خاموش کر دیا۔ تم جانتے ہو کہ آگ اور شراب کا رنگ سُرخ کیوں ہے اور آتشِ دوزخ کا بھی رنگ سُرخ تھا۔ مگر اُس کے رنگ کو خُدا نے نِکال کر شراب میں داخِل کر دیا اور وہ سیاہ مُطلق رہ گئی تا کہ لوگ اِس بات کو جان لیں کہ وہ شراب نہیں پیتے ہیں بلکہ آگ پیتے ہیں۔ اور ضرور کل قیامت کے روز وہ اِس کا مزہ اور عذاب

Marfat.com

چکھیں گے۔ تُم جانتے ہو کہ شراب عقل کو کیوں دُور کرتی ہے اور مُردار کی سی بُو اندر سے کیوں آنے لگتی ہے۔ اِس لئے کہ شَیاطین اِس کے اندر پیشاب کرتے ہیں۔ اور گویا کہ وہ فرماتا ہے کہ اے شرابی آج تو صرف تجھ کو آگ کا رنگ پہنچا ہے جس کے سبَب سے تیری عقل جاتی رہی اور تو مُبہُوت ہو گیا۔ پھر جب قیامت کے روز آگ کا عذاب تجھ پر ہو گا۔ اور تجھ کو جلا کر کوئلہ کر دے گا اُس وقت تیرا کیا حال ہو گا۔ خرگوش کا پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا شیطان کا۔ پیشاب ظاہر ہے کہ شیطان کا پیشاب زیادہ ناپاک ہے۔ اور پھر علمِ طِب میں یہ بات مشہُور ہے کہ خرگوش کا پیشاب ریاح اور قولنج کو دُور کرتا ہے تو باوجُود اِن فوائد کے کوئی بھی اِس کو نہیں پیتا ہے اور شراب کو پیتے ہیں جس میں شیطان کے پیشاب کا اثر ہے اور جس کے پینے سے عُجب اور حَسد اور نِفاق اور غلّ وحقد پیدا ہوتے ہیں۔ پھر تُم خرگوش کا پیشاب کیوں پیتے ہو جو رحمتِ اِلٰہی کو تُم سے دُور کرتا ہے۔ مُحمد واسع کہتے ہیں کہ میں نے ایک حبشی غُلام کو دیکھا کہ اُس نے پانی کے کنارے غُسل کیا اور اپنے عُمدہ کپڑے اُتار کر ٹاٹ کا لِباس پہنا اور شہر سے باہر نِکلا۔ میں بھی دُور سے اُس کی حالت کو دیکھتا چلا آتا تھا یہاں تک کہ وہ شہر سے باہر ایک سَرا میں پہنچا جو سمُندر کے کنارے واقع تھی اور سوداگر جہازوں میں سوار ہونے کے لئے اُس میں آیا کرتے تھے۔ یہ غُلام اُس سَرا کے ایک خالی گوشہ میں جانماز بچھا کر عبادت میں مصرُوف ہو گیا۔ میں اُس کا تمام حال دیکھ رہا تھا کہ یکا یک ایک غُل مچا کہ فلاں سوداگر کی ایک تھیلی چوری ہو گئی جس میں ہزار اشرفیاں تھیں اور اِسی حبشی پر سب نے تہمت لگائی کہ سِوا اِس مُنافق کے جو لوگوں کے دِکھاوے کو نماز پڑھ رہا ہے اور کسی نے تھیلی نہیں چُرائی۔ اور اِس کو اِس قدر مارا پیٹا کہ وُہ بے ہوش ہو گیا۔ پھر

Marfat.com

جب وُہ ہوش میں آیا تو اُس نے اقرار کیا کہ ہاں مَیں نے لی ہے اور دریا کے کنارے اُس کو دفن کر دیا ہے۔ تم وہاں مجھ کو لے چلو تو میں تم کو تھیلی دے دُوں گا۔ میں اپنے دِل میں کہتا تھا کہ اِس مُنافِق رِیا کار کو خرابی ہو لوگوں کے دِکھانے کو تو نماز پڑھ رہا تھا، اور اب معلوم ہوا ہے کہ یہ چور ہے۔ پھر مَیں نے اُس کے دِل کی طرف جو نظر کی تو اُس نے کہا کہ بعض گُمان گُناہ کا ہوتا ہے، پھر میں اُس کے ساتھ ہوا یہاں تک کہ ہم سب سَمُندر کے کِنارے پر آئے اور اُس نے آسمان کی طرف سَر اُٹھا کر کہا کہ خُداوندا بطفیل اِس راز کے جو میرے اور تیرے درمیان ہے مجھ کو اِن لوگوں سے نجات دے تا کہ میں تیرے ساتھ مشغُول ہوں کہ اِتنے میں دریا نے حرکت کی اور تمام مچھلیاں مُنہ کے اندر موتی اور جواہرات لئے ہوئے آئیں اور حبشی نے لوگوں سے کہا کہ جِتنا مال تُمہارا گُم ہوا ہے اُس کے مُوافِق اِن جواہرات میں سے لے لو اور مُجھ کو چھوڑ دو۔ لوگ یہ مُعاملہ دیکھ کر اُس کے قدموں میں گرے اور کہا ہم کو مُعافی دیجئے کہ ہم نے آپ کو مارا ہے۔ حبشی نے کہا میں نے جُود و عفو اپنے ربّ سے سِیکھا ہے، جب تم مُجھ کو مارتے تھے میں تُمہارے واسطے دُعا کرتا تھا کہ اے خُدا اِن کو مُعاف کر اور بخش دے اور بغیر اِن کے مُجھ کو جنّت میں داخل نہ کرنا۔ لوگوں نے کہا اے پروردگار ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظُلم کیا۔ اگر تُم ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ فرماتے گا تو ہم نقصان والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اور پھر سب نے رو رو کر عرض کیا کہ اے ولی اللہ ہم کو نصیحت کیجئے۔ حبشی نے فرمایا چار چیزیں چار بھلائیوں کو پیدا کرتی ہیں۔ خیر امن کو پیدا کرتی ہے اور خاموشی سلامتی کو، سخاوت شرف کو اور شکر زیادتی کو پیدا کرتا ہے۔ اور چار باتیں اور ہیں، جاگنا قوّت کو دُور کرتا ہے اور سُستی دَولت کو زائل کرتی ہے اور تکبُّر مُروّت کو دُور کرتا ہے اور ناشکری نعمت کو زائل کرتی ہے۔ مُعلوم ہو کہ واعظ کی مِثال کا

Marfat.com

شتکار کی ہے جو ایک مٹھی تخم یا گیہوں کی لے کر زمین پر ڈالتا ہے جن میں سے کچھ دانے پتھر پر گر تے ہیں اور پیدا نہیں ہوتے۔ اور کچھ دانے سخت زمین پر گر تے ہیں اور وہ بھی نہیں اُگتے اور کچھ پرندے کھا جاتے ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ صرف وہی دانے اُگتے ہیں جو ہل چلی ہوئی پاکیزہ اور پتھر وغیرہ سے پاک وصاف زمین میں پڑتے ہیں۔ اسی طرح عُلماء خَلق پر مُواعظ وعُلومِ حکم کی تخم ریزی کرتے ہیں مگر اُن کا اثر اُسی دِل میں ظاہر ہوتا ہے جو حَسَد و نِفاق اور کُفر و کِبرٌ اور غِل وعسر سے پاک ہوتا ہے۔ اِس واسطے لازم ہے کہ دِل ان تمام خبائث سے پاک ہوتا کہ سُننے والے میں عُلُوم کا اثر پیدا ہو کر نصیحت کا تخم اُگے اور طاعت کا پھل اِس سے پیدا ہو اور وہ گمراہی سے بچ کر اپنے اور دُنیوی و دِینی مقصد کو پہنچا چنانچہ اَمثلہ فارسی میں کہا گیا ہے۔

نیک خواہان دہند پند ولیک   نیک بختاں بوند پند پذیر

اور اِسی واسطے ناصح بھی عالِم ہونا چاہیئے کہ جو ہر ایک بات مَوقع ومحل پر بیان کرے اور سُننے والا بھی یاد رکھنے والا اور قابِل ہو کہ جو کچھ سُنے اُس کو بھول نہ جائے اور جب سامع اِقبال مَند ہو گا تو کہے گا ہم نے سُنا اور اطاعت کی اور جو بد بخت ہو گا تو کہے گا کہ ہم نے سُنا اور نہ مانا۔ اِس واسطے زمین پاک وصاف ہوتا کہ اُس میں تخم پیدا ہو کر کھانے اور جمع کرنے کے واسطے رہے۔ اِسی طرح دِل بھی صاف ہو اور علم و عمل قبول کرنے کے قابل ہونا چاہیئے جیسا کہ حکیم ابُوالقاسم نے اپنی بعض مثالوں میں بیان کیا ہے۔

ہر کہ تواند خورد تواند خوردہ   ہر کہ تواند رست تواند مردہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جو وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر سورۂ اِنَّآ اَنزَلنٰہُ

پڑھ لیا کرے ان شاء اللہ عزوجل اس کی نظر کبھی کمزور نہ ہو

سب سے بڑا وظیفہ مرد کے لئے ہے

پانچوں وقت مسجد کی پہلی صف میں تکبیر اُولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنا۔

مکتبہ فیضان عطار 0300-6460159

Marfat.com